سلسلۂ نصابِ تعلیمِ جامعۂ عثمانیہ

آئینِ اکبری

جلد اوّل (حصّہ اوّل)

تصنیف

علّامہ ابوالفضل

ترجمہ

مولوی محمد فدا علی صاحب طالب

رُکن شعبۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ سرکارِ عالی

سنہ ۱۳۵۷ھ م سنہ ۱۳۴۷ف م سنہ ۱۹۳۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئین اکبری

جلد اوّل

دیباچہ

خدایا بشر تجھ کو کیا کیا کہے ۔۔۔ مگر مختصر یہ کہ مولیٰ کہے
جھکے گر تو اعلیٰ و برتر کہے ۔۔۔ اقامت میں اللہ اکبر کہے
ترا راز سربستہ اے بے نیاز ۔۔۔ ہے پردے ہی پردے میں سرگرم ناز
سحر تیری بیگانہ ہے شام سے ۔۔۔ بری ہے تو آغاز و انجام سے
یہ حادث اثر اور فانی نشاں ۔۔۔ بھلا تیرے ملکِ قدم میں کہاں
بیاباں تری مدح کا ہے فراخ ۔۔۔ زمیں اس بیاباں کی ہے سنگلاخ
نہ شیوا زبانی نہ غائر نظر ۔۔۔ نہ جوش طلب ہے نہ کیف خبر
نہ پائے ارادت نہ ذوقِ سفر ۔۔۔ کہاں ایسے جنگل میں بھٹکے بشر
تقاضا تو یہ ہے کہ جویاں رہے ۔۔۔ مگر عجز کہتا ہے ناداں رہے
زباں گنگ ہو عقل حیراں رہے ۔۔۔ اسی نامرادی میں شاداں رہے

تری شان حیرت سے دیکھا کرے
تجھے بیخودی میں پکارا کرے

حقیقی معرفت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان خدا کی مدح و ثنا کو صرف الفاظ و اقوال میں محدود نہ رکھے بلکہ اپنے افعال و کردار سے بھی اسی کی عظمت و جلال کا کلمہ پڑھے۔ خالق مطلق کی صناعیوں کے چند عجیب و غریب کرشموں کو زبان قلم سے بیان کرکے دائمی سعادتوں کا ذخیرہ جمع کرے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس مدح و ثنا میں جو دل سے نکلے وہی قلم سے ٹپکے۔ اگر قلم کی رفتار نے دل کی گفتار کا پورا پورا ساتھ دیا تو ممکن ہے کہ اُس شخص پر انوار شہنشاہی کی جھلک پڑ جائے اور ثناگر اس روشنی میں دریا سے چند قطرے اور بیاباں سے کچھ ذرے حاصل کر لے اور اس طرح اس کے اقوال و افعال کی ویران زمین سرسبز و شاداب ہو۔

ابو الفضل مبارک شاہی ثناگری کے پیرائے میں خدا کی شکر گزاری کی نغمہ سرائی کرکے تعریف کے بیش بہا موتیوں کو تحریر کی لڑیوں میں پروتا اور دُنیا کے سامنے لاتا ہے۔ میری مدح سرائی کا یہ مقصد نہیں ہے کہ میں اُس بادشاہ عالیجاہ کی بزرگ ترین خصلتوں اور بہترین عادتوں سے بنی نوع انسان کو آگاہ کردوں جس نے دُنیا کو طرح طرح کی رنگ آمیزی سے زیب و زینت دی ہے اور اپنی جدّت پسند طبیعت سے عالم کے رشتۂ انتظام میں بہترین جواہر پروئے ہیں اس لئے کہ جو شئے روز روشن کی طرح ظاہر ہے اس کو خواہ مخواہ تحریر میں لانا اپنی ناسمجھی کا خود اظہار کرکے عقلمندوں کے تیر ملامت کا نشانہ بننا ہے میں صرف اپنی ذاتی واقفیت کے گوہر ہاتھ پر رکھ کر دُنیا کے بازار میں آتا ہوں اور اپنے دل کی خودستائی کو ایسی داد و دہش کے مشغلے میں مشغول و مصروف رکھتا ہوں۔

ظاہر ہے اُس عظیم الشان کام کو سرانجام دینے کی ذمہ داری اپنے اوپر لینا جس کا بار آسمانی طبقوں کے رہنے والے بھی نہیں اٹھا سکتے خودستائی میں داخل نہیں ہے بلکہ اس جسارت سے اپنی نااہلیت اور ناعاقبت اندیشی کو دوسروں پر ظاہر کرنا ہے۔

میرا اصل مقصد اس تصنیف سے یہ ہے کہ اس مبارک عہد کے رہنے والوں کو اُس بے مثال ہستی کی عقل و دانش عالی ہمتی حسن انتظام و محاسن افعال سے آگاہ کردوں جو مادی و غیر مادی ہر دو قسم کی ہر شئے حقیقت سے واقف اور میدان علم کے نشیب و فراز کا پورا مرد میدان ہے اور آئندہ نسل کے لئے بہترین تحفۂ یادگار چھوڑ جاؤں۔

محسن کے احسانات کی شکر گزاری کرنا دُنیا و آخرت ہر دو عالم کے لئے اعلیٰ ترین سامان کا مہیا کرنا ہے ممکن ہے کہ اس مطلب آشنا دُنیا میں جہاں طبیعتوں کی افتاد ایکدوسرے سے مختلف انسانی خواہشیں متضاد انصاف معدوم اور راہنما مفقود ہیں کچھ ایسے اشخاص بھی ہوں جو اس عقل و دانش کے دفتر کی ہدایتوں سے اپنی کار برآری کر سکیں اور عالم کے بے پایاں جنگل میں جہاں علم و عمل کے ہجوم کی وجہ سے ہر وقت ایک کشاکش رہتی ہے حیرانی اور سرگردانی سے نجات پائیں۔ یہی وہ مبارک خیال ہے جس نے مجھے اس امر کی طرف متوجہ کیا کہ میں بادشاہ عالم پناہ کے جاری کردہ قوانین کو تحریر میں لاکر دور و نزدیک دُنیا کے ہر گوشے کے بسنے والوں کے لئے ہدایت اور واقفیت کا ایک مکمل کارنامہ چھوڑ جاؤں۔

میرا ارادہ یہ ہے کہ قوانین شاہی کو معرض تحریر میں لاؤں اس لئے پہلے خود بادشاہ کی بلند پایہ شخصیت اور اُس کے ارکان دولت کی اہمیت کا کچھ ذکر کرتا ہوں واضح ہو کہ خدا کے نزدیک مرتبۂ شاہی سے زیادہ بلند کوئی دوسرا مقام نہیں ہے۔ دُنیا کے تمام عقلا اسی سرچشمۂ اقبال سے سیراب ہوتے ہیں۔ جو لوگ میرے اس دعوے پر دلیل طلب کرتے ہیں ان کو خاموش کرنے کے لئے صرف یہ امر کافی ہے کہ دُنیا میں سرکشوں کو زیر کرنا اور بنی نوع انسان کو اطاعت کے صراط مستقیم پر چلانا صرف اسی مرتبۂ اعلیٰ کا کام ہے بلکہ لفظ بادشاہ کا مفہوم خود میرے دعوے کو قوی کرتا ہے ظاہر ہے کہ اس لفظ کا جزو اول یاد اقتدار پر دلالت کرتا ہے اور شاہ کے معنیٰ مالک یا آقا کے ہیں اس لئے یہ امر بدیہی ہے کہ حکمران کو اقتدار و ملکیت کا سرچشمہ تسلیم کیا جائے اور صدق دل سے اس امر کا اعتراف کیا جائے کہ اگر شاہی جاہ و جلال کا وجود نہ ہوتا تو نہ تو دُنیا کو فتنہ و فساد کے تباہ کن طوفان سے نجات حاصل ہوتی اور نہ عالم سے خود غرضی و نفس پرستی کی بیخ و بنیاد کا قلع قمع ہوتا۔ اگر انسان کے سر پر حکمراں کا سایہ نہ ہوتا تو بنی آدم غصہ و طمع کے ناگوار بوجھ سے دب کر نیستی کے عمیق غار میں گر جاتے۔ بازار دُنیا کی ساری رونق جاتی رہتی اور تمام عالم بجائے ایک دلکش سبزہ زار ہونے کے ویران سرزمین نظر آتا۔

شاہانہ انصاف کی نورانی شمع بعضوں کو تو صراط اطاعت پر مسرت خیز رفتار میں

چلاتی ہے اور بعض افراد شاہی سیاست سے مرعوب ہو کر ظلم و ستم سے کنارہ کش ہوتے اور خوف کی وجہ سے اسی راستے پر چلتے ہیں۔ شاہ کا لفظ عام طور پر اُس شئے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس نے اپنے ہمجنسوں میں کوئی خاص امتیاز پیدا کیا ہو جیسا کہ شاہ سوار و شاہ راہ کے مفہوم سے ظاہر ہے۔

شاہ نوشہ کو بھی کہتے ہیں۔ بادشاہ کی ذات عالم میں دولھا ہے اور دُنیا عروس ہے جو حکمراں کے جمال جہاں آرا کی فریفتہ ہو کر آخر میں اس کی پرستار بن جاتی ہے۔

نادان و کوتاہ بیں اشخاص حقیقی و خود غرض و حریص فرمانرواؤں میں تمیز نہیں کرتے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس فرق کی شناخت کرنا بیحد مشکل ہے اس لئے کہ خزانے کی معموری سپاہ و فوج کی درستی خدمت گزاروں کی اطاعت پذیری عقلمند مشیروں کی کثرت مختلف ہنرمندوں کی جماعت اور اسباب جاہ و حشم کی فراوانی ہر دو حکمراں کے مشترک نشانات عظمت ہیں جن کی وجہ سے دونوں فرمانروا ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہو سکتے لیکن صاحبان بصیرت اس فرق کو بخوبی پہچانتے ہیں مذکورۂ بالا مراتب حشمت اول الذکر کے لئے دیر پا بلکہ دائمی ہیں اور دوسرے کے لئے زوال پذیر۔

حقیقی فرمانروا خود ان نشانات عظمت کا فریفتہ نہیں ہوتا بلکہ وہ ان مراتب کو ظلم و ستم کے مٹانے اور ہر جذبۂ خیر کے پیدا کرنے کا ذریعہ و واسطہ بناتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ امن و امان انصاف و پرہیزگاری و فاشعاری اور زیادتی اخلاص وغیرہ حقیقی رحمتوں کے برکات بنی نوع انسان پر بارش کی طرح برستے ہیں برخلاف اس کے خود پسند و مطلب آشنا حکمراں ان اسباب جاہ و جلال کا بندۂ بے درم بن جاتا ہے اور اپنی ظاہری شان و شوکت پر نازاں ہو کر تکبر و غرور خوشامد و چاپلوسی خود پرستی و خود غرضی وغیرہ روحانی امراض کا شکار بن جاتا ہے اور اس طرح خوف و خطر بے اطمینانی و بے آرامی فتنہ و فساد ظلم و ستم بیوفائی و قزاقی کے تباہ کن دروازے رعایا کے لئے کھل جاتے ہیں۔

چراغ شاہی خدا کا ایک درخشاں نور اور آفتاب عالم تاب کی ضیا ہے جو حقیقت میں کتاب تکمیل کی ایک بیّن دلیل اور تمام خوبیوں کا ملجا و ماوٰی ہے۔ حال کی

اصطلاح میں انوارِ شاہی کو فرِّ ایزدی (الوہیت کی ضیا یا روشنی) کہتے ہیں قدیم زمانے میں اس مبارک روشنی کو کیہاں خدیو کے نام سے یاد کرتے تھے۔

مرتبۂ شاہی بلا واسطہ خدا کی طرف سے کسی برگزیدہ شخصیت کو عطا ہوتا ہے۔ اس اعلیٰ مرتبے کی نورانیت اُس بزرگ ہستی کے سراپا پر چھا جاتی ہے جس کو دیکھ کر تمام بنی نوعِ انسان اُس کے سامنے اپنا سرِ اطاعت جھکا دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ شمعِ ہدایت متعدد بہترین خصائل کا مرکز ہے جن میں سے چند مندرجِ ذیل ہیں۔

(۱) **شفقتِ پدری**۔ ہزارہا انسان بادشاہ کی اس مہر و محبت کے سایۂ عاطفت میں پرورش پاتے ہیں اور اختلافِ مراتب کی وجہ سے فتنہ و فساد کی شورش برپا نہیں ہوتی۔ بادشاہ اسی جذبے کے تحت اپنی دور اندیشی سے زمانے کی نبض شناسی فرماتا اور رفتارِ زمانہ کے مطابق حکمرانی کرتا ہے۔

(۲) **دریا دلی**۔ یہی وہ جذبہ ہے جس کی وجہ سے کسی ناگوار منظر کو بھی دیکھ کر بادشاہ کے مزاج میں تغیر نہیں واقع ہوتا اور طوفانِ بے تمیزی کے باعث فرماں رواکے عزم و استقلال اور اُس کی قوتِ فیصلہ میں فرق نہیں آتا۔ بادشاہ اپنی شاہانہ ہمت سے آگے قدم بڑھاتا ہے اور اُس کے خداداد عزم میں دوچند اضافہ ہو جاتا ہے۔ کسی مجرم کی شخصیت بادشاہ کے قلب کو مرعوب نہیں کر سکتی۔ حقیر و بزرگ کم مایہ و امیر حصولِ مقاصد کے لئے بادشاہ کے گرد جمع ہوتے ہیں اور ہر شخص کا دستِ سوال بلا انتظار کی تکلیف اُٹھائے ہوئے گوہرِ مراد حاصل کر لیتا ہے۔

(۳) **روزافزوں توکل**۔ بادشاہ خدا کو کارسازِ حقیقی جانتا ہے اور دنیاوی اسباب کی پراگندگی اُس کی جمعیتِ خاطر کو درہم و برہم نہیں کر سکتی۔

(۴) **طاعت و عبادت**۔ ارادوں کی کامیابی بادشاہ کے قلب سے خدا کی یاد کو نہیں بھلاتی اور کسی قسم کی ناکامی اُسے کارسازِ حقیقی کے آستانے سے اُٹھا کر فانی و مجازی واسطوں کے در پر نہیں لے جاتی۔ حقیقی حکمران کی نفسانی خواہشوں کی باگ ہمیشہ عقل کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ تمناؤں کے بے پایاں جنگل میں بادشاہ دنیاوی مقاصد کا فریفتہ ہو کر کبھی بے چین نہیں ہوتا اور نہ کبھی ناشائستہ شئے کی تلاش و محبت میں

اپنا قیمتی و مبارک وقت ضائع کرتا ہے۔ بادشاہ غیظ و غضب کو جو سرمایۂ ظلم ہے اس طرح عقل کا تابع بنا تا ہے کہ قہر و ستم جو حقیقی طور پر نابینا ہیں کبھی اپنا ہاتھ بلند نہیں کرتے اور بے پروائی حد اعتدال سے قدم نہیں بڑھا سکتی۔

بادشاہ تلطف و مدارا کو اپنا شعار بناتا ہے تاکہ منحرف و برگشتہ اشخاص کو بھی بغیر پردہ دری کی ذلت و رسوائی برداشت کئے راہ راست پر واپس آنے کا موقع ملتا رہے۔

حقوق کے فیصلے میں بادشاہ خود دادخواہ نظر آتا ہے اور سائل اُس کے رحیمانہ برتاؤ سے اپنے کو حاکم عدالت خیال کرتا ہے۔ بادشاہ سائلوں کو بہت زیادہ امید و بیم میں گرفتار نہیں رہنے دیتا اور مخلوق کی خوشنودی کو خالق کی رضامندی خیال کرتا ہے۔ بادشاہ مخلوق کو کبھی کسی ایسے امر پر خوش ہونے کا موقع نہیں دیتا جو عقل کے خلاف ہو اور ہمیشہ حق پسند افراد کا جویاں رہتا ہے۔ اس فرماں روا کو سخن شیریں ثمر سے گو بظاہر کتنا ہی تلخ کیوں نہ ہو غصہ نہیں آتا اور ہمیشہ گفتگو کا محل اور معروضہ کرنے والے کی شخصیت اس کی نگاہ کے سامنے حاضر رہتی ہے۔ بادشاہ اس قدر انصاف دوست ہے کہ صرف خود ظلم و ستم سے پرہیز کرنے پر قناعت نہیں کرتا بلکہ اس کی اصل تمنا یہ ہوتی ہے کہ اُس کی تمام قلمرو میں بیداد کا نام بھی نہ سنائی دے۔

بادشاہ ہر وقت رفتار زمانہ کی دیکھ بھال رکھتا ہے اس کے جسم کو کسی تباہ کن آزار کا شکار نہیں ہونے دیتا اور ہر بیماری کا بہترین علاج کرتا رہتا ہے جس طرح حیوانی مزاج عناصر کے صحیح ارتباط سے حد اعتدال پر رہتا ہے اسی طرح زمانۂ سیاست کی طبیعت بنی نوع انسان کے مراتب کی صحیح تقسیم سے معتدل رہتی ہے اور اس طرح انسانوں کے مختلف گروہ یکدلی و یکجہتی کے پرتو سے جسم واحد کے حکم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ انسانی گروہ چار قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) جری و بہادر افراد۔ ان کا مرتبہ جسم عالم میں عنصر آتش کے موافق ہے اس گروہ کی قہر آمیز عقل کے شعلے سے شورہ پشت اشخاص کا تمام سامان فتنہ پردازی خاک سیاہ ہوتا ہے اور دُنیا کی پُر آشوب فضا میں سکون و آسائش کے چراغ روشن ہو جاتے ہیں۔

(۲) پیشہ ور و سوداگر۔ ان کا مرتبہ ہوا کا ہے۔ اس گروہ کی کار پردازی اور سیر و سیاحت سے خدا کی نعمتیں ہر شخص کے لئے عام ہو جاتی ہیں اور نسیم مراد کے

جھونکوں سے شجر حیات تازہ و شاداب ہوتا ہے۔

(۳) اہل قلم جس میں حکیم، طبیب، محاسب، مہندس، اہل نجوم وغیرہ داخل ہیں۔ یہ گروہ پانی کا حکم رکھتا ہے جس کے قلم وعقل کی روانی سے خشک سال دنیا میں ایک دریا بہتا ہے جو گلشن عالم کو سیراب کر کے اس کے ہر گوشے میں ایک خاص شادابی و سرسبزی پیدا کرتا ہے۔

(۴) کسان و مزدور۔ اس گروہ کو خاک سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ ان کی محنت و مشقت سے سرمایۂ زندگی کی تکمیل ہوتی ہے اور ان کی کارپردازی قوت و شادمانی پیدا کرتی ہے۔

ان وجوہات کی بنا پر بادشاہ کے لئے ضروری ہے کہ ان میں سے ہر گروہ کو اس کے مناسب مرتبہ عطا فرما کر دنیا کو آباد و معمور کرے اور شخصی قابلیت کو دوسروں کی قدر افزائی کے ساتھ اس طرح ہمعنان رکھے کہ زمانے کی شورش و فساد بالکل نیست و نابود ہو جائیں اور مزاج عالم ہمیشہ اعتدال پر قائم و برقرار رہے۔

جس طرح کہ سیاسی شخصیت مذکورۂ بالا چار مراتب انسانی کے ارتباط سے معتدل رہتی ہے اسی طرح شہنشاہیت بھی چار خدام دولت کی محتاج ہے جو اس کے ظاہری و باطنی نظام کو حد اعتدال سے منحرف نہیں ہوتے دیتے۔

(۱) اعیان مملکت۔ یہ گروہ ہر وقت اپنی حقیقت شناسی کے باوجود کاروبار سلطنت کو بہترین طریقے پر انجام دیتا ہے اور میدان جنگ میں اپنی عقیدتمندی کا کامل طور پر اظہار کر کے جان نثاری میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا۔

خوش نصیب اہل دربار عنصر آتش کے مماثل ہے جو خود قلوب کو نور اطاعت سے روشن اور دشمن کو نار غضب سے خاک سیاہ کرتا ہے۔ اس گروہ کا صدر وکیل سلطنت ہے جو اپنی خداداد عقل کے وسیلے سے اخلاص کے چاروں مدارج (ترک جان۔ ترک مال۔ ترک ناموس۔ ترک دین) طے کر کے ملکی و مالی ہر معاملے میں بادشاہ کا نائب ہوتا ہے۔ مجلس مشورت کو اسی شخص کے دم سے رونق حاصل ہوتی ہے اور سلطنت کے اہم معاملات اس کی تدبیر سے خوبی کے ساتھ طے ہوتے ہیں۔ ترقی و تنزل تقرر و برطرفی وغیرہ اسی کی صائب رائے کے مطابق عمل میں آتے ہیں۔

اس شخص کو تجربہ کار و صائب الرّائے ہونا چاہیئے اور اس کا حوصلہ بلند اُس کی ہمت عالی طبیعت نیک اور دل غنی ہونا ضروری ہے وکیل کو صلح پسند وکشادہ پیشانی ہونا چاہیئے اس کے اخلاق اس قدر وسیع ہوں کہ عزیز و بیگانہ اس کی نگاہوں میں برابر ہوں اور دوست و دشمن سب کے ساتھ یکساں سلوک کرے۔

اہم معاملات کو خوبی سے حل کرے صداقت پسندی اس کا شعار ہو عام اشخاص کو آداب سلطنت کی تعلیم کرے اور خود دیگر افراد کی نگاہوں میں صاحب وقعت ہو ضرورت کے وقت مشورہ طلب کرے اور صحیح مشورے پر عمل کرنا ضروری خیال کرے امانت دار احتیاط پسند دور اندیش ہو آداب شاہی سے واقف اور امور سلطنت کا بہترین شناسا ہو کار امروز بہ فردا مگذار پر عمل کرے اور اپنے فرائض کے تنوع سے پریشان خاطر نہ ہو عام اشخاص کی تمناؤں کو پورا کرنا اپنا فریضہ سمجھے اور اپنے تمام احکام و اعمال کی بنیاد محکوم طبقے کی رتبہ شناسی پر رکھے ہر دل عزیزی کو بہت بڑی نعمت سمجھے اور کم مرتبہ اشخاص سے بھی عزت و اخلاق سے پیش آئے اس امر کا لحاظ رکھے کہ گفتگو میں یاوہ گوئی اور افعال میں کجروی نہ ہو۔

اگرچہ خزانے کے دفاتر براہ راست اُس کے ماتحت نہیں ہوتے لیکن اُن محکموں کے حکام اجرائی حکم کے اسناد اسی افسر اعلیٰ سے حاصل کرتے ہیں اس شخص کو چاہیئے کہ تمام احکام کا ایک خلاصہ دیانت و فراست کے ساتھ اپنے پاس رکھے میر مال، مہر دار، میر بخشی، بار بیگی، تور بیگی، میر توزک، میر بحر، میر بر، میر منزل، خوان سالار، قوش بیگی، آختہ بیگی، اس گروہ میں داخل ہیں ان میں سے ہر شخص کو دیگر افراد کے فرائض سے واقف ہونا ضروری ہے۔

(۲) ارکین سلطنت۔ محاصل ملک کے جمع کرنے والے اور نیز وہ اشخاص جو مداخل و مخارج سلطنت کے کارپرداز ہیں فرمانروائی کے قیام حقیقت میں ہوا کا حکم رکھتے ہیں۔ یہ گروہ نسیم دلنواز بھی ہے اور سموم جانگداز بھی ان کا افسر اعلیٰ وزیر سلطنت ہے جس کو دیوان بھی کہتے ہیں یہ امیر بادشاہ کا نائب اور محکمۂ مال کا حاکم اعلیٰ ہے خزانوں کی حفاظت کرنا اور تمام حسابات کی تنقید اور ان کی جانچ پڑتال کرنا اسی افسر اعلیٰ کا کام ہے۔ وزیر نقد محاصل کا خزانہ دار اور ویران کدۂ دنیا کا آباد کنندہ ہے اس افسر کو

دین الٰہی کا پیرو، علم حساب کا ماہر، سیر چشم، بیدار مغز، رحم دل، پرہیزگار، کارکن، خوش تحریر، انشا پرداز، راست گو، دیانت دار، شگفتہ رو و جفاکش ہونا چاہیئے۔

یہ افسر و اصل صاحب دفتر ہے جو اپنی دور اندیشی سے ستوفی کی ہر مشکل کو حل کرتا ہے جو اہم معاملہ کہ وزیر سے بھی حل نہیں ہوتا اس کو وکیل سلطنت طے کرتا ہے۔ ستوفی (صدر محاسب) صاحب توجیہ (محاسب فوج) اور اوارجہ نویس (محاسب بارگاہ) ناظر بیوتات (محافظ بارگاہ) دیوان بیوتات (مہتمم کارخانہ جات شاہی) دیوان بیوتات (محاسب کارخانہ جات شاہی) مشرف گنجور (صیغہ دار خزانہ) واقعہ نویس اور عامل دیوان کے ماتحت اور اُس کی ہدایت و احکام کے پابند ہیں۔

اکثر فرماں روا وزارت کو وکالت کا ایک جزو سمجھتے ہیں اور اس امر کے متمنی رہتے ہیں کہ مُلک میں کوئی ایسا جامع شخص مل جائے جو ان ہر دو ایوان سلطنت کا کام انجام دے۔

اکثر اوقات وکیل سلطنت تمام صفات سے موصوف دستیاب نہیں ہوتا ایسی صورت میں کسی ایک شخص کو جس میں فی الجملہ صفات وکالت پائے جاتے ہوں مشرف دیوان مقرر کر لیتے ہیں یہ شخص اپنے عہدے کے لحاظ سے وکیل سے کم اور وزیر سے عالی مرتبہ ہوتا ہے۔

(۳) حاضرین بارگاہ۔ یہ گروہ اپنی فہم و فراست کی روشنی اور معاملہ فہمی کی منور شعاع اپنی زمانہ شناسی اور قوت مزاج دانی اپنی کشادہ پیشانی و شیریں زبانی سے بارگاہ سلطنت کا وہ گراں بہا جواہر ہے جو اپنے حسن عقیدت و خیراندیشی سے بازار دنیا میں نیکیوں اور خوبیوں کے ہزاروں انبار لگا دیتا ہے۔

یہ فرقہ اپنی روشن رائے اور صحیح عقل و دانش سے حرص و طمع کو پابہ زنجیر کرتا اور جنگ گاہ عالم میں اپنی حکمت و دانائی کے ابر بارندہ سے غیظ و غضب کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ سیاست مُلک کے جسم میں یہ گروہ پانی کا حکم رکھتا ہے اگر اس کا مزاج صاف رہا اور ان کی طبیعت میں کسی قسم کی آمیزش نہ ہوئی تو یہ گروہ دُنیا سے کدورت و مصائب کے گرد و غبار کو دور کر کے بزم عالم کے ہر گوشے کو تر و تازہ کرتا ہے اور اگر اُن کے طبائع حد اعتدال سے گزر گئے تو تمام دُنیا سیلاب حوادث کے متلاطم خیز طوفان میں غرق آب ہو جاتی ہے۔

اس فرقے کا سرگروہ حکیم ہے یہ شخص اپنی فہم و فراست اور اپنے حکمت آموز افعال سے برگشتہ و جاہل افراد کے اخلاق کو درست کر کے دُنیا کی اصلاح کرتا ہے۔ صدر، میر عدل، قاضی، طبیب، منجم، رمّال اور شاعر وغیرہ اس گروہ میں داخل ہیں۔

(۴) **اصحابِ خدمت** ۔ یہ گروہ بادشاہ کے حضور میں اپنی خدمات کو انجام دیتا ہے جسمِ سلطنت میں یہ فرقہ خاک سے مشابہ ہے۔ اس گروہ کے ارکین شاہراہ بندگی کے افتادہ غلام اور حکمراں کی منزل تقرب کے جاروب کش ہیں جہاں ہر وقت شاہی رعب و داب سے اُن کے دل کانپتے رہتے ہیں اگر یہ ارکین کثافت و زنگ سے پاک ہیں تو ان کا وجود اکسیر ہے ورنہ چہرۂ مقصود کا وہ بدنما داغ ہیں جس پر نظر ڈالنا بھی وبالِ جاں ہے۔

خواص ۔ قورچی ۔ شربت دار ۔ آبدار ۔ توشکچی اور کرکیراق وغیرہ اسی طبقے میں داخل ہیں۔

اگر فرماں روا کے گرد ایسے خدام کا مجمع ہو جن کو خدا نے طالع مسعود و صفاتِ حسنہ عطا کئے ہوں تو ان مختلف اشخاص کی اجتماعی حالت ایک ایسا گلدستۂ خوش نصیبی ہے جس کی خوشبو سے ساری دُنیا مہک اُٹھتی ہے۔

اقبالمند فرماں روا جس طرح اوّل چار گروہ کی پرورش و تربیت سے دُنیا میں اعلیٰ انتظام کرتا ہے اس طرح سلطنت و فرمانروائی میں بھی موخر الذکر چار طبقوں کے وجود اور ان کی نگہداشت سے بہترین آرائش و زینت کا اضافہ کرتا رہتا ہے۔

قدیم عقلا نے مندرجۂ ذیل چار رکنِ سلطنت قرار دئے ہیں۔

(۱) **دیانتدار عامل** جس کا فریضہ یہ ہے کہ کاشتکاروں کی حفاظت اور رعایا کی پاسبانی کے علاوہ مُلک کو آباد و مرفہ الحال اور خزانے کو معمور کرے۔

(۲) **فوج کا بیدار دل سپہ سالار** ۔ اس افسر پر لازم ہے کہ فرائض منصبی کو خوبی کے ساتھ انجام دے اور ماتحتوں کو اپنا ممنونِ احسان بنانے کا خواہشمند نہ ہو۔

(۳) **میرداد** ۔ یہ رکنِ سلطنت حرص و خود غرضی سے پاک ہو کر بیدار مغزی کو اپنا شعار اور مسند راستی کو اپنا اجلاس بنائے اس افسر کو چاہیئے کہ سوالات جرح کر کے مقدمات کی تہ کو پہنچے اور صرف شہادت و حلف پر کاربند نہ ہو۔

(۴) جاسوس (واقعہ نویس) جو واقعاتِ عالم کو بے کم و کاست درج کرے اور صداقت کا دامن مضبوط پکڑ کر دوربینی کو کسی وقت بھی ہاتھ سے نہ جانے دے۔

انصاف دوست فرماں روا کے لیئے یہ امر ناگزیر ہے کہ عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر پنج اقسام کے افرادِ عالم سے صحیح معرفت حاصل کرے اور اسی علم کے مطابق عقل و فراست کے ساتھ حکمرانی کا ڈنکا بجائے۔

بہترین انسان وہ مردِ دانا ہے جو ضروریاتِ زمانہ کو عقل و دانش کے ساتھ فراہم کرنے کا انتظام فرمائے۔ اُس کی نیکیوں کا سرچشمہ ایسا تنگ و محدود نہ ہو جس سے صرف اسی کا کوچہ شاداب ہو بلکہ اس چشمے کی نہریں ایسی عام و فیض رساں ہوں کہ ساری دُنیا کی کشتِ امید اُن سے سرسبز ہو یہی شخص فرماں روا کو اہم معاملاتِ سلطنت میں مشورہ دینے کے لیئے بہترین مشیر ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد دوسرا مرتبہ اُس نیک خیال شخص کا ہے جس کے محاسن کا دریا صرف اسی کے متعلقات تک محدود رہے اور دیگر بنی نوعِ انسان اس کے چشمۂ فیض سے مستفید نہ ہو سکیں اگرچہ یہ شخص بھی توقیر و محبت کے لائق ہے لیکن اوّلیں انسان سے بمراتب کم ہے جس پر اس درجہ اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

تیسرا مرتبہ اُس سادہ لوح انسان کا ہے جس کے افعال میں نہ احسان و نیکی کی جھلک ہو اور نہ اُس کا دامن بے مہری و بدکرداری کے غبار سے آلودہ ہو اگرچہ ایسا شخص کسی عزت و محبت کا سزاوار نہیں ہے لیکن اس امر کا مستحق ضرور ہے کہ اس کو اتنا موقع دیا جائے کہ خود اپنی زندگی آرام و آسائش سے بسر کرے۔

چوتھا مرتبہ اس خوابیدہ بخت انسان کا ہے جو خود تو اپنی برائیوں کا پورا شکار ہو لیکن دیگر اشخاص اس کی سیہ کاری کے نقصانات سے محفوظ ہوں۔ فرمانروائے مُلک ایسے شخص کو ہمیشہ ناکامی کی حرارت سے تشنہ لب رکھتا ہے اور اپنی عمدہ ترین نصیحتوں اور شدید ترین سزا و ملامت سے اس برگشتہ انسان کو نیکوکاری کے صراطِ مستقیم پر لے آتا ہے۔

سب سے کم مرتبہ و بدترین خلائق وہ انسان ہے جس کی سیہ کاری سے دیگر افرادِ عالم کے قلوب بھی تاریک اور اس کی بدکرداری سے تمام دُنیا رنج و الم میں گرفتار ہو۔

اگر اس مریض کو خوابیدہ بخت انسان کا معالجہ راست نہیں آتا تو فرمانروا جو طبیب روحانی ہے اس کو مبروص سمجھ کر دیگر افراد کے میل جول سے باز رکھتا ہے۔ اگر اس ضرب سے بھی یہ سیہ بخت خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہوا تو پھر شکنجۂ غضب سے اُس کا علاج کرکے دُنیا کے کسی کام کی اُس کو اجازت وموقع نہیں دیا جاتا۔ اگر یہ دوا بھی اُس کے مزاج کے موافق نہ ہوئی تو آباد دُنیا سے اُس کو علیحدہ کرکے گوشۂ ناکامی میں قید کردیتے ہیں لیکن اگر یہ علاج بھی اس سیہ بخت کو سودمند نہ ہوا تو اس کی آنکھوں کو بے نور دست و پا کو بیکار اور اُس کے مجرم اعضاوجوارح کو مجروح کرتے ہیں لیکن اُس کے رشتۂ حیات کو منقطع نہیں کرتے۔ روشن ضمیر عقلا انسانی پیکر کو نمونۂ صنعت الٰہی سمجھ کر اس کو تباہ وخراب کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔

انصاف پرور سلاطین کے لیئے یہ امر بیحد ضروری ہے کہ وہ اپنی غائر نگاہ روشن عقل وفراست سے پیشتر انسانی اعمال و مراتب سے آگاہی حاصل کریں اور اس کے بعد کارفرمائی کے احکام وقوانین جاری کریں۔

یہی وجہ ہے کہ قدیم عقلا نے لکھا ہے کہ وہ سلاطین جن کے ہاتھ میں عنانِ عقل ہوتی ہے ہر کم مایہ کو خدمت پر مامور نہیں کرتے اور نیز یہ کہ ہر خادم کو روزانہ شرف دیدار کا مستحق نہیں سمجھتے اور ہر ایسے بہرہ اندوز کو بساطِ تقرب پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتے اور ہر حاشیہ نشین شاہی کلمہ وکلام ونیز مخاطبت کی عزت نہیں پاتا۔ ہر مخاطب بارگاہِ شاہی میں باریاب ہونے کی سعادت حاصل نہیں کرتا اور ہر خوش نصیب جو اس نعمت سے بہرہ اندوز ہوتا ہے وہ راز دانی کے گراں پایہ مرتبے پر فائز نہیں ہوتا اور ہر راز دار سلطنت مشیران دولت کے اہم بلند ترین گروہ میں شامل نہیں ہوسکتا۔

خدا کا شکر ہے کہ ہمارے عصر کا فرماں روا ان تمام بہترین عادت وخصائل کا ایسا کامل مجموعہ ہے کہ اگر ہم اس کو صدر نشین ایوان سلطنت کہیں تو ہرگز بیجا نہ ہوگا ہمارے فرمانروا نے اپنے نور عقل سے انسان کے مختلف مراتب کا اندازہ فرماکر بلاکسی کوشش و واسطہ کے ہر چہار جانب عملی چراغ روشن فرمادئے ہیں زبان وقلم میں یہ قدرت کہاں جو ہم اپنے مالک کے روحانی مدارج ونیز آفائے نامدار کے

قدسی صفات اعمال وکردار کی تفصیل تقریر یا تحریر کے ذریعے سے بخوبی بیان کرسکیں اور اگر بفرض محال مشتے نمونہ از خروارے چند امور کی نشاندہی کریں بھی تو قوت سامعہ میں اُس کے سننے کی اور دماغ میں اُن کے سمجھنے کی تاب وطاقت کہاں سے پیدا کروں اس لئے بہتر ہے کہ اپنے عجز کا اظہار کرکے اس اہم فریضے کی ادائی سے اپنے کو معذور سمجھیں اور جہاں پناہ کے ان آئین وقوانین کا ذکر کریں جو قبلۂ عالم نے عالم ظاہر یعنی دُنیائے فانی کی بہبود ورفاہ کے لئے جاری فرمائے ہیں۔

چونکہ کارخانۂ فرمانروائی میں تین قسم کے احکام ناگزیر ہیں یعنی منزل آبادی، سپاہ آبادی، مُلک آبادی۔ انھیں ہرسہ رفاہ پر توجہ فرمانا اولوالعزم سلاطین کا کام ہے۔ **ابوالفضل مبارک** پہلے آئین منزل آبادی کو اور بعد اس کے آئین سپاہ آبادی اور سب کے آخر میں قوانینِ مُلک آبادی کو اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ درج کرکے عملی دُنیا کے طلبگاروں کے لئے بہترین تحفہ یادگار چھوڑتا ہے جو بظاہر مشکل لیکن حقیقۃً آسان یا یہ کہ بظاہر آسان مگر اُصولاً دشوار ہے۔ تجربہ کار وتیز فہم حضرات جو عقل سلیم کے باوجود قدیم تاریخ سے بھی واقفیت رکھتے ہیں اس شبہے میں گرفتار ہوسکتے ہیں کہ سلاطین وفرمانروایان گزشتہ نے بغیر ان فراست انگیز قواعد وقانون کی واقفیت کے کیوں کر عالم میں اپنی حکومت کا ڈنکا بجایا اور بغیر اس دریائے فراست کی آبیاری کے کیونکر ان کی سلطنتوں کا گوشہ گوشہ سرسبز وشاداب ہوا۔

اسی خیال وشبہ کو رفع کرنے کے لئے میں نے اس کتاب میں تین عنوان قائم کرکے ہر عنوان کے تحت آئین وقوانین مندرج کردئے ہیں اور ان بیشمار نعمتوں کا جو مجھ کو عطا فرمائی گئی ہیں اس طرح قلیل شکریہ ادا کردیا ہے۔

ہدایات مصنّف

چونکہ میں نے اس دفتر میں بعض مقامات پر ہندی الفاظ استعمال کئے ہیں

اس لئے حروف کے تعین و اعراب کی صحت میں بیحد کوشش کی ہے۔ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ واقفیت طلب ناظرین کو کسی طرح کی مشکل پیش نہ آئے اور تحریف کی وجہ سے کوئی خرابی ایسی نہ پیدا ہو جو غلطی و مغالطہ کا باعث ہو۔ الف و لام یا ان کے مثل دیگر حروف اپنے اسمار کی وجہ سے قطعاً واضح و صاف ہیں۔ بعض حروف کو میں نے نقطوں سے معین کردیا ہے اور جو حروف کہ ان منقوطہ حروف سے متشابہ ہیں وہ غیر منقوطہ ہونے کی وجہ سے بخوبی سمجھ میں آجاتے ہیں۔

جو حروف کہ فارسی نژاد ہیں اُن کو بالکل متمائز کردیا ہے۔ جیسے بائے پدید جیم چمن و کاف نگار و زائے مژدہ وغیرہ اور کبھی ان حروف کو تین نقطے والے حروف کہہ کر واضح و صاف کیا ہے۔

جو حروف کہ زبان فارسی میں بھی مستعمل نہیں ہیں اُن کو ہندی لکھ کر شک کو دور کردیا ہے۔

یائے روی و تائے دست کو تحتانی و فوقانی لکھ کر متمائز کردیا ہے۔

بائے ادب کو بلا کسی قید کے بے کے نام سے یاد کیا ہے۔

حروف واؤ۔ نون۔ یائے و ہائے کی اگر پوری اور صحیح آواز نکلتی ہے تو ان کو بلا کسی قید کے اسی طرح تحریر کیا ہے لیکن نون غنّہ کو جیسے نون جان نون خفی یا نون پنہاں لکھ کر املا کو واضح کردیا ہے۔

بعض حروف ایسے ہیں جو لکھے جاتے ہیں مگر پڑھے نہیں جاتے جیسے ہائے فرخندہ ان حروف کو میں نے مکتوب لکھ کر شک کو دور کردیا ہے۔

اعراب میں زیر و پیش جہاں کہیں کہ صاف و اصل آواز نہیں دیتے وہاں اُن کو مجہول لکھ کر تلفظ کو واضح کردیا ہے اور چونکہ الف کے ماقبل زبر کا ہونا ضروری ہے اور مخفی ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اس لئے اس کے اعراب کو کسی قید کے ساتھ مقید نہیں کیا۔

باسمہٖ سُبحانہٗ

دفتر اوّل

آئین (۱)

منزل آبادی
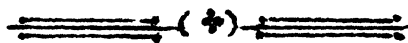
بلند ہمت وعالی فطرت وہ شخص ہے جو بلا غیر کی مدد کے دُنیا کے ہر ذرّے کو قدرتِ الٰہی کی نیرنگی کا جلوہ گاہ جانے اور اپنے ظاہری و باطنی عادات و اطوار کو اسی حقیقت شناس رفتار کے سانچے میں ڈھالے اور اس کے بعد شناسائی پیدا کر کے اپنے اور پرائے سبھوں کی قدر و عزّت افزائی کرے۔ جو شخص اس بلند مرتبے پر نہ پہنچے اُسے چاہیئے کہ دُنیا کے مشاغل میں مصروف نہ ہو بلکہ نرمی و ملائمت کو اپنا دستور العمل بنائے۔ اگر یہ بلند و حقیقت شناس آدمی خلوت کے گوشۂ تنہائی میں جا بیٹھتا ہے تو پسندیدہ و قابلِ عزّت عادتیں اختیار کرتا ہے اور اگر دُنیا کے سامنے آکر اپنے ابنائے جنس کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے تو جان و دل سے اپنے کام کو حسنِ انتظام کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ہر تکلیف و فکر سے آزاد ہو کر اپنی زندگی کے دن بسر کرتا ہے۔ روحانی و جسمانی دینی و دُنیاوی کسی قسم کی بھی بزرگی ایسے شخص کو حقیر سے حقیر کام کے انجام دینے سے بھی باز نہیں رکھتی بلکہ ہر کام کو سرانجام دینا اس کے نزدیک خدا کی عبادت بندگی ہے جسے وہ خلوص کے ساتھ ادا کرتا ہے۔

اگر ایسا شخص ہر کام کو اپنے ہاتھوں سے خود تنہا انجام نہیں دے سکتا تو اسے چاہیئے کہ اپنی انجام بین نگاہ و احتیاط پسند تجربے سے دو ایک ماتحت جو فہم و فراست

آزادیٔ خیال، محنت و مشقت و نیز قلوب کے حالات کی شناخت کرنے میں کامل ہوں منتخب کرے اور امور سلطنت اُن کے سپرد کر کے خود کامل نگہداشت کرے۔
جو بادشاہ کہ صرف بڑے بڑے کاموں کو انجام دیتا ہے عقلمند لوگ اُسے اصلی معنوں میں فرمانروا نہیں کہتے۔ اگرچہ بعض ایسے حکمران کو جو صرف اعلیٰ امور پر توجہ کرے اور ادنیٰ افعال کو نظر انداز کرے بُرا نہیں سمجھتے اس لئے کہ طامع دخوشامدگن افراد جو حیلہ سازی سے اپنے کو نیک طینت اشخاص کے گروہ میں داخل کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں اکثر اوقات ایسے حکمرانوں سے بنی نوع انسان کے مختلف طبقات کے مراتب کی کمی وبیشی کی گفتگو کر کے ان فرمانرواؤں کو جو فقط ظاہری عظمت کے دلدادہ ہیں ہمیشہ کے لئے خواب غفلت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ ایسے مکّار خوشامدیوں کا اس حیلہ سازی سے صرف یہی مقصد ہوتا ہے کہ اپنے لین دین کی دُکان کو بارونق بنائیں اور اس طرح اپنے اغراض اور اپنے مطالب کو پورا کر کے اپنا گھر آباد کریں۔ برخلاف اس کے بلند طالع فرمانروا چھوٹے اور بڑے کاموں میں کوئی فرق نہیں سمجھتے بلکہ خدا کی مدد اور اس کی توفیق و نیز اپنی عالی ہمتی سے دین و دُنیا دونوں جہاں کا بوجھ اپنے کاندھے پر رکھ کر بفکری اور آرام و آسائش کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے زمانے کے بادشاہ عالیجاہ کا حال ہے۔
قبلۂ عالم نے اپنی فہم و فراست سے ہر محکمے کے کامیاب عملدرآمد سے ذاتی واقفیت حاصل کی ہے اور یہی چیز ہے جسے اگرچہ قدیم حکمرانوں نے ہیچ و کمتر سمجھا ہے لیکن دراصل یہی عمل بہترین سلطنت کے سنگ بنیاد رکھنے کا پہلا قدم ہے۔
جہاں پناہ نے ہر سررشتے کے خاص آئین بنائے ہیں اور اس کام کے سرانجام دینے میں خدا کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش فرماتے ہیں۔
اس وسیع و تعجب انگیز عملدرآمد کی کامیابی دو امور پر منحصر ہے۔ اوّل یہ کہ انجام بینی اور فہم و فراست سے آئین و قوانین کو وضع کرنا دوسرے ان قوانین کا عملدرآمد راستباز و جفاکش افراد کے سپرد کرنا اور یہ دیکھنا کہ وہ قوانین اپنی جگہ پر پوری طرح برتے جاتے ہیں۔

اگرچہ بیشمار ملازمین کی تنخواہ فوجی مد سے ادا کی جاتی ہے لیکن باوجود اس کے خانگی اخراجات میں ٣٩ سنہ الٰہی میں (٣٠٩١٨٦٧٩٧) تیس کرور اکانوے لاکھ چھیاسی ہزار سات سو ستانوے دام صرف ہوئے (چالیس دام کا ایک روپیہ ہوتا ہے اس حساب سے مذکورۂ بالا دام کے ٧٧٢٩٦٦٩ روپے چودہ آنے ہوئے) سلطنت کی آمدنی کے ساتھ اخراجات بھی روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔

ممالک محروسہ میں سو سے زیادہ محکمے اور کارخانے ہیں ہر محکمہ اور کارخانہ بمنزلہ ایک شہر بلکہ ایک مُلک کے ہے لیکن بادشاہ کی ہمہ گیر نگرانی سے ہر محکمے کا انتظام خوبی کے ساتھ انجام پاتا ہے ہر سررشتے کی ترقی جس قدر ہر شاخ میں روزافزوں ترقی ہوتی جاتی ہے جس درجہ قبلۂ عالم مزید توجہ اور حضرت کے حسن انتظام سے نشو ونما پاتی رہتی ہے اُسی قدر حضرت کی نگرانی و توجہ میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

چند قوانین آئندہ نسل کی ہدایت کے واسطے لکھے جاتے ہیں اور اس طرح فہم و فراست و قوت عمل کی شمع روشن کی جاتی ہے جو آئین کہ عام طور پر ہر سہ آبادیوں میں نافذ ہیں انھیں میں نے آئین منزل آبادی میں درج کردیا ہے۔
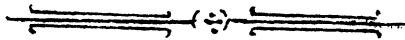
آئین (۲)

خزانہ داری

ہر عاقبت اندیش و صاحب فہم و فراست جانتا ہے کہ خدا کی بہترین عبادت اور اُس کی اعلیٰ ترین اطاعت یہ ہے کہ زمانے کی مصیبتیں دور کی جائیں اور اہلِ زمانہ کی پریشانی رفع کر کے اُن کی حالت درست کی جائے۔ ہر شخص کو معلوم ہے کہ یہ اُسی وقت ممکن ہے جب کہ زمین کی کاشت میں ترقی، گھر کی آبادی میں زیادتی اور ارکینِ سلطنت کے دل و دماغ میں مستعدی اور سپاہ کے اعمال میں راستی پیدا ہو۔

مذکورہ بالا امور کے علاوہ خود فرمانروا کو خاص توجّہ کرنے اور اپنی رعایا کی خبرگیری کرنے اور مُلک کی آمدنی اور اخراجات پر نگرانی رکھنے کی بھی سخت ضرورت ہے۔

شہری اور قصباتیوں کا اپنی ضرورتوں کو خواہش کے مطابق پورا کرنا اور شائستگی کی برکتوں سے فائدہ اُٹھانا اُسی وقت ممکن ہے جب کہ ان امور کی کافی نگہداشت کی جائے۔

انصاف پرور فرمانرواؤں کے لئے ہر دو قسم کی رعایا کا خیال رکھنا بیحد ضروری ہے۔ اگر کم فہم معترض یہ کہے کہ دولت کو جمع کرنا اور ضروریاتِ زندگی سے زیادہ ساز و سامان کے لئے ہاتھ پھیلانا ان حضرات کے نزدیک قابلِ نفرت ہے جنھوں نے قناعت کے گوشۂ عافیت کو طلب سوال پر ترجیح دی ہے، حالانکہ جو لوگ شہر میں رہتے ہیں اُن کی حالت بالکل اس کے خلاف ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا معترض دراصل ظاہر پرست اور کوتاہ بین ہے ورنہ اصل یہ ہے کہ ہر دو قسم کے انسان اپنی فکر کے موافق اپنی ضروریاتِ زندگی کے فراہم کرنے میں کوشاں ہیں۔ تہی دست سیر دل اشخاص

خوراک کی کافی مقدار و ضروری لباس اس قدر ضرور حاصل کر لیتے ہیں جس سے اُن کے اعضا میں اتنی قوّت و طاقت باقی رہے کہ وہ اپنی ضروریات زندگی کو حاصل کر سکیں اور اُنھیں سردی و گرمی ہر دو موسم کے ناگوار اثر سے پناہ ملے۔

برخلاف اس کے دوسرے طبقے کو اس قدر دولت چاہیئے کہ وہ اپنے خزانے کو معمور اور جاہ و حشم کو اپنی بارگاہ پر جمع کریں اور نیز یہ کہ اسی طرح کے دیگر اسباب بھی پیدا کریں جن سے اُن کی قوّت و طاقت میں روز افزوں ترقی ہو۔

اسی ارادے کی بنا پر جب جہاں پناہ نے کارفرمائی کے چہرے سے نقاب اُٹھا کر مہمات سلطنت پر توجّہ فرمائی تو اعتماد خاں خواجہ سرا کو خطاب جو اُس کے مناسب حال تھا عطا کر کے اپنا رازدار بنایا۔ اعتماد خاں کی کارکردگی اور اُس کے تجربے سے بادشاہ کے دلی خیالات نے عملی جامہ پہنا۔ ان خیالات کے رونما ہونے میں روز افزوں ترقی ہوئی۔ یہاں تک کہ اُن سے قلبی تمنّاؤں کا اظہار روز روشن ہو کر چمکا (یعنی بہترین آئین و قوانین کی صورت میں ظاہر ہوا)۔

ممالک محروسہ کے ہر حصّے کی آمدنی کی جانچ پڑتال شروع ہوئی اور راستی پیشہ و تجربہ کار کام کرنے والے عمّال سلطنت کی فہم و فراست سے یہ کام بخوبی انجام پایا۔ اس ہمہ دال دور اندیشی سے جو یگانہ و بیگانہ میں تمیز کر سکے خالصہ اور جاگیر کی زمین جدا کی گئی۔

کارفرما و دیانتدار اشخاص مقرر کیئے گئے اور ایک ایک کرور دام کی آمدنی کے حصّے ہر ایک کے سپرد کیئے گئے۔ سیر چشم بیکچی اُن کے ہمراہ کام کرنے کے لئے مقرر کیئے گئے اور ایک ایک خزانچی ہر محکمے کو عطا ہوا۔

بادشاہ نے اپنی مہربانی سے کاشتکاروں کی نگہداشت و پرورش کو مدّنظر رکھ کر یہ حکم دیا کہ عمّال شاہی مالگزاری جمع کرنے میں کسانوں پر اس امر کا زور نہ دیں کہ وہ سرکاری رقم کو خالص و کامل وزنی سکّوں میں ادا کریں بلکہ جس قسم کا روپیہ بھی کاشتکار ادا کریں محاصل کے جمع کرنے والے اس کو لے کر اپنی رسید اُنھیں دے دیا کریں۔

اس مفید تر ین قاعدے سے عمّال محاصل کے قلوب سے شکوک کا غبار دور ہوا اور رعایا نے طرح طرح کی سختیوں سے نجات پائی آمدنی میں زیادتی ہوئی اور سلطنت میں مرفہ الحالی پیدا ہوئی۔ محاصل کا سرچشمہ صاف ہوا اور ایک کارکن اور

ایماندار شخص صدر خزانے کا اعلیٰ افسر منتخب کیا گیا اور ایک داروغہ اور ایک اہلکار اس افسر خزانہ کی مدد کے لئے مقرر کئے گئے۔ احتیاط و دور اندیشی کا دور دورہ ہوا اور اس محکمے کے لئے ایک اصل اصول قانون ہمیشہ کے لئے جاری ہوگیا۔

یہ حکم ہوا کہ جب صوبے کے خزانچی کے پاس دو لاکھ دام جمع ہو جائیں تو اُسے چاہیئے کہ یہ رقم مع عریضۂ ارسال بارگاہ شاہی کے صدر خزانچی کے پاس بھیج دے اور اُس کے ساتھ رقم کی نوعیت کی ایک تحریر بھی روانہ کرے پیشکش کی رقومات کے لئے ایک علیحدہ خزانچی مقرر کیا گیا۔ لاوارث کے مال کے لئے ایک تحویلدار اور نذر کی رقم کے لئے ایک تجربہ کار خزانچی جدا مقرر کیا گیا۔ جو رقم کہ بادشاہ کو تولنے اور خیرات دینے میں صرف ہوتی ہے اس کے واسطے علیحدہ ایک نیک بخت خزینہ دار کا تقرر عمل میں آیا۔ ہر قسم کے اخراجات کے لئے بہترین قانون بنائے گئے اور ہر سر رشتے کے لئے راستباز منتظم دیانتدار داروغہ اور انشاپرداز تیکچی جدا مقرر کئے گئے۔ جس قدر سالانہ اخراجات کی ضرورت ہوتی وہ اس خزینہ دار خرچ کو صدر خزانے سے ادا کیا جاتا ہے اور صحیح رسیدیں ان رقومات کی ادائی کی لے لی جاتی ہیں اس طرح اخراجات اور حساب و کتاب کا باضابطہ انتظام ہوا اور سلطنت میں ہر طرف سرسبزی و خوشحالی نظر آنے لگی۔

قلیل زمانے میں خزانہ معمور ہوا اور فوج میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور نافرمان افراد نے اطاعت قبول کرلی۔

ایران اور توران میں چونکہ ایک ہی خزانچی ہوتا ہے اس لئے حساب و کتاب صاف نہیں رہتا اور جانچ پڑتال میں دقت ہوتی ہے لیکن ممالک محروسہ میں چونکہ مالگزاری کی رقم بہت زائد وصول ہوتی ہے اور اخراجات کے مختلف مدات ہیں اس لئے بارہ خزانچی محاصل کی رقم جمع کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ ان بارہ خزینہ داروں میں نو اشخاص مختلف اقسام کی نقدی رقومات جمع کرنے کے لئے اور تین جواہرات، سونے و دیگر معدنیات کی نگہبانی و انتظام کے لئے متعین ہیں۔

خزانے کی معموری اور اس کی وسعت و اہمیت ایسی نہیں ہے جو کسی دوسرے سر رشتے کے بیان میں ضمنی طور پر معرض تحریر میں آئے، قبلۂ عالم اپنے وسیع معلومات

وکارکنان سررشتہ کی قدر افزائی کو مدّنظر رکھ کر اس سررشتے کے حسن انتظام سے اکثر اپنی رضامندی کا اظہار فرماتے اور اہلکاروں پر نوازش فرماتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر قسم کے کاروبار میں رونق اور ترقی کے آثار نمایاں ہیں۔

ہر کارخانے کے لئے ایک خزانچی جداگانہ مقرر ہے ان خزینہ داروں کی تعداد سو تک پہنچتی ہے۔ روزانہ ماہواری و موسمی و سالانہ حساب کا عملدرآمد جاری ہے ہر مد کے اخراجات کا سرکاری داخلہ اور اُن کی رسیدیں محفوظ رہتی ہیں اور اس طرح اس سررشتے کا بھی ہر انتظام رونق پذیر ہے۔

اس کے علاوہ جہاں پناہ کے حکم سے ایک راستباز و دیانتدار شخص روپے اور اشرفیاں عام لوگوں کی حاجت روائی کے لئے آستانۂ شاہی پر ہمیشہ مہیا رکھتا ہے اور اس طرح حاجتمندوں کی کاربراری بلا تاخیر ہو جاتی ہے۔

بادشاہ کا یہ بھی حکم ہے کہ ایک کرور دام شاہی محل میں ہمیشہ موجود رہیں اور ان میں سے ہزار ہزار درم پلاس کی تھیلیوں میں جن کو زبان ہندی میں سہسہ کہتے ہیں بھر دئے جائیں (تھیلیوں کے انبار کو گنج کہتے ہیں)

بادشاہ اپنے ایک مقرب درباری کو ایک بہت بڑی رقم عنایت کرتا ہے تاکہ روپے کی عدم موجودگی سے ہرج نہ واقع ہو یہ رقم ہر وقت ہمیانی میں جس کو بہلہ کہتے ہیں موجود رہتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے اخراجات کو ملکی زبان میں خرچ بہلہ کہتے ہیں۔ یہ تمام فوائد اور رعایا کی ہر طرح پرورش اور ان کی نگہبانی جہاں پناہ کی مہربانی و توجہ کا نتیجہ ہے۔ خدائے کریم قبلۂ عالم کو ہزار برس زندہ و سلامت رکھے۔

آئین (۳)

خزینۂ جواہر

(٭)
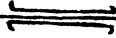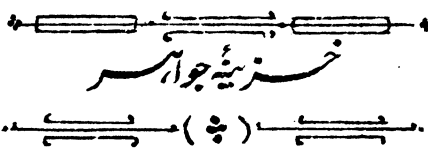
اگر جواہرات کی حقیقتیں اور قسمیں اور اُن کی مقدار کی کیفیت لکھی جائے تو اس کو ایک مدت دراز درکار ہے اس لئے خرمن سے ایک خوشہ لے کر اس سررشتے کا کچھ مختصر حال آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے۔ جہاں پناہ نے اس محکمے کے لئے ایک محنتی وصاحب فہم و ہوشیار تپکچی مقرر کیا ہے اور اس اہلکار کی مدد کے واسطے ایک تجربہ کار اور راستباز محرر وجفاکش ونیک نیّت داروغہ ملازم رکھے ہیں ان کے علاوہ بادشاہ نے ہوشیار وہنرمند جوہری بھی متعین کردئے ہیں اور اس سررشتے کا سنگ بنیاد انھی چار ستونوں پر رکھ کر اس محکمے کو بلند پایہ بنایا ہے۔

محکمے کے ان نگرانکاروں نے ہر معدن کے مختلف مراتب قرار دے کر شک وشبہ کا کوئی موقع باقی نہیں رکھا۔

لعل۔ قسم اوّل کا لعل وہ ہے جس کی قیمت ہزار مُہر سے کم نہ ہو جس لعل کی قیمت نوسو ننانوے سے لے کر پانچ سو مُہر تک ہے وہ لعل قسم دوم میں اور چار سو ننانوے سے تین سو مُہر تک کا لعل تیسرے درجے میں رکھا ہے۔ اسی طرح ۲۹۹ سے دو سو مُہر تک کا لعل چوتھے درجے میں اور ۱۹۹ سے لے کر سو مُہر تک کا پانچویں درجے میں اور ۹۹ سے لے کر ساٹھ مُہر کا چھٹے درجے میں اور ۵۹ سے لے کر چالیس مُہر تک ساتویں درجے میں اور ۴۹ سے لے کر تیس مُہر تک آٹھویں درجے میں اور انتیس سے لے کر دس مُہر تک کا نویں درجے میں ۹¾ سے لے کر (پونے دس)

سے لے کر پانچ مُہر تک دسویں درجے میں اور ۴ ۳/۴ (پونے پانچ) مُہر سے لے کر ایک مُہر تک کا گیارھویں درجے میں اور ۳/۴ پون مُہر سے لے کر ایک روپے تک کا لعل بارھویں درجے میں رکھا گیا ہے اس سے زائد مراتب مقرر نہیں کیئے گئے ہیں۔

الماس۔ زمرد۔ سرخ اور زرد یاقوت بھی اسی آئین و انتظام کے تحت میں داخل ہیں۔ نمبر اول کا جواہر تیس مُہر اور اس سے زیادہ قیمت کا قرار پایا۔ دوسرا نمبر ۲۹ ۳/۴ مُہر سے لے کر پندرہ مُہر تک۔ تیسری قسم ۱۴ ۳/۴ مُہر سے لے کر بارہ مُہر تک، چوتھی قسم ۱۱ ۳/۴ مُہر سے لے کر دس مُہر تک پانچویں قسم ۹ ۳/۴ مُہر سے لے کر سات مُہر تک چھٹی قسم ۶ ۳/۴ مُہر سے لے کر پانچ مُہر تک ساتویں قسم ۴ ۳/۴ مُہر سے لے کر تین مُہر تک آٹھویں قسم ۱ ۳/۴ مُہر سے ایک مُہر تک دسویں قسم ۸ ۳/۴ روپے سے پانچ روپے تک گیارھویں قسم ۴ ۳/۴ روپے سے دو روپے تک، بارھویں ۱ ۳/۴ روپے سے لے کر چار آنے تک۔

مروارید (موتی) یہ گراں قیمت جواہر سولہ قسم کا قرار پایا اور اس طرح ایک قسم دوسری قسم سے متمائز ہوئی تیس مہر اور اس سے زیادہ کے بیس بیس موتیوں کو تاگے میں پرو کر اُن کی لڑیاں بنائی گئیں ۲۹ ۳/۴ مُہر سے لے کر پندرہ مُہر تک کی قیمت کے موتی دوسری قسم کے قرار پائے۔ ۱۴ ۳/۴ مُہر سے لے کر بارہ مُہر تک تیسری قسم۔ ۱۱ ۳/۴ مُہر سے لے کر دس مُہر تک چوتھی قسم۔ ۹ ۳/۴ سے لے کر سات مُہر تک کے پانچویں قسم۔ ۶ ۳/۴ سے لے کر پانچ تک کے چھٹی قسم۔ ۴ ۳/۴ مُہر سے لے کر تین مُہر تک کے ساتویں قسم۔ ۲ ۳/۴ مُہر سے لے کر دو مُہر تک۔ آٹھویں قسم کے ۱ ۳/۴ مُہر سے لے کر ایک مُہر تک کے۔ نویں قسم۔ ایک مُہر سے کچھ کم سے لے کر پانچ روپے تک کے۔ دسویں قسم۔ پانچ روپے سے دو روپے تک۔ گیارھویں قسم۔ دو روپے سے ۱ ۳/۴ روپے تک۔ بارھویں قسم۔ ۱ ۳/۴ روپے سے لے کر تیس دام تک۔ تیرھویں قسم۔ ۲۹ دام سے ۲۰ دام تک۔ چودھویں قسم۔ اُنیس دام سے لے کر دس دام تک۔ پندرھویں قسم۔ ۹ دام سے لے کر نصف دام تک۔ سولھویں قسم کے قرار دیئے گئے۔

یہ موتی اپنے مراتب کے موافق اسی تعداد کی لڑیوں میں پروئے جاتے ہیں جن سے ان کی صفتوں اور ان کے مدارج کا اندازہ ہوتا ہے چنانچہ سولھویں قسم میں سولہ لڑیاں ہوتی ہیں۔

ہر لڑی کے آخری سرے پر خاص شاہی مُہر لگائی جاتی ہے تاکہ موتیوں کی لڑیاں تغیّر کے نقصان سے محفوظ رہیں۔

اس کے علاوہ ہر رشتے کے آخر میں موتیوں کی نوعیت کی تفصیل ایک کاغذ پر لکھی ہوئی ہے تاکہ کسی قسم کا مغالطہ وشبہ نہ واقع ہو۔ علاوہ روزانہ اور ماہواری اجرت کے موتیوں میں سوراخ کرنے کی اجرت حسب ذیل ہے۔ اوّل درجے کے موتی کے لئے ۱/۴ روپے۔ دوسرے درجے کے لئے ۱/۲ تیسرے درجے کے لئے ۱/۱۶ چوتھے درجے کے لئے ۳ دام پانچویں درجے کے لئے دو دام۔ چھٹے درجے کے لئے ایک دام۔ ساتویں درجے کے لئے ۳/۴ دام آٹھویں درجے کے لئے ۱/۲ دام نویں درجے کے لئے ۱/۴ دام۔ دسویں درجے کے لئے ۱/۵ دام۔ گیارھویں درجے کے لئے ۱/۶ دام۔ بارھویں درجے کے لئے ۱/۷ دام تیرھویں درجے کے لئے ۱/۸ دام۔ چودھویں درجے کے لئے ۱/۹ دام پندرھویں درجے کے لئے ۱/۱۰ سولھویں درجے کے لئے ۱/۱۱ دام اجرت مقرّر فرمائی گئی۔

جواہرات کی قیمت اس قدر مشہور اور عام طور پر معلوم ہے کہ ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن جو جواہرات کہ اس زمانے میں جہاں پناہ کے خزانۂ عامرہ میں موجود ہیں اُن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

لعل وزنی گیارہ ٹانک و بیس سرخ والماس وزنی ۵ ۱/۲ ٹانک چار سرخ کی قیمت ایک ایک لاکھ روپے ہے۔

زمرد وزنی ۱۷ ۳/۴ ٹانک و تین سرخ کی قیمت باون ہزار روپے ہے۔

یاقوت وزنی چار ٹانک ۷ ۳/۴ سرخ اور مروارید وزنی پانچ ٹانک پچاس پچاس ہزار روپے کے آنکے گئے ہیں۔

آئین (۴)

دارالضرب

ظاہر ہے کہ سکہ خانے کی آبادی سے خزانہ معمور ہوتا ہے اور اس محکمے کی سرسبزی سے ہر کام رونق پاتا ہے۔ لہذا دارالضرب کا مختصر حال لکھ کر اپنی تصنیف کو زیب و زینت دیتا ہوں۔

شہر اور قصبے کے رہنے والوں کی حاجت بر آری روپے سے ہوتی ہے اور ہر شخص اپنی خواہش کے موافق اُسے صرف میں لاتا ہے۔ جن لوگوں کے قلوب دُنیاوی افکار سے آزاد ہیں اُن کے گھروں کی آبادی اور زندگی کا سامان راحت اسی سے وابستہ ہے اور دُنیادار اس کو اپنی بہترین تمنا و مراد خیال کرتا ہے اور ہر شخص کی ضروریات زندگی اسی سے پوری ہوتی ہیں۔

عقلمند دولت کو ایک ایسا سرچشمہ جانتا ہے جس کے پانی سے اُس کے دینی و دُنیاوی اعمال کی کھیتیاں سرسبز و شاداب ہوتی ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جو انسان کی بقا کے لئے بحد ضروری ہے اس لئے کہ ہر شخص اپنی خوراک اور پوشاک کو اسی کے واسطہ و ذریعہ سے حاصل کرتا ہے۔

انسان روپے کو مختلف محنتوں اور مشقتوں سے حسب ذیل طریقوں سے حاصل کرتے ہیں۔ بونے، جوتنے، صاف کرنے، پکانے بننے اور کپڑے صاف کرنے وغیرہ مختلف پیشوں سے دولت حاصل ہوتی ہے لیکن یہ مختلف کام بلا مدد غیرے بخوبی انجام نہیں پا سکتے۔ تنہا آدمی کی طاقت یہ نہیں ہے کہ فقط اپنی

قوتِ بازو سے ان کاموں کو پورا کرے۔ ان کاموں کو روزانہ تنہا ایک آدمی کا اپنے ہاتھوں سے انجام دینا مشکل بلکہ محال ہے۔ اس کے علاوہ انسان کو ایک جگہ ایسی بھی چاہیئے جہاں وہ اپنا چند روزہ سامان مہیا رکھے اسی مقام کو گھر کہتے ہیں چاہے وہ خیمہ ہو یا غار و خندق۔

انسان کی ہستی اور اُس کی بقا ماں، باپ، اولاد، نوکر اور غذا الغرض پانچ زندگی کو قائم رکھنے والے عناصر پر منحصر ہے۔ آخری عنصر یعنی غذا سب کے لئے ضروری ہے۔

جب ہماری خانہ داری اور دوسرے ضروری کاموں کے ظروف معدوم یا غیر مضبوط ہو جاتے ہیں تو ہم کو ان کے لئے بھی روپے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ کام کاج کے برتن اور دیگر ظروف بہت زیادہ دنوں تک نہیں چل سکتے لیکن روپیہ اپنے عنصر اور جوہر کی وجہ سے مدتوں تک پائدار رہتا ہے۔ تھوڑے روپے سے بھی بیشمار کام انجام پاتے ہیں۔ اسی روپے کے ذریعے سے انسان سفر اختیار کرتا ہے۔ اگر روپے سے غذا و ضروریات زندگی نہ حاصل ہو سکتیں تو مہینوں اور برسوں کا تو کیا ذکر چند دنوں کا سامان بھی اپنے ہمراہ لے جانا بیحد دشوار ہو جاتا۔

خدا کی خاص مہربانی سے یہ بہترین اور عمدہ دھات یعنی سونا پیدا ہوا اور انسان کی زندگی کا سرمایہ بلا محنت و مشقت کے اُسے مل گیا اور اس کے مقصود کی کشتی بلا کسی خطرے کے کنارے آلگی۔ اسی دولت کی قوت ہے جس کی امداد سے بڑے سے بڑا کام انجام دینے میں بھی انسان کی ہمت نہیں ٹوٹتی اور اس کی پیشانی پر شکن تک نہیں پڑتی اسی کی مدد سے خدا کی بندگی و طاعت اچھی طرح کی جاتی ہے۔

سونے کی تعریف حد بیان سے باہر ہے اس کا جسم نرم اس کا ذائقہ نفیس و عمدہ اور اس کی خوشبو دل آویز ہے، اُس کے اجزا قریب قریب وزن میں مساوی اور اُس کی عنصری ترکیب میں تقریباً اعتدال ہے اس کی حقیقت و ظاہری شکل و صورت سے ہر چہار عناصر کے نشان اس میں نمایاں ہیں۔ اس کا رنگ

آگ کا اس کی صفائی ہوا کا اس کی نرمی پانی کا اور اس کا بھاری وزن خاک کا پتا دیتا ہے چونکہ سونے میں بیشمار زندگی بخش آثار نمایاں ہیں اس لئے چاروں عناصر میں سے کوئی عنصر بھی اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ آگ اس کو جلا نہیں سکتی ہوا اُس میں اثر نہیں کر سکتی، پانی میں مدتوں پڑے رہنے پر بھی اس میں کوئی تغیر نہیں ہوتا اور مٹی اسے بوسیدہ نہیں کر سکتی۔

دوسری دھاتوں کا حال اس کے بالکل خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فن حکمت میں عقل کو جس کی تدبیر سے ہر کام انجام پاتا ہے ناموس اکبر کہتے ہیں اور سونے کو جس سے انسان کی روزی وابستہ ہے ناموس اصغر کے نام سے یاد کرتے ہیں، انصاف کا محافظ اور سارے جہاں کی ہستی کو برقرار رکھنے والا اس کے معززالقاب ہیں۔ تمام عالم کی ہستی کی بقا اسی پر منحصر اور انصاف کا اسی پر دار و مدار ہے۔

پروردگار نے سونے کی خدمت کرنے کے لیے چاندی اور تانبے کو رواج دیا اور اس طرح انسان کی فلاح و بہبود کے مزید سامان مہیّا کیے۔ یہی وجہ ہے کہ انصاف پرور اور انجام بین فرمانرواؤں نے انھی دھاتوں پر توجہ کی اور اُن کو دنیا میں رائج کیا اور دارالضرب قائم کرکے ان کی جانچ پڑتال کے کام کو اور زیادہ ترقی دی۔

اس محکمے کی کامیابی بیدار مغز جفاکش و راستباز اہلکاروں کے تقرر پر منحصر ہے اور ان اہلکاروں کے کام کی نگرانی اور دیکھ بھال سے عالم کا انتظام درست و پائدار رہتا ہے۔
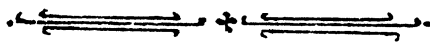
آئین (۵)

عمّال دار الضّرب

داروغہ۔ اس کو احتیاط پسند، صاحب فہم و فراست، آزاد خیال ہونا چاہیے جو اپنے ساتھیوں کے کام کا ناگوار بوجھ ہر شخص کے کاندھے پر آسانی کے ساتھ رکھ کر ہر فرد کو اس کے کاروبار میں لگائے رکھے اور اس طرح حسن انتظام و دانائی و کوشش کے ساتھ تمام کام انجام دے۔

صیرفی (صرّاف) اس اہم سررشتے کی کامیابی بہت کچھ اسی اہلکار کے تجربے پر منحصر ہے۔ یہ صرّاف ہی کا کام ہے کہ سکّوں کی صفائی کے مراتب کو دریافت کرے۔ اس زمانے کی موافقت و قدر افزائی کی وجہ سے بیشمار ہنرمند صرّاف آستانہ شاہی پر جمع ہو گئے ہیں اور جہاں پناہ کی توجہ سے چاندی اور سونا صفائی کے انتہائی مرتبے تک پہنچ گئے ہیں۔

چاندی اور سونے کی آخری درجۂ صفائی کو فارس میں دہی کہتے ہیں لیکن فارس کے لوگ دسویں مرتبے سے بلند اور اعلیٰ کوئی اور مرتبہ نہیں جانتے لیکن ہندی میں اس کو انتہائی درجے کو بارہ بانی کہتے ہیں اور اہل ہند سونے کے بارہ مختلف مدارج مانتے ہیں۔

قدیم زمانے میں ہُن کو جو مُلک دکن کا رائج سکّہ ہے بیحد خالص خیال کیا جاتا تھا

اور اُس کے سونے کو دہ بانی کا مرتبہ حاصل تھا لیکن قبلۂ عالم نے مذکورہ بالا سکّے کے سونے کو ½ ۸ بانی قرار دیا ہے۔ اسی طرح خُرد گول و نیز طلائی اشرفیاں بارہ بانی سمجھی جاتی ہیں لیکن جہاں پناہ نے اُن کو دہ بانی کا مرتبہ عطا فرمایا۔

ماہرین فن موجودہ زمانے میں سونے کی صفائی کی بابت مختلف افسانے بیان کرتے ہیں۔ اس گروہ کا بیان ہے کہ کسی معدن کا سونا اس درجہ صاف نہیں ہوتا اور یہ دھات اکسیر کیمیائی سے تیار کی گئی ہے۔ قبلۂ عالم کی خاص توجہ سے سونے نے صفائی کا یہ مرتبہ حاصل کیا جس کو دیکھ کر اس فن کے اُستاد حیرت زدہ ہو گئے۔ اب یہ امر مسلمہ سمجھا گیا ہے کہ سونے کے مراتب و صفائی میں اس سے زیادہ ترقی محال ہے۔ راست گفتار مورخ و صداقت پسند مسافر اس پائے کے سونے کا کہیں نشان نہیں بتاتے۔ اس سونے کو گلانے سے کچھ باریک ریزے اس سے جدا ہو کر خاک میں مل جاتے ہیں۔ ناواقف اشخاص ان ذرّوں کو دھات کا میل خیال کرتے ہیں لیکن ماہرین ان کو خاک سے چُن کر ان سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ معدنی نرم سونا کشتہ کر کے خاک بنایا جا سکتا ہے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اُس کو عمل خاص کے ذریعے سے بار دگر اُس کی اصلی حالت پر لے آئیں۔ لیکن ایسی حالت میں سونے کی مقدار میں کچھ کمی آجاتی ہے۔

قبلۂ عالم کی نکتہ رسی و فراست سے اس کمی کی حقیقت کا اندازہ ہو گیا اور خیانت پسند افراد کا کافی امتحان لے لیا گیا۔

آئین (۶)

(بنواری) سونے کی آزمائش

بنواری لفظ بانواری کا مخفف ہے۔ اگرچہ اس مُلک میں ہوشیار صرّاف اپنے تجربے سے اس دھات کی خوبی کے مراتب سونے کے رنگ اور اس کی صفائی سے اچھی طرح بیان کر سکتے ہیں لیکن پھر بھی دوسرے اشخاص کے اطمینان کے لئے یہ قابل تعریف آئین مُلک میں جاری کیا گیا۔

تانبے یا اسی قسم کی دوسری دھاتوں کی چند سوئیں قلمیں بنائی جاتی ہیں اور ان باریک قلموں کے سرے پر مختلف قسم کا تھوڑا تھوڑا سونا لگایا جاتا ہے اور ہر سونے کی خوبی اور صفائی قلموں پر لکھی ہوتی ہے۔ جب نئے سونے کا امتحان مدنظر ہوتا ہے تو چند لکیریں اس سونے کی کسوٹی پر کھینچی جاتی ہیں اور اس کے بعد مختلف قلموں کی بھی چند سطریں اسی محک پر بنائی جاتی ہیں۔ سونے کی لکیریں جس قلم کی سطروں میں ملتی جلتی ہوتی ہیں نیا سونا اُسی سونے کی قسم میں داخل سمجھا جاتا ہے جو اس قلم پر لگا ہوا ہے۔ قلم اور نئے سونے کی سطریں ایک ہی کشش اور ایک ہی طاقت سے کسوٹی پر کھینچی جاتی ہیں تاکہ شناخت میں کسی طرح کا دھوکا نہ ہونے پائے۔

اس آئین کے برتنے کا مقصد یہ ہے کہ مختلف مدارج کی صفائی اور خوبی کا سونا پیدا ہو اور یہ بات مندرجۂ ذیل طریقوں سے حاصل ہوتی ہے۔

ایک ماشہ خالص چاندی اور اسی قدر عمدہ تانبہ ملاتے ہیں اور ان کو گلا کر جما لیتے ہیں۔ اس جوڑ میں ایک ماشہ خالص سونا جو صفائی میں ½ ۱۰ درجے کا سمجھا جاتا ہے پھر ملایا جاتا ہے۔ اس مرکب میں ایک ماشہ ملیا سونا دے کر اس کے سولہ حصّے کیئے جاتے ہیں۔ ہر حصّہ نصف سرخ کا ہوتا ہے۔ ساڑھے سات سرخ خالص سونا اس مرکب کے ایک سرخ میں ملالیں تو ¼ ۱۰ درجے کا سونا بن جاتا ہے۔ اگر سات سرخ خالص سونا اس مرکب کے دو سرخ میں ملایا جائے تو ۱۰ درجے کی صفائی کا سونا بنتا ہے۔ اگر ساڑھے چھ سرخ خالص سونا مرکب کے تین سرخ میں ملایا جائے تو ¾ ۹ درجے کا سونا تیار ہوتا ہے۔ اگر چھ سرخ خالص سونا مرکب کے چار سرخ کے ساتھ ملا کر گلایا جائے تو ½ ۹ درجے کی صفائی کا سونا پیدا ہوتا ہے۔ اگر ساڑھے پانچ سرخ خالص سونا مرکب کے پانچ سرخ میں ملایا جائے تو ¼ ۹ درجے صفائی کا سونا بن جاتا ہے۔ اگر پانچ سرخ خالص سونا مرکب کے چھ سرخ کے ساتھ گلایا جائے تو نہ بانی سونا نکلتا ہے۔ اگر ساڑھے چار سرخ خالص سونا سات سرخ مرکب میں ملایا جائے تو ¾ ۸ بانی سونا پیدا ہوتا ہے۔ اگر چار سرخ خالص سونا آٹھ سرخ مرکب میں ملا کر گلائیں تو ½ ۸ بانی سونا بن جاتا ہے۔ اگر ساڑھے تین سرخ خالص سونے میں نو سرخ مرکب کی آمیزش کی جائے تو ¼ ۹ بانی سونا بنتا ہے۔ اگر تین سرخ خالص سونا دس سرخ مرکب میں ملائیں تو آٹھ بانی سونا پیدا ہوتا ہے۔ اگر ڈھائی سرخ خالص سونا گیارہ سرخ مرکب میں ملاویں تو ¾ ۷ بانی سونا ہو جائے گا۔ دو سرخ خالص سونے کو بارہ سرخ مرکب میں ملانے سے ½ ۷ بانی سونا حاصل ہوتا ہے۔ ڈیڑھ سرخ خالص سونا تیرہ سرخ مرکب کے ساتھ ملایا جائے تو ¼ ۷ بانی سونا تیار ہوتا ہے۔ ایک سرخ خالص سونا چودہ سرخ مرکب کے ساتھ گلایا جائے تو ۷ بانی سونا بن جاتا ہے۔ نصف سرخ خالص سونا پندرہ سرخ مرکب میں ملا کر ¾ ۶ بانی سونا بنا لیتے ہیں۔

اس عمل کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر نصف سرخ ملا ہوا سونا ¼ بان خالص سونے کی صفائی کو گھٹا دیتا ہے اور اس ملے ہوئے سونے کی صفائی جو دوسری ترکیب سے بنتا ہے ½ ۶ بان رہ جاتی ہے۔

اگر چاہیں کہ سونے کی صفائی کو ½ ۶ بان سے بھی کم کریں تو نصف سرخ پہلے مرکب کی جس میں چاندی او رتانبے سے ملیں دوسرے مرکب کے ساڑھے سات سرخ سے (جس میں سونا چاندی اور تانبہ تینوں دھات شامل ہیں) ملایا جائے تو ½ ۶ بانی سونا بن جاتا ہے۔ ایک سرخ پہلے مرکب کا دوسرے مرکب کے سات سرخ کے ہمراہ گلایا جائے تو چھ بانی سونا تیار ہوتا ہے۔ اگر یہ چاہیں کہ سونے کو چھ بانی سے بھی کم کریں تو اسی طرح آدھا آدھا سرخ مرکب میں ملاتے جائیں۔ چھ بانی سونے تک کو بان واری میں شامل کرتے ہیں اس سے کم مرتبے کے سونے کو بان واری کی قسم میں نہیں داخل کرتے۔

یہ تمام اعمال ایک ایسے شخص کی ماتحتی میں انجام پاتے ہیں جسے اس طرح کی آزمائش کرنے میں پورا تجربہ ہو اور اس طرح اس کام میں رونق و ترقی روزافزوں ہوتی جاتی ہے۔

تیسرے، آمین۔ اس شخص کو بے غرض و کم آزار ہونا چاہیئے تاکہ دوست و دشمن سب اُس سے مطمئن رہیں اور اگر کسی قسم کا کوئی جھگڑا ہوتا ہے تو داروغہ اور دیگر عمال کی امداد کرتا ہے اور نزاع و فساد کو مٹاتا ہے۔

چوتھے، مشرف۔ مشرف اپنی معاملہ فہمی، راستبازی اور دیانت داری سے اس محکمے کی روزانہ آمدنی اور خرچ کا حساب و کتاب لکھتا ہے اور ایک باضابطہ اور قابل اعتبار روزنامچہ تیار کرتا ہے۔

پانچویں، سوداگر۔ سونے، چاندی اور تانبے کی تجارت کرتا ہے اور اس طرح دُنیاوی نفع حاصل کرتا ہے۔ سوداگر محکمے کو رونق دیتا ہے اور باجگزاری کر کے خزانے کو اور زیادہ آباد و معمور کرتا ہے۔ سوداگروں کے کام میں گرم بازاری اسی وقت ہوتی ہے جب کہ ملک میں انصاف و عدل کا دور دورہ ہو اور حاکم طمع و حرص سے پاک و صاف ہوں۔

چھٹے، گنجور۔ منافع کی نگہداشت کرتا ہے اور اپنے لین دین میں راستی اور متانت سے کام لیتا ہے۔ پہلے چار اور چھٹے اہلکار کی تنخواہیں مختلف ہیں ان میں جو سب سے کم مرتبے کا اہلکار ہے وہ احدیوں میں داخل اور دُنیا کی فکر سے

آزاد اور اپنی حالت میں خوش و خرّم ہے۔

ساتویں، ترازو کش۔ یہ اہلکار سکّوں کو تولتا ہے۔ سو جلالی اشرفیوں کے وزن کرنے کی اجرت ۱/۴ ۱ دام اُسے ملتی ہے۔ ایک ہزار روپے تولنے کی اجرت ۱۹/۲۵ ۶ دام۔ اور ایک ہزار پیسیوں کو تولنے کی اجرت ۱۱/۲۵ دام ہے اور اسی نسبت سے مقدار کی شرح کو مدِّنظر رکھ کر اجرت میں کمی اور زیادتی ہوتی رہتی ہے۔

آٹھویں، گداز گر خام۔ مٹی میں چھوٹے اور بڑے تختے ٹکڑیوں کے رکھتا ہے اور اسے روغن سے چکنا کرتا ہے اور چاندی اور سونا گلا کر اُن گھریوں میں ڈالتا ہے جس سے پگھلی ہوئی دھات کی ڈلی بندھ جاتی ہے۔ تانبے کے لئے بجائے گھریوں میں روغن ملنے کے اُن پر مٹی کا چھڑکنا کافی ہوتا ہے۔ سونے کی مذکورۂ بالا مقدار کی مزدوری ۱/۱۵ ۲ دام دی جاتی ہے اور چاندی کی مذکورہ مقدار کی اجرت پانچ دام ۱/۴ ۱۲ جیتل اور تانبے کی اجرت چار دام اور ۱/۲ ۲۱ جیتل ادا کی جاتی ہے۔

نویں، ورق کش۔ یہ شخص اس آمیزش کئے ہوئے سونے سے سات یا چھ ماشے کے ورق بناتا ہے۔ یہ ورق لمبائی اور چوڑائی میں چھ انگل ہوتے ہیں۔ یہ کاریگر ان ورقوں کو سونا پرکھنے والے کے پاس لاتا ہے جو ان ورقوں کو تانبے کے ایک سانچے میں ڈال کر ان کی آزمائش کرتا ہے۔ جو ورق اندازے میں ٹھیک نکلتے ہیں ان پر یہ صاحبِ کمال مُہر لگا دیتا ہے تاکہ کسی قسم کی آمیزش اور تبدیلی نہ واقع ہو اور یہ معلوم ہو کہ ان اوراق کے لئے جتنے مدارجِ آزمائش ضروری تھے وہ سب طے ہو گئے۔ مذکورۂ بالا سونے کی مقدار میں ورق کش کو ۱/۲ ۲۴ دام اجرت دی جاتی ہے۔

آئین (۷)

کھوٹے سونے کو کھرا کرنے کی ترکیب

جب سونے کے پتروں پر مُہر آز مائش لگ جاتی ہے تو سونے کا مالک ہر سو جلالی اشرفیوں کے مساوی وزن کے لئے چار سیر شور نمک اور چار سیر کچی اینٹ کی پسی ہوئی خاک لے آتا ہے۔ پہلے پتر صاف پانی میں دھوئے جاتے ہیں اس کے بعد ان دواؤں میں اوراق کو اوپر نیچے رکھ کر ان کو اُپلوں سے ڈھانک دیتے ہیں اور اس کے بعد اُپلوں میں آگ لگا دی جاتی ہے یہاں تک کہ اُپلے آہستہ آہستہ جل کر بالکل خاک ہو جاتے ہیں۔ جب راکھ بالکل ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو خاک کو چاروں طرف سے آہستہ آہستہ ہٹا کر خاک اپنے پاس رکھتے ہیں فارسی میں اس مٹی کو خاک خلاص کہتے ہیں اور ہندی میں اسے سلوتی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

مندرجۂ ذیل طریقے سے اس خاک سے چاندی نکالتے ہیں۔ پتروں اور ان کے نیچے کی مٹی اسی طرح پڑی رہتی ہے۔ پہلے عمل کو دو بار پھر دُہراتے ہیں اور دو آگ اور دیتے ہیں۔ جب تین آنچیں پوری ہو جاتی ہیں تو اس کو سنائی کہتے ہیں سنائی سونے کو پھر صاف پانی میں دھوتے ہیں اور سونے کو آتشدان میں رکھ کر تین بار آگ دیتے ہیں اور اوپر کی راکھ کو اپنے پاس محفوظ رکھتے ہیں اسی طرح

چھ بار سونے کو دوا میں رکھتے ہیں اور اسی طریقے پر اٹھارہ آنچیں دی جاتی ہیں اس کے بعد سونا پھر دھویا جاتا ہے۔ جب یہ عمل پورا ہو جاتا ہے تو ان پتروں میں سے ایک کو افسر آزمائش توڑتا ہے۔ اگر تختی کے ٹوٹنے کی آواز نرم و ملائم ہوتی ہے تو سونا پکا سمجھا جاتا ہے اور اگر ان سے آواز سخت نکلتی ہے تو سونے کو ایک مرتبہ دوا میں رکھ کر تین مرتبہ اور آگ دی جاتی ہے۔ اس کے بعد ہر پتر سے ایک ایک ماشہ سونا کاٹا جاتا ہے اور جدا کردہ سونے کا ایک علحدہ پتر بناتے ہیں اس پتر کو کسوٹی پر کستے ہیں۔ اگر اب بھی سونا خالص نہیں ہوا ہے تو دو ایک آنچیں اور دیتے ہیں لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ تین یا چار آنچیں دینے کے بعد سونا پکا اور خالص ہو جاتا ہے۔

کبھی کبھی اس طریقے سے بھی سونے کو پرکھتے اور کھرا کرتے ہیں۔ دو تولے خالص سونا اور دو تولے آنچ دیا ہوا سونا لیتے ہیں اور ان دونوں قسم کے سونے کی بیس بیس ہم وزن تختیاں بناتے ہیں۔ ان تختیوں پر مذکورۂ بالا دوا رکھ کر ان کو آنچ دیتے ہیں آگ ٹھنڈی ہونے کے بعد پتر کو صاف پانی سے دھوتے ہیں اور خالص اور کھوٹے سونے کو صحت کے ساتھ تولتے ہیں اگر دونوں وزن میں برابر ہوتے ہیں تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ کھوٹا سونا کھرا ہو گیا۔

دسویں، گداز گر پختہ۔ گداز گر پکے سونے کے پتروں کو گلاتا ہے اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا اسی طریقے پر سونے کی ڈلی بناتا ہے۔ گداز گر کی اجرت سو جلالی اشرفیوں کے لئے تین دام مقرر ہے۔

گیارھویں، ضرّاب۔ یہ شخص اپنی تجربہ کاری سے سونے، چاندی اور تانبے کی ڈلی صحیح مقدار میں کاٹتا ہے۔ یہ ڈلی مسکوک سکّے کے بالکل برابر ہوتی ہیں۔ اس کی اُجرت سو جلالی اشرفیوں کے لئے ۲۱ دام $\frac{1}{4}$ ۱ جیتل اور اسی قدر چاندی کے لئے۔ اگر چاندی سے روپیہ بنایا جاتا ہے تو ۱۵ دام اور $\frac{3}{4}$ ۸ جیتل لیکن اگر اس مقدار چاندی کی چونیاں بنانا ہے تو اُس کی اجرت میں ۲۸ دام کا اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایک ہزار دام بنانے کی اُجرت ۲۰ دام مقرر ہیں اور اگر اسی قدر تانبے کے نصف اور ربع دام بنانا ہے تو اُسے ۲۵ دام ملتے ہیں۔ اگر $\frac{1}{4}$ ۵ دام کا

سکہ جس کو دمڑی کہتے ہیں اسی مقدار کے ساتھ تیّار کرتا ہے تو اُسے اجرت میں ۶۹ دام دئے جاتے ہیں۔

ایران اور توران میں روپیوں کو بلا کانٹے کی مدد کے نہیں تراش سکتے لیکن ہندوستان کے کاریگر بغیر اس قسم کی اعانت کے ایسا ٹھیک سکہ کاٹتے ہیں کہ مقدار میں بال برابر کا بھی فرق نہیں ہوتا اور یہ بات درحقیقت عجیب وغریب و قابل تعریف ہے۔

بارھویں مُہرکن۔ یہ اہلکار روپے کے چھاپے لوہے یا اسی قسم کی دوسری دھات کے پتّر پر بناتا ہے۔ انہی چھاپوں سے سکوں پر نقش بنایا جاتا ہے۔

اس زمانے میں مولانا احمد علی دہلوی اس فن میں ایسا کامل ہے کہ ہندوستان تو کیا کسی مُلک میں بھی اس کا مثل نہیں ہے۔ احمد علی مذکور مختلف قسم کے حروف اس طرح لوہے پر کاٹتا ہے کہ اس کے نقش نگار مشہور توین اُستادوں کی صنعت سے مقابلہ کرتے ہیں۔ احمد علی یوز باشیوں (یعنی وہ امیر جو دس سواروں کا افسر ہے) میں داخل ہے۔ اس کے ماتحت دو پیادے دارالضرب میں کام کرتے ہیں اور ہر ایک کو ۶۰۰ دام ماہوار ملتی ہے۔

تیرھویں سِکّی۔ یہ شخص دھاتوں کے گول ٹکڑے دو چھاپوں کے بیچ میں رکھ دیتا ہے۔ ہتوڑا چلانے والا چھاپوں پر ضرب مارتا ہے اور دھات کے ٹکڑوں کے دونوں طرف نقش بن جاتے ہیں۔ اس کی اُجرت سو اشرفیوں کے لئے $\frac{1}{4}$ ۱ دام۔ ہزار روپیوں کے لئے ۵ دام $\frac{1}{2}$ ۹ جیتل اور ایک ہزار روپے کی ریزہ کاریاں بنانے کی اجرت روپیہ تیّار کرنے کی مزدوری سے $\frac{1}{2}$ ۱ دام جیتل زیادہ ہے۔ ایک ہزار دام بنانے کی مزدوری ۳ دام اور دو ہزار نصف دام اور چار ہزار ربع دام بنانے کی اجرت $\frac{1}{4}$ ۱۸ دام اور آٹھ ہزار دمڑی بنانے کی مزدوری $\frac{1}{2}$ ۱۰ دام مقرر ہے۔ مذکورہ مزدوری میں سے سِکّی $\frac{1}{4}$ رقم اپنے مددگار کو جو سکوں پر ضرب لگاتا ہے ادا کرتا ہے۔ اس شخص کی کوئی علیحدہ اجرت مقرر نہیں ہے۔

چودھویں سباک۔ یہ شخص خالص چاندی کی گول ٹکیاں کاٹتا ہے۔ سباک کو ہزار ٹکیاں تراشنے کی اجرت ۴ ۵ دام دی جاتی ہے۔

چاندی میں میل دریافت کرنے کا طریقہ

چاندی میں سیسے، جست اور تانبے کا میل ہو سکتا ہے۔ ایران و توران میں چاندی کی صفائی کے اعلیٰ ترین درجے کو دہی کہتے ہیں لیکن ہندوستان میں اس کا نام بست بسوہ ہے۔ جس قدر میل بڑھتا جاتا ہے چاندی کا کھرا پن اور اس کی صفائی کے مدارج گھٹتے جاتے ہیں لیکن عام طور پر چاندی پانچ درجے سے نہیں گھٹتی۔ دس درجے کم کی چاندی پر کوئی توجہ نہیں کرتا۔

تجربہ کار اشخاص چاندی کے رنگ کو دیکھ کر پہچان لیتے ہیں کہ اس میں کس دھات کا میل غالب ہے اور گھس کر یا سوراخ کر کے چاندی کے اندر کی صفائی اور اس کے کھرے پن کو بھی پہچان جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ چاندی کو تپا کر اور پھر اُسے پانی میں بجھا کر بھی اُس کے کھرے اور کھوٹے ہونے کا پتا لگا لیتے ہیں۔ سیاہی سے سیسے کی زیادتی اور سرخی سے تانبے کی خاکی مائل بہ سفید رنگ سے ٹین کی اور سفیدی سے چاندی کی زیادتی کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

چاندی کو کھرا کرنے کی ترکیب

اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک چھوٹا سا گڑھا کھودا جاتا ہے اور اس میں تھوڑی سی ہوا کنڈے کی راکھ چھڑکی جاتی ہے۔ اس کے بعد گڑھے کو ببول کی لکڑی کی راکھ سے بھر دیتے ہیں اور اس میں تھوڑا پانی دے کر اس گڑھے کو پیالے کی شکل میں بنا لیتے ہیں۔ جب یہ ظرف تیار ہو جاتا ہے تو اس میں کھوٹی چاندی رکھتے ہیں، اور چاندی کی مقدار کا لحاظ کر کے پیالے میں سیسہ رکھ دیتے ہیں۔ پہلے سیسے کا ۱/۴ حصہ چاندی کے اوپر رکھ دیا جاتا ہے اور پورا پیالہ کوئلے سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد دھوکنی سے اُسے دھونکتے ہیں۔ یہاں تک کہ چاندی اور سیسہ دونوں گل جاتے ہیں۔ اکثر اس عمل کو چار مرتبہ کرتے ہیں۔ چاندی کے صاف ہو جانے کا ثبوت یہ ہے کہ دھات بالکل سفید ہو جاتی ہے اور ہر طرف سے سخت ہونے لگتی ہے۔ جب چاندی بیچ میں سخت ہو جاتی ہے تو اس پر پانی کے چند قطرے ڈال لیتے ہیں۔ چاندی پر پانی ڈالنے سے اُس سے مینڈھے کی سینگ کی

شکل کے شعلے بلند ہوتے ہیں۔ اب اس چاندی کی ایک ٹکیہ بن جاتی ہے اور دھات صاف ہو کر بالکل کھری ہو جاتی ہے۔

اگر یہ ٹکیہ دوبارہ گلائی جاتی ہے تو فی تولہ نصف سرخ چاندی جل جاتی ہے اس طرح سو تولوں میں چھ ماشہ دو سرخ چاندی جل کر خاک ہو جاتی ہے۔ ٹکیہ کی جلی ہوئی مٹی جس میں چاندی اور سیسہ دونوں ملے ہوئے ہیں مردار سنگ کی سی ہو جاتی ہے۔ اس سخت پتھر کو ہندی میں کھرل اور فارسی میں کُشتہ کہتے ہیں جس کا بعد میں بیان کیا جائے گا۔

قبل اس کے کہ کھری چاندی ضرّاب کو دی جائے ہر سو تولوں میں سے پانچ ماشے اور پانچ سرخ خالصے کے لیئے لیئے جاتے ہیں اس کے بعد پرکھنے والا صاف ٹکیوں پر ایک خالص چھاپہ لگا دیتا ہے تاکہ کھری ٹکیوں کا کھوٹی سے تبادلہ نہ ہو سکے۔

قدیم زمانے میں چاندی کو بانوری طریقے سے پرکھتے تھے لیکن اب اسی طریقے سے آزمائش کرتے ہیں جس کا ذکر ہوا۔ اگر شاہی چاندی کے جو عراق و خراسان میں رائج ہے اور لاری اور مشتالی چاندی کے جو توران میں پائی جاتی ہے سو تولوں میں تین تولے اور ایک سرخ اور فرنگی اور ترکی نارجیل میں اور گجرات اور مالوے کی محمودی اور مظفری کے سو تولوں میں تیرہ تولے ۱/۲ ۲ ماشے کی کمی ہو جائے تو یہ اقسام صفائی اور کھرے پن میں شہنشاہی چاندی کے ہم پلہ ہو جاتے ہیں۔

قرص کوب۔ یہ شخص خالص چاندی کی ٹکیوں کو تاؤ دے کر انھیں ہتھوڑے سے اس قدر کوٹتا ہے کہ چاندی میں سیسے کا نام نشان باقی نہیں رہتا اس شخص کو ہزار روپے کھر چاندی صاف کرنے کی اجرت ۱/۲ ۴ دام دی جاتی ہے۔

چاشنی گیر۔ کھرے سونے اور چاندی کی آزمائش کرتا ہے اور ان کی صفائی کے مدارج مندرجۂ ذیل طریقے سے مقرر کرتا ہے۔

یہ شخص دو تولے سونے کے آٹھ پتر بناتا ہے اس کے بعد مندرجۂ بالا مرکب کی تہ اسی طریقے سے جماتا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا اور تہ جما کر آگ

روشن کرتا ہے اور اس امر کی کوشش کرتا ہے کہ باہر کی خاک ہوا سے اُڑ کر دوبارا دھات میں نہ ملنے پائے۔ اس عمل کو ختم کر کے چاشنی گیر پتروں کو دھوتا ہے اور پھر اُنھیں گلاتا ہے۔ اگر سونے کے وزن میں کچھ کمی نہیں ہوتی تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ سونا جانچ میں پورا اُترا۔

دھات کا پرکھنے والا سونے کو کسوٹی پر کستا ہے اور اس طرح اپنی ذات واعتبار کو قطعاً مطمئن کر دیتا ہے۔

سَو اشرفیوں بھر سونا پرکھنے اور اُس کی آزمائش کرنے کی اجرت ۱۲/۵ دام ادا کی جاتی ہے۔

چاندی کی آزمائش کا طریقہ یہ ہے کہ ایک تولہ چاندی اور اسی قدر سیسہ ایک ہنڈی کی نلی میں رکھ کر اُن کو اس قدر تاؤ دیا جاتا ہے کہ سیسہ بالکل جل جاتا ہے اب چاندی پر چند قطرے پانی کے چھڑکے جاتے ہیں اور اس کے بعد ہتوڑے سے اس قدر کوٹی جاتی ہے کہ اس میں سیسے کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہتا۔ اس کے بعد دھات کو نئی نلی میں رکھ کر اُس کا وزن کیا جاتا ہے۔ اگر چاندی وزن میں چھ چانول کم ہو گئی تو سمجھا جاتا ہے کہ آزمائش کا کام ختم ہو گیا اور چاندی کھری ہو گئی۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو چاندی کو پھر تاؤ دیتے ہیں یہاں تک کہ اس میں چھ چانول کی کمی کا یقین ہو جائے۔ ہزار روپے بھر چاندی کی آزمائش کرنے کی اجرت ۳ دام ۱/۲ ۱۴ جیتل مقرر ہے۔

نیاریہ۔ یہ ملازم خاک خالص کو جمع کرتا اور ہر دفعہ دو دو سیر خاک لے کر اُسے دھوتا ہے۔ مٹی میں جس قدر سونا ہوتا ہے وہ اپنی گرانی کی وجہ سے پانی کی تہ میں بیٹھ جاتا ہے۔ مٹی کو اس طرح دھونے کے بعد اُسے ککرہ کہتے ہیں۔ ککرے میں اب بھی سونا شامل ہوتا ہے جس کے نکالنے کی ترکیب بعد میں بیان کی جائے گی۔ تہ نشین مٹی میں پارہ ملا کر مٹی کو خوب ملتے ہیں سیر بھر مٹی میں چھ ماشے پارہ صرف ہوتا ہے۔ سیماب اپنی فطری کشش سے سونے کو اپنے میں جذب کر لیتا ہے اس پارے کو شیشے میں ڈالتے ہیں اور تپا کر سونے کو پارے سے جدا کر لیتے ہیں۔ خاک کی اس مقدار سے سونا نکالنے کی اجرت نیاریہ کو ۲۰ دام دو جیتل دیئے جاتے ہیں۔

ککرے کا عمل ککرے میں اتنی ہی مقدار پنھر کی ڈالتے ہیں اور رسی کو گائے کے گوبر میں ملاتے ہیں۔ اس کے بعد پہلے مرکب کو پیس کر دوسرے میں ملا دیتے ہیں اور اس سے دو دو سیر کے گولے بنا کر ان گولوں کو کپڑے پر سکھاتے ہیں۔

پنھر مندرجۂ ذیل طریقوں سے تیار کیا جاتا ہے۔

زمین میں ایک گڑھا کھودتے ہیں اور اس گڑھے میں ببول کی راکھ اس طرح بھر دیتے ہیں کہ ایک من سیسے کے لئے راکھ کا ڈھیر چھ انگل اونچا ہو جاتا ہے اور راکھ کی زیریں سطح کو ہموار کر کے اس میں سیسہ ڈال دیتے ہیں۔ اس عمل کے بعد گڑھے کو کوئلے سے ڈھانپ کر اس میں آگ لگا دیتے ہیں اور سیسے کو گلاتے ہیں سیسہ گلنے کے بعد کوئلے کو ہٹا لیتے ہیں اور دو مٹی کی رکابیاں کانٹوں سے باہم جکڑی ہوئی بھٹی پر رکھتے ہیں ان رکابیوں کا ایک منھ جو دھونکنی کی طرف ہوتا ہے بند رہتا ہے اور دوسرا منھ کھلا ہوتا ہے۔ اب بھٹی کو ایک اینٹ سے ڈھانک دیتے ہیں اور کچھ مدت تک اسے اسی حالت میں رہنے دیتے ہیں یہاں تک کہ راکھ سیسے کو اپنے میں جذب کر لیتی ہے اینٹ کو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اٹھا کر سیسے کو دیکھتے جاتے ہیں۔ سیسے کی مذکورۂ بالا مقدار میں چار ماشے چاندی ملاتے ہیں اور اس راکھ کو پانی سے ٹھنڈا کر لیتے ہیں اور اسی خاک کو پنھر کہتے ہیں۔

ایک من سیسے میں دو سیر دھات جل جاتی ہے اور خاک کی وجہ سے چار سیر وزن زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح عمل ختم ہونے کے بعد مجموعی وزن ایک من دو سیر ہوتا ہے۔

رسی۔ ایک قسم کا تیزاب ہے جو سجی اور شورے سے بنتا ہے۔

پنھر اور رسی کا حال بیان کرنے کے بعد پھر اصل مقصود کا ذکر کیا جاتا ہے اور ککرے کا نا تمام بیان ختم کیا جاتا ہے۔ دو سیری گولے تیار کرنے کے بعد تنور کی شکل کا ایک برتن بناتے ہیں جو دونوں سروں پر تنگ اور بیچ میں چوڑا ہوتا ہے یہ ڈیڑھ گز اونچا ہوتا ہے اور اس کے پیندے میں ایک سوراخ کرتے ہیں۔ یہ سخت کوئلوں سے اتنا بھر دیا جاتا ہے کہ چار انگشت اندر خالی رہ جاتی ہے۔ اس کے بعد زمین میں ایک گڑھا کھود کر برتن کو اسی گڑھے میں رکھتے ہیں اور دھونکنی سے اس میں آگ

دہکاتے ہیں۔ جب آگ خوب روشن ہو جاتی ہے تو مندرجۂ بالا گولوں کو ایک ایک کر کے توڑتے ہیں اور اس آگ میں ڈال لیتے اور گلاتے جاتے ہیں۔ سونا، چاندی، تانبہ اور سیسہ گل گل کر سوراخ کی راہ سے گڑھے میں آجاتے ہیں۔ جو باقی ماندہ چیز برتن میں رہ جاتی ہے اُسے نرم کر کے دھوتے ہیں۔ اس طرح سیسے کو علیحدہ کر لیتے ہیں۔ اس عمل کو ختم کر کے راکھ کو پھر یکجا جمع کرتے ہیں اور اس خاک سے بھی بعض ترکیبوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو دھات گڑھے میں آجاتی ہے اُسے نکال کر پھر کے طریقے سے گلاتے ہیں سیسہ خاک میں مل جاتا ہے جس میں تیس سیر راکھ سے جدا کر کے نکال لیا جاتا ہے اور دس سیر جل جاتا ہے۔ سونا، چاندی اور تانبہ اور تھوڑا سیسہ اسی طرح مٹی کے ڈھیر میں رہ جاتے ہیں اور اسی کو بگراوٗئی یا گبراوٗئی کہتے ہیں۔

عمل بگراوئی۔ زمین میں ایک گڑھا کھودتے ہیں اور اس گڑھے میں ببول کی راکھ بھر دیتے ہیں۔ سو تولے بگراوئی کے لئے آدھ سیر راکھ گڑھے میں ڈالی جاتی ہے۔ اس کی ایک رکابی بنا کر بگراوئی کو اس میں ملا دیتے ہیں اور اس میں ایک تولہ تانبہ اور پانچ تولے سیسہ بھی ملاتے ہیں۔ اب اس رکابی کو کوئلے سے لبالب بھر کر اُسے ایک اینٹ سے ڈھانک دیتے ہیں جب تمام چیزیں گل جاتی ہیں تو کوئلے اور اینٹ کو ہٹا لیتے ہیں اور ببول کی لکڑیاں جلا دیتے ہیں یہ آگ اُس وقت تک جلتی رہتی ہے جب تک کہ سیسہ اور تانبہ راکھ میں نہ مل جائیں سیسہ اور تانبہ مٹی میں مل جاتے ہیں اور سونا اور چاندی ڈھیر سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اس راکھ کو بھی کھرل کہتے ہیں اور اس سے سیسہ اور تانبہ جس طریقے سے نکالا جاتا ہے اُس کا تفصیلی بیان آگے آئے گا۔
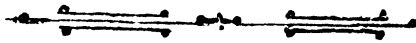
آئین (۸)

سونے کو چاندی سے علیٰحدہ کرنے کی ترکیب

جوڑ کو تین مرتبہ تانبے اور تین مرتبہ گندھک ملا کر گلاتے ہیں جس کو ہندی میں چھا چھیا کہتے ہیں۔ اس مرکب کے ہر تولے کے لئے ایک ماشہ تانبہ اور ایک ماشہ دو سرخ گندھک استعمال کی جاتی ہے۔ جوڑ کو پہلے تانبے کے ساتھ اور اس کے بعد گندھک میں ملا کر گلاتے ہیں۔ اگر جوڑ کا وزن سو تولے ہوتا ہے تو سو ماشے تانبہ اس طریقے پر صرف کیا جاتا ہے کہ پہلے پچاس ماشے تانبہ جوڑ کے ساتھ گلاتے ہیں اور اس کے بعد پچیس پچیس ماشے دو مرتبہ کر کے گلایا جاتا ہے گندھک کو بھی اسی مناسبت سے جوڑ میں ملاتے ہیں۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جوڑ کو ریزہ ریزہ کر کے اس میں پچاس ماشے تانبہ ملا کر اُسے گھریا میں گلاتے ہیں۔ اپنے پاس ایک برتن میں ٹھنڈا پانی بھر کے رکھ لیتے ہیں اور پانی کی سطح پر خس کی جھاڑو کی طرح بچھا دیتے ہیں جس پر گلی ہوئی دھات کو ڈال لیتے ہیں اور رقیق مادّے کو لکڑی سے ہلاتے جاتے ہیں تاکہ جمنے نہ پائے اس کے بعد ان ٹکڑوں کو دوبارہ لقیہ تانبے میں ملا کر ایک گھریا میں ملاتے ہیں اور اس کو سانچے میں ٹھنڈا کر کے جماتے ہیں۔ اس جوڑ کے ہر تولے میں دو ماشے اور دو سرخ گندھک صرف ہوتی ہے یعنی سو تولے جوڑ کے لئے ½ اسیر گندھک استعمال میں آتی ہے۔

جب تین مرتبہ اسی طرح گلا لیتے ہیں تو سطح پر سفیدی سی جمی ہوئی معلوم ہوتی ہے یہ سفیدی چاندی ہے جو اس طرح نکل آتی ہے۔ اس کو نکال کر علیحدہ رکھتے ہیں جس کا عمل بعد میں بیان کیا جائے گا۔

جب یہ جوڑ تین مرتبہ تانبے اور گندھک کے اور تین مرتبہ ساتھ گلا لیا جاتا ہے اور چھیوں عمل پورے ہو جاتے ہیں تو سونے کی جمی ہوئی ٹکیا رہ جاتی ہے پنجابی زبان میں اس سونے کو کیل اور دہلی میں پنجر کہتے ہیں۔

اگر جوڑ میں سونا زیادہ مقدار میں ہوتا ہے تو یہ علیحدہ کیا ہوا سونا صفائی کے درجے میں ۶ ½ بانی ہوتا ہے لیکن ایسا سونا پانچ بلکہ چار بانی ہی ہوتا ہے۔

سونے کو کھرا کرنے کے لئے مندرجۂ ذیل طریقوں میں سے کسی ایک پر عمل کرنا ضروری ہے۔

پہلا طریقہ یہ ہے کہ اس سونے کے پچاس تولوں میں چار سو تولے کھرے اور خالص سونے کے ملائے جاتے ہیں اور اس سونے کو سلوانی کے عمل سے خالص کر لیتے ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ الونی کے عمل سے کام لیں۔ اس طریقے کی تشریح یہ ہے کہ دو حصے بنو اکنڈے اور ایک حصہ شورے کا مرکب بناتے ہیں اور پنجر کی سلائیاں بنا کر ان کے پتر تیار کرتے ہیں۔ ہر پتر کا وزن ½ ۱ تولے سے کم نہیں ہوتا لیکن سلوانی پتروں سے یہ پتر ذرا چوڑے ہوتے ہیں۔ ان پتروں پر سیسم کا تیل ملتے ہیں اور اس کے بعد پتروں پر کنڈے اور شورے کے مرکب کا لیپ چڑھاتے ہیں اور ہر لیپ کے بعد دو ہلکی آنچیں دیتے ہیں۔ اسی طرح تین یا چار مرتبہ لیپ چڑھا کر اسے آگ میں تپاتے ہیں یہاں تک کہ سونا کھرا ہو جاتا ہے۔ اگر چاہتے ہیں کہ سونے کو اس سے بھی زیادہ کھرا کریں تو اس عمل کو بار بار کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ نو بانی ہو جاتا ہے۔ اس کی راکھ بھی جمع کر کے رکھ لی جاتی ہے اور یہ مٹی بھی ایک قسم کی کھرل ہے۔

آئین (۹)

راکھ سے چاندی نکالنے کی ترکیب

جس قدر راکھ الونی کے عمل کے پہلے اور اس کے بعد جمع کرلی جاتی ہے اُس کا دُگنا سیسہ اُس میں ملاتے اور اس کو ایک گھریا میں رکھ کر ایک پہر کوئلے کی آنچ دیتے ہیں۔ جب آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو دھات کو اسی طریقے سے خالص کرتے ہیں جیسا کہ سباک کے عنوان کی تشریح میں مفصل تحریر میں آچکا ہے۔ اس راکھ کو بھی کھرل کہتے ہیں۔ سلونی کے دوسرے طریقے بھی ہیں جن سے ہنرمند بخوبی واقف ہیں۔

پنی وار۔ یہ شخص کھرل کو گلا کر تانبے سے چاندی کو جدا کرتا ہے۔ اس کی مزدوری فی تولہ ½ ادام مقرر ہے۔ جو منافع اُسے ملتا ہے اس کے عوض میں ہر ماہ ۳۰۰ دام دیوان کو ادا کرتا ہے۔

اس کے عمل کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے کھرل کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے اور اس کے بعد ایک من کھرل میں ڈیڑھ سیر سہاگہ اور تین سیر سجی ملاتا ہے اور پورے مرکب میں سے ایک ایک سیر دفعہ کرکے اسی طرح کوزے میں ڈالتا ہے جیسا کہ سونا کھرا کرنے کی ترکیب میں بیان ہو چکا ہے۔ اس کے بعد مرکب کو گلاتا ہے۔ سیسے اور چاندی کا مرکب پگھل کر گڑھے میں گرتا ہے جو بعد میں عمل سباکی سے صاف کر لیا جاتا ہے۔ سیسہ جو چاندی سے جدا ہو کر راکھ میں مل جاتا ہے پھر تہ نشین ہو جاتا ہے۔

(۱۹) بپکار۔ یہ شخص سلونی اور کھرل شہر کے سناروں سے خریدتا ہے اور انھیں دارالضرب میں لے جاکر گلواتا ہے اور اس طرح چاندی اور سونے سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ یہ شخص ایک من سلونی کے لئے سترہ دام اور ایک من کھرل کے معاوضے میں چودہ دام خالصے میں داخل کرتا ہے۔

(۲۰) نچوئی والہ۔ یہ شخص پرانے تانبے کے وہ سکّے لے آتا ہے جس میں جس میں چاندی ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کو ہر سو تولے میں ½۳ روپے دیوان کو دینے ہوتے ہیں۔ اگر یہ شخص چاہے کہ چاندی کے سکّے بنوائے تو اُس کی مقررہ اجرت اُسے علیٰحدہ ادا کرنی ہوتی ہے۔

(۲۱) خاک شو۔ جب کہ سونے اور چاندی کے مالک اپنا مال مختلف طریقوں سے صاف کرکے جیسا کہ بیان ہوا لے جاتے ہیں تو یہ شخص دارالضرب میں جھاڑو دیتا ہے اور اُسے اپنے گھر لے جاکر خاک کو دھوتا ہے اور اس سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ بیشمار خاک شو اس عمل سے اچھی خاصی تجارت کرتے ہیں۔ ہر خاک شو ہر مہینے ½۱۲ روپے بطور نذرانہ خزانے میں داخل کرتا ہے۔ خاک شو کی طرح دارالضرب کا ہر اہلکار ہر سو داموں کے منافع میں تین دام خزانۂ سرکار میں داخل کردیتا ہے۔
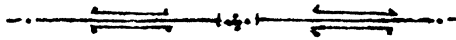
آئین (۱۰)

سکہ جات سلطنت: سونے کے سکّے

جب بادشاہ نے اپنی توجہ سے سونے اور چاندی کو بالکل صاف اور کھرا کرلیا تو نقوش بھی طرح طرح کے ایجاد کرکے سکّوں کو زیب و زینت دی جس سے خزانے کی رونق بڑھی اور اہل دُنیا کو مسرّت و خوشی حاصل ہوئی۔ اس جگہ نقوش کا مختصر حال لکھا جاتا ہے۔

سہنسہ۔ یہ ایک گول سکہ ہے جو وزن میں ۱۰۱ تولے ۹ ماشے سات سرخ کے برابر ہے۔ اس سکّے کی قیمت سو لعل جلالی ہے۔ سکّے میں ایک طرف بیچ میں قبلۂ عالم کا نام کندہ ہے اور کناروں کی پانچ محرابوں میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے "السلطان الاعظم الخاقان المعظم خلد اللہ ملکہ و سلطانہ ضرب دار الخلافۃ آگرہ" سکے کے دوسری طرف وسط میں کلمۂ طیبہ اور "ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب" لکھا ہوا ہے اور چاروں طرف حضرات چار یار رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی کندہ ہیں۔

پہلے مولانا مقصود مُہرکن نقاشی کرتے تھے اس کے بعد ملا علی احمد نے صناعی کو ختم کیا اور سکّے کے ایک طرف یہ عبارت بڑھائی کہ "افضل دینار ینفقہ الرجل دینارًا ینفقہ علیٰ اصحابہ فی سبیل اللہ" اور دوسری طرف

السلطان العالی الخلیفۃ المتعالی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ وابد عدلہ واحسانہ کندہ کیا
لیکن اس کے بعد یہ تمام عبارتیں مٹا دی گئیں اور ملک الشعرا تذکرۃ الحکما شیخ فیضی کی
یہ رباعی سکے کے ایک طرف لکھی گئی۔

خورشید کہ ہفت بحر ازو گوہر یافت   سنگ سیہ از پرتو آں جوہر یافت
کان از نظر تربیت او زر یافت   واں زر شرف از سکہ شاہ اکبر یافت

اسی جانب درمیان میں اللہ اکبر جل جلالہ کندہ کیا گیا۔
سکے کی دوسری جانب یہ رباعی لکھی گئی۔

ایں سکہ کہ پیرایۂ امید بود   با نقش دوام و نام جاوید بود
سیمائے سعادتش ہمیں بس کہ بدہر   یک ذرہ نظر کردۂ خورشید بود

سکے کے اسی جانب درمیان میں سن الٰہی اور مہینہ کندہ کرائے گئے۔

(۲) اسی نام اور اسی صورت کا ایک دوسرا سکہ ہے جو وزن میں نوے تولے آٹھ ماشے اور قیمت میں سو گول اشرفیوں کے برابر ہے۔ ان اشرفیوں میں ہر ایک کا وزن گیارہ ماشے ہے۔ اس سکے پر بھی مذکورہ بالا آخری نقش کندہ ہے۔

(۳) رہس۔ دونوں سکوں کا نصف ہے۔ یہ سکہ بعض اوقات مربع کی شکل کا ہوتا ہے۔ اس سکے کے ایک طرف سہنسہ کا نقش کندہ ہے اور دوسری جانب شیخ فیضی کی یہ رباعی لکھی ہوئی ہے۔

ایں نقد روان گنج شاہنشاہی   با کوکب اقبال کند ہمراہی
خورشید بہ پرورش ازاں رو کہ بدہر   یابد شرف از سکۂ اکبر شاہی

(۴) آتمۂ۔ سہنسہ کا ¼ حصہ ہے۔ یہ سکہ گول اور چوکور دونوں طرح کا ہوتا ہے بعض سکوں پر تو سہنسہ کا نقش کندہ ہے اور بعضوں کے ایک طرف فیضی کی یہ رباعی لکھی ہوئی ہے۔

ایں سکہ کہ دست بخت را زیور باد   پیرایۂ نہ سپہر و ہفت اختر باد
زریں نقدیست کار ازو چوں زر باد   در دہر رواں بنام شاہ اکبر باد

اور دوسری طرف وہی پہلی رباعی کندہ ہے۔

(۵) بِنسَت۔ آتمہ کی طرح یہ سکّہ بھی گول اور چوکور دونوں قسم کا تیّار کیا جاتا ہے۔
یہ سکّہ قیمت میں سہنسہ کا $\frac{1}{5}$ حصّہ ہے۔ اس کے علاوہ اور دوسرے سونے کے سکّے بھی ہیں جو شکل اور نقش میں بنسَت کی طرح ہوتے ہیں اور قیمت میں سہنسہ کے $\frac{1}{8}$ ۔ $\frac{1}{10}$ ۔ $\frac{1}{20}$ اور $\frac{1}{25}$ حصّوں کے برابر ہیں۔
(۶) چُگَل۔ چہار گوشہ۔ یہ چوکور سکّہ ہے۔ اس کا وزن ۳ تولے $\frac{1}{2}$ ۵ سرخ ہے۔ اس کی قیمت تیس روپے ہے۔
گرد (گول) گول سکّے کا وزن ۲ تولے ۹ ماشے ہے اور قیمت میں تین جلالی مُہر کے برابر ہے۔ ہر مُہر کی قیمت گیارہ روپے اور وزن گیارہ ماشے ہے۔
چگل مربع جو سہنسہ کا $\frac{1}{50}$ حصّہ ہے اور قیمت میں دو لعل جلالی مُہر کے برابر ہے۔ چگل کی دونوں قسم کے سکّوں کے نقوش ایک ہی ہیں۔
(۷) لعل جلالی۔ یہ سکّہ گول ہے اور وزن اور شکل میں دو مُہر کی برابر ہے۔ اس کے ایک طرف اللہ اکبر کندہ ہے اور دوسری جانب یا معین لکھا ہوا ہے۔
(۸) آفتابی۔ یہ سکّہ بھی گول ہے۔ اس کا وزن ایک تولہ ۲ ماشے $\frac{3}{4}$ ۴ سرخ ہے اس کی قیمت بارہ روپے ہے۔ اس سکّے کے ایک طرف اللہ اکبر جل جلالہ لکھا ہوا ہے اور دوسری جانب دارالضرب کا نام اور سنہ الٰہی کندہ ہے۔
(۹) الٰہی۔ یہ سکّہ بھی گول ہے اور اس کا وزن ۱۲ ماشے $\frac{1}{4}$ ۱ سرخ ہے۔ اس پر بھی آفتابی سکّے کا نقش کندہ ہے اور دس روپے پر چلتا ہے۔
(۱۰) لعل جلالی چوکور۔ اس کا وزن اور اس کی قیمت دونوں الٰہی سکّے کے وزن اور قیمت کے برابر ہیں اس سکّے کے ایک طرف اللہ اکبر اور دوسری طرف جل جلالہ لکھا ہوا ہے۔
(۱۱) عدل گتکہ۔ یہ سکّہ بھی گول ہے اور اس کا وزن گیارہ ماشے ہے اور اس کی قیمت نَو روپے ہے۔ اس سکّے کے ایک طرف اللہ اکبر اور دوسری طرف یا معین لکھا ہوا ہے۔

(۱۲) گول اشرفی۔ یہ سکہ وزن اور قیمت میں عدل گٹکہ کے برابر ہے لیکن اس کا نقش مختلف ہے۔

(۱۳) محرابی۔ یہ سکہ وزن قیمت اور نقش میں گول اشرفی کے برابر اور اسی کے مانند ہے۔

(۱۴) معینی۔ یہ سکہ چوکور اور گول دونوں طرح کا ڈھالا جاتا ہے۔ وزن اور قیمت میں لعل جلالی اور گول اشرفی کے برابر ہے اور اس پر یامعین کا نقش کندہ ہے

(۱۵) چہار گوشہ۔ وزن اور قیمت میں آفتابی کے برابر ہے۔

(۱۶) گرد۔ یہ سکہ الٰہی سکے کا نصف ہوتا ہے اور اس کا نقش بھی وہی ہے جو الٰہی کا ہے۔

(۱۷) دھن۔ یہ سکہ لعل جلالی کا نصف ہے۔

(۱۸) سلیمی۔ یہ عدل گٹکے کا نصف ہے۔

(۱۹) ربی یا ربعی۔ یہ سکہ آفتابی کا چوتھا حصہ ہے۔

(۲۰) من۔ الٰہی اور جلالی سکوں کا ۱/۴ حصہ ہے۔

(۲۱) نصف سلیمی۔ عدل گٹکہ کا چوتھا حصہ ہے۔

(۲۲) پنج۔ یہ سکہ الٰہی کا ۱/۵ حصہ ہے۔

(۲۳) پانڈو۔ یہ سکہ لعل جلالی کا ۱/۵ حصہ ہے اس کے ایک طرف گل لالہ اور دوسری طرف گل نسرین کا نقش بنا ہوا ہے۔

(۲۴) ثمنی یا ہشت سدہ۔ الٰہی سکے کا ۱/۸ حصہ ہے اس کے ایک طرف اللہ اکبر کندہ ہے اور دوسری جانب جل جلالہ لکھا ہوا ہے۔

(۲۵) کلا۔ الٰہی سکے کا ۱/۱۶ حصہ ہے اس کے دونوں جانب گل نسرین کا نقش کندہ ہے۔

(۲۶) ذرّہ۔ الٰہی سکے کا ۱/۳۲ حصہ اور کلا کا ہمنقش ہے۔

دارالضرب شاہی میں سونے کے سکوں کے تیار کرنے کا عام قاعدہ یہ ہے کہ لعل جلالی۔ دھن اور من تینوں سکے ایک ایک مہینہ ڈھالے جاتے ہیں۔

ان کے علاوہ دوسرے سکّے بلا خاص احکام صادر ہوئے تیّار نہیں کیے جاتے۔

چاندی کے سکّے

روپیہ

یہ سکّہ گول اور وزن میں ساڑھے گیارہ ماشے کا ہوتا ہے یہ سکہ شیر خاں کے زمانے میں ایجاد ہوا اور عہد اکبری میں درجۂ تکمیل کو پہنچا اور اس پر تازہ نقش لکھا گیا۔ اس سکّے کے ایک طرف اللہ اکبر جل جلالہٗ کندہ ہے اور دوسری جانب تاریخ ضرب لکھی ہے۔ یہ سکّہ چالیس داموں کے برابر ہے اگرچہ اس کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے لیکن تنخواہوں کے ادا کرنے میں اس کی قیمت ہمیشہ چالیس دام سمجھی جاتی ہے۔

(۲) جلالہ۔ اس کی شکل چوکور ہے اور اسی عہد میں رائج کیا گیا ہے۔ اس کی قیمت اور اس کا نقش روپے کے برابر اور اسی کے مانند ہے۔

(۳) درب۔ جلالہ کا $\frac{1}{2}$ حصّہ ہے۔

(۴) چرن۔ جلالہ کا $\frac{1}{4}$ حصّہ ہے۔

(۵) پاندو جلالہ کا $\frac{1}{5}$ حصّہ ہے۔

(۶) اشٹ۔ جلالہ کا $\frac{1}{8}$ حصّہ ہے۔

(۷) دسا۔ جلالہ کا $\frac{1}{10}$ حصّہ ہے۔

(۸) کلا۔ جلالہ کا $\frac{1}{16}$ حصّہ ہے۔

(۹) سوکی جلالہ کا $\frac{1}{20}$ حصّہ ہے۔

یہی ریزگاریاں روپے کی بھی بنائی جاتی ہیں لیکن وہ مذکورۂ بالا سکّوں سے شکل میں مختلف ہیں۔

تانبے کے سکّے

دام۔ اس کا وزن پانچ ٹانک ہے (ایک تولہ آٹھ ماشے سات سرخ) روپے کا $\frac{1}{40}$ حصّہ ہے۔ پہلے اس سکّے کو پیسہ اور بہلولی کہتے تھے لیکن آجکل

دام کے نام سے مشہور ہے۔ اس سکّے کے ایک طرف دار الضرب کا مقام کندہ ہے اور دوسری جانب سنہ اور مہینہ لکھا ہوا ہے۔ حساب کی غرض سے دام کے پچیس حصّے سمجھے گئے ہیں اور ہر حصّے کو جیتل کہتے ہیں۔ یہ خیالی حصّے صرف حساب لکھنے میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

ادھیلہ۔ یہ سکّہ دام کا نصف ہے۔

پاؤلی۔ یہ سکّہ دام کا ¼ حصّہ ہے۔

دمڑی۔ یہ سکّہ دام کا ⅛ حصّہ ہے۔

جہاں پناہ کے ابتدائی عہد حکومت میں سونے کے سکّے اکثر مقامات پر ڈھالے جاتے تھے لیکن اس زمانے میں صرف چار شہروں یعنی دار الخلافت، بنگالہ، احمد آباد گجرات اور کابل میں تیار کئے جاتے ہیں۔

چاندی کے سکّے علاوہ ان چار شہروں کے دس مقامات پر اور ڈھالے جاتے ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

الہ آباد، آگرہ، اجین، سورت، دہلی، پٹنہ، کشمیر، لاہور، ملتان، ور ٹانڈہ۔

اٹھائیس جگہ صرف تانبے کے سکّے ڈھالے جاتے ہیں۔ ان شہروں کے نام یہ ہیں:۔

اجمیر، اودھ، اٹک، الور، بدایون، بنارس، بھکر، بہرہ، پٹن، جون پور، جالندھر، ہردوار، حصار فیروزہ، کالپی، گوالیار، گورکھپور، کلانور، لکھنو، مندو، ناگور، سرہند، سیالکوٹ، سرونج، سہارن پور، سارنگ پور، سنبل، قنوج، رنتھمبور۔

کاروبار میں زیادہ تر گول اشرفی، روپے اور دام کا لین دین ہوتا ہے۔ بے ایمان اور دغاباز اشخاص سکّوں کو گھس کر یا اسی طرح کی دوسری مکّاریوں سے لوگوں کو طرح طرح کے نقصان پہنچاتے ہیں۔ لوگوں کے ان نقصانات اور اُس کی بربادی کو مدنظر رکھ کر جہاں پناہ ہمیشہ تجربہ کاروں کے مشورے اور آئین زمانہ شناسی سے ان غدّاریوں کو روکنے کے لئے نئے قوانین جاری کرتے رہتے ہیں۔

سکّوں کے رواج میں مختلف تغیر اور تبدّل ہوئے۔

ابتداً جب کہ حکومت کی باگ راجہ ٹوڈرمل کے ہاتھ میں تھی تو چار قسم کی

اشرفیاں سلطنت میں رائج تھیں۔

(۱) لعل جلالی جس پر بادشاہ کا نام نامی کندہ تھا اور جس کا وزن ا تولہ ۱۳/۴ سرخ تھا۔ یہ سکہ بالکل کھرا تھا اور اس کی قیمت چار سو دام مقرر تھی۔

(۲) ابتدائی زمانۂ حکومت میں ایک اشرفی رائج تھی جس پر شاہی مُہر کندہ تھی۔ اس سکے کی تین قسمیں ہیں۔ سکہ بالکل کھرا تھا جس کا وزن پورے گیارہ ماشے تھا اور اس کی قیمت ۳۶۰ دام تھی۔ اگر امتداد زمانہ سے یہ سکہ تین چاول گھس جاتا تھا تو اس کی قیمت میں کوئی فرق نہیں آتا تھا لیکن اگر چار چاول سے چھ چاول تک کی کمی آجاتی تھی تو سکہ دوسرے درجے کا شمار ہوتا تھا اور اُس کی قیمت ۳۵۵ دام ہوجاتی تھی اور اگر چھ سے نو چاول تک گھس جاتا تو سکے کو تیسرے درجے کی اشرفی سمجھتے تھے اور ایسا سکہ تین سو پچاس داموں پر چلتا تھا۔ اگر نو چاول سے بھی زیادہ سکے کے وزن میں کمی آجاتی تھی تو سکہ نامسکوک سونا سمجھا جاتا تھا۔

تین ہی طرح کے روپے بھی اُس زمانے میں رائج تھے۔

(۱) چار گوشہ۔ اس سکے کی چاندی بالکل کھری تھی اور اس کا وزن ۱۱ ۱/۲ ماشے تھا۔ اس سکے کا نام جلالہ تھا اور اس کی قیمت چالیس دام تھی۔

(۲) پرانا اکبر شاہی گول روپیہ۔ اس کا وزن ایک سرخ کم تھا اور اس کی قیمت ۳۹ دام تھی۔

(۳) یہی روپیہ جب وزن میں دو سرخ کم ہوجاتا تھا تو اس کی قیمت بھی ۲ دام گھٹ جاتی تھی اور بجائے ۴۰ کے ۳۸ داموں پر چلتا تھا۔ جو سکے دو سرخ سے بھی زیادہ کم ہوجاتے تھے وہ نامسکوک چاندی کے مثل سمجھے جاتے تھے۔

دوسری مرتبہ جب اٹھارہ مہر ۲۹ سنہ الٰہی کو عضد الدولہ میر فتح اللہ شیرازی سررشتے کے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے تو شاہی فرمان نافذ ہوا کہ اگر اشرفی میں تین اور روپے چھ چاول کی کمی آجائے تو سکوں میں کسی طرح کا نقصان نہ سمجھا جائے بلکہ یہ سکے پورے اور کھرے خیال کیے جائیں اور اگر اشرفی تین چاول سے بھی زائد کم ہو تو اسی کمی کے لحاظ سے قیمت بھی بحساب کسر گھٹا دی جائے۔ اسی بنا پر ایک مُہر کی قیمت جو ایک سرخ وزن میں کم ہو پچپن دام اور کچھ کسر قرار پائی۔ یہ حکم منسوخ ہوا کہ جس اشرفی میں نو چاول تک

کمی ہو وہ بھی کھرا سکہ سمجھی جائے اور اس طرح ایک سرخ مسکوک سونے کی قیمت چار دام اور کچھ کسر قرار دی گئی۔

تو ڈرمل کے قانون کے موافق ہر سرخ کی کمی سے چار دام قیمت گھٹ جاتی تھی اور اگر اشرفی میں تین چاول سے کچھ بھی زیادہ کمی ہو جاتی تھی جو اگرچہ آدھے چاول ہی کیوں نہ ہو تو قیمت میں پورے پانچ دام کا فرق آجاتا تھا۔ جو اشرفی وزن میں ڈیڑھ سرخ کم ہو جاتی تھی اس کی قیمت دس دام گھٹ جاتی تھی۔ اگر ڈیڑھ سرخ میں کچھ کمی بھی ہوتی تو بھی قیمت کی کمی میں کوئی فرق نہیں آتا تھا اور یہی دس دام اصل قیمت سے منہا کر لئے جاتے تھے۔

(عضد الدولہ) کے جدید قانون سے اشرفیوں کے نرخ میں فرق ہو گیا اور اسی اشرفی کی قیمت میں کچھ اوپر چھ دام کی کمی کر دی گئی اور پوری قیمت تین سو تریپن (۳۵۳) دام اور کچھ کسر قرار پائی۔

گول روپے کی قیمت جو وزن میں صحیح اور جس کی چاندی کھری ہوتی تھی چوکور روپے سے ایک دام کم قرار دی گئی تھی۔ فتح اللہ شیرازی نے اس قانون کو بھی منسوخ کیا اور گول روپیہ جو وزن میں پورا یا ایک سرخ کم تھا پورے چالیس داموں پر چلنے لگا۔ ٹوڈرمل کے عہد اقتدار میں جو روپیہ وزن میں دو سرخ کم ہوتا تھا اس کی قیمت ۳۸ دام سمجھی جاتی تھی۔ شیرازی کے عہد میں ایسے روپے کی قیمت میں صرف ایک دام اور کچھ کسر کی کمی قرار پائی۔

تیسرا تغیر۔ عضد الدولہ کے خاندیس جانے کے بعد راجہ ٹوڈرمل نے اشرفیوں کی قیمت بجائے جلالہ روپے کے گول سکوں میں مقرر کی اور اپنے ذاتی تعصب و سختی مزاج کی وجہ سے روپے اور اشرفی کی کمی اور نقصانات کے قانون کو بعینہ اسی طرح جاری کیا۔

چوتھی بار۔ جب احکام شاہنشاہی کا نفاذ قلیچ خاں کے سپرد کیا گیا تو اس نے بھی اشرفیوں کی قیمت مقرر کرنے میں راجہ ٹوڈرمل کے قاعدوں کی پابندی کی لیکن جس اشرفی کی قیمت میں راجہ نے پانچ دام کی کمی قرار دی قلیچ خاں نے اس کی قیمت دس دام گھٹا دی اور جو سکہ راجہ کے وقت میں دس دام کم پر چلتا تھا اُسے قلیچ خاں نے بیس دام کم پر رائج کیا۔ جو اشرفی کہ وزن میں ½ ا سرخ کم ہوتی قلیچ خاں نے اُسے

نامسکوک سونا قرار دیا۔ اسی طرح جس روپے میں ایک سرخ سے زائد کی کمی تھی وہ بھی غیر مسکوک چاندی سمجھا گیا۔

جہاں پناہ اپنے اعلیٰ عہدہ دار ملازموں پر بھروسہ کر کے اپنے کثرت کار کی وجہ سے سکوں کے چلن اور ان کی قیمت کی کمی بیشی پر کم توجہ فرماتے تھے لیکن جب سکوں کے بھاؤ میں وقتاً فوقتاً تبدیلی ہونے کی وجہ سے اس سررشتے کی بدنظمی کی خبر قبلۂ عالم کے کانوں تک پہنچی تو حضرت نے اس بارے میں ایسا عمدہ قانون جاری کیا کہ قریب و بعید ہر شخص کو خوشی حاصل ہوئی اور رعایا نے نقصان اور پریشانی کی تکلیف سے نجات پائی۔

چھبیس بہمن ۳۶ سنہ الٰہی کو جہاں پناہ نے دوسرے قاعدے کو تمام قوانین پر ترجیح دی اور اسی کو جاری فرمایا۔ عضد الدولہ کے قانون میں صرف اس قدر ترمیم فرمائی کہ اگر اشرفی تین چاول اور روپیہ چھ چاول تک کم ہو تو ایسے دونوں سکے بھی نامسکوک سمجھ کر قبول نہ کئے جائیں۔ اس آئین نے کمینہ خصلت خیانت داروں کی بے ایمانی و مکاری کا خاتمہ کر دیا اس لئے کہ اگر دار الضرب کے اہلکار ہی کم وزن کا سکہ تیار کریں یا خزانے کے عمال کھرے سکوں کو کم داموں پر لیں تو ایسی صورتوں میں پہلے قانون کی بنا پر ان بدنظمیوں کا کوئی چارۂ کار نہ تھا لیکن اس نئے قانون سے سارے ملک کو اطمینان اور آرام نصیب ہوا اور سب خوشحالی کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔ اس کے علاوہ بے شرم، بد دیانت افراد وزن میں ہلکے چاول جن کو ان سے سکوں کو تولتے اور جو اشرفی تین چاول کم ہوتی تھی اُسے چھ چاول کم کر دیتے تھے اس طرح جو اشرفی چھ چاول کم ہوتی تھی اُسے نو چاول کم کہتے تھے۔ سکوں کے اوزان کی یہ کمی اسی طرح بڑھتی جاتی تھی اور چور خوب اپنی جیبیں بھر کر دارین میں روسیاہ ہوتے تھے۔ جہاں پناہ کے حکم سے یابا غوری چاول وزن کے لئے بنائے گئے اور یہی چاول تولنے میں استعمال کئے گئے۔

اُسی تاریخ ایک دوسرا قانون نافذ ہوا کہ خزانچی اور محاصل جمع کرنے والے رعایا سے کسی خاص قسم کا روپیہ نہ طلب کریں اور سکوں کی صفائی اور وزن میں جو کمی ہو اُس کا صحیح صحیح اندازہ کر کے موجودہ کے مطابق اصل قیمت وصول کریں۔ جہاں پناہ کے اس فرمان نے دغابازوں کو پست کیا اور لالچی اور طمع داروں کو اعتدال پسندی کی تعلیم اور مظلوم رعایا کو ستم پیشہ مکاروں کے پنجۂ ظلم سے نجات دی۔

آئین (۱۱)

درم و دینار

ممالک محروسہ کے رائج الوقت سکوں کا ذکر کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دونوں قدیم سکوں یعنی درم و دینار کے بھی کچھ مختصر حالات اور ان کی قیمت سے ناظرین کو آگاہ کیا جائے۔

درہم سے مراد چاندی کا سکہ ہے جو خستہ خرما کی مانند تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد معدلت میں یہ سکہ گول ڈھالا گیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس پر "اللہ برکت" کا نقش کندہ کیا گیا۔ حجاج نے اس سکے پر سورۂ قل ھو اللہ کا نقش بنوایا بعض مورخین کہتے ہیں کہ حجاج نے درہم پر اپنا نام کندہ کرایا۔ ایک گروہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے درہم پر نقش کندہ کرائے بعض مورخین کہتے ہیں کہ عبد الملک بن مروان کے زمانے میں رومی دینار اور کسروی اور حمیری درہم ملک میں رائج تھے۔ عبد الملک کے حکم سے حجاج نے ان سکوں کو منقوش کیا۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ حجاج نے غیر خالص درموں کو میل سے صاف کیا اور اُن پر اللہ احد اللہ الصمد کے نقش کندہ کرائے۔ یہ درم مکروہہ کے نام سے مشہور ہوئے جس کی وجہ یہ تھی کہ اس طرح خدا کے مقدس نام کی اہانت ہوتی تھی اور یا یہ کہ اصل نام میں تغیر اور تبدل پیدا ہوا اور غلطی سے یہ سکے مکروہ کہلانے لگے۔ حجاج کے بعد عمر بن ہبیرہ نے یزید بن عبد الملک کے عہد اور اپنی حکومت عراق کے

زمانے میں حجاج سے بہتر درہم تیار کرائے۔ خالد بن عبد اللہ قسری والی عراق نے درہموں کو اور زیادہ خالص کرایا۔ خالد کے بعد یوسف عمر نے اپنی طبّاعی سے درہموں کو کمال کے مرتبے پر پہنچایا۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ سب سے پہلے مصعب ابن زبیر نے درہم تیار کرائے۔ ان درہموں کے مختلف اوزان بتائے جاتے ہیں بعضوں کا بیان ہے کہ مصعب کے سکوں کا دس یا نو اور چھ یا پانچ مثقال وزن تھا۔ بعض مورّخین لکھتے ہیں کہ ان سکّوں کا وزن بیس اور بارہ اور دس قیراط تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر قسم کا ایک درہم لے کر ان سبھوں کے مجموعی وزن کا ⅓ حصّہ جدید درہم کا وزن قرار دیا اس طرح فاروقی درہم چودہ قیراط کا قرار پایا۔ ایک گروہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے زمانے میں کئی قسم کے درہم رائج تھے۔ ایک درہم کا وزن آٹھ دانگ تھا۔ راس بغل نے جو سکّوں کا نقاد تھا حضرت عمرؓ کے حکم سے اس درہم کو مسکوک کیا اور سکہ اسی شخص کے نام سے مشہور ہو کر بغلی کہلایا۔ بعض مورخ کہتے ہیں کہ ایک قصبے کا نام بغل تھا اور یہ سکّہ اسی قصبے کی طرف منسوب ہو کر بغلی کے نام سے مشہور ہوا۔ اسی طرح چار دانگی سکّوں کو طبری۔ تین دانگی سکّوں کو مغربی اور ایک دانگی سکّے کو یمنی کہتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تمام سکّوں کے مجموعی وزن کے اندازے کے موافق تمام درہموں کو ہموزن کر دیا۔ فاضل خجندی کا بیان ہے کہ قدیم زمانے میں دو قسم کے درہم رائج تھے ایک قسم ہشت دانگی اور دوسرا شش دانگی کے نام سے مشہور تھا۔ ایک دانگ دو قیراط کا اور ایک قیراط طسوج کا اور ایک طسوج دو حبّے کا ہوتا ہے۔

دوسرا کھوٹا سکہ تھا جو وزن میں چار دانگ اور کچھ کسر کے برابر تھا مذکورۂ بالا بیانات کے علاوہ اور بھی مختلف اقوال ہیں۔

دینار سونے کا سکہ ہے جس کا وزن ایک مثقال ہے۔ دینار درہم کا ۱⅔ گونہ ہے۔ ایک مثقال چھ دانگ کا اور ایک دانگ چار طسوج اور ایک طسوج دو حبّے کا اور ایک حبّہ دو جو کا اور ایک جو چھ خردل کا اور ایک خردل بارہ فلس کا اور ایک فلس چھ فتیل کا اور ایک فتیل چھ نقیر کا اور ایک نقیر چھ قطمیر کا اور ایک قطمیر

بارہ ذرّے کا سمجھا جاتا تھا۔

مثقال ایک وزن کا نام ہے جس سے سونے کو تولتے تھے۔ اس حساب سے ہر مثقال چھیانوے جو کے برابر ہے۔ اس کے علاوہ خود ایک سونے کے سکّے کا نام بھی مثقال ہے۔ بعض قدیم تحریرات سے واضح ہوتا ہے کہ یونانی مثقال اب غیر مستعمل اور وزن میں دو قیراط کم ہے۔ اسی طرح یونانی درہم دوسرے اسی قسم کے سکّوں سے وزن میں مختلف ہوتے ہیں۔ ان درہموں کا وزن دیگر ممالک کے سکّوں سے $\frac{1}{9}$ یا $\frac{1}{4}$ مثقال کم ہوتا ہے۔

ع
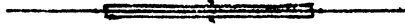
آئین (۱۲)

چاندی اور سونا وغیرہ بیچنے والوں کا نفع

ایک تولہ دہ بانی سونے کی قیمت ایک گول اشرفی ہے جس کا وزن گیارہ ماشے کا ہے۔ اگر سونا ۹ ۳/۴ بان کا ہے تو اسی ایک اشرفی کے عوض ایک تولہ دو سرخ سونا ملتا ہے۔ اگر سونا ۹ ۱/۲ بانی ہے تو ایک اشرفی پر ایک تولہ چار سرخ سونا بکتا ہے۔ اگر سونے کا کھراپن ۹ ۱/۴ بان ہے تو ایک تولہ چھ سرخ سونا ایک اشرفی کے عوض میں ملتا ہے اور اگر سونا ۹ بانی ہے تو ایک اشرفی پر ایک تولہ ایک ماشہ اس طرح ہر بان کی کمی ہونے سے اسی گیارہ ماشے کی اشرفی کی خرید و فروخت میں سونے کے وزن میں ایک ماشے کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

سوداگر ایک سو تیس تولے ۲ ۱/۲ ماشے ۵/۸ سرخ ۱/۴ بانی سونا جسے ہُن کہتے ہیں ایک سو لعل جلالی کو خرید کرتا ہے۔ اس پوری مقدار میں بائیس تولے ۹ ۱/۲ ماشے سونا گلانے میں جل کر خاک خالص میں مل جاتا ہے اور اس طرح ایک سو سات تولے چار ماشے ۱ ۱/۸ خالص اور کھرا سونا رہ جاتا ہے۔ اس خالص سونے کی ایک سو پانچ اشرفیاں گیارہ ماشے کی بنائی جاتی ہیں۔ سکوں کے تیار ہونے کے بعد آدھا تولہ سونا بچ رہتا ہے جس کی قیمت چار روپے ہوگی۔ خاک خالص سے دو تولے گیارہ ماشے چار سرخ سونا اور گیارہ تولے ۱۱ ۱/۲ ماشے ۱/۲ سرخ چاندی نکلتی ہے۔ ان دونوں

دھاتوں کی قیمت پینتیس روپے ساڑھے بارہ تنکے ہوئے اور اس طرح مُہَن کی مذکورۂ بالا مقدار کے عوض ایک سو پانچ اشرفیاں انتالیس روپے اور پچیس دام ملتے ہیں۔ اس کل رقم میں سے دو روپے اٹھارہ دام ساڑھے بارہ جیتل کاریگر اپنی مزدوری میں اسی شرح سے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا لے لیتے ہیں۔ پانچ روپے آٹھ دام اور آٹھ جیتل مصالح میں صرف ہو جاتے ہیں۔ سونے کے صاف کرنے میں ایک روپیہ چار دام اور ڈیڑھ جیتل صرف ہوتے ہیں چھتیس دام اور آدھے جیتل کے کنڈے خرچ ہوتے ہیں چار دام اور پینتیس جیتل سلونی میں ادا کئے جاتے ہیں۔ ایک دام اور دو جیتل کا پانی خرچ ہوتا ہے گیارہ دام اور پانچ جیتل کا پارہ خریدا جاتا ہے۔ خاک خلاص کے دھونے میں چار روپے چار دام ½۲ جیتل صرف ہوتے ہیں۔ اکیس دام ½۷ جیتل کا کوئلہ صرف ہوتا ہے۔ تین روپے بائیس دام اور چوبیس جیتل کا سیسہ خرچ ہوتا ہے چھ روپے ½۳۷ دام سونے کا مالک سوداگر سے معاہدے کے موافق اپنا مال اُسے قرض دینے کے معاوضے میں لیتا ہے۔ اگر سونا خالصہ کا مال ہوتا ہے تو یہ اجرت دیوان کو ادا کی جاتی ہے۔ سو مُہر جلالی سوداگر اپنے لائے ہوئے سونے کی قیمت میں لے لیتا ہے۔ اس کے علاوہ بارہ روپے ۳۷ دام ½۳ جیتل سوداگر اپنے نفع میں پاتا ہے اور پانچ اشرفیاں بارہ روپے ½۳ دام خالصے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اسی شرح حساب سے سوداگر اس خرید و فروخت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اگرچہ سونا دوسرے ممالک سے ہندوستان میں لاتے ہیں لیکن تبت کی طرح ہند کے شمالی پہاڑوں میں بھی بکثرت پایا جاتا ہے۔ دریائے گنگا اور سندھ کے بالو سے سلونی کے عمل سے سونا نکالتے ہیں۔ ہندوستان کے اکثر دریاؤں کی ریگ میں سونا ملا ہوا ہے لیکن شدید محنت اور کثرت مصارف کی وجہ سے ہر دریا کے کنارے ایسا اہم کام انجام نہیں پا سکتا۔

چاندی۔ خالص اور کھری چاندی ایک روپے کو ایک تولہ دو سرخ خریدی جاتی ہے یعنی نو سو پچاس روپے کی نو سو اُنہتر تولے اور ساڑھے نو ماشے ملتی ہے۔ اس پوری مقدار میں پانچ تولے ½۴ سرخ چاندی ڈلی بنانے میں جل جاتی ہے اور ایک ہزار چھ روپے بقیہ چاندی سے حاصل ہوتے ہیں اور ستائیس و نصف دام کا

چاندی کی قیمت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس جملہ رقم میں دو روپے ۲۲ دام بارہ جیتل کاریگروں کی مزدوری میں دئے جاتے ہیں۔ پانچ دام ۱/۴ ۷ جیتل ترازوکش کو اور تین دام ۱/۴ ۳ جیتل چاشنی گیر کو ادا کئے جاتے ہیں۔ گدازگر ۱/۲ ۶ دام سکچی ۱/۲ ۶ دام اور ضراب دو روپے ایک دام وصول کرتا ہے۔ دس دام پندرہ جیتل مصالح میں صرف ہوتے ہیں دس دام کا کوئلہ خرچ ہوتا ہے پندرہ جیتل پانی میں صرف ہوتے ہیں۔ پچاس روپے تیرہ دام دیوان کو ادا کئے جاتے ہیں۔ نوسو پچاس روپے سوداگر اپنی لائی ہوئی چاندی کے عوض میں لیتا ہے۔ اس کے علاوہ تین روپے اکیس دام ساڑھے دس جیتل سوداگر کو نفع میں دئے جاتے ہیں۔ اگر سوداگر آمیختہ چاندی کو اپنے گھر لے جاکر خود کھری کرتا ہے تو اس صورت میں اسے بہت زیادہ منافع ہوتا ہے لیکن اگر سکتے ڈھلوانے کے لئے چاندی کو دارالضرب میں لاتا ہے تو نفع بہت زیادہ نہیں ہوتا۔

لاری اور شاہی اور دوسری قسم کی کھوٹی چاندی ایک روپے کو ایک تولہ چار سرخ کے نرخ سے بکتی ہے یعنی ۹۵۰ روپے کو نوسو اناسی تولے سات ماشے ملتی ہے۔ اس پوری مقدار میں چودہ تولے دس ماشے ایک سرخ عمل سیاکی میں جل جاتی ہے۔ اس حساب سے سو تولے چاندی میں ڈیڑھ تولہ سیاکی ضائع ہوتی ہے۔ چودہ تولے گیارہ ماشے تین سرخ چاندی گولیاں بنانے میں آگ کے نذر ہو جاتی ہے بقیہ چاندی کے عوض میں ایک ہزار بارہ روپے ملتے ہیں اور خاک کھرل سے ساڑھے تین روپے اور حاصل ہوتے ہیں۔ اس پوری رقم میں چار روپے ستائیس دام ساڑھے چوبیس جیتل مزدوروں کی اجرت میں دئے جاتے ہیں یعنی پانچ دام ۳/۴ ۷ جیتل ترازوکش کو۔ دو روپے انتیس جیتل سباک کو۔ چار روپے انتیس جیتل قرص کوب۔ تین دام چار جیتل چاشنی گیر کو۔ ساڑھے چھ دام چاندی گلانے والے کو۔ دو روپے ایک دام ضراب کو۔ ساڑھے چھ دام سکچی کو ادا کئے جاتے ہیں۔ پانچ روپے پندرہ جیتل مصالح میں صرف ہوتے ہیں۔ پانچ روپے چار دام کا سیسہ صرف ہوتا ہے۔ دس دام کا کوئلہ خرچ ہوتا ہے۔ پندرہ جیتل پانی کی اجرت میں دئے جاتے ہیں۔ پچاس روپے چوبیس دام خزانۂ سرکار میں داخل کئے جاتے ہیں اور نوسو پچاس روپے سوداگر اپنی چاندی کے معاوضے میں لیتا ہے۔ اس کے علاوہ چار روپے تئیس دام

سوداگر کو منافع میں دئیے جاتے ہیں۔ بعض اوقات سوداگر چاندی سستے داموں خریدتا ہے اس صورت میں اُس کا نفع بھی بہت زیادہ ہوتا ہے چھبیس دام ڈھائی جیتل فی سیر کے حساب سے ایک ہزار چوالیس دام کا ایک من تانبا ملتا ہے یعنی اُس پورے وزن میں ایک سیر گلانے میں جل جاتا ہے اور ایک سیر میں تیس دام تیّار ہوتے ہیں اس طرح ایک ہزار ایک سو ستّر دام ڈھالے جاتے ہیں ان میں سے ایک ہزار ایک سو چوالیس دام سوداگر اپنے تانبے کے عوض میں لے لیتا ہے اور اٹھارہ دام ساڑھے انیس جیتل اُسے منافع میں ملتا ہے تینتیس دام دس جیتل کاریگروں کی مزدوری میں دئیے جاتے ہیں۔ پندرہ دام آٹھ جیتل مصالح میں صرف ہوتے ہیں (یعنی تیرہ دام آٹھ جیتل کا کوئلہ آتا ہے۔ ایک دام پانی لانے میں صرف ہوتا ہے اور ایک دام مٹّی کی قیمت دی جاتی ہے) اور ساڑھے اٹھاون دام خزانۂ سرکار میں جمع ہو جاتے ہیں۔

آئین (۱۳)

دھاتوں کی پیدائش کا بیان

صانع باکمال نے اربعہ عناصر کو پیدا کیا اور اُن کو باہم ترکیب دے کر حیرت انگیز قابل تعریف شکلیں اور صورتیں بنائی ہیں۔ ان چاروں عناصر میں آگ گرم و خشک اور مطلق ہلکی ہے، ہوا بہ نسبت دوسرے عناصر کے گرم تر اور ہلکی ہے، پانی سرد اور بہ نسبت ہوا کے بھاری ہے۔ خاک قطعاً سرد خشک اور گراں ہے۔

گرمی اجسام کو ہلکا کرتی ہے۔ ٹھنڈ سے جسم بھاری ہوتا ہے۔ نمی جسم کے اجزا کو آسانی کے ساتھ ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے اور یبوست (خشکی) اجزائے جسم کو ایک دوسرے سے علٰحدہ نہیں ہونے دیتی۔ اسی عجیب و غریب امتزاج سے دُنیا میں چار مرکب پیدا ہوئے۔

آثار علوی۔ معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات بھی وہ چار مختلف وجود ہیں جن سے دُنیا کی گرم بازاری ہے۔ آفتاب یا دوسرے ناری اجسام کی گرمی سے پانی کے اجزا ہلکے ہو جاتے ہیں اور ہوا میں مل کر اوپر چڑھ جاتے ہیں اس مرکب کو بخار کہتے ہیں اور خاکی اجزا اس گرمی سے ہوائی اجزا میں مل کر بلند ہونے لگتے ہیں۔ اس مرکب کو دخان کے نام سے پکارتے ہیں کبھی کبھی اجزائے ہوائی بھی خاک سے ملتے ہیں بعض حکما دونوں طرح کے مرکب کو بخار ہی کہتے ہیں لیکن

جو مرکب اجزائے آبی کی آمیزش سے پیدا ہوتا ہے اُسے بخار تر اور بخار آبی کہتے ہیں اور جو مرکب اجزائے خاکی کے ملنے سے بنتا ہے اُسے بخار خشک اور بخار دخانی کے نام سے پکارتے ہیں۔ انھیں دونوں بخارات سے زمین کی سطح پر ابر و باد و پانی و برف وغیرہ بنتے ہیں اور زمین کے اندر انھیں بخارات کی وجہ سے زلزلے آتے ہیں، چشمے جاری ہوتے ہیں اور معدنیات کی کانیں تیار ہوتی ہیں۔

حکما بخار کو جسم اور دخان کو روح کا مثل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انھیں دونوں کے باہم ملنے اور انھیں کی مقدار و نوعیت میں کمی و اضافہ ہونے سے مختلف قسم کے اجسام عالم کون و فساد میں اپنی جلوہ نمائی کی نیرنگیاں دکھاتے ہیں جیسا کہ حکمت کی کتابوں سے پورے طور پر واضح ہوتا ہے۔

معدنیات پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ اول وہ جو خشکی کی وجہ سے نہ پگھل سکے جیسے یاقوت۔ دوسرے وہ جو رقیق ہونے کی وجہ سے نہ گلے جیسے پارہ۔ تیسرے وہ جو آگ میں تو گل سکے لیکن نہ تو ہتوڑے کو قبول کرے اور نہ آگ پر اُڑ سکے جیسے پھٹکری۔ چوتھے وہ جو آگ میں گل بھی جائے اور ہتوڑے سے دب بھی سکے لیکن آگ پر نہ ٹھہر سکے جیسے گندھک۔ پانچویں وہ جو آگ سے گلے بھی اور ہتوڑے سے دب بھی جائے لیکن آگ پر نہ اُڑے جیسے سونا

کسی جسم کے گلنے سے یہ مراد ہے کہ اُس کے ذاتی اجزا تری اور خشکی کے تلازم سے ایک دوسرے سے جدا ہو کر سیال ہو جائیں۔ کسی جسم کے خایسک پذیر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس جسم کو جس قدر چاہیں چوڑا اور لانبا کریں بلا اس کے کہ اس جسم سے ہم کوئی جزو علیحدہ کریں یا یہ کہ اس کے حجم میں کسی چیز کا اضافہ کریں۔

بخار اور دخان کے مرکب ہیں اگر بخار کی مقدار زیادہ ہوتی ہے تو ان دونوں کی آمیزش اور مرکب کی پختگی کے بعد آفتاب کی گرمی مرکب کو بستہ کرتی ہے اور مرکب پارے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ چونکہ پارے کے ہر جزو میں دخان موجود ہوتا ہے اس لیے اُس میں خشکی اتنی ہوتی ہے کہ پارے کو ہاتھ سے دبانے یا پھیلانے سے اُس کے اجزا ایک دوسرے سے مل نہیں جاتے اور

چونکہ اس میں بستگی حرارت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس لئے گرمی اس کو پگھلا نہیں سکتی۔

اگر یہ دونوں جزو اعتدالی حالت میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو اس آمیزش سے ایک قسم کی لس دار چربی پیدا ہوتی ہے۔ بستہ ہونے کے وقت اجزائے ہوائی اس رطوبت میں داخل ہو جاتے ہیں اور ٹھنڈک کی وجہ سے چربی جم جاتی ہے۔ یہ مرکب آگ میں رکھنے سے روشنی دیتا ہے۔ مذکورۂ بالا ترکیب میں اگر دخان و چربی کی مقدار کچھ زیادہ ہوتی ہے تو اس آمیزش سے گندھک پیدا ہوتی ہے۔ گندھک سرخ، زرد، کبودی اور سفید چار طرح کی ہوتی ہے۔ اگر دخان زیادہ اور چربی کی مقدار کم ہوتی ہے تو ہرتال پیدا ہوتا ہے۔ ہرتال سرخ و زرد دو قسم کا ہوتا ہے۔ اگر بخار زیادہ ہوتا ہے تو قبل اس کے کہ جوہر بستہ ہو سیاہ اور سفید قسم کا نفط پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ عام طور پر بستگی کا باعث سردی ہے اس لئے ہر بستہ چیز حرارت سے پگھل جاتی ہے اور روغنیت و رطوبت کی زیادتی سے آگ کے اثر کو قبول کر لیتی ہے لیکن رطوبت کی زیادتی سے خایسک پذیر نہیں ہوتی۔

اگرچہ ہفت فلزات کے اجزائی ذاتی پارہ اور گندھک ہیں لیکن دھاتوں کے اقسام کا وجود میں آنا اور ان کا صفائی میں ایک دوسرے سے مختلف ہونا گندھک اور پارے کی آمیزش میں تفاوت ہونے اور ان ہر دو اجزا کے اختلاف عمل و تاثیر پر مبنی ہے۔

گندھک اور پارہ جب اپنی جوہریت میں بالکل صاف اور اجزائے ارضی کی آمیزش سے محفوظ ہوتے ہیں تو اگر گندھک سفید اور پارہ مقدار میں زیادہ ہوتا ہے تو کمال پختگی کے بعد اس آمیزش سے چاندی پیدا ہوتی ہے۔ اگر گندھک اور پارہ دونوں وزن میں مساوی ہوتے ہیں اور گندھک خود سرخ اور لون انگیز ہوتی ہے تو سونا پیدا ہوتا ہے۔ مذکورۂ بالا صورت میں اگر ہر دو اجزا آمیزش کے بعد لیکن کمال پختگی کے قبل ہی بستہ ہو جاتے ہیں تو خارچینی جس کو آہن چینی بھی کہتے ہیں پیدا ہوتا ہے۔ یہ دھات دراصل ایک قسم کا ناقص سونا ہے جس کو بعض ارباب فن

تانبا کہتے ہیں۔ اگر تنہا گندھک صاف نہ ہو اور پارے کی مقدار اس کی زیادتی کے ساتھ قوت سوزش بھی زیادہ ہو تو تانبا پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہر دو اجزا کی آمیزش کامل نہیں ہوتی اور پارے کی مقدار زیادہ ہوتی ہے تو رانگا بنتا ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ اگر دونوں جز و صاف نہ ہوں تو اس دھات کا بننا ممکن نہیں ہے۔ اگر ہر دو اجزا کم مرتبہ ہوں اور آمیزش بعید سخت اور پارے کے اجزائے ارضی میں افتراق کی استعداد موجود اور گندھک میں آتش افروزی کی قوت زیادہ ہو تو لوہا پیدا ہوتا ہے لیکن ایسی صورت میں اگر آمیزش کامل نہ ہو اور پارے کی مقدار میں زیادتی ہو تو جست بن جاتا ہے۔ ارباب فن اس ہفت گوہر کو اجساد کہتے ہیں اور پارے کو ام الاجساد اور گندھک کو ابو الاجساد کے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ اسی طرح پارے کو بمنزلۂ روح کے اور ہرتال و گندھک کو نفس کے مشابہ جانتے ہیں۔ جست بھی بعضوں کے نزدیک روح تو تیا اور سیسے کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس دھات کا کتب حکمت میں کہیں ذکر نہیں ہے ملک ہندوستان صوبۂ اجمیر یعنی جالور کے حدود میں اس کی کان پائی جاتی ہے۔

اہل فن کہتے ہیں کہ رصاص۔ مجذوم اور پارہ فالج زدہ چاندی ہے۔ سیسہ مجذوم و سوختہ اور تانبا خام سونا ہے جن کا ماہرین کیمیا مقابلہ یا مماثلہ سے علاج کرتے ہیں۔

صاحبان علم وعمل انھیں ہفت اجساد کی ترکیب سے مرکبات تیار کرتے ہیں اور ان مرکبات سے زیور و برتن وغیرہ بناتے ہیں۔ مرکبات مذکورہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) سفید روجس کو اہل ہند کانسی کہتے ہیں چار سیر تانبا اور ایک سیر رانگے کی باہمی آمیزش سے بنتا ہے۔

(۲) روی جس کو ہندی میں بھنگار کہتے ہیں چار سیر تانبے اور ڈیڑھ سیر سیسے کے ملا دینے سے تیار ہوتا ہے۔

(۳) برنج جو ہندی میں پیتل کہلاتا ہے تین قسم کا ہوتا ہے۔

(الف) سرد جو ہتوڑے سے ریزہ ریزہ نہیں ہوتا۔ اس میں

ڈھائی سیر تانبا اور ایک سیر جست شامل ہے۔
(ب) گرم جو ہتوڑے کی ضرب کو قبول کرتا ہے۔ یہ دو سیر تانبے اور آدھ سیر جست سے تیار ہوتا ہے۔
(ج) معتدل جو ہتوڑے کو قبول نہیں کرتا اور ڈھالنے کے کام میں آتا ہے۔ یہ دو سیر تانبے اور ایک سیر جست سے بنتا ہے۔
(۴) سیم سوختہ، یہ وہ مرکب ہے جو چاندی، سیسے اور لوہے سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس کا رنگ سیاہ اور چمکدار ہوتا ہے اور اس کو نقاشی میں استعمال کرتے ہیں۔
(۵) ہفت جوش، چونکہ خارچینی اب پائی نہیں جاتی اس لئے چھ دھاتوں سے بنتا ہے۔ بعض ماہرفن اس کو طالیقون کہتے ہیں لیکن بعض علما معمولی تانبے کو اس نام سے موسوم کرتے ہیں۔
(۶) اشٹ دھات۔ یہ آٹھ دھاتوں سے مرکب ہے چھ جوہر مذکور الصدر اور ان کے علاوہ جست اور کانسی سے تیار کیا جاتا ہے لیکن خارچینی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے دراصل سات دھاتوں کا مرکّب ہے۔
(۷) کول پتر۔ یہ مرکب دو سیر سفیدرو اور ایک سیر تانبے سے بنتا ہے یہ بیحد خوشنما اور رنگین ہوتا ہے۔ یہ دھات خود جہاں پناہ نے ترکیب دی ہے۔

آئین (۱۴)

دھاتوں کی گرانی وسبکی کے بیان میں

پیشتر لکھا جا چکا ہے کہ تمام مرکبات بخار و دخان کی آمیزش سے بنتے ہیں اور بخار و دخان سبک و گراں عناصر ہیں۔ یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ بخار تر خشک ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ ہر دو عنصر قبل اور بعد آمیزش کے پختگی تک پہنچتے ہیں اور کبھی ان دونوں حالتوں میں سے کسی ایک ہی میں پختہ ہو جاتے ہیں۔ اس قاعدے کی بنا پر ہر وہ مرکب جس کے آتشی و بادی اجزا آبی وخاکی جزو پر غالب ہوتے ہیں وہ اس مرکب سے جس کے آبی وخاکی اجزا کو آتشی و بادی جزو پر غلبہ حاصل ہے ہلکا ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر وہ معدن جس میں بخار دخان سے زیادہ ہوتا ہے اس دھات سے سبک ہوتا ہے جس میں دخان کی زیادتی ہوتی ہے۔ جس کان میں بخار و دخان کی پختگی و پز زیادہ ہوتی ہے وہ اس کان سے ہلکی ہوتی ہے جس میں ایسا واقع نہیں ہوتا اس لئے کہ کسی جسم کے اجزا کے درمیان خلا ہونا اور ہوا کا اس کے اندر بھر جانا اس کی کلانی وسبکی کا باعث ہوتا ہے۔ اسی کلیے کو مدّنظر رکھ کر ہم ہر چیز کی گرانی وسبکی کا حال دریافت کر سکتے ہیں۔ قدیم زمانے میں ایک شخص نے اس گرانی کے تفاوت کو نظم کیا ہے جو مندرجۂ ذیل ہے۔

زر و ئے جثّہ ہفتاد و یک بود سیماب   چل و شش ست در ارزیز سی و ہشت شمار

ذہب صد است سرب پنجہ و نہ آہن چہل
بیخ و مس چہل و پنج نقرہ پنج و چہار

(یعنی پارہ اکہتر ۷۱ روی چھیالیس ۴۶ - رانگا اڑتیس ۳۸ - سونا سَو ۱۰۰ جست و سیسہ انسٹھ ۵۹ - لوہا چالیس ۴۰ - تانبا اور پیتل پینتالیس ۴۵ اور چاندی چون ۵۴ ہے)

بعض اشخاص نے اوزان کو بحساب ابجد اس طرح نظم کیا ہے۔

نہ فلز مستوی الحجم را چوں برکشی
اختلاف وزن دارد ہر یکے بے اشتباہ

زر لکن - زیبق الم - اسرب دہن ارزیز حل
فضہ ند آہن یکے مس و شبہ مہ روئی ماہ

(یعنی اگر تم مندرجہ ذیل دھاتوں کے ایک ہی حجم کے ٹکڑوں کا وزن کرو تو اوزان کا اختلاف حسب ذیل ہوگا۔ سونا لکن ۱۰۰ - پارہ الم ۷۱ - سیسہ دہن ۵۹ رانگا حل ۳۸ - چاندی ند ۵۴ - لوہا یکی ۴۰ - تانبا اور پیتل مہہ ۴۵ - اور روی ماہ ۴۶)-

اگر ان دھاتوں میں سے ہر ایک کا ایک ٹکڑا عرض و طول میں برابر اور حجم میں مساوی لیا جائے اور یہ تمام قطعات تولے جائیں تو یہ ٹکڑے وزن میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔

بعض ماہرین فن اس اختلاف کا باعث اُن کی صورِ نوعیہ کو سمجھتے ہیں اہل فن ان فلزات کی گرانی و سبکی اُن کا پانی میں ڈوبنا، سطح آب پر تیرنا اور نیز ان کے اوزان کے اختلاف کو ہوائی اور آبی ترازو کے ذریعے سے دریافت کرتے ہیں۔

بعض دقیقہ شناس ان تمام صفات کا اندازہ صرف پانی کے ذریعے سے کر لیتے ہیں اور اُس کی صورت یہ ہے کہ ایک خاص قسم کے برتن کو پانی سے لبریز کر لیتے ہیں اور ہر دھات کے سو مثقال دفعہ دفعہ کر کے پانی میں ڈالتے ہیں۔ ان فلزات کے پانی میں غرق ہونے سے کچھ مقدار پانی کی برتن سے گر جاتی ہے اور اس ضائع شدہ آب سے دھات کا وزن معلوم ہو جاتا ہے۔ پانی کی جتنی مقدار زیادہ ہوگی دھات کا حجم اُتنا ہی زیادہ سمجھا جائے گا لیکن اسی تناسب سے اُس کی گرانی کم خیال کی جائے گی۔ چنانچہ سو مثقال چاندی ۹ ۱/۲ مثقال پانی کو گرا دیتی ہے اور اسی قدر سونے سے ۵ ۱/۴ مثقال پانی ضائع ہوتا ہے۔ اگر ضائع شدہ پانی کا وزن اس کے ہوائی وزن سے گھٹا دیا جائے تو اس کا آبی وزن معلوم ہو جاتا ہے۔

ہوائی ترازو کے دو پلّے ہوتے ہیں جو ہوا میں آویزاں ہوتے ہیں اور آبی ترازو کے پلّے پانی کی سطح پر رہتے ہیں چونکہ گراں شے میں غرق آبی کی قوّت زیادہ ہوتی ہے اس لئے وہ مرکز کی طرف جلد دوڑتی ہے۔ اگر ان دونوں میزانوں میں سے کوئی ایک سطح آب پر ہو اور دوسری بالائے ہوا تو اگرچہ ہوائی ترازو سبک تر ہے لیکن آبی میزان سے زیادہ نیچے جھک جائے گی اس لئے کہ ہوا بہ نسبت پانی کے زیادہ ہلکی ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس میں مزاحمت کم واقع ہوتی ہے۔

اگر ضائع شدہ پانی کا وزن غرق آب جسم کے وزن سے کم ہوگا تو وہ جسم پانی میں ڈوب جائے گا لیکن اگر اس پانی کا وزن زیادہ ہوگا تو یہ جسم سطح آب پر تیرتا رہے گا اور اگر دونوں اوزان مساوی ہوں گے تو اس کا بالائی حصہ بالکل سطح آب کے برابر رہے گا۔

ابوریحان بیرونی نے اس کی ایک جدول تیار کی ہے جو مزید آگہی کے لئے مندرج ذیل ہے۔

فلزات وجواہر کے نام	پانی کی وہ مقدار جو جواہر اور فلزات کے سو مثقال ڈالنے سے گر جاتی ہے			فلزات وجواہر کا وزن جبکہ ہوا اس سو مثقال کے برابر ہوں			فلزات کا وزن جس وقت کہ ہر جوہر کا وزن سونے کے سو مثقال کے برابر کو اور جواہرات کی نوعیت جبکہ وہ مجسم میں سو مثقال یاقوت نیلی کے برابر ہوں		
	مثاقیل	دوانق	طسوجات	مثاقیل	دوانق	طسوجات	مثاقیل	دوانق	طسوجات
۱۔ سونا	۵ ہ	۱ ا	۲ ب	۹۵ صه	۴ د	۲ ب	۱۰۰ ق	—	—
۲۔ سیماب	۷ ز	۲ ب	۱ ا	۹۲ صب	۳ ج	۳ ج	۷۱ عا	۱ ۱	۱ ۱

	مثاقیل	دوانق	طسوجات	مثاقیل	دوانق	طسوجات	مثاقیل	دوانق	طسوجات
۳-سیسہ	۸ ح	۵ ہ	۳ ج	۹۱ ما	۱ ا	۳ ج	۵۹ نط	۲ ب	۲ ب
۴-چاندی	۹ ط	۴ د	۱ ا	۹۰ ص	۱ ا	۳ ج	۵۴ ند	۳ ج	۳ ج
۵-روئی	۱۱ یا	۲ ب	۳ ج	۸۸ فح	۴ د	۳ ج	۴۶ مو	۲ ب	۳ ج
۶-تانبا	۱۱ یا	۳ ج	۳ ج	۸۸ ف	۳ ج	۳ ج	۴۵ مہ	۳ ج	۳ ج
۷-پیتل	۱۱ یا	۴ د	۳ ج	۸۸ فح	۲ ب	۳ ج	۴۵ مہ	۳ ج	۵ ہ [؟]
۸-لوہا	۱۲ یب	۵ ہ	۲ ب	۸۷ فز	۳ ج	۲ ب	۴۰ م	—	—
۹-رانگا	۱ یج	۴ د	۳ ج	۸۶ فو	۲ ب	۳ ج	۳۸ لح	۲ ب	۲ ب
۱۰-یاقوت آسمانی	۲۵	۱ ا	۲ ب	۷۴ عد	۳ ج	۳ ج	۹۴ مد	۳ ج	۳
۱۱-یاقوت سرخ	۲۶ کو	۸ ح	۳ ج	۷۴ عد	۳ ج	۳ ج	۹۴ مد	۳ ج	۳
۱۲-لعل	۲۷ کز	۵ ہ	۲ ب	۷۲ عب	۳ ج	۲ ب	۹۰ ص	۲ ب	۳ ج
۱۳-زمرد	۳۶ لو	۲ ب	۳ ج	۶۳ سج	۴ د	۳ ج	۶۹ سط	۳ ج	۳ ج
۱۴-موتی	۳۷ لز	۱ ا	۳ ج	۶۲ سب	۵ ہ	۳ ج	۶۷ سز	۵ ہ	۲ ب

	شاقیل	دوانق	طسوجات	شاقیل	دوانق	طسوجات	شاقیل	دوانق	طسوجات
۱۵ للبورد	۳۸ لح	۳ ج	۳ ج	۶۱ سا	۳ ج	۳ ج	۶۵ سه	۳ ج	۲ ب
۱۶ عقیق	۳۹ لط	۳ ج	۳ ج	۶۱ سا	۳ ج	۳ ج	۶۴ سد	۴ د	۲ ب
۱۷ کہربا	۳۹ لط	۳ ج	۳ ج	۶۰ س	۳ ج	۳ ج	۶۴ سد	۳ ج	۱ ا
۱۸ بلور	۴۰ م	۳ ج	۳ ج	۶۰ س	۳ ج	۳ ج	۶۳ سج	۳ ج	۳ ج

آئین (۱۵)

شاہی حرم سرا کے قوانین

جہاں پناہ زندگی کے تمام کارناموں میں قابل تعریف خوبیوں اور حسن انتظام دیکھنے کے بیحد شائق ہیں قبلۂ عالم کے اسی شوق کا نتیجہ ہے کہ دنیا کے ہر کام میں شائستگی پیدا ہو گئی ہے اور اس کے ہر گوشے میں حقیقت کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ اس عالم کی تمام مادی چیزوں میں روحانی برکتیں نمودار ہو گئی ہیں۔ شاہی حرم سرا میں عورتوں کی کثرت جو دوسرے مدبّروں اور عقلمندوں کو دنیاوی تعلّقات سے وابستہ رکھتی ہے جہاں پناہ کے لئے فہم و فراست ظاہر کرنے کا بہترین ذریعہ اور فانی لذّات کی پست سطح سے روحانی آزادی کی بلندی پر فائز ہونے کا واسطہ ہے۔ گھر آباد و معمور ہے اور گھر کے رہنے والوں میں محبّت و یگانگت کے تعلّقات پیدا ہو گئے ہیں۔

قبلۂ عالم نے ہندوستان کے بڑے لوگوں اور دیگر ممالک کے اعیان و اکابر سے بیاہ اور شادی کی رسمیں جاری کی ہیں اور اس طرح محبت و اتفاق اور آپس کے اتحاد سے دنیا کے تمام فتنہ و فساد کو قطعاً مٹا دیا ہے۔

جس طرح جہاں پناہ اپنے نور فراست سے عمّال سلطنت و اراکین دولت کو خاک سے اُٹھا کر آسمان پر پہنچاتے ہیں اسی طرح اپنی عاقبت اندیشی سے حرم سرا کے خادموں کو ان کی حیثیت کے موافق بلند مرتبے عطا فرماتے ہیں۔ کم نظر یہ سمجھتا ہے کہ

کھوٹا سکّہ کھرا ہوتا ہے لیکن عمیق نگاہ والے جانتے ہیں کہ قبلۂ عالم اکسیر سازی کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب ترقی نما آمیزش سے جمادات کی تقلیب ماہیت ہوجاتی ہے اور تانبا اور لوہا سونا اور رانگا اور سیسہ چاندی بن جاتے ہیں تو اگر بزرگ شخصیت ناکاروں کو حقیقی انسان بنادے تو کیا تعجّب ہے عقلمندوں نے جو کہا ہے بالکل درست ہے کہ عالی مرتبہ انسان کی آنکھ بنی آدم کے لئے وہی اثر رکھتی ہے جو اکسیر لوہے اور تانبے پر دکھاتی ہے۔ یہ ہیں وہ اثرات جو جہاں پناہ کی انصاف دوستی، مرتبہ شناسی، قدردانی وعاقبت اندیشی، نورِ بصیرت وکارفرمائی سے پیدا ہوکر بنی نوع انسان کو فوائد پہنچا رہے ہیں۔

جہاں پناہ غصّے کی حالت میں بھی راستی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ ہر چیز کو محبّت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں افواہ کو صداقت کی ترازو میں تولتے اور تعصّب کو اپنے گرد نہیں آنے دیتے۔

قبلۂ عالم بنی نوع انسان کے اطمینان کو بہت بڑی نعمت وبرکت خیال فرماتے ہیں اور دُنیا کی دولت ولذّت کے تباہ کن خمار سے اپنے انصاف ومعاملہ شناسی کی قوّت کو بیکار وخراب ہونے کا موقع نہیں دیتے۔

جہاں پناہ نے ایک بہت بڑا حصار تعمیر فرمایا ہے اور اس احاطے کے اندر آرام دہ ودلچسپ مکانات بنوائے ہیں اگرچہ پانچ ہزار عورتیں ان مکانوں میں رہتی ہیں لیکن قبلۂ عالم نے ہر عورت کو جداگانہ کمرہ اور مکان عنایت کیا ہے۔ جہاں پناہ نے حرم سرا کی عورتوں کو مختلف طبقوں میں تقسیم کرکے ہر فرد کو عمدہ خدمت پر مامور کیا ہے اور برابر اُن کی نگہداشت فرماتے رہتے ہیں۔ بیشمار پارسا عورتیں اُن کی نگہبانی کے لئے بطور داروغہ مقرر ہیں۔ انھیں افسر عورتوں میں سے ایک باعصمت وپرہیزگار نگہبان کو احوال نویسی کی خدمت سپرد کی گئی ہے مختصر یہ کہ شاہی دفتروں اور سلطنت کے محکموں کی طرح حرم سرا میں بھی انتظام وباقاعدگی پائی جاتی ہے۔ اہل حرم کی تنخواہیں بہت کافی ہیں۔ علاوہ انعامات اور وقتی بخششوں کے جو جہاں پناہ برابر عنایت فرماتے رہتے ہیں اعلیٰ طبقے کی عورتوں کی ماہوار تنخواہیں ستائیس روپے سے لے کر ایک ہزار چھ سو دو روپے تک مقرر ہے بعض ملازمین کو اکاون روپے سے

بیس روپے تک اور چالیس روپے سے لیکر دس روپے تک ماہوار تنخواہ دی جاتی ہے۔
خلوت خانے کے دروازے پر ایک لائق و ہوشیار محرّر مقرر کر دیا گیا ہے۔
یہ منشی حرم کے تمام اخراجات اور لین دین کی نگہداشت کرتا ہے اور نقد و اسباب کا باضابطہ حساب تیار رکھتا ہے۔ اگر حرم سرا کی عورت کو کسی شئے کی ضرورت ہوتی ہے تو اپنی ماہوار یافت کے حد میں یہ عورت حرم سرا کے کسی تحویلدار سے درخواست کرتی ہے اور تحویلدار اُس کی ایک یادداشت منشی حساب کے پاس روانہ کر دیتا ہے جو اُس کی تنقید کر کے صدر خزانچی کے سامنے پیش کرتا ہے اور یہ افسر رقم ادا کر دیتا ہے۔ اس قسم کی برآوردات کے لئے اجازت نامے نہیں عطا کئے جاتے سر رشتۂ حساب کا صیغہ دار سالانہ اخراجات کی بھی ایک برآورد تیار کرتا ہے اور اجمالی طور پر اس تمام برآورد کے مختلف مدات کی رسیدیں لکھتا ہے، ان رسیدوں پر وزرا کی مہریں ثبت کی جاتی ہیں۔ اس کارروائی کے بعد ان رسیدوں پر خاص وہ مُہر شاہی جو اس صیغے کے لئے مخصوص ہے لگائی جاتی ہے۔ شاہی مُہر کے بعد ان رسیدوں کی رقومات صدر خزانچی کے ذریعے سے صدر تحویلدار کے حوالے کر دی جاتی ہیں جو منشی حساب کے حکم کے موافق رقومات کو ماتحت تحویلداروں کے سپرد کر کے ملازمین حرم کو تقسیم کرا دیتا ہے۔ اس قسم کی تمام رقمیں جو وقتاً فوقتاً ادا کی جاتی ہیں ماہانہ تنخواہ سے وضع کر لی جاتی ہیں۔
حرم شاہی کے اندرونی حصے میں باعصمت عورات بطور پاسبان مقرر ہیں ان میں سے بھی وہ حاضر باش و شیریں بیان عورتیں جن پر خاص اعتماد ہے خلوتخانۂ شاہی کی پاسبانی پر ہر وقت متعین ہیں حصار حرم سرا کے باہر خواجہ سراؤں کا پہرہ ہے اور ان سے مناسب فاصلے پر باوفا اور قابل اعتماد راجپوتوں کا ایک گروہ پاسبانی کا کام انجام دیتا ہے۔ راجپوتوں کے بعد حصار کے دروازوں پر بھی جفاکش و راستباز پاسبان پہرے کے لئے مقرر ہیں۔ ان نگہبانوں کے علاوہ حصار کے بیرون چاروں طرف امرا، احدی و دیگر اہل فوج مرتبہ بمرتبہ نگہبانی کرتے ہیں۔
اگر امرا کی بیگمات یا دیگر باعصمت عورات حرم شاہی میں حاضر ہو کر سعادت باریابی حاصل کرنے کی خواہشمند ہوتی ہیں تو یہ عورتیں پہلے بیرون حرم کے عہدہ داروں کے پاس

اپنی درخواست پیش کرتی ہیں اور وہاں سے جواب باصواب حاصل کرنے کے بعد حکّام محلات کی خدمت میں معروضہ کرتی ہیں۔ اس کارروائی کے بعد قابل اعتماد و باعصمت عورات کو حرم میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی ہے۔ بعض خاص و قابل اعتماد خواتین کو ایک ماہ تک حرم کے اندر قیام کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

جہاں پناہ باوجود راستیاز و ہوشیار پاسبانوں کی نگہداشت کے اس سررشتے کی خبرگیری سے بھی غفلت نہیں فرماتے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس سررشتے کا انتظام شاہی توجّہ کی وجہ سے بیحد قابل اطمینان و عمدہ ہے۔
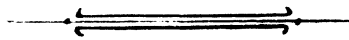
آئین (۱۶)

سفر کے اسباب قیام و منزل

ان سامانوں کا مفصل و تمام ذکر تو مشکل ہے لیکن چند چیزیں جو شکار و تفریح کے لئے ساتھ جاتی ہیں اُن کا مختصر حال مرقوم ہے۔

(۱) **گلال بار**۔ یہ ایک عجیب و عمدہ قنات ہے جسے جہاں پناہ نے ایجاد فرمایا ہے اس کے دروازے بیحد مضبوط اور قفل و کلید سے کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ یہ سو گز مربع ہے۔ اس قنات کے شرقی کنارے پر دو دروازے ہیں اور ان میں چوبی خانے ہیں۔ یہ حصہ چوبیس گز لانبا اور چودہ گز چوڑا ہے۔ اس حصار کے وسط میں ایک بڑی چوبین راوٹی ہے جس کے گرد سراپردہ شاہی ہے۔

راوٹی سے متصل دو منزلہ مکان ہے جس میں جہاں پناہ عبادت الٰہی کرتے ہیں صبح کو اس مکان کے بالا خانے میں جہاں پناہ رونق افروز ہوتے۔ اراکین دربار کا مجری قبول فرماتے ہیں۔ اندرون حصار کے ملازم بغیر اجازت اس مکان میں داخل نہیں ہو سکتے۔

بیرونی حصے میں چوبیس چوبین راوٹی ہیں ہر ایک دس گز لانبی اور چھ گز چوڑی ہے چوبین راوٹیاں قناتوں کے ذریعے سے ایک دوسرے سے جدا کر دی گئی ہیں۔ ان حصوں میں خاص بیگمات قیام فرماتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بے شمار خیمہ و خرگاہ ہیں جن میں ملازمین رہتے ہیں۔

مگر حصّوں میں زردوزی زربفتی اور مخملی سائبان بنے ہوئے ہیں۔ اس کے متصل ایک مکمّل کا سراپردہ جو ساٹھ گز مربع ہے استادہ کیا جاتا ہے اور اس میں چند خیمے لگائے جاتے ہیں۔ اردو بیگ اور دوسری پردہ نشیں عورتیں یہاں قیام کرتی ہیں۔ اس حصّے کے باہر دولت خانہ خاص تک ایک دل کشا صحن آراستہ کیا جاتا ہے جو ایک سو پچاس گز لانبا اور سو گز چوڑا ہوتا ہے اس صحن کو مہتابی کہتے ہیں۔ صحن کے دونوں طرف مذکورۂ بالا طریقے کے مطابق ایک سراچہ نصب کیا جاتا ہے جو چھ گز لانبے ڈنڈوں کے اوپر تانا جاتا ہے۔ یہ ڈنڈے ہر دو گز پر نصب کئے جاتے ہیں اور ایک گز زمین کے اندر گڑے رہتے ہیں اور اُن کے سرے پر ایک برنجی قبّہ ہوتا ہے۔ ڈنڈوں میں دو طناب ہوتی ہیں ایک حصار کے اندر اور دوسری اس کے باہر باندھ کر ڈنڈوں کو مضبوط و استوار کر دیتے ہیں۔ پاسبان جیسا کہ اوپر مذکور ہوا یہیں کھڑے ہو کر پہرہ دیتے ہیں۔

اس صحن کے وسط میں ایک چبوترہ بنایا جاتا ہے اور اس پر چار چوبی شگیرہ سایہ فگن ہوتا ہے۔ شام کے وقت جہاں پناہ اس صُفّے پر رونق افروز ہوتے ہیں اور خاص اراکین دربار کو باریابی کی اجازت مرحمت ہوتی ہے۔

گلال بار سے متّصل ایک مدوّر حصار نصب کرتے ہیں جس میں بارہ درجے ہوتے ہیں ہر درجہ تیس گز لانبا ہوتا ہے۔ اس حصار کا دروازہ صحن کی طرف کھلتا ہے۔ اس حصار کے وسط میں ایک چوبین راؤٹی ہے جو دس گز لانبی ہے اور اُس میں ایک زمیں دوز خیمہ نصب کیا جاتا ہے جس میں چالیس خانے ہیں۔ اس خیمے پر بارہ گزی بارہ شامیانے لگائے جاتے ہیں۔ ہر شامیانہ قنات سے جدا کر دیا جاتا ہے۔ یہ حصار جس کے ہر حصّے میں صحت خانے عمدہ طریقے پر تیار کئے گئے ہیں۔ ایچکی یا ایچگی خانہ کہلاتا ہے۔ جہاں پناہ طہارت خانے کو اسی نام سے یاد فرماتے ہیں۔ طہارت خانے سے متّصل ایک سو پچاس گز لانبا وچوڑا ایک سراپردہ لگایا جاتا ہے اس میں سولہ درجے ہیں ہر درجہ چھتیس مربع گز ہوتا ہے۔ یہ سراپردہ بھی مثل اوّل الذکر کے ڈنڈوں پر لگایا جاتا ہے جس میں اسی طرح کے قبّے ہوتے ہیں جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا۔ اس کے وسط میں ایک بارگاہ جس کو ہزار فرّاش ایستادہ کرتے ہیں نصب کی جاتی ہے جس میں بہتّر کمرے ہیں اور اس کے داخلے کا راستہ پندرہ گز

چوڑا ہے۔ اس بارگاہ کے اوپر خیمے کی طرح قلندری تانی جاتی ہے جو موم جامے یا اسی قسم کے ہلکے کپڑے کی تیار کی جاتی ہے۔ یہ قلندری بارش و گرمی میں ابجد آرام دہ ہے۔

بارگاہ کے گرداگرد پچاس شامیانے بارہ گزی نصب کئے جاتے ہیں اور اس دولت خانۂ خاص میں دروازے ہیں جو کھلتے اور بند ہوتے ہیں اس مقام پر اراکین دربار اور افسران فوج بخشیوں کی اجازت سے جہاں پناہ کے حضور میں باریابی کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ ہر ماہ کے آغاز پر جدید اجازت مرحمت ہوتی ہے۔ یہ جگہ اندر و باہر طرح طرح کے رنگارین فرش سے آراستہ کی جاتی ہے اور ایک عجیب دلکش و بہاری منظر نمودار ہوتا ہے۔

اس بارگاہ کے بیرون تین سو پچاس گز کے فاصلے پر طنابیں کھینچی جاتی ہیں اور ہر تین گز پر ایک لکڑی زمین میں نصب کی جاتی ہے۔ اس کے گرداگرد پاسبان حفاظت و نگہبانی کے لئے مقرر ہیں یہ مقام دیوان عام کہلاتا ہے جس کے گرد جیساکہ سابق میں مذکور ہوا پاسبان اپنا کام انجام دیتے ہیں۔

اس نشاط گاہ کے سرے پر بارہ شصت گزی طنابوں کے فاصلے پر نقارخانہ قائم ہے اس رقبے کے عین وسط میں اکاس دیا (چراغ جو ایک بلند بانس کے سرے پر لگایا جاتا ہے اور بانس زمین میں گاڑ دیا جاتا ہے) روشن کیا جاتا ہے۔

(چند خیمے جیساکہ اوپر مذکور ہوا پیشتر سے روانہ کر دئیے جاتے ہیں لیکن ایک خیمہ مناسب مقام پر جسے میران منزل بادشاہ کے قیام کے لئے مناسب خیال کرتے ہیں نصب کیا جاتا ہے فراش خیمہ لگاتے ہیں دوسرا خیمہ آگے روانہ کر دیا جاتا ہے اور جہاں پناہ کے ورود کا انتظار کیا جاتا ہے۔ ہر خیمے کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں سو ہاتھی پانچ سو اونٹ چار سو عرابے درکار ہوتے ہیں اور پانچ سو منصبدار واحدی جلو میں رہتے ہیں ان کے علاوہ ایک ہزار ایرانی و تورانی و ہندی فراش پانچ سو بیلدار سو سقے پچاس لوہار خیمہ دوز و مشعلچی تیس موچی اور ڈیڑھ سو خاکروب ہمیشہ خدمتگزاری کے لئے حاضر رہتے ہیں پیادوں کی ماہوار دو سو چالیس دام سے ایک سو تیس دام تک مقرر ہے)۔

آئین (۱۷)

فوج کا اجتماع

اگرچہ جہاں پناہ فوج کو ایک جگہ جمع ہونے کا بہت کم حکم فرماتے ہیں لیکن پھر بھی جس سمت شاہی سواری جاتی ہے فوج کی ایک کثیر تعداد ہمرکاب ہوتی ہے۔ فوجیوں کا ایک بہت بڑا گروہ ملک کے ہر صوبے میں مختلف کاموں پر مامور ہے اور بادشاہ کے ہمراہ نہیں رہتا لیکن پھر بھی لوگوں کے ہجوم اور فوجیوں کی کثرت سے اہل لشکر کو ایک دوسرے کا خیمہ تلاش کرنا بےحد دشوار ہوجاتا ہے بیگانے کا کیا ذکر ہے۔

جہاں پناہ نے اپنی بےمثال دوراندیشی سے فوجی قیام کا نہایت عمدہ طریقہ ایجاد فرمایا ہے جس سے اُس کو بےحد آرام ہوگیا ہے۔ ایک عمدہ اور دل کشا مقام پر جو پندرہ سو تیس گز لانبا ہوتا ہے شبستان شاہی اور دولت خانہ اور نقارخانہ قائم کیا جاتا ہے اور اس مقام کے پس پشت دائیں اور بائیں تین سو گز کا ایک ٹکڑا چھوڑ دیا جاتا ہے اس حصۂ زمین میں سوا پاسبانوں کے اور کوئی دوسرا شخص داخل نہیں ہوسکتا۔ اسی حصے میں سو گز کے فاصلے پر بائیں جانب وسط میں مریم مکانی گلبدن بیگم و دیگر باعصمت بیگمات و شاہزادۂ دانیال کے خیمے نصب کیے جاتے ہیں اور داہنی جانب شاہزادۂ سلیم اور بائیں جانب

شاہزادۂ مراد کی قیام گاہیں استادہ کی جاتی ہیں۔ ان اراکین شاہی کے خیموں اور حرگاہوں کے عقب میں افسران فوج و پیشہ وروں کو قیام کی جگہ دی جاتی ہے اور اس مقام سے تیس گز کے فاصلے پر خیمے کے چاروں طرف بازار لگائے جاتے ہیں اور بازاروں کے چاروں طرف اراکین دربار اپنے اپنے عہدے کے مطابق قیام پذیر ہوتے ہیں۔

شنبہ، جمعہ اور پنجشنبہ کے چوکیدار وسط میں اور یکشنبہ و دوشنبہ کے جانب راست اور سہ شنبہ و چہارشنبہ کے جانب چپ باری باری سعادتِ خدمت حاصل کرتے ہیں۔
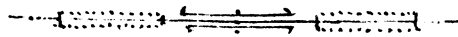
آئین (۱۸)

آئین چراغ افروزی

جہاں پناہ اپنی روشن ضمیری سے روشنی کو بہت عزیز رکھتے ہیں اور اس کی تعظیم و تکریم کو خدا پرستی اور ستائش الٰہی خیال فرماتے ہیں نادان کور باطن اس کو خدا فراموشی و آتش پرستی کہتے ہیں لیکن حقیقت شناس حضرات اس رمز سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جب قدسی صفات اشیا کی ظاہری صورت کی تعظیم و تعریف کرنا خود قابل تعریف و ستائش ہے اور ایسا نہ کرنا بُرا اور واجب سرزنش ہے تو ایک ایسے عالی مرتبت جوہر کی تعظیم کرنا جو انسانی ہستی کا سرمایہ اور اُس کی بقا کا سبب ہے کیونکر ناپسندیدہ خیال کیا جاسکتا ہے۔ اس کلیے کی بابت کوئی کم مایہ تصور کسی شخص کے ذہن میں بھی نہیں گزر سکتا۔

حضرت شیخ شرف الدین منیری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ جس شخص کے لئے آفتاب غروب ہو جائے وہ چراغ کا شیدا نہ ہو تو کیا کرے۔ ہر شعلہ اُسی نور الٰہی کی جھلک اور اُسی مقدس ذات کا ایک نشان ہے۔ نور و نار نہ ہوتے تو ہم کو غذا اور دوا کیونکر میسر آتی اور آنکھ کی بینائی ہمارے کس کام آتی۔ آفتاب کی روشنی درحقیقت شمع الوہیت کی ایک ضیا ہے۔

جب آفتاب برج شرف میں داخل ہوتا اور تمام عالم اس کے نور سے

منور ہوتا ہے تو دوپہر کے وقت ایک سفید اور روشن پتھر کا (جسے ہندی میں سورج کرانت کہتے ہیں) ایک ٹکڑا آفتاب کے سامنے رکھتے ہیں اور تھوڑی روئی اس کے قریب لے جاتے ہیں، آفتاب کی حدت پتھر میں سرایت کرتی ہے اور پتھر سے روئی میں آگ لگ جاتی ہے۔ یہ آسمانی روشنی خاص ملازمین کے سپرد کر دی جاتی ہے چراغچی و مشعلچی و باورچی ہر ایک اس آتش سے اپنے اپنے کام انجام دیتے ہیں جس ظرف میں یہ آگ رکھی جاتی ہے اس کو اگن گر (آتشدان) کہتے ہیں۔ جب سال ختم ہو جاتا ہے تو اسی طرح تازہ آگ بنائی جاتی ہے۔

اسی طرح ایک دوسری قسم کا سفید در وشن پتھر ہوتا ہے جس کو چندر کرانت کہتے ہیں یہ پتھر جب ماہتاب کے مقابلے میں لے جاتے ہیں تو اس سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہیں۔

ہر روز جبکہ ایک گھڑی دن رہ جاتا ہے تو جہاں پناہ اگر سوار ہوتے ہیں تو نیچے اُتر آتے ہیں اور اگر آرام فرماتے ہیں تو بیدار ہو جاتے ہیں اور شاہانہ شان و شوکت سے تیار ہو کر ظاہر کو بھی باطن کے رنگ میں رنگ لیتے ہیں۔

آفتاب کے غروب ہونے کے بعد خدمتگزار بارہ کافوری شمعیں روشن کرتے ہیں اور ہر چراغ چاندی اور سونے کی لگن میں رکھ کر بادشاہ کے حضور میں لاتے ہیں اور ان میں سے ایک شیریں زبان خوش گلو نغمہ شمع کو ہاتھ میں لئے ہوئے مختلف دلکش سروں میں خدا کی حمد کے اشعار گاتا ہے اور آخر میں خود جہاں پناہ کے ازدیاد عمر و دولت کی دعا کرتا ہے۔ دعائے دولت کی انتہا اس جملے پر ہوتی ہے کہ بادشاہ دیں پناہ کے نیاز کا پایہ اور بلند۔ اور اُسے تازہ نور معرفت نصیب ہو۔

فانوس و شمعدان کے اقسام کی تعریف اور ہنرمندوں کی کاریگری بیان و ستائش کے اندازے سے باہر ہے۔ مختلف نمونوں کے شمعدان دس من بلکہ اس سے زائد وزن کے تیار کئے گئے ہیں بعض ایک شاخہ ہیں اور بعض دو شاخہ اور بعض دو شاخ سے بھی زیادہ حصّوں میں منقسم ہیں جو درحقیقت چشم ظاہر کے علاوہ دیدۂ باطن کو بھی روشن کرتے ہیں۔

جہاں پناہ نے خود ایک قسم کا فانوس ایجاد فرمایا ہے جو ایک گز الٰہی بلند ہے اس کے سرے پر پانچ شمعدان اور نصب ہیں ہر شمعدان کے سر پر ایک جانور کی تصویر بنی ہوئی ہے تین گز اور اس سے بھی زیادہ دراز کافوری شمعیں اس کے لیئے تیار کی جاتی ہیں چنانچہ زینہ لگاکر شمعدانوں کی بتیاں کتری جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ اور دوسری شعلیں بھی ہیں جو منزل شاہی کے اندر و باہر روشن کی جاتی ہیں۔

ہر قمری ماہ کی پہلی، دوسری اور تیسری رات کو جبکہ روشنی کم ہوتی ہے آٹھ فتیلے روشن کیئے جاتے ہیں۔ چوتھی شب سے شب دہم تک ہر رات ایک بتی کم ہوتی جاتی ہے چنانچہ دسویں شب کو چاندنی زیادہ ہو جاتی ہے تو صرف ایک بتی کافی ہوتی ہے اور پندرھویں تک دسویں کی طرح عمل ہوتا ہے سولھویں شب سے انتیسویں شب تک پھر روزانہ ایک بتی کا اضافہ ہوتا جاتا ہے بیس و اکیس کو بھی ایک ایک بتی بڑھاتے ہیں تیئیسویں رات مثل بائیسویں کے گزرتی ہے اور چوبیسویں شب سے آخر ماہ تک آٹھ آٹھ بتیاں روشن ہوتی ہیں۔

ہر فتیلے میں ایک سیر روغن اور آدھ سیر روئی خرچ ہوتی ہے بعض مقام پر بجائے روغن کے چربی جلائی جاتی ہے اور بتی کی بڑائی اور چھوٹائی کے لحاظ سے چربی کے خرچ کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

جہاں پناہ نے حاضرین دربار شاہی کی رہنمائی کے لیئے ایک شمع روشن کرائی ہے۔ دربار کے صحن کے سامنے چہل گزی یا اس سے بھی بلند ایک ستون نصب کیا جاتا ہے جس کو سولہ طنابوں سے استوار کرتے ہیں۔ اس ستون کے سرے پر ایک بڑا فانوس روشن کیا جاتا ہے۔ اس چراغ کو اکاس دیا کہتے ہیں۔ فانوس اس قدر روشن ہے کہ دور تک اس کی روشنی پھیلتی ہے اور اہل دربار بلا تکلف حضور میں حاضر ہوتے ہیں اور اپنی نشست گاہ کی شناخت کر لیتے ہیں۔ اس فانوس کی ایجاد سے قبل اہل دربار کو راستہ طے کرنے میں بڑی پریشانی اٹھانی پڑتی تھی۔ اس کارخانے میں بیشمار منصبدار و احدی اور دیگر سپاہی ملازم و خدمتگزار ہیں۔ پیادوں کی یافت دو ہزار چار سو دام سے زیادہ اور اسّی دام سے کم نہیں ہے۔

آئین (۱۹)

شکوہ سلطنت

چہار طاق فرمانروائی کا آفتاب درخشاں (ایوان سلطنت کی اصل رونق) درحقیقت وہ نور الٰہی ہے جو خدا کی طرف سے بلا واسطہ بادشاہوں کو عطا ہوتا ہے۔ عالی ہمت حکمران ظاہری شان و شوکت کے محض اس لئے دلدادہ ہوتے ہیں کہ وہ اسے تنویر الٰہی کا ظہور جانتے ہیں۔ مولف چند لوازمۂ شاہی کا جو اس زمانے میں رائج ہیں ذکر کرکے سعادت حاصل کرتا ہے۔

(۱) اورنگ۔ یہ کئی قسم کا بنایا جاتا ہے۔ اورنگ بعض مرصّع ہوتے ہیں اور بعض سونے کے اور بعض چاندی کے۔ ان کے علاوہ مختلف قسم کے اور بھی تخت تیار کئے جاتے ہیں۔

(۲) چتر۔ بیشمار قیمتی جواہرات سے مرصع ہوتا ہے جن میں سات جواہرات کا ہونا تو بیحد ضروری ہے۔

(۳) سائبان۔ یہ بیضاوی شکل کا اور ایک گز بلند ہوتا ہے اس کا دستہ بالکل چتر کے متشابہ ہوتا ہے۔ زربفت اوپر لگایا جاتا ہے اور تقریباً کل سائبان جواہرات سے مرصع ہوتا ہے آفتاب کی تپش کے وقت ملازمین شاہی اپنے ہاتھ میں لے کر ہمراہ رکاب رہتے ہیں۔ اسی کو آفتاب گیر بھی کہتے ہیں۔

(۴) کوکبہ۔ ان کی ایک تعداد محفل شاہی کے سامنے آویزاں کی جاتی ہے۔ مذکورۂ بالا چار لوازمۂ حشمت خاص فرمانروا کے لئے مخصوص ہیں۔

(۵) علم۔ سواری کے وقت کم از کم پانچ عدد قُر کے ہمراہ رہتے ہیں (قُر سے مراد علموں، ہتھیاروں اور دیگر لوازمۂ حشمت کی اجتماعی حالت ہے جو بادشاہ کی سواری کا خاص نشان تھا) یہ علم ہمیشہ ریشمی غلافوں میں رہتے ہیں لیکن مجلس نشاط و معرکۂ کارزار میں غلاف سے باہر کئے جاتے ہیں۔

(۶) چتر توق۔ یہ بھی علم کی ایک قسم ہے لیکن اس سے چھوٹا ہوتا ہے اور تبت کے یاک کی دُم کا بنایا جاتا ہے۔

(۷) تمن توق۔ یہ بالکل چتر توق کا سا ہوتا ہے لیکن کسی قدر دراز بنایا جاتا ہے علموں کے اقسام میں دونوں مذکورۂ بالا علم اعلیٰ نشان امارت سمجھے جاتے ہیں اور آخر الذکر علم امرائے کبار کو بھی عطا ہوتے ہیں۔

(۸) جھنڈا۔ یہ ایک ہندوستانی علم ہے

قُر میں ہر ایک قسم کا علم رہتا ہے لیکن کسی عظیم الشان موقع پر ہر قسم کی تعداد زیادہ ہوتی ہے

باجوں میں جو باجہ کہ نقارخانے میں مستعمل ہے اُسے کورگھ کہتے ہیں۔ یہ وہی نقارہ ہے جس کو عرف عام میں دمامہ کہتے ہیں۔ تقریباً اٹھارہ جوڑ داموں کی برابر بجتی ہے جن کی آواز بیحد سخت اور بھاری ہوتی ہے۔

(۹) نقارہ۔ اس کے کم و بیش بیس جوڑ برابر بجائے جاتے ہیں۔

(۱۰) دہل۔ ہر بار چار عدد سے کام لیا جاتا ہے۔

(۱۱) کرنا۔ یہ چاندی اور سونے اور پیتل کے بنائے جاتے ہیں اور چار سے کم کبھی نہیں بجائے جاتے۔

(۱۲) سرنا۔ یہ پارسی و ہندی دونوں قسم کے ہوتے ہیں نو عدد ملا کر بجائے جاتے ہیں۔

(۱۳) نفیر۔ پارسی، فرنگی اور ہندی تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ہر قسم میں سے چند عدد لے کر ساتھ بجاتے ہیں۔

(۱۴) **سینگ** ۔ یہ باجہ تانبے کا گائے کی سینگ کی شکل کا بنتا ہے یہ دو مل کر بجتے ہیں۔

(۱۵) **سنج** ۔ اس باجے کے تین جوڑ برابر بجائے جاتے ہیں۔

قدیم زمانے میں چار گھڑی رات و دن باقی رہے نوبت بجتی تھی لیکن اب ایک مرتبہ آدھی رات کو جب کہ آفتاب اوپر کو چڑھتا ہے اور دوسری بار طلوع صبح کے قریب طلوع آفتاب سے ایک گھڑی قبل ہنرمند نوازندے سرنا بجانے میں جادو کا کام کرتے اور اس طرح خواب غفلت میں سونے والوں کو بیدار کرتے ہیں۔

آفتاب نکلنے کے ایک گھڑی بعد پہلے بانسری بجاتے ہیں اس کے بعد تھوڑی دیر کورگھ بجاتے ہیں اور پھر سو نقارے کے نفیر وکرنا وغیرہ لوازمہ حشمت کی آوازوں سے دنیا گونج اٹھتی ہے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد سرنا بجائی جاتی ہے اور نشاط انگیز نفیروں کے ذریعے سے اصول نغمہ نوازی کی پوری حفاظت کی جاتی ہے۔ ایک گھڑی اور گزرنے کے بعد نقارہ نوازی شروع ہوتی ہے اور تمام ہنرمند پیشہ ور بادشاہ بلند اقبال کی شان و شکوہ کے آوازے کو اہل عالم تک پہنچاتے ہیں۔

نقارہ نواز کے بعد سات امور کے انجام دینے سے رنگ عشرت دوبالا ہو جاتا ہے۔ اوّل بیشتر مرسل و مرسلی گانا ہے جو خاص اصول نغمہ ہے۔ اس کے بعد برداتت (بردتت) کی نوبت آتی ہے۔ یہ بھی چند خاص اصول کا مجموعہ ہے۔ برداتت کے وقت تمام ہنرمند خدام باجہ بجاتے ہیں۔ برداتت کے بعد زیر کا کمال دکھاتے ہیں اور آواز کو بلندی سے پستی کی طرف لے آتے ہیں۔

دوم چار اصول کو یعنی اخلاطی، ابتدائی، شیرازی، قلندری اور نگر قطرہ بجائے جاتے ہیں جو ایک گھڑی تک سامعین کو محظوظ کرتے ہیں۔

سوم۔ خوارزمی۔ قدیم و جدید سروں کا لطف۔ اس راگ میں قبلۂ عالم نے دو سو سے زائد سر ایجاد فرمائے ہیں جن سے ہر خاص و عام لطف اندوز ہوتا ہے ان ایجاد کردہ سروں میں خاص کر جلال شاہی اور مہامیر کرکت اور نوروزی۔

چوتھے شادیانے کا بجانا۔ پانچویں یک دوری نغمہ۔ چھٹے اصول اذفر (ادفر) (اذفر) جس میں سُر پہلے اونچا ہوتا ہے اور بعد میں نیچا۔ ساتویں مرسل خوارزمی کے بعد بار دگر مرسلی بجائی جاتی ہے اور آخر میں فروگزاشت کے بعد دعائے دولت واقبال کی نغمہ سرائی ہوتی ہے اور اس کے بعد تمام لوگ پھر نغمۂ زیر گاتے ہیں اور دلکش ودلچسپ عبارات واشعار پر یہ ہنگامۂ عشرت ختم ہوتا ہے۔

یہ طریقہ بھی ایک گھڑی تک جاری رہتا ہے اور اس کے بعد سرنالی اپنا کمال دکھلاتے ہیں اور دوسری ایک گھڑی تک یہ ہنگامۂ عشرت برپا رہکر بہترین طریقے پر ختم ہوتا ہے۔ جہاں پناہ جس طرح کہ علم موسیقی میں ماہرین فن سے زیادہ کامل ہیں اسی طرح میدان عمل میں بھی اس آسان نما مشکل کے حل کرنے میں ہر صاحب کمال پر سبقت لے جاتے ہیں۔ خاصکر نقارہ نوازی میں۔

اس شعبے میں بھی منصبدار واحدی اور دیگر سپاہ ملازم ہیں پیادوں کی تنخواہ تین سو چالیس دام سے زیادہ اور چوہتر دام سے کم نہیں ہے۔

آئین (۲۰)

نگین شہنشاہی

مُہر شاہی سلطنت کی ہرسہ اہم شاخوں میں مستعمل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دُنیا میں ہر شخص کو معاملات یعنی لین دین میں اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ جہاں پناہ کے ابتدائی عہد معدلت میں مولانا مقصود مُہرکن نے فولاد کے ایک ٹکڑے پر خود بادشاہ اور اس کے اجداد گرامی کے اسماء امیر تیمور صاحبقران تک خط رقاع میں کندہ کئے۔ اس کے بعد اُسی مُہر پر مولانائے مذکور نے دوسرے قطعے پر تنہا جہاں پناہ کا نام نامی خط نستعلیق میں کندہ کیا۔ اجرائے احکام و دادخواہی کے فرامین پر ایک محرابی مُہر لگائی جاتی تھی جس پر جہاں پناہ کا اسم گرامی کندہ تھا اور بادشاہ کے نام نامی کے گرد یہ بیت منقوش ہے۔

راستی موجب رضائے خداست کس ندیدم کہ گم شد از رہِ راست

تمکین نے ایک دوسری مُہر بنائی اور اس کے بعد مولانا احمد علی دہلوی نے ان ہر دو مُہر کے کندہ کرنے میں سحر آفرینی کی۔

مدوّر مُہر ازوک کے نام سے مشہور ہے۔ ازوک چغتائی لفظ ہے۔ یہ مُہر فرمان ثبتی میں کام میں لائی جاتی ہے۔ کلاں مُہر جس پر جہاں پناہ اور نیز بادشاہ کے اجداد کے اسماء کندہ ہیں قدیم زمانے میں اُن خطوط پر لگائی جاتی تھی جو بادشاہ کی طرف سے

دوسرے شاہان ممالک کے نام روانہ کئے جاتے تھے لیکن اب ہر شعبوں میں مستعمل ہے۔

دیگر احکام سلطنت کے لئے ایک چہار گوشہ مُہر مخصوص ہے جس پر اللہ اکبر جل جلالہ کندہ ہے۔ شاہی حرم سرا کے اجرائے احکام میں ایک دوسری مُہر مستعمل ہے۔ فرامین شاہی کے لئے جداگانہ نقش مختلف صورتوں میں تیار کیا گیا ہے۔

چند نقاشوں کے نام مندرج ذیل ہیں۔

(۱) مولانا مقصود ہروی۔ جنت آشیانی کے ملازمین میں تھا یہ شخص خط رقاع و نستعلیق بہت عمدہ لکھتا تھا۔ مقصود نے علاوہ مُہر کے اسطرلاب کرہ اور چند مسطر بھی ایسے بنائے کہ اہل فن انھیں دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے۔ جہاں پناہ کی مربیانہ توجہ سے مقصود نے اور زیادہ اپنے فن میں کمال حاصل کرکے یکتائے روزگار رہا۔

(۲) تمکین کابلی۔ اس شخص نے اپنے وطن میں نشو و نما حاصل کیا اور اس صنعت میں ایسا کمال حاصل کیا کہ اپنے اسلاف کا فخر بن کر خط نستعلیق میں ان پر بھی سبقت لے گیا۔

(۳) میر دوست کابلی۔ یہ شخص رقاع اور نستعلیق خطوط میں مہریں عقیق پر کندہ کرتا ہے۔ اگرچہ میر دوست کابلی، مقصود و تمکین کا ایسا صاحب کمال نہیں ہے لیکن اس کا خطِ رقاع نستعلیق سے بہتر ہے۔ یہ شخص دھاتوں کے پرکھنے میں بھی دستگاہ رکھتا ہے۔

(۴) مولانا ابراہیم۔ یہ شخص عقیق نگاری میں اپنے بھائی شرف یزدی کا شاگرد ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ اپنے فن میں اسلاف سے سبقت لے گیا ہے۔ اس کے رقاع و نستعلیق اور قدیم اور مشہور اُستادوں کے ایسے خطوط میں کوئی شخص تمیز نہیں کر سکتا۔ یہی شخص ہے جس نے بیش قیمت لعلہائے شاہی پر لعل جلالی کا نقش کندہ کیا ہے۔

(۵) مولانا علی احمد دہلوی۔ یہ شخص فولاد پر نقاشی کرنے میں

یگانۂ روزگار ہے۔ تمام اہل فن اس صنعت میں اس کا لوہا مانتے ہیں اور اس کے نقوش پر مشق کرتے ہیں۔ اگرچہ اس کا نستعلیق تو عدیم المثال ہے لیکن اور اقسام خطوط میں بھی اُسے کمال حاصل ہے۔ اس پیشے میں اپنے باپ شیخ حسین کا شاگرد ہے اور مولانا مقصود کی تقلید اور اُن کے نقوش پر غور کرنے سے صاحب کمال ہو کر اپنے ہمعصروں پر سبقت لے گیا ہے۔
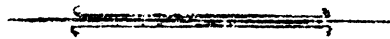
آئین (۲۱)

فرّاش خانہ

جہاں پناہ اس شعبے کو عمدہ قیام گاہ اور سردی و گرمی و بارش ہر سہ موسم کے گزند سے محفوظ رہنے کا ذریعہ خیال فرماتے ہیں۔ بادشاہ اس کو شانِ حکومت کا ایک جزو سمجھتا ہے اور اس زیب و زینت کو بھی خدا پرستی میں داخل جانتا ہے۔ اس کارخانے کی اقسام اور تعداد دونوں میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے اور نئی نئی ایجادوں نے سونے پر سہاگے کا کام کیا ہے۔ ناظرین کی آگاہی کے لئے چند چیزوں کا ذکر حوالۂ قلم کیا جاتا ہے۔

(۱) بارگاہ۔ فراش خانے کی سب سے بڑی شئے ہے۔ اس میں دس ہزار آدمیوں سے زیادہ بیٹھ سکتے ہیں۔ ایک ہزار تیز دست فراش آلاتِ جر کے ذریعے سے ایک ہفتے میں اسے استادہ کر سکتے ہیں۔ اس میں اکثر دو دروازے ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک چند برنجیوں سے جڑے ہوتے ہیں سادی بارگاہ کی تیاری میں جو مخمل و زربفت وغیرہ سے نہیں بنائی جاتی دس ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں۔ زرّیں بارگاہوں کی قیمت کا اندازہ مشکل ہے صرف سادی بارگاہ کے اخراجات سے زرّین بارگاہوں کے مصارف کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(۲) چوبین راوٹی۔ یہ دس ستونوں پر استادہ کی جاتی ہے۔ ہر ستون کچھ نہ کچھ زمین میں گڑا رہتا ہے۔ بلندی میں تمام ستون برابر ہوتے ہیں سوا دو تھمبوں کے جو بقیہ ستونوں سے کچھ زیادہ بلند ہوتے ہیں جن پر صلیب نما کڑیاں لگائی جاتی ہیں ہر ستون کے اوپر اور نیچے ایک ایک داسہ (ایک مثلث نما لکڑی) لگایا جاتا ہے اور داسوں اور صلیبی کڑیوں پر چند لوہے کے شہتیر رکھ کر ستون کو بیحد مضبوط کر دیتے ہیں۔

اس میں ایک یا دو دروازے ہوتے ہیں اور سب سے نیچے درجے کی بلندی پر ایک چبوترہ بنایا گیا ہے۔ چوبین راوٹی کا اندرونی حصہ زربفت و مخمل سے آراستہ ہے اور بیرونی حصے میں سقرلاط ہے۔ یہ قیمتی کپڑے ریشمی ڈوریوں کے ذریعے سے دیواروں سے بندھے ہوتے ہیں۔

(۳) دو آشیانہ منزل۔ یہ دو منزلہ مکان اٹھارہ ستونوں پر قائم ہے۔ ہر ستون چھ گز بلند ہے ستونوں کے اوپر کلاں و خرد تختے جمے ہوئے ہیں اور اسی کے اندر چار دیگر ستون نصب کئے جاتے ہیں جن سے ایک عمدہ بالاخانہ بن جاتا ہے اس کا اندرونی و بیرونی حصہ بھی چوبین راوٹی کی طرح آراستہ ہوتا ہے۔ دھماویکی منزلوں میں جہاں پناہ کی خوابگاہ ہے اور یہی مقام وہ عبادتکدہ ہے جہاں بادشاہ آفتاب کی پرستش کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ مقام مذکور ایک ایسے شخص سے مشابہ ہے جو اپنے دنیاوی فرائض کو ادا کرنے کے بعد ہر ممکن طریقے سے رضائے الٰہی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ کامل انسان جس کی ایک آنکھ تو عبادتگاہ کے خلوت کدے سے لگی ہوئی ہے اور دوسری آنکھ سے دنیائے فانی کو غائر نگاہوں سے دیکھتا ہے۔

عبادت کے ختم پر بیگمات کو اندر حاضر ہونے کی اجازت مرحمت ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد اراکین دولت کورنش کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔ (جہاں پناہ سفر میں اسی بالاخانے کے ایک حصے سے جس کو جھروکہ کہتے ہیں ہاتھیوں اور گھوڑوں کی لڑائی کا تماشا دیکھتے ہیں۔

(۴) زمین دوز۔ یہ ایک خیمہ ہے جو مختلف اشکال کا بنایا جاتا ہے

جس میں کبھی ایک اور کبھی دوستونی دروازے ہوتے ہیں۔ اس کے اندر جا بجا پردے آویزاں کر کے خیمے کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

(۵) **عجابی**۔ نو شامیانوں کو چار ستونوں پر تانتے ہیں۔ پانچ شامیانے چہار گوشہ اور چار مخروطی ہوتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ان میں صرف ایک ہی درجہ ہوتا ہے اور تمام عجابی صرف ایک ہی ستون پر قائم ہوتی ہے۔

(۶) **منڈل**۔ پانچ شامیانوں کو باہم ایک دوسرے سے ملا کر چار ستونوں پر نصب کرتے ہیں۔ کبھی چار شامیانوں کو تھوڑا نیچے جھکا کر خلوت کدہ بناتے ہیں اور کبھی انھیں چاروں کو بلند تانتے ہیں اور صرف ایک سمت بطور ضلع کے کشادہ رکھ کر عشرت و نشاط حاصل کرتے ہیں۔

(۷) **آٹھ کھنبہ** سترہ شامیانے کبھی علیحدہ علیحدہ اور کبھی باہم ایک دوسرے سے پیوستہ آٹھ ستونوں پر لگائے جاتے ہیں۔

(۸) **خرگاہ**۔ لپیٹ دار خیمہ ہے جس میں کبھی ایک اور کبھی دو دروازے ہوتے ہیں۔

(۹) **شامیانہ**۔ یہ طرح طرح کے ہوتے ہیں اور بارہ گزی سے زائد نہیں ہوتے۔

(۱۰) **قلندری**۔ اس کا حال اوپر مذکور ہو چکا۔

(۱۱) **سراپردہ**۔ قدیم زمانے میں کھردرے ٹاٹ کی بنائی جاتی تھی لیکن جہاں پناہ اپنے عہد معدلت میں غالیچے کے سراپردے تیار فرماتے ہیں جن سے علاوہ اضافۂ حشمت کے آرام بہت ملتا ہے۔

(۱۲) **گلال بار**۔ چوبی سراپردہ ہے جس کے مختلف حصے خرگاہ کی دیوار کی طرح چمڑے کے تسموں سے ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں۔ اس کو سفر میں لپیٹ کر لے جاتے ہیں۔ گلال بار سرخ کپڑے کی بنائی جاتی ہے اور جا بجا فیتے ٹکے رہتے ہیں۔

(۱۳) **گلیم**۔ جہاں پناہ نے طرح طرح کے قالین ایجاد فرمائے ہیں اور ان میں عجیب اور دلکش گرہیں دی گئی ہیں۔ بادشاہ نے تجربہ کار استاد

مقرر فرمائے جنھوں نے ایسے بہترین نمونے تیار کئے کہ ایرانی و تورانی قالینوں کی یاد دلوں سے فراموش ہوگئی۔ اگرچہ تمام سال سوداگر گوشکان، خورستان، کرمان اور سبزوار وغیرہ سے اب بھی قالین لاتے ہیں۔ پیشہ وروں نے ہندوستان ہی میں قیام کرلیا ہے اور بہت زیادہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ تقریباً ہر شہر خصوصاً آگرہ، فتح پور اور لاہور میں بہترین قالین تیار ہوتے ہیں۔

شاہی کارخانے میں بےمثل قالین تیار کیا جاتا ہے جو چوبیس گز سات طسوج لانبا اور گیارہ گز آدھا طسوج چوڑا ہوتا ہے۔ اس کی تیاری میں ایک ہزار آٹھ سو دس روپے صرف ہوتے ہیں جس کی قیمت تجربہ کار سوداگر دو ہزار سات سو پندرہ روپے لگاتے ہیں۔

(۱۴) تکیۂ نمد۔ کابل و فارس سے لاتے ہیں اور نیز ہندوستان میں بھی بنائی جاتی ہے۔ جاجم، شطرنجی، بلوچی اور بوریوں کے اقسام جو ریشم سے تیار کی جاتی ہیں معرض تحریر میں نہیں آسکتیں۔
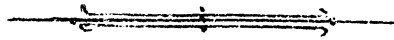
آئین (۲۲)

آبدارخانہ

جہاں پناہ اس سرچشمۂ زندگی کو آبِ حیات فرماتے ہیں۔ بادشاہ نے اس محکمے کا انتظام بیدار مغز اہل کاروں کے سپرد فرمایا ہے۔ قبلۂ عالم خود زیادہ پانی نہیں پیتے لیکن سررشتۂ آب پر ہر وقت خاص توجّہ فرماتے ہیں۔ بادشاہ سفر و حضر ہر وقت گنگا کا پانی نوش فرماتے ہیں معتمد ملازمین کا ایک گروہ دریا کے کنارے مامور ہے جو سربمہر کوزوں میں پانی بھر کر لاتا ہے۔

جب جہاں پناہ آگرے اور فتح پور میں قیام فرماتے ہیں تو قصبۂ سوروں سے پانی لایا جاتا تھا۔ اس زمانے میں جبکہ شاہی خیمہ لاہور میں نصب ہے ہردوار کے عمدہ پانی سے آبدارخانہ سیراب ہے۔

باورچی خانے میں جمنا اور چناب کا پانی یا آبِ باراں صرف ہوتا ہے لیکن ان میں تھوڑا پانی گنگا کا ملایا جاتا ہے سیر و شکار کے وقت جہاں پناہ اپنی مہربانی و دوراندیشی سے تجربہ کار اور آب آزما اہل کاروں کا تقرر فرماتے ہیں جو عمدہ اور صاف پانی آزمائش کے بعد بہم پہنچاتے ہیں۔

قبلۂ عالم نے اپنی دوراندیشی سے شورے کو جو بندوق میں آگ کا کام دیتا ہے سرمایۂ سردی قرار دیا ہے جس سے ہر امیر و فقیر کو مسرّت خیز راحت

پہنچ رہی ہے۔

شورہ ایک کھاری خاک ہے۔ ایک سیر شورہ سوا قدار برتن میں بھر دیا جاتا ہے اور تھوڑا پانی اس پر چھڑکا جاتا ہے، اس کے قطرات کو جوش دے کر مٹی کو پانی سے جدا کر لیتے ہیں۔

ایک سیر پانی جست یا چاندی یا کسی دوسری دھات کے برتن میں بھر دیا جاتا ہے۔ ظرف کا منھ مضبوط باندھتے ہیں۔ ایک بڑے ظرف میں ڈھائی سیر شورہ اور پانچ سیر پانی ڈالتے ہیں اور سربستہ کوزے کو اس بڑے ظرف میں رکھ کر پاؤ گھنٹہ خوب ہلاتے ہیں۔ اس ترکیب سے سربستہ کوزے کا پانی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ ایک روپے کو ۳ سے لے کر چار من تک شورہ فروخت ہوتا ہے۔

سنہ ۳۱ الٰہی میں بادشاہ نے پنجاب میں قیام فرمایا اور اُس زمانے سے برف کا رواج ہوا۔ برف شمالی کوہ سے خشکی و تری دونوں راستوں سے ڈاک چوکی بہل اور کہاروں کے ذریعے سے لائی جاتی ہے اس کا خزینہ قصبۂ پنہاں (سنہاں) کے قریب ہے جو لاہور سے پینتالیس کوس کے فاصلے پر آباد ہے۔ اس نئی تجارت سے سوداگروں نے فائدہ اُٹھایا اور رعایا کو خوشی و راحت نصیب ہوئی۔ یہ برف ایک روپے کو دو یا تین سیر فروخت ہوتی ہے مفید ترین طریقہ یہ ہے کہ برف کشتیوں پر لائی جاتی ہے اور اس کے بعد بہل پر اور سب سے کم کہاروں کے ذریعے سے لانے میں فائدہ ہوتا ہے۔ پہاڑی باشندے برف کی سلیں لا کر فروخت کرتے ہیں۔ ہر سل وزن میں تیس سیر سے زیادہ اور پچیس سیر سے کم نہیں ہوتی معمولی نرخ پانچ دام ہے۔ لیکن اگر سلوں کو دور لے جانا پڑتا ہے تو چوبیس دام سترہ جیتل ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اگر فاصلہ زیادہ نہیں ہے تو اُجرت پندرہ دام تک آ جاتی ہے۔

برف دس کشتیوں پر روزانہ لائی جاتی ہے جن میں ایک کشتی دارالسلطنت آتی ہے۔ ہر کشتی کو چار ملاح کھیتے ہیں اور ہر سل بارہ سے چھ سیر تک کی ہوتی ہے سلوں کے وزن میں موسمی اثر سے تفاوت بھی ہو جاتا ہے۔

ہر بہل دو پشتارے لاتی ہے۔ راستے میں بارہ ڈاک چوکیاں ہیں جہاں

گھوڑے بدلے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ہاتھی بھی کام میں لایا جاتا ہے
بارہ کلیں دس سے چودہ سیر تک کی روزانہ پہنچتی ہیں۔ اس درآمد کے ذریعے
جو برف آتی ہے وہ جاڑے میں فی سیر قیمت دام اکیس جیتل اور بارش کے موسم
میں چودہ دام بیس جیتل اور وسطی زمانے میں نو دام ساڑھے اکیس جیتل کے نرخ
سے فروخت ہوتی ہے لیکن عام نرخ پانچ دام ساڑھے پندرہ جیتل فی سیر ہے۔
برف جب کہار وں کے ذریعے سے لائی جاتی ہے تو چودہ چوکیوں پر
اٹھائیس مزدور کام کرتے ہیں۔ ہر روز چار رستے آتے ہیں جن میں بارہ منزلیں
ہوتے ہیں۔ یہ برف اوائل میں پانچ دام $\frac{1}{2}$ ۱۹ جیتل اور وسطی زمانے میں [illegible]
دام $\frac{1}{2}$ ۲ جیتل اور آخر میں ۱۹ دام $\frac{1}{8}$ ۱۵ جیتل فی سیر کے حساب سے فروخت
ہوتی ہے۔ عام طور پر اس برف کا نرخ $\frac{3}{4}$ ۸ دام فی سیر سمجھا جاتا ہے۔ عام اشخاص
صرف موسم گرما میں اور امراء ہر زمانے میں برف کا استعمال کرتے ہیں۔)

آئین (۲۳)

مطبخ (باورچی خانہ)

جہاں پناہ نے اس صیغے پر بھی خاص توجہ فرمائی ہے اور اپنی دور اندیشی سے معقول قوانین اس سررشتے کے لئے بھی وضع فرمائے ہیں۔ یہ ممکن نہ تھا کہ ایسے عالی خیال فرمانروا کی توجہ خاص مطبخ ایسے اہم شعبے کی طرف نہ ہوتی۔ ظاہر ہے کہ انسانی مزاج کا اعتدال جسم کی توانائی و قوت، ظاہری و باطنی سعادتوں سے بہرہ اندوز ہونے کی قابلیت اور دینی و دنیاوی برکات سے فائدہ اٹھانے کی استعداد کا پیدا ہونا یہ تمام باتیں اس امر پر منحصر ہیں کہ انسان کی غذا و خورش بہترین طریقے پر عمل میں آئے۔

غذا کو بہترین طریقے اور عمدہ اصول پر استعمال کرنا انسان کو دیگر حیوانات سے ممتاز کرتا ہے ورنہ نفس شکم سیری میں بنی آدم اور دوسرے چوپایوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر جہاں پناہ کا حوصلہ بلند (و) عقل کامل نہ ہوتی اور اگر بادشاہ کے پاک دل میں بنی نوع انسان کے ساتھ ایک عالمگیر ہمدردی کا خیال جاگزیں نہ ہوتا تو یہ حقیقت شناس فرمانروا گوشۂ خلوت میں جا بیٹھتا اور بہ قبلۂ عالم کو خواب و غذا کچھ بھی یاد نہ رہتے لیکن اس عظمت شہنشاہی اور دنیوی و دینی سیادت کے باوجود اب بھی جہاں پناہ کی پاکیزہ طبیعت کا یہ عالم ہے کہ خدمتگزاروں سے کبھی یہ ارشاد

نہیں ہوتا کہ آج فلاں فلاں خاصہ تیار کیا جائے۔

قبلۂ عالم خود صرف ایک وقت غذا نوش فرماتے ہیں اور سیر ہونے سے پیشتر ہی دسترخوان بڑھا دیا جاتا ہے۔ ان تمام امور کے باوجود کھانے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے لیکن ملازمین تمام سامان اس طرح تیار رکھتے ہیں کہ فرمائش کے ایک گھنٹے بعد سو قاب دسترخوان پر چن دی جا سکتی ہیں۔ شاہی حرم سرا میں جو کھانا صرف ہوتا ہے اس کی تقسیم صبح سے شروع ہوتی ہے اور رات تک سلسلہ جاری رہتا ہے۔

جہاں پناہ نے تجربہ کار و دیانت دار اشخاص اس کام پر مقرر فرمائے ہیں اور تمام خدّام بارگاہ ہر وقت اپنے فرائض منصبی انجام دینے پر مستعد و آمادہ رہتے ہیں۔ اس سررشتے کا افسر بھی وزیر اعظم کا ماتحت ہے۔ جہاں پناہ نے علاوہ معاملات سلطنت کے اس صیغے کا انتظام بھی وزیر اعظم کے سپرد فرمایا ہے لیکن باوجود اس احتیاط کے خود جہاں پناہ بھی ہر وقت توجہ فرماتے رہتے ہیں۔

بادشاہ نے ایک کارفرما و بے ریا شخص کا اس سررشتے میں تقرر کیا ہے جس کو میر بکاول کہتے ہیں۔ اس شخص کی دیکھ بھال پر اس سررشتے کی کامیابی کا مدار ہے۔ میر بکاول کے ماتحت دیانت دار مددگاروں کا تقرر عمل میں آیا ہے۔ نقد و جنس کے حساب و کتاب کے لئے خزانچی اور متعدد خورش شناس مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ مختلف ممالک کے تجربہ کار باورچی و رکابدار اس سررشتے میں ملازم اور اپنا کام خوبی سے انجام دیتے ہیں اور ایک صحیح نویس پیچی ان کی نگہبانی کرتا ہے۔

ہر ملک کے باورچی طرح طرح کے کھانے پکاتے ہیں اور غلّہ و ترکاری گوشت و روغن و شیرینی و مصالحہ دار اشیا میں قسم قسم کی نعمتیں ہر روز مہیا کی جاتی تھیں۔ روزانہ تصرفی کھانا ایسا تیار کیا جاتا ہے کہ جو امرا کو دعوتوں کے موقع پر کمتر میسر آتا ہے۔ تصرفی کھانے کے اقسام و ذائقے سے خاصے کے کھانے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

نوروز کے آغاز میں مددگار خزانچی ایک سالہ تخمینہ تیار و پیش کرتا ہے جس کی رقم اُس کو ادا کر دی جاتی ہے۔ روپیوں کی تھیلی اور اجناس کے چہروں پر

میر بکاول اور منشی کی مہریں لگی ہوتی ہیں۔ ہر ماہ روزانہ اخراجات کا صحیح اندازہ بنا کر اس مہینے کا حساب تیار کیا جاتا ہے جن کی رسیدوں پر دو عہدہ داروں کی مہریں ہوتی ہیں۔ اس کارروائی کے بعد نقد وجنس اسی مرتبہ حساب کے مطابق خرچ کی جاتی ہیں۔

ہر سہ ماہی میں دیوان بیوتات اور میر بکاول ہر قسم کی چیزیں فراہم کر کے خرچ کے لئے جمع کر لیتے ہیں۔ سکھداس چانول بہرائچ سے دیوزیرہ چانول گوالیار سے اور جیجن راجواری سے اور نیملہ و روغن زرد حصار فیروزہ سے، قاز، مرغابی اور اکثر ترکاریاں کشمیر سے منگائی جاتی ہیں۔ نمونے ہر وقت سررشتے میں موجود رہتے ہیں۔

ان کے علاوہ بکریاں، بھیڑ، بربری، مرغ و قاز وغیرہ کو باورچی پالتے اور فربہ کرتے ہیں۔ مرغیاں ایک مہینے سے زیادہ نہیں رکھی جاتیں۔ مذبح شہر اور لشکر کے باہر اور دریا یا تالاب کے کنارے واقع ہے۔ ذبح کے بعد گوشت دھویا جاتا ہے اور پھر کیسوں میں بھر کر لاتے ہیں اور باورچیوں کی مُہر ہونے کے بعد کیسے باورچی خانے میں بھیج دئے جاتے ہیں۔ باورچی خانے میں گوشت دوبارہ دھویا جاتا ہے اور اس کے بعد پکنے کے لئے دیگ میں ڈالا جاتا ہے۔

بہشتی اپنی مشکوں سے برتنوں میں پانی بھرتے ہیں۔ برتنوں کا منہ سربمہر کپڑوں سے بند رہتا ہے۔ ریگ کے تہ نشین ہو جانے کے بعد پانی استعمال میں آتا ہے۔ ایک چھوٹا سا باغ مطبخ سے متعلق ہے جس سے ہر وقت تازہ ترکاریاں لے کر مصرف میں آتی ہیں۔

میر بکاول اور حساب نویس ہر چیز کے خرچ کا اندازہ کر کے روزانہ کے صرف کے لئے اس مقدار کو معین کر دیتے ہیں۔ یہ دونوں اشخاص روزنامچہ، برآورد، قبض الوصول وغیرہ پر اپنی مہریں کرتے اور سررشتے کے ہر کام کی پوری نگرانی کرتے ہیں۔ بدکاروں یا وہ گویوں اور بیگانوں کا اس سررشتے میں دخل نہیں ہے۔ شخصی شناسائی کافی نہیں سمجھی جاتی اور کوئی شخص بلا ضمانت کے مطبخ میں ملازم نہیں ہو سکتا۔

خاصے کا کھانا طلائی، نقرئی، سنگی اور خاکی ظروف میں تیار ہوتا ہے۔ چند دیگچیاں کسی ایک ماتحت بکاول کے سپرد کی جاتی ہیں جو خاص اسی کے انتظام میں

تیار ہوتی ہیں۔ کھانا ایک شامیانے کے نیچے پکایا اور نکالا جاتا ہے اور محافظین برابر دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔

کھانا پکانے والے پخت کے وقت آستین چڑھا کر دامن کمر سے باندھ لیتے ہیں اور اپنا منہ اور ناک بند کر لیتے ہیں۔ تیاری کے بعد کھانے کو پہلے بکاول اور چاشنی گیر چکھتے ہیں۔ اس کے بعد میر بکاول چکھتا ہے اور پھر کھانا قابوں میں نکالا جاتا ہے طلائی اور نقرئی قابیں سرخ کپڑوں میں اور چینی اور تانبے کے ظروف سفید کپڑوں میں باندھ دیے جاتے ہیں اور میر بکاول ان کپڑوں پر اپنی مہر کر کے ہر کھانے کا نام بستہ قابوں پر لکھ دیتا ہے۔ منشیٔ باورچی خانہ تمام کھانوں کی ایک فہرست تیار کر کے میر بکاول کی مہر کے بعد اندر روانہ کر دیتا ہے تاکہ کسی قسم کا تغیر نہ ہونے پائے۔ کھانے کی قابیں بکاول، باورچی خانہ اور دوسرے ملازمین اٹھا لیتے ہیں۔ چوبداران کے دونوں طرف ساتھ ہوتے ہیں اور راہرو کو کھانے کے پاس سے گزرنے نہیں دیتے۔ جب کھانے کی قابیں اندر پہنچ جاتی ہیں تو رکابدار طرح طرح کی روٹیاں بستہ دہی اور اچار ولیموں وغیرہ سونٹھ طرح طرح کی ترکاریاں اسی طرح میر بکاول کی مُہر کرانے کے بعد حرم شاہی میں روانہ کر دیتے ہیں۔ اندرون قصر کے ملازم کھانے کو چکھ کر قابوں کو دسترخوان پر چنتے ہیں۔ تھوڑے عرصے کے بعد جہاں پناہ خاصہ نوش فرماتے ہیں۔ دسترخوان کے ملازم بادشاہ کے سامنے حاضر رہتے ہیں۔ سب سے پہلے فقرا کا حصہ علیحدہ کیا جاتا ہے۔ قبلۂ عالم کھانے کی ابتدا دودھ یا دہی سے فرماتے ہیں اور کھانے سے فارغ ہو کر خدا کی بارگاہ میں سجدۂ شکر بجا لاتے ہیں۔ میر بکاول ہر وقت حاضر رہتا ہے اور فہرست کے موافق برتنوں کو واپس لیتا ہے۔ میر بکاول غذا کے چند نیم پخت احتیاط کے خیال سے ہر وقت تیار رکھتا ہے۔

تانبے کے برتنوں پر ایک ماہ میں دو بار قلعی ہوتی ہے۔ جو برتن کہ شاہزادوں کے استعمال میں آتے ہیں ان پر مہینے میں ایکبار قلعی کی جاتی ہے۔ شکستہ ظروف ٹھٹیری کو حوالے کر کے ان کے عوض نئے برتن تیار کرائے جاتے ہیں۔

آئین (۲۴)

مصالحہ

غذا کے اقسام

غذا کے بیشمار اقسام کا معرض تحریر میں لانا دشوار ہے لیکن ناظرین کی واقفیت و رہنمائی کے لیئے چند اشیاء کا حال مندرج ذیل ہے۔

ہر پختہ خورش کی در اصل تین قسمیں ہیں۔

(۱) بے گوشت جس کو عرف عام میں صوفیانہ کہتے ہیں۔

(۲) گوشت با برنج وغیرہ۔

(۳) گوشت وابازیر (مصالحہ)۔

ہر سہ اقسام میں سے دس دس غذاؤں کا نام مرقوم ہے۔

(۱) زرد برنج (زردہ) یہ کھانا دس سیر چاول، پانچ سیر قند، ساڑھے تین سیر روغن زرد، آدھ سیر کشمش، آدھ سیر بادام و پستہ، پاؤ سیر نمک، آدھ پاؤ زنجبیل تر، $\frac{1}{2}$ ۱ دام زعفران، $\frac{1}{2}$ ۲ مثقال دارچینی سے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ مقدار میں اس قدر ہوتا ہے کہ چار رقاب بھر جاتے ہیں بعض اشخاص اس کو صرف چند مصالحوں سے

پکاتے ہیں بلکہ کبھی کبھی مصالحہ نہیں ڈالتے۔ بعض اوقات اس میں گوشت اور نمک بھی ڈالا جاتا ہے۔

(۲) خشکہ۔ دس سیر چانول میں آدھ سیر نمک ڈال کر اس کو طرح طرح سے پکاتے ہیں۔ یہ بھی چار لبریز قابوں میں نکالا جاتا ہے۔ ایک من دیو زیرہ دھانوں میں پچیس سیر چانول نکلتے ہیں جن میں سترہ سیر چانول سے دیگ بھر جاتی ہے۔ اسی طرح ایک من جنجن دھانوں میں بائیس سیر چانول نکلتے ہیں۔

(۳) کھچری۔ پانچ سیر چانول اور پانچ سیر مونگ کی دال اور اسی قدر روغن زرد ۱/۴ سیر نمک سے تیار ہوتی ہے۔ یہ کھانا سات قابوں میں نکالا جاتا ہے۔

(۴) شیر برنج۔ دس سیر دودھ میں ایک سیر چانول، ایک سیر قند، اور ایک دام نمک ڈالتے ہیں۔ یہ پانچ قابوں کے لئے کافی ہوتی ہے۔

(۵) تھولی۔ دس سیر نیم کوفتہ گیہوں میں جن کا ایک تہائی حصہ ضائع ہوتا ہے۔ پانچ سیر روغن زرد، دس مثقال کالی مرچ، چار مثقال دارچینی، ۱/۲ ۲ مثقال الائچی و لونگ ۱/۴ سیر نمک ڈال کر اس کو تیار کر لیتے ہیں۔ اکثر اشخاص ان میں دودھ اور شکر بھی ڈالتے ہیں۔ اس مقدار سے چار قاب لبریز نکالے جاتے ہیں۔

(۶) چکھی۔ دس سیر گیہوں کا آٹا خمیر کرکے اس کو دھوتے ہیں جب دو سیر خالص خمیرہ رہ جاتا ہے تو اس میں چانول یا مصالحہ ملاتے ہیں بعد ازاں طرح طرح سے اس پر ہر قسم کا گوشت لپیٹتے ہیں۔ اس میں ایک سیر روغن زرد، ایک سیر پیاز، نیم دام زعفران، نیم دام لونگ و الائچی اور ایک ایک دام دارچینی و کالی مرچ و دھنیا اور تین تین دام ادرک و نمک ڈالتے ہیں جو دو قابوں میں نکالی جاتی ہے۔ اکثر لوگ اس میں عرق لیمو بھی شامل کر لیتے ہیں۔

(۷) بادنجان۔ اسی قدر خمیر میں ۱/۲ ۱ سیر روغن زرد، ۳/۴ ۲ سیر پیاز، ۱/۴ سیر ادرک، اور عرق لیمو، پانچ پانچ مثقال کالی مرچ و دھنیا، نصف نصف مثقال الائچی اور لونگ، اس طرح چھ قاب تیار کئے جاتے ہیں۔

(۸) بھت۔ یہ غذا مونگ، ماش، چنے وغیرہ سے بنتی ہے۔ دس سیر مرکب میں ڈھائی سیر روغن زرد اور آدھ سیر نمک و ادرک، دو مثقال زیرہ اور

نصف مثقال انگوزہ ملاکر اس کی پندرہ قابیں تیار کر لیتے ہیں۔ اس کو زیادہ تر خشکے میں ملاکر کھاتے ہیں۔

(۹) ساگ - یہ پالک اور سبزیوں سے تیار کیا جاتا ہے اور بے حد مرغوب غذا ہے۔ دس سیر سبزی میں ۱½ سیر روغن زرد ایک سیر پیاز، آدھ سیر ادرک، ½ ۵ مثقال کالی مرچ، نصف نصف مثقال لونگ و الائچی ملاکر چھ قابیں تیار کر لیتے ہیں۔

(۱۰) حلوا - دس سیر مائدہ، دس دس سیر روغن زرد و قند کی پندرہ قابیں تیار ہوتی ہیں۔ یہ مختلف طریقوں سے کھایا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ قسم قسم کے مربّے اور شربت تیار کیے جاتے ہیں جن کا حال معرضِ تحریر میں لانا مشکل ہے۔

قسم دوم کے دس کھانوں کا حال مندرج ذیل ہے۔

(۱) قبولی - دس سیر چانول، سات سیر گوشت، ½ ۳ سیر روغن زرد، ایک سیر چنے کی دال، دو سیر پیاز، آدھ سیر نمک، پاؤ سیر ادرک، ایک ایک دام دارچینی، کالی مرچ و زیرہ، نصف نصف دام الائچی و لونگ سے تیار کی جاتی ہے۔ اکثر لوگ ان مصالحوں میں بادام و کشمش اور زیادہ کر دیتے ہیں۔ یہ پانچ قابوں میں نکالی جاتی ہے۔

(۲) وزد بریاں (زیربریاں) دس سیر چانول میں دس سیر گوشت، ½ ۳ سیر روغن زرد، آدھ سیر نمک، پاؤ سیر تازہ ادرک، ایک ایک دام کالی مرچ، زیرہ، لونگ و الائچی ڈالنے سے تیار ہوتا ہے اور پانچ قابوں میں نکالا جاتا ہے۔

(۳) قیمہ پلاؤ - دس سیر چانول، دس سیر گوشت، چار سیر روغن زرد، ایک سیر چنے کی دال، دو سیر پیاز، آدھ سیر نمک، پاؤ سیر ادرک، ایک ایک دام کالی مرچ، زیرہ اور الائچی و لونگ کے ترکیب دینے سے پانچ قابوں میں نکالا جاتا ہے۔

(۴) شُلہ - دس سیر گوشت، ½ ۳ سیر چانول، دو سیر روغن زرد، ایک سیر چنا، دو سیر پیاز، آدھ سیر نمک، پاؤ سیر ادرک، دو دو دام کالی مرچ و لہسن، اور ایک ایک دام دارچینی، لونگ و الائچی سے تیار کیا جاتا ہے یہ کھانا چھ قابوں میں

نکالا جاتا ہے۔

(۵) اُفسرا۔ دس سیر گوشت، تین سیر میدہ، ۱½ سیر روغن زرد، ایک سیر چنا، آدھ سیر سرکہ، ایک سیر قند، پاؤ پاؤ سیر پیاز، گاجر، چقندر، شلغم۔ پالک، سونف، ادرک، اور ایک ایک دام زعفران، لونگ اور الائچی اور زیرہ اور دو دو دام دارچینی اور آٹھ مثقال کالی مرچ کے ڈالنے سے تیار ہوتا ہے اور بارہ قابوں میں نکالا جاتا ہے۔

(۶) قیمہ شلہ۔ دس سیر گوشت، ایک ایک سیر چانول و روغن زرد، آدھ سیر چنا اور اس کے علاوہ اور دوسرے مصالحے ملا کر شلے کی طرح پکاتے ہیں اور دس قابوں میں نکالتے ہیں۔

(۷) ہریسہ۔ دس سیر گوشت میں پانچ سیر کوفتہ گیہوں، دو سیر روغن زرد، آدھ سیر نمک، دو دام دارچینی ملا کر تیار کرتے ہیں اور پانچ قابوں میں نکالتے ہیں۔

(۸) کشکک۔ دس سیر گوشت میں پانچ سیر کوفتہ گیہوں، ایک سیر چنا، ۱¼ سیر نمک، ۱½ سیر پیاز، آدھ سیر ادرک، ایک دام دارچینی، دو دو مثقال زعفران، لونگ، والائچی وزیرہ کو ترکیب دے کر پانچ قابوں میں نکالتے ہیں۔

(۹) حلیم۔ گوشت و گیہوں چنا اور زعفران کشکک کی مقدار کے موافق لے کر ان میں ایک سیر روغن زرد اور پاؤ پاؤ سیر شلغم، گاجر، پالک، اور سونف ملا کر پکاتے اور دس قابوں میں نکالتے ہیں۔

(۱۰) قطاب۔ جس کو اہل ہند سنبوسہ کہتے ہیں۔ طرح طرح کے بنائے جاتے ہیں۔ دس سیر گوشت کے لئے چار سیر میدہ، دو سیر روغن زرد، ایک سیر پیاز، پاؤ سیر ادرک، آدھ سیر نمک، دو دام کالی مرچ و دھنیا اور ایک ایک دام الائچی، زیرہ اور لونگ، پاؤ سیر سماق درکار ہوتے ہیں۔ قطاب بیسیوں اقسام کے تیار ہوتے اور تعداد میں اتنے ہوتے ہیں کہ ان سے چار قاب بھر جاتے ہیں۔

تیسری قسم کے کھانے حسب ذیل ہیں۔

(۱) بریاں مسلم دانشمندی بکرے کے لئے دو سیر نمک، ایک سیر روغن زرد، دو مثقال زعفران اور اسی قدر لونگ، سیاہ مرچ اور زیرہ۔ استعمال کئے جاتے ہیں اور طرح طرح سے اس غذا کو تیار کرتے ہیں۔

(۲) یخنی۔ دس سیر گوشت میں ایک سیر پیاز اور آدھ سیر نمک ڈالتے ہیں۔
(۳) یولمہ۔ ایک بکرے کو پانی میں اس قدر جوش دیتے ہیں کہ تمام اس کے بال صاف ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد مثل یخنی کے اس کو بھی تیار کر لیتے ہیں بعض اوقات دوسری ترکیبوں سے بھی اس غذا کو پکاتے ہیں۔ لیکن جانور اگر میمنا یا حلوان ہو تو کھانا زیادہ بالذائقہ ہوتا ہے۔
(۴) کباب۔ اس کے بے حد اقسام ہیں۔ دس سیر گوشت میں آدھ سیر روغن زرد، پاؤ پاؤ بھر نمک، ادرک اور پیاز، ½۱ دام دھنیا، سیاہ مرچ، الائچی اور لونگ ڈالتے ہیں۔
(۵) مشمن۔ مرغ کی گردن سے اس کے بدن کی تمام ہڈیاں نکال لی جاتی ہیں اس کے بعد آدھ سیر کوفتہ گوشت میں اسی قدر گھی، پانچ مرغ کے انڈے، پاؤ سیر پیاز اور دس دس مثقال دھنیا و ادرک، پانچ مثقال نمک، تین مثقال سیاہ مرچ اور نصف مثقال زعفران دے کر مثل کباب کے تیار کر لیتے ہیں۔
(۶) دوپیازہ۔ دس سیر فربہ گوشت میں دو دو سیر روغن زرد اور پیاز، ½ سیر نمک، ⅛ سیر ادرک، ایک ایک دام زیرہ، دھنیا، لونگ، الائچی اور دو دو دام سیاہ مرچ کے ملانے سے پانچ قاب تیار ہوتے ہیں۔
(۷) مطنجنہ گوسفند۔ دس سیر گوشت میں دو سیر روغن زرد، آدھ سیر حنا، پاؤ سیر ادرک، ایک دام زیرہ، دو دو دام سیاہ مرچ، لونگ، الائچی اور دھنیا ڈال کر سات لبریز قاب تیار کر لیتے ہیں۔ یہ غذا مرغ اور مچھلی کے گوشت سے بھی اس ترکیب سے تیار کی جاتی ہے۔
(۸) دم پخت۔ دس سیر گوشت میں دو سیر روغن زرد، ایک سیر پیاز، گیارہ مثقال ادرک، دس مثقال سیاہ مرچ اور دو مثقال لونگ و الائچی دیتے ہیں۔
(۹) قلیہ۔ دس سیر گوشت، دو سیر روغن زرد، ایک سیر پیاز، دو دام سیاہ مرچ، ایک ایک دام لونگ و الائچی آدھ پاؤ نمک کی ترکیب و پخت سے دس قابیں تیار ہوتی ہیں۔
(۱۰) ملغوبہ۔ دس سیر گوشت میں دس سیر دہی ایک ایک سیر روغن زرد دو پیاز، پاؤ سیر ادرک، پانچ دام لونگ ڈال کر دس قاب تیار کر لیتے ہیں۔

آئین (۲۵)

نان

اگرچہ روٹی بھی ایک قسم کی غذا ہے لیکن اُس کی اہمیت کے لحاظ سے اس کا ذکر جدا اگانہ کیا جاتا ہے۔

(۱) روٹی رکاب خانے میں تیار ہوتی ہے۔ (سب سے اعلیٰ کلاں قسم روٹی کی تنوری ہے)۔ دس سیر میدے میں پانچ سیر گائے کا دودھ، ڈیڑھ سیر روغن زرد اور پاؤ سیر نمک ملا کر بناتے ہیں۔ بعض اوقات اسی وزن سے کئی چھوٹی روٹیاں تیار کر لیتے ہیں۔

(۲) تنک تابی۔ ایک سیر میدے کی پندرہ اور کبھی اس سے بھی زیادہ طرح طرح کی تیار ہوتی ہیں۔

(۳) تیسری قسم روٹی کی چپاتی ہے۔ اکثر لوگ خشکی پہ چپاتیاں پکاتے ہیں یہ گرم گرم دسترخوان پر لائی جاتی اور نہایت شوق سے کھائی جاتی ہیں۔ خاصے کی چپاتیوں کے لئے ایک من گیہوں سے بیس سیر آٹا تیار کیا جاتا ہے۔ بعد میں دو سیر دلایا اور جریش ویسی ہی نکلتی ہے۔

آئین (۲۶)

صوفیانہ

جہاں پناہ آئین حقیقت شناسی سے گوشت کی طرف کم رغبت فرماتے ہیں۔
اکثر گوشت خواری کی نسبت ارشاد ہوتا ہے کہ انسان سے تعجب ہے کہ باوجود اس کے کہ اس کے لئے طرح طرح کی نعمتیں غذا کے لئے موجود ہیں لیکن اس پر بھی وہ اپنی ناعاقبت اندیشی سے بھیڑ یا بنکر جانوروں کو آزار پہنچاتا ہے اور بے زبان حیوانات کو ذبح کرتا اور کھاتا ہے۔ حیرت ہے کہ کم آزاری کی خوبیوں کو کوئی نہیں دیکھتا اور ہر شخص کا شکم و معدہ جانوروں کا مقبرہ بنا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر جہاں پناہ نے بارِ دنیا کو اپنے کاندھے پر نہ رکھا ہوتا تو گوشت خواری سے قطعاً ہاتھ کھینچ لیتے مگر اس عظیم الشان حکمرانی کے باوجود بھی قبلۂ عالم کا ارادہ ہے کہ زمانے کی رفتار و مذاق کے مطابق آہستہ آہستہ اس عادت کو ترک فرمادیں۔
چند روز جہاں پناہ نے یکشنبہ کے دن گوشت کھانا قطعاً بند کر دیا تھا اور اس کے بعد یکشنبے کو گوشت خواری سے پرہیز فرماتے تھے۔ اس زمانے میں علاوہ ان ایام کے ہر شمسی مہینے کی پہلی تاریخ، ہر یکشنبے کو، چاند گرہن و سورج گرہن کے روز دو روزوں کے درمیان والے دن دوشنبہ رجب، ماہ تیر کے جشن کے روز، تمام ماہ فروردین، و تمام آبان میں جو جہاں پناہ کی ولادت کا مہینا ہے، قبلۂ عالم گوشت نہیں تناول فرماتے۔

جہاں پناہ نے جب ارادہ فرمایا کہ آبان میں اُتنے دن گوشت سے پرہیز فرمائیں جتنے سال عمر گرامی کے شمار ہوں اور ماہ مذکور سالہائے عمر سے کم ہوا تو ماہ آذر کے چند روز بھی صوفیانہ روش اختیار کرنے میں صرف ہونے لگے۔ اب پورا ماہ آذر بھی ایام مذکورہ صدر کی طرح پرہیزگاری میں گزر جاتا ہے۔ حق شناسی کا غلبہ ہوتا جاتا ہے اور اس صوفیانہ روش میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے اور ہر سال کم از کم پانچ یوم کا مزید اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ جبکہ صوفیانہ ایام میں تداخل واقع ہو جاتا ہے تو ان کا بدل دوسرے مہینوں میں ہو جاتا ہے۔

صوفیانہ اوقات کے ختم ہونے کے بعد سب سے پہلے بادشاہ کے لئے گوشت کی قاب مریم مکانی کے دولت خانے سے آتی ہے اور اس کے بعد دیگر بیگمات، شہزادوں اور اراکین دربار کو اس عزت کا موقع حاصل ہوتا ہے۔

اس سررشتے میں بھی امرا، احدی اور دیگر سوار ملازم ہیں۔ پیادوں کو سو سے لے کر چار سو دام تک تنخواہ ملتی ہے۔

آئین (۲۷)

نرخ اجناس

اگرچہ بارش، لشکرکشی وغیرہ مختلف اوقات میں غلّے کے نرخ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے لیکن معمولی نرخ اجناس بطور جدول ناظرین کی آگاہی کے لئے مندرج ذیل ہے۔

جدول نرخ اجناس ملحقہ ربیعی

نام		اعراب	قیمت	تطبیق با قیمت حال
گندم	گیہوں	.	فی من دوازدہ دام۔ بارہ دام	۴ر ۳۰ر قدرے کم
نخود کابلی	کابلی چنا	.	؍؍ سولہ دام	۶ر ۵ر ؍؍
نخود سیاہ	دیسی چنا	.	؍؍ آٹھ دام	۳ر ۳ر ک
عدس	مسور	.	؍؍ بارہ دام	۴ر ۱۰ پائی تک
جو	جَو	.	؍؍ آٹھ دام	۳ر ۳ پائی ک
ارزن	باجرہ	.	؍؍ چھ دام	۲ر ۵ پائی کم
کتاں	السی	.	؍؍ دس دام	۴ر

نام	اعراب	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
تخم معصفر　کرڑ	.	فی من - آٹھ دام	۲/۳ پائی ک
شملیت　میتھی	.	,, دس دام	
منگ　مٹر	.	,, چھ دام	۲/۵ پائی کم
سرشف　سرسوں	.	,, بارہ دام	۴/۱۰ پائی ک
کیود　کاہو	.	,, سات دام	۴/۱۰ پائی ک

جدول نرخ اجناس خریفی

نام	اعراب	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
شالی مشکیں　دھان	.	فی من ایک سو دس دام	۲۶ ,,,, عال ۱۲/
شالی سادہ　,,		,, سو دام	عال ۸/
برنج سکھ داس	ضمۂ سین وسکون کاف وہائے خفی وفتحۂ دال والف وسکون سین	,, نود دام	عال ۴/
برنج دودھ پرساد	ضمۂ دال وسکون واؤ وفتح نون وہائے مکتوب وفتح بائے فارسی وسکون را وسین والف ودال	,, نود دام	عال ۴/
برنج سام زیرہ	بسین والف وسکون میم وکسر زائے منقوطہ وسکون یائے تحتانی وفتح رائے وہائے مکتوب	,, نود دام	عال ۴/
برنج شکر چینی	بفتح شین منقوطہ وکاف وسکون راد کسر جیم فارسی وسکون یائے تحتانی وکسر نون وسکون یائے تحتانی	,, نود دام	عال ۴/
برنج دیوزیرہ	بکسر مجہول دال وسکون یائے تحتانی و واؤ وکسر زائے منقوطہ وسکون یائے تحتانی وفتح رائے وہائے مکتوب	نود دام	عہ ۴/
برنج جنجن	بکسر جیم وسکون نون وکسر جیم وسکون نون	,, اسی دام	عال

نام		اعراب	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
برنج دکھر		بکسر دال ہندی وہائے مجہول و فتح کاف وسکون را	” پچاس دام	عصہ۱۴/
برنج زرہی		بکسر رائے منقوط وسکون را وکسرہا وسکون یائے تحتانی	” چالیس دام	عصہ
برنج ساٹھی		بسین والف وکسرتائے فوقانی ہندی وہائے مخفی وسکون یائے تحتانی	” آٹھ دام	۳/۳ پائی ک
مونگ		بضم میم وسکون واؤ و نون خفی و سکون کاف فارسی	” اٹھارہ دام	۷/۳ پائی ک
ماش		.	” سولہ دام	۶/۳ پائی ک
موٹھ		بضم مجہول میم وسکون وواؤ تائے فوقانی ہندی وہائے مخفی	” بارہ دام	۴/۱ پائی ک
کنجد سفید	سفید تل	.	” بیس دام	۸/
کنجد سیاہ	سیاہ تل	.	” اُنتیس دام	۷/۷ پائی ب
جواری		بضم جیم وواؤ والف وکسررا وسکون یائے تحتانی	” دس دام	۴/
لہڈرہ		بفتح لام وسکون ہا وفتح دال ہندی درا وہائے مکتوب	” آٹھ دام	۳/۳ پائی ک
لوبیا		.	” بارہ دام	۴/۱۰ پائی ک
کودرم		بضم مجہول کاف وسکون واؤ و دال وفتح را وسکون میم	” سات دام	۲/۱۰ پائی ک
کورمی		بضم کاف وسکون واؤ وکسررا وسکون یائے تحتانی	” ”	۲/۱۰ پائی ک

نام	اعراب	قیمت	لمحۂ تطبیق با قیمت حال
سانونک (سانواں)	بسین والف ونون خفی وفتح واؤ ونون خفی وسکون کاف	فی من ـ چھ دام	۲/ ۵ پائی ک
کنگنی	بفتح کاف وسکون نون وضم کاف فارسی وکسر نون وسکون یائے تحتانی	" آٹھ دام	۳/ ۳ پائی کم
چینہ	بکسر جیم فارسی وسکون یائے تحتانی وفتح نون وہائے مکتوب	" آٹھ دام	۳/ ۳ پائی کم

جدول سبزی

نام	اعراب	موسم	قیمت	لمحۂ تطبیق با قیمت حال
سوہ	بضم سین وسکون واو دیگر وہائے مکتوب	جاڑا	فی من دس دام	۲۶/۴ ۔۔۔
پالک	بہ یائے فارسی والف وفتح لام وسکون کاف یعنی اسفناخ	"	" سولہ دام	۶/ ۵ پائی ک
پودینہ	.	ہمیشہ	" چالیس دام	عـــ۳
پیاز	.	گرما	" چھ دام	۲/ ۵ پائی کم
سیر (لہسن)	.	"	" چالیس دام	عـــ۳
ترب (مولی)	.	جاڑا	" ساڑھے آٹھ دام	۸/ ۲ پائی ب
کرم (کرم کلا)	.	گرما	فی سیر ایک دام	قدرے کم ۹ پائی ک
کنکچھو	بفتح کاف ونون خفی وفتح کاف وجیم فارسی وہائے خفی وسکون واؤ۔ یہ بھی ایک قسم ساگ کی ہے جو جنگل کشمیر میں پیدا ہوتا ہے۔		چار دام	۱/ ۷ پائی ب

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
دنوریتو (یعنی گل جوز)	بضم دال و نون خفی و سکون واؤ و کسر مجہول را و سکون یائے تحتانی و ضم تائے فوقانی و سکون واؤ		فی سیر دو دام	
شقاقل	.		ر تین دام	
شگوفۂ کچنار (بہاری)	بفتح کاف و سکون جیم فارسی و نون والف و سکون را۔		ر نیم دام	
چوکا	بضم جیم فارسی و سکون واؤ و کاف و الف		ر ر	
بتھوہ	بفتح با و سکون تائے فوقانی و ہائے خفی و فتح واؤ و ہائے مکتوب		ر ربع دام	
رتسکا	بفتح را و سکون تائے فوقانی و فتح سین و کاف و الف		ر ایک دام	
چولائی	بضم جیم فارسی و سکون واؤ و لام و الف و کسر یائے تحتانی و سکون میم		ر ر	

جدول اقسام دال

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
دال مونگ	فی من اٹھارہ دام	۲۶ ر ر ر تار
دال نخود (چنے کی دال)	ر ساڑھے سولہ دام	۷ / ۷ . پائی
دال مسور	ر بارہ دام	۴ / ۱۰ پائی ک
دال موٹھ	ر بارہ دام	۴ / ۱۰ پائی ک

جدول اقسام آٹا

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق یا قیمت حال
میدہ	فی من بیس دام	۲۶ ؍؍؍ ۸ر۱۰ پائی
خشکہ	؍؍ پندرہ دام	۶ر
بیسن	؍؍ بائیس دام	۸ر۱۰ پائی کم
جو کا آٹا	؍؍ گیارہ دام	۴ر۵ پائی کم

جدول جاندار گوشت

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق یا قیمت حال
گوسفند دانشمندی	ساڑھے چھ روپے	ے
گوسفند افغانی	دو روپے	۸ر عـہ
گوسفند افغانی درجۂ دوم	ڈیڑھ روپیہ	عـہ ۸ر
گوسفند افغانی درجۂ سوم	سوا روپیہ	عـہ ۴ر
گوسفند کشمیری	ڈیڑھ روپیہ	عـہ ۸ر
گوسفند بربری	ایک روپیہ	عـہ
گوسفند بربری درجہ دوم	پون روپیہ	۱۲ر
گوسفند ہندی	ڈیڑھ روپیہ	عـہ ۸ر
گوشت گوسفند	فی من پینسٹھ دام	۲۶ ؍؍؍ عـہ ۱۰ر
گوشت بز	؍؍ چون دام	عـہ ۵ر۷ پائی کم
قاز (یک)	بیس دام	۸ر
بط (یک)	ایک روپیہ	عـہ

ملحقہ تطبیق با قیمت حال	قیمت	نام
۸/	بیس دام	تعذری (دیک)
۸/	بیس دام	کلنگ ،،
۹/۲ پائی ب	اٹھارہ دام	چرز ،،
۱/۳ پائی ک	تین دام	دراج ،،
۸/	بیس دام	کبک ،،
۵ پائی ک	ایک دام	پودنہ ،،
۵ پائی ک	ایک دام	لوہ ،،
۸/	بیس دام	کروانک ،،
۱/۷ پائی ب	چار دام	فاختہ ،،

جدول گھی وغیرہ

ملحقہ تطبیق با قیمت حال	قیمت	نام
۲۶ ،، تار عہ/	فی من ایک سو پانچ دام	گھی
۱/ عہ	،، اسّی دام	روغن (تیل)
۱۰/	،، پچیس دام	دودھ
/ ۲۷ پائی ب	،، اٹھارہ دام	دہی

جدول شیرینی

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
نبات	فی سیر چھ دام	۰ ۲/ ۵ پائی کم
قند سفید	؍؍ ساڑھے پانچ دام	۲/ ۲ پائی کم
شکر سفید	فی من ایک سو اٹھائیس دام	ے ۲۶/۳ ۳ پائی بہر شمار
شکر سرخ	؍؍ چھپن دام	عـــہ ۶/ ۵ پائی کم

جدول مصالحۂ طعام

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
زعفران	فی سیر چار سو دام	۰ ۰ ؍ عـــہ کم
لونگ	؍؍ ساٹھ دام	عـــہ ۸/
الائچی	؍؍ باون دام	عہ ۴/ ۰ ا پائی کم
فلفل گرد (سیاہ مرچ) درجۂ دوم	؍؍ سترہ دام	۶/ ۱۰ پائی کم
فلفل دراز (سیاہ مرچ) درجۂ اوّل	؍؍ سولہ دام	۶/ ۵ پائی کم
زنجبیل خشک (سونٹھ)	؍؍ چار دام	۱/ ۸ پائی کم
زنجبیل تر (ادرک)	؍؍ ایک دام	۱/ ب
زیرہ	؍؍ دو دام	۰ ا پائی کم
اجوائن	؍؍ دو دام	۰ ا پائی کم
زرد چوب	؍؍ دو دام	۰ ا پائی کم
کشنیز	؍؍ تین دام	۱/ ۳ پائی کم
سیاہ دانہ (کلونجی)	؍؍ ڈیڑھ دام	۷ ۰ پائی کم

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
انگنرہ (ہینگ)	فی سیر دو دام	۴ر
بادیان	″ ایک دام	۵ پائی رک
دارچینی	″ چالیس دام	عصہ
نمک	فی من سولہ دام	* ۲۶ ... شار ۶/۲ ر ۵ پائی رک

جدول ترشی

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
ترشی لیمو	فی سیر چھ دام	۰ ر رشار رک ۲ر ۵ پائی رک
آب لیمو	″ پانچ دام	۲ر
سرکۂ انگوری	″ پانچ دام	۲ر
سرکۂ شکر	″ ایک دام	۵ پائی رک
آچار اشترغار	″ آٹھ دام	۳ر ۳ پائی رک
آچار انبہ در تیل	″ دو دام	۱۰ پائی رک
انبہ در سرکہ	″ دو دام	۱۰ پائی رک
لیمو در تیل	″ دو دام	۱۰ پائی رک
لیمو در سرکہ	″ دو دام	۱۰ پائی رک
لیمو در آب نمک	″ ڈیڑھ دام	۷. پائی رک
لیمو در آب لیمو	″ تین دام	۱ر ۳ پائی رک
آچار ادرک	″ ڈھائی دام	۱ر ب
ادرشاخ	″ ڈھائی دام	۱ر ب
شلجم در سرکہ	″ ایک دام	۵ پائی رک

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
آچار زردک	فی سیر آدھا دام	۰۲ پائی ک
آچار بانس	؍؍ چار دام	۱/۸ پائی ک
آچار سیب	؍؍ آٹھ دام	۳/۳ پائی کم
آچار بہی	؍؍ نو دام	۳/۷ پائی ب
آچار بادنجان	؍؍ ایک دام	۵ پائی ک
آچار کشمش و منقّٰی	؍؍ آٹھ دام	۳/۳ ؍؍ ک
آچار کچنار	؍؍ دو دام	۰۱ پائی ک
آچار شفتالو	؍؍ ایک دام	۵ پائی ک
آچار گل کریل	؍؍ آدھا دام	۰۲ پائی ک
آچار سورن	؍؍ آدھا دام	۰۲ پائی ک
آچار سرشف (سرسوں)	؍؍ ایک دام	۵ پائی ک
آچار توری	؍؍ چوتھائی دام	ـ۱ پائی ک
آچار سہجنہ	؍؍ ایک دام	۵ پائی ک
آچار خیار	؍؍ آدھا دام	۰۲ پائی ک
آچار بادرنگ	؍؍ آدھا دام	۰۲ پائی ک
آچار کچالو	آدھا دام	۰۲ پائی ک
آچار ترب	آدھا دام	۰۲ پائی ک

آئین (۲۸)

میوہ خانہ

(جہاں پناہ میوے کو خدا کی بہت بڑی نعمت تصور فرماتے ہیں اور اس پر بادشاہ کی خاص توجہ ہے۔ ایران و توران کے ہوشیار کارگزاروں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کی اور میوے کی کشتکاری و خرید و فروخت کا بازار گرم ہوا بہترین خربزے اور انگور کثرت سے پیدا ہونے لگے۔ اسی طرح تربوز، شفتالو، بادام، پستہ، انار وغیرہ عمدہ و شیریں پھل ہندوستان میں پیدا ہونے لگے۔ جس زمانے سے کہ کابل، قندھار، کشمیر بھی ممالک محروسہ میں داخل ہو گئے بوجھ کے بوجھ میوؤں کے ہندوستان میں آنے لگے اور ان پھلوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ تمام سال میوہ فروشوں کے مکانات معمور رہتے ہیں اور بازار میں انبار کے انبار میوؤں کے ہر وقت نظر آتے ہیں۔)

ہندوستان میں خربزے کی فصل کا فروردین سے آغاز ہوتا ہے اور اردی بہشت میں کثرت ہوتی ہے۔ یہ میوہ نازک، خستہ اور خوشبودار ہوتا ہے خاصکر جو اقسام کہ ناسپاتی، باباشیخی، علی شیری، رائحہ برگ نے اور دودِ چراغ کے نام سے مشہور ہیں ان میں یہ صفات کامل طور پر پائے جاتے ہیں۔

شہریور کے آغاز میں کشمیری خربزے ہندوستان میں آجاتے ہیں۔

(کشمیری خربزوں کی فصل ختم نہیں ہونے پاتی کہ کابلی خربزوں کی درآمد شروع ہوجاتی ہے۔ ماہ آذر میں کاروان کے ذریعے سے بدخشان سے خربزے آتے ہیں اور درآمد کا سلسلہ دے تک جاری رہتا ہے جس زمانے میں کہ یہ پھل زابلستان میں پیدا ہوتا ہے اسی موسم میں پنجاب میں بھی بکثرت اور بہترین قسم کا پایا جاتا ہے۔ بھکر اور اس کے نواح میں سوا چلّے کے جاڑوں کے ہر موسم میں پیدا ہوتا ہے۔

خورداد سے امرداد تک قسم قسم کے انگور پھیلتے ہیں۔ شہریور میں یہ میوہ کشمیر سے آتا ہے اور اس قدر کثرت ہوتی ہے کہ بازاروں میں انگور کے انبار نظر آتے ہیں کشمیر میں انگور ایک دام کو آٹھ سیر فروخت ہوتا ہے۔ دو روپے فی من کرائے میں صرف ہوتے ہیں کشمیر کے باشندے اس میوے کو مخروطی ٹوکروں میں اپنی پیٹھ پر لاد کر لے آتے ہیں جو بجید عجیب معلوم ہوتا ہے۔ مہر سے اردی بہشت تک میوہ کابل سے آتا ہے۔

ان کے علاوہ کیلاس جن کو جہاں پناہ شاہ آلو کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ انار بیدانہ، سیب، ناسپاتی، بہی، امرود، شفتالو، زردآلو، گردآلو، آلوچہ وغیرہ مختلف میوے دیگر ممالک سے لائے جاتے ہیں اور نیز ہندوستان میں بھی پیدا ہوتے ہیں۔

خربزہ، سیب و ناسپاتی سمرقند سے بھی ہندوستان میں لاتے اور فروخت کرتے ہیں۔)

جہاں پناہ جب شُرب کی طرف توجہ فرماتے ہیں تو یا افیون و کوکنار نوش فرماتے ہیں (جس کو قبلہ عالم سبرس کہتے ہیں) تو ملازمین اُن کو خوانچوں میں بھر کر حضور میں پیش کرتے ہیں۔ جہاں پناہ قدرے خود تناول فرماتے ہیں اور بقیہ حاضرین کو بطور الوش تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

میوہ جات پر اُن کی عمدگی کے لحاظ سے مختلف امتیازی نشان لگا دئے جاتے ہیں جن سے پھلوں کے اعلیٰ و ادنیٰ ہونے کا پورا اندازہ ہوجاتا ہے۔ بہترین قسم کے خربزے کے سرے پر ایک خط چاقو سے

کھینچ دیا جاتا ہے اور جتنی بھی کہ اس میوے کی عمدگی میں فرق آتا جاتا ہے اسی تعداد سے خطوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

اس سر رشتے میں منصبدار، احدی اور دیگر اہل فوج ملازم ہیں۔ پیادوں کی ماہوار سو دام سے ایک سو چالیس دام تک مقرر ہے۔ میووں کے نام مع اعراب اور ان کے اقسام و موسم و بالیدگی ناظرین کی آگاہی کے لئے ذیل کی جدول میں مندرج ہیں۔

جدول میوۂ تورانی وغیرہ

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
خربزہ ارہنگ اوّل	ایک۔ ڈھائی روپیہ	عـ۸ ر
〃 دوم و سوم	〃 عہ سے عـ تک	عـ۲ تا عـ
〃 کابلی اوّل	〃 ایک سے ڈیڑھ تک	عـ۲ تا عـ۲/۸
〃 کابلی دوم	〃 پون روپے سے ایک روپے تک	۱۲/ تا عـ۲
〃 کابلی سوم	〃 نصف روپے سے بارہ آنے تک	۸/ تا ۱۲/
سیب سمرقندی	سات سے پندرہ تک ایک روپے میں	۷ تا ۱۵ - عـ۲
بہی۔	دس سے تیس تک ایک روپیہ	۱۰/ - ۳۰ تک عـ۲
امرود	دس سے سو تک۔ ایک روپیہ	۱۰/ - ۱۰۰ تک عـ۲
انار	فی من ساڑھے چھ روپے سے پندرہ تک	۲۶ ⅞ تا ۲۶ 〃 شار
سیب کابلی و فرنگی	پانچ سے دس تک عـ۲	۵ تا ۱۰ - عـ۲
انگور کشمیری	فی من ایک سو آٹھ دام	۲۶ 〃 شار عـ ۳/۵ پائی ک
خرما	فی سیر دس دام	۰/ تا رک ۴/
کشمش	فی سیر نود دام	۳/۷ پائی ب
آبجوش	〃 نو دام	۳/۸ پائی کم
جوز	〃 ساڑھے چار دام	۱/۱۰ پائی ک

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
بادام	فی سیر۔ گیارہ دام	۴ ر ۵ پائی ک
مغز بادام	" اٹھائیس دام	۱۱ ر ۳ پائی ک
پستہ	" نو دام	۳ ر ۷ پائی ب
سنجد	" ساڑھے چھ دام	۲ ر ۷۰ پائی ک
چلغوزہ	" آٹھ دام	۳ ر ۳ پائی ک
مغز پستہ	" ساڑھے چھ دام	۲ ر ۷۰ پائی ک
جوز مغز		
فندق	" تین دام	۱ ر ۳ پائی ک
گردگاں (اخروٹ)	" ڈھائی دام	۱ ر ب
آلوئے بخارا	" آٹھ دام	۳ ر ۳ پائی ک
خوبانی	" آٹھ دام	۳ ر ۳ پائی ک
مویز قندھاری	" سات دام	۲ ر ۱۰ پائی ک
انجیر	" سات دام	۲ ر ۱۰ پائی ک
منقیٰ	" پونے سات دام	۲ ر ۸ پائی س
عناب	" ساڑھے تین دام	۱ ر ۵۰ پائی س

جدول میوۂ شیریں ہندی

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
آنب	بہ ہمزہ و الف و نون خفی و سکون با۔	برسات	۱۰۰ - چالیس دام	۱۰۰ عدد ۱۶ ۴
انناس	بفتح ہمزہ و دو نون و الف و سکون سین۔	جاڑا	۱ - چار دام	ایک - ایک ۸ پائی ک
کنولا	بفتح کاف و نون خفی و سکون واؤ و لام و الف	"	۲ - ایک دام	دو - ۵ پائی ک

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق یا قیمت حال
اوکھ (نیشکر)	بضم ہمزہ وسکون واؤ و کاف وہائے مختفی۔	جاڑا	دو ۔ ایک دام	دو۔ ۵ پائی ک
کٹھل	بفتح کاف وتائے فوقانی ہندی وہائے خفی وسکون لام۔	گرما	دو۔ ایک دام	دو۔ ۵ پائی ک
کیلا	بکسر مجہول کاف وسکون یائے تحتانی ولام والف۔	برسات	دو۔ ایک دام	دو۔ ۵ پائی ک
بیر	بکسر مجہول با وسکون یائے تحتانی ورا۔	جاڑا	فی سیر۔ دو دام	۰ ر شار ک ا پائی ک
انار	. . . .	برسات	دو۔ ایک دام	۲ عدد ۵ پائی ک
انبرت پھل	بفتح ہمزہ ونون خفی وسکون باوکسر را وسکون تائے فوقانی وفتح بائے فارسی وہائے خفی وسکون لام۔	برسات	دو۔ ایک دام	۲ عدد۔ ۵ پائی ک
انجیر	. . . .	گرما	فی سیر۔ ایک دام	۰ ر ک ۵ پائی ک
توت	. . . .	بہاری	فی سیر۔ دو دام	۰ ر ک۔ ۱۰ پائی ک
سداپھل	بفتح سین ودال والف وفتح بائے فارسی وہائے خفی وسکون لام۔	ہمیشہ	ایک۔ ایک دام	ایک۔ ۵ پائی ک
کھجور	بفتح کاف وہائے خفی وضم جیم وسکون واؤ ورا۔	برسات	فی سیر۔ دو دام	۰ ر ک۔ ۱۰ پائی ک
خربزہ	. . . .	گرما	فی من چالیس دام	۲۶ رستار یعصم
تربز	. . . .	آخر برسات	ایک ۔ دو دام	ایک۔ ۱۰ پائی ک
کھرنی	بکسر کاف فارسی وہائے خفی وسکون را وکسر نون وسکون یائے تحتانی۔	برسات	فی سیر۔ چار دام	۰ ر ک۔ ارہ پائی ک
مہوا	بفتح میم وہائے خفی وتشدید واؤ والف۔	گرما	فی سیر۔ ایک دام	۰ ر ک ۔ ۵ پائی ک
ڈیپھل	بکسر مجہول ودال ہندی وسکون یائے تحتانی وفتح بائے فارسی وہائے خفی وسکون لام۔	جاڑا	فی سیر۔ چار دام	۰ ر ک۔ ۵ پائی ک
اوسیرا	بضم ہمزہ وسکون واؤ وکسر سین وسکون یائے تحتانی ورا والف	جاڑا	۔	۔

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
تینڈرو	بکسر مجہول تائے فوقانی وسکون یائے تحتانی و نون خفی بضم دال وسکون واؤ۔	گرما	فی سیر۔ دو دام	۰ ر رک ۔ ۱۰ پائی ک
انگوہل	بفتح ہمزہ و نون خفی وضم کاف فارسی وسکون واؤ وکسر ہا وسکون لام۔	۔	۔	۔
ڈیلا	بکسر مجہول دال ہندی وسکون یائے تحتانی ولام والف ۔	برسات	فی سیر۔ ایک دام	۰ ر رک ۔ ۵ پائی ک
گولہ	بضم کاف فارسی وسکون واؤ وفتح لام وہائے مکتوب۔	برسات	۔	۔
بھولسری	بضم مجہول با وہائے خفی وسکون واؤ ولام وکسر سین ورا و یائے تحتانی۔	جاڑا	فی سیر۔ چار دام	۰ ر رک ۔ ۱ ر ۸ پائی ک
ترکل تاڑ	بضم تائے فوقانی وسکون را وضم کاف وسکون لام۔	گرما	رر۔ دو دام	۲۔ عدد ۵ پائی ک
پنیالہ	بفتح پائے فارسی وسکون نون ویائے تحتانی والف وفتح لام وہائے مکتوب۔	برسات	فی سیر۔ دو دام	۰ ر رک ۔ ۱۰ پائی ک
لہسوڑہ	بفتح لام وہائے خفی وفتح سین وسکون واؤ وفتح را وہائے مکتوب ۔	گرما	فی سیر۔ ایک دام	۰ ر رک ۔ ۵ پائی ک
گنبھی	بضم کاف فارسی وسکون نون وکسر با وہائے خفی وسکون یائے تحتانی ۔	جاڑا	فی سیر۔ چار دام	۰ ر رک ۔ ۱ ر ۸ پائی ک
کرہری	بفتح کاف ورا وسکون ہا وکسر رائے دوم وسکون یائے تحتانی ۔	گرما	فی سیر۔ چار دام	۰ ر رک ۔ ۱ ر ۸ پائی ک
ترری	بفتح تائے فوقانی وسکون را وکسر رائے ثانی وسکون یائے تحتانی ۔	۔	۔	۔
بنگہ	بفتح با و نون خفی وفتح کاف فارسی وہائے مکتوب	بہار	فی سیر۔ دو دام	۰ ر رک ۔ ۱۰ پائی ک

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
گولر	بضم کاف فارسی وسکون واؤ وفتح لام وسکون را۔	گرما	فی سیر۔ دو دام	۰ ررک۔ ۰ا پائی ک
پیلو	بکسر بائے فارسی وسکون یائے تحتانی وضم لام وسکون واؤ۔	گرما	فی سیر۔ دو دام	۰ ررک۔ ۰ا پائی ک
بروتہ	بفتح با و رائے وسکون واؤ وفتح تائے فوقانی وہائے مکتوب۔	برسات	فی سیر۔ چار دام	۰ ررک۔ ا رہ پائی ک
پیار چرونجی	بکسر بائے فارسی ویائے تحتانی والف ورا۔	برسات	فی سیر۔ چار دام	۰ ررک۔ ا رہ پائی ک

جدول میوہ ہندی شیخوش

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
انبلی (املی)	بفتح ہمزہ ونون خفی وکسر باو لام وسکون یائے تحتانی	گرما	فی سیر۔ دو دام	۰ ررک۔ ۰ا پائی ک
بڑھل	بفتح با وسکون رائے ہندی وفتح ہا وسکون لام۔	گرما	ایک۔ ایک دام	ایک ۔ ۵ پائی ک
کمرک	بفتح کاف وسکون میم وفتح را وسکون کاف۔	جاڑا	چار۔ ایک دام تک	۴ عدد ۔ ۵ پائی ک
نارنگی	بنون والف وفتح را وکسر کاف فارسی وسکون یائے تحتانی۔	جاڑا	دو۔ ایک دام تک	۲ " ۵ پائی ک
انگور کوہی	زیادہ تر دامن کوہستان ہند میں پیدا ہوتا ہے۔	گرما	۔	۔
جامن	بجیم والف وفتح میم ونون	برسات	فی سیر۔ ایک دام	۰ ررک ۔ ۵ پائی ک
پھالسہ (فالسہ)	بہائے فارسی وہائے خفی والف وسکون لام وفتح سین وہائے مکتوب۔	گرما	" ڈیڑھ دام	۰ ررک ۔ ۷ پائی ک

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
کروندا	بفتح کاف و را وسکون واؤ و نون خفی و دال والف۔	برسات	فی سیر۔ ایک دام	۰ ررک ۔ ۵ پائی ک
کیت	بفتح کاف وسکون یائے تحتانی وفتح تائے فوقانی۔	برسات	چار۔ ایک دام تک	۴ عدد ۔ ۵ پائی ک
کانکو	بکاف و الف و نون خفی وضم کاف وسکون واؤ۔	۔	۔	۔
پاکر	بپائے فارسی والف وفتح کاف وسکون را۔	برسات	دو سیر۔ ایک دام	۲ ؍؍ ۔ ۵ پائی ک
کرنا	بفتح کاف وسکون را و نون والف۔	؍؍	ایک ۔ ایک دام	۱ عدد ۔ ۵ پائی ک
لبھیرا	بفتح لام و با وہائے خفی وسکون یائے تحتانی و را والف۔	گرما	۔	۔

جدول میوۂ ترش ہندی

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
لیمو	بکسر مجہول لام وسکون یائے تحتانی وضم میم وسکون واؤ۔	گرما	چار۔ ایک دام تک	۴ عدد ۔ ۵ پائی ک
امل بیت	بفتح ہمزہ و میم وسکون لام وکسر مجہول با وسکون یائے تحتانی وتائے فوقانی۔	برسات	چار۔ ایک دام تک	۴ عدد ۔ ۵ پائی
گلگل	بفتح ہر دو کاف فارسی وسکون ہر دو لام	؍؍	دو۔ ایک دام تک	۲ عدد ۔ ۵ پائی ک
گھیپ	بفتح کاف فارسی وہائے خفی وسکون یائے تحتانی وبائے فارسی۔	؍؍	۔	۔
بجورا	بکسر با وفتح جیم وسکون واؤ و را والف۔	برسات	ایک ۔ آٹھ دام	ایک ۔ ۳ ؍ ۳ پائی ک
آنولہ	بہمزہ والف و نون خفی وسکون واؤ وفتح لام وہائے مکتوب۔	گرما	فی سیر۔ دو دام	۰ ررک ۔ ۱۰ پائی ک

جدول میوۂ تر ہندی

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
کول گٹہ	بفتح کاف و واؤ و سکون لام و فتح کاف فارسی و تائے مشدد فوقانی ہندی و ہائے مکتوب۔	گرما	فی سیر ۔ دو دام	۰ ررک ۔ ۰۱ پائی ک

جدول میوۂ ہندی جو بعد پکانے کے کھایا جاتا ہے

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
پلول	بفتح بائے فارسی و سکون لام و فتح واؤ و سکون لام۔	برسات	فی سیر ۔ دو دام	۰ ررک ۔ ۰۱ پائی ک
کدو	....	″	ایک ۔ دو دام	ایک ۔ ۰۱ پائی ک
بادنجان	....	ہمیشہ	فی سیر ۔ ڈیڑھ دام	۰ ررک ۔ ۰۷ پائی ک
ترئی	بضم تائے فوقانی و فتح را و کسر یائے تحتانی اوّل و سکون دوم۔	برسات	″ ڈیڑھ دام	۰ ررک ۔ ۰۷ پائی ک
کنڈوری	بفتح کاف و نون خفی و ضم دال و سکون واؤ و کسر را و سکون یائے تحتانی۔	″	″ ڈیڑھ دام	۰ ررک ۔ ۰۷ پائی ک
سینب	بکسر مجہول سین و سکون یائے تحتانی و نون خفی و سکون بائے موحدہ۔	″	″ ڈیڑھ دام	۰ ررک ۔ ۰۷ پائی ک
پیٹھہ	بکسر مجہول بائے فارسی و سکون یائے تحتانی و فتح تائے فوقانی ہندی و ہائے مکتوب۔	″	ایک ۔ آٹھ دام	ایک عدد ۔ ۳ ر ۲ پائی ٹک
کریلہ	بفتح کاف و کسر را و سکون یائے تحتانی و فتح لام و ہائے مکتوب۔	″	فی سیر ۔ ڈیڑھ دام	۰ ررک ۔ ۰۷ پائی ک

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
کُکورہ	بفتح کاف اوّل وضم کاف دوم وسکون واؤ وفتح را وہائے ملفوظ	برسات	فی سیر ڈیڑھ دام	۰ر۰ک ۔ ۷ پائی کی
کچالو	بفتح کاف وجیم فارسی والف وضم لام وسکون واؤ۔	”	” دو دام	۰ر۰ک ۔ ۱ پائی ک
چچینڈا	بفتح جیم اوّل وکسر دوم وسکون یائے تحتانی ونون خفی ودال ہندی۔	”	” دو دام	۰ر۰ک ۔ ۱ پائی ک
سورن	بضم سین وسکون واؤ وفتح را وسکون نون۔	گرما	” ایک دام	۰ر۰ک ۔ ۵ پائی ک
گاجر	بکاف فارسی والف وفتح جیم وسکون را۔	جاڑا	” ایک دام	۰ر۰ک ۔ ۵ پائی ک
سنگھاڑا	بکسر سین ونون خفی وکاف فارسی وہائے خفی والف وفتح را وہائے ملفوظ۔	برسات	” تین دام	۰ر۰ک ۔ ۱ ۳/۴ پائی ک
سالک	بسین والف وفتح لام وسکون کاف۔	جاڑا	” دو دام	۰ر۰ک ۔ ۱ پائی ک
پنڈالو	بکسر بائے فارسی ونون خفی ودال ہندی والف وضم لام وسکون واؤ۔	”	” دو دام	۰ر۰ک ۔ ۱ پائی ک
سیالی	بکسر سین ویائے تحتانی والف وکسر لام وسکون یائے تحتانی۔	گرما	.	.
کسیرو	بفتح کاف وکسر مجہول سین وسکون یائے تحتانی وضم را وسکون واؤ۔	جاڑا	فی سیر تین دام	۰ر۰ک ۔ ۱ ۳/۴ پائی ک

ہندوستان کا میوہ ذائقے میں تین قسم کا ہوتا ہے۔ شیریں، بیخوش اور ترش۔ اور ہر قسم کے بیحد اصناف ہیں۔ اکثر خشک میوے بھی بیحد ذائقہ دار ہوتے ہیں اور بعض ان میں آگ پر پکا کر کھائے جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے نام اور بعض کے مختصر حالات ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

(۱) آم۔ اس پھل کو فارسی میں نغزک کہتے ہیں جیساکہ امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے

اپنی ایک نظم میں لکھا ہے۔ یہ میوہ خوشبو و رنگ اور ذائقے میں بے مثل ہے۔
بعض مشکل پسند ایرانی و تورانی اس پھل کو خربزہ و انگور سے بہتر سمجھتے ہیں۔ آم جسمیت کے لحاظ سے زرد آلو، بہی، ناشپاتی اور خربزے کے برابر ہوتا ہے۔ وزن میں ایک سیر بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ یہ میوہ رنگ میں زرد، سبز و سرخ ہوتا ہے۔ اس کا درخت بےحد خوشنما ہوتا ہے۔ خاصکر جوان پودا بے انتہا خوبصورت ہوتا ہے۔
یہ درخت قد میں چار مغز سے کچھ بلند ہوتا ہے اور اُس کے پتے برگ بید کی مانند ہوتے ہیں۔ خزاں کی پت جھڑ کے بعد نئے پتے سبز، زرد و نارنجی اور آتشی نمودار ہوتے ہیں اور بہار کے شروع میں کلیاں پھوٹتی ہیں اور پھل خوشہ ہائے انگور کی طرح لگتے ہیں۔ اس کی خوشبو نہایت عمدہ ہوتی ہے اور اُس کے درختوں کی قطار عجب بہار دکھاتی ہے۔
ڈالیوں میں جب پھل لگتے ہیں تو آغاز بار آوری سے ایک ماہ کے بعد پھلوں میں ترشی پیدا ہوتی ہے۔ ان پھلوں سے مربے و آچار بناتے ہیں۔ اُسی وقت یہ پھل سالن میں بھی ڈالا جاتا ہے جس کی وجہ سے قلیے میں لذّت پیدا ہوتی ہے۔ مگر اس کام میں اُس وقت تک استعمال کیا جاتا ہے جب تک کہ اُس کی گٹھلی میں سختی نہیں پیدا ہوتی۔ اگر اس پھل کو اُس وقت کوئی مضرت پہنچتی ہے جب کہ یہ شاخوں میں لگا ہوتا ہے تو عجیب عمدہ خوشبو پیدا ہوتی ہے۔ ایسے آموں کو کویلاس کہتے ہیں۔ اکثر اس پھل کو خامی کی حالت میں توڑ لیتے ہیں اور اس کی پال ڈال لیتے ہیں جس کے بعد میوہ بےحد خوش ذائقہ ہو جاتا ہے۔
اکثر درخت کے پھل گرمیوں میں پکنا شروع ہوتے ہیں اور بارش کے زمانے میں کھانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ بعض میں پختگی بارش میں شروع ہوتی ہے اور آغاز سرما میں کھائے جاتے ہیں۔ ان آموں کو بھدیہ کہتے ہیں۔ چند درخت ایسے بھی ہوتے ہیں جو تمام سال بار آور ہوتے ہیں لیکن یہ شاذ و نادر کہیں کہیں پائے جاتے ہیں۔
بعض درخت ایسے بھی ہیں جن کے پھل بظاہر خام معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں اُن میں پختگی شروع ہو جاتی ہے۔ ان پھلوں کو جلد توڑ لیتے ہیں ورنہ اگر کچھ تاخیر ہوئی تو شیرینی کی زیادتی سے ان میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔

آم ہندوستان میں ہر جگہ پایا جاتا ہے لیکن خاصکر بنگال، گجرات، مالوہ، خاندیس اور دکن میں بکثرت پیدا ہوتا ہے اور پنجاب میں بہ نسبت دیگر مقامات کے کم ہوتا ہے۔ جہاں پناہ نے لاہور کو تختگاہ مقرر فرما کر پنجاب کو بھی اس میوے سے فیضیاب فرمادیا ہے۔

آم کا پودا چار سال میں پھل دیتا ہے۔ اکثر لوگ اس پودے کو دودھ اور شکر سے سینچتے ہیں جس کی وجہ سے پھل کی شیرینی میں اور زیادہ اضافہ ہوجاتا ہے۔ آم کی خاصیت ہے کہ ایک سال زیادہ پھولتا ہے اور دوسرے سال کم۔ بعض اقسام ایسے ہیں جو ایک سال پھل دیتے ہیں اور دوسرے سال بالکل نہیں پھلتے۔ بعض لوگ آم کو شکم سیر ہوکر کھاتے ہیں اور اس کے بعد آم کے خستے کو دودھ میں ملا کر پی جاتے ہیں جس سے آم جلد ہضم ہوجاتا ہے۔ اس کی خستہ گٹھلی جو پرانی ہوجاتی ہے بیحد ذائقہ دار و میخوش ہوتی ہے اور دو یا تین سال کے بعد تریاق کا کام دیتی ہے۔ اگر آم کو نیم پختہ مع اس کی شاخ کے جو طول میں دو انگل ہو توڑ لیا جائے اور شاخ کے سرے پر گرم موم لگا کر اس کو گائے کے گھی یا شہد میں ڈال دیں تو آم کے ذائقے میں دو یا تین ماہ اور اس کے رنگ میں ایک سال تک کوئی تغیّر واقع نہیں ہوتا۔

(۲) اننناس۔ اس کو کٹھل سفری بھی کہتے ہیں۔ تعجّب یہ ہے کہ بعض اشخاص اس کے درخت کو گملوں میں لگا کر سفر میں اپنے ہمراہ رکھتے ہیں اور اس حالت میں بھی ان میں پھل لگتے ہیں۔ یہ میوہ رنگ و جسم میں ترنج کے برابر اور مزہ و بو میں آم کے مثل ہوتا ہے۔ اس کا تنہ ایک گز لانبا ہوتا ہے اور اس کے پتے ہاتھ کے شکل کے ہوتے ہیں۔ پتوں کے سرے آری کی طرح دندانہ دار ہوتے ہیں۔ پھل تنے کے آخر میں لگتا ہے اور درخت کی چوٹی پر چند پتے ہوتے ہیں پھل توڑنے کے بعد پتّیوں کو بھی توڑ لیتے ہیں اور ہر پتے کو زمین میں علیحدہ بو دیا جاتا ہے جو بڑھ کر صاحب برگ و بار ہوتا ہے۔ یہ پودا صرف ایک مرتبہ پھل دیتا ہے اور وہ بھی ایک سے زیادہ نہیں ہوتا۔

(۳) کنولا۔ یہ میوہ رنگ میں زعفرانی اور بہی کا سا ہوتا ہے۔

یہ پھل ہندوستان کے بہترین میووں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کا درخت لیمو کے پودے سے مشابہ ہوتا ہے۔ اس کا پھول ہلکی خوشبو دیتا ہے۔

(۴) اوکھ (گنّا) اس کو فارسی میں نیشکر کہتے ہیں۔ اوکھ کی بیشمار قسمیں ہیں۔ اس کی ایک قسم تو اس قدر نازک ہوتی ہے کہ چڑیا کے چونچ مارنے سے اس میں سے رس ٹپکنے لگتا ہے اور اگر ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑتی ہے تو خود بخود ٹوٹ جاتی ہے۔

اوکھ یا نرم ہوتی ہے یا سخت۔ گڑ، شکر، قند سفید و مصری ہمیشہ اوکھ سے بنائی جاتی ہیں۔ انھیں چیزوں سے قسم قسم کی مٹھائیاں تیار کرتے ہیں۔ اس کی کشتکاری کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چند عمدہ نیشکر کو کسی ٹھنڈی جگہ حفاظت سے رکھتے اور روزانہ اُن پر پانی چھڑکتے ہیں۔ جب آفتاب برج دلو میں داخل ہوتا ہے اُن اوکھوں کے ایک ایک بالشت یا اس سے کچھ زائد کے ٹکڑے کاٹ کر ان کو نرم زمین میں بٹھاتے ہیں اور مٹی سے داب دیتے ہیں جو ٹکڑا زیادہ سخت ہوتا ہے اس کو اُتنا ہی زیادہ زمین میں گاڑتے ہیں۔ اس کے بعد کھیت کو ہمیشہ سینچتے رہتے ہیں اور اسی طرح سات یا آٹھ ماہ کے بعد درخت تیار ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اوکھ سے بھی شراب تیار کرتے ہیں لیکن عمدہ قسم کی شراب قند سیاہ سے بناتے ہیں۔ اس کے تیار کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔

ایک طریقہ مندرجہ ذیل ہے:- ایک من رس میں دس سیر ببول کی چھال اور تین گنا پانی ڈالتے ہیں اور اس مرکب کو مٹکوں میں بھر کر زمین کے اندر رکھتے اور گھوڑے کی خشک لید سے خم کو چاروں طرف ڈھانپ دیتے ہیں۔ سات سے دس روز تک میں رس میں جوش آجاتا ہے۔ اس پختگی کی علامت یہ ہے کہ رس کی شیرینی میں کسیلاپن پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر اس کو اور زیادہ تیز کرنا چاہتے ہیں تو اس مرکب میں تھوڑا قند سیاہ اور بسا اوقات چند ادویہ اور عنبر و کافور کے مثل چند خوشبوئیں ڈال لیتے ہیں۔

بعض عیش پسند اشخاص اس مرکب میں گوشت کی بھی آمیزش کر لیتے ہیں۔

بعد ازاں اس مرکّب کو کپڑے میں چھان لیتے ہیں تاکہ کوڑے اور میل سے صاف ہو جائے۔ چند اشخاص تو اس مرکّب کو یوں بھی پیتے ہیں لیکن اکثر اشخاص اس کا عرق کھینچتے ہیں۔ عرق کشید کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔

مرکّب کو تانبے کی ایک دیگ میں بھر لیتے ہیں۔ دیگ کے وسط میں ایک خالی پیالہ رکھا جاتا ہے۔ اس پیالے کو اس طرح رکھتے ہیں کہ نہ اس کو جنبش ہوتی ہے اور نہ مرکّب اس میں آسکتا ہے۔ دیگ پر ایک اُلٹا سرپوش رکھ کر جوف پر آٹا لگا دیتے ہیں۔

(۵) کٹھل۔ یہ پھل کیپا (اس کو زمانۂ حال میں پڈنگ کہتے ہیں) کی شکل کا ہوتا ہے سبزی مائل۔ اس کا درخت ایک گز لانبا اور نصف گز چوڑا ہوتا ہے۔ چھوٹا پھل تربز کی مانند ہوتا ہے لیکن پوست خار دار ہوتا ہے۔

پھل کو دو ٹکڑے کرنے سے خوشے نمودار ہو جاتے ہیں خوشوں میں ایک قسم کی چپچپاہٹ ہوتی ہے۔ پھل کھانے میں انگلیاں باہم چپک جاتی ہیں۔

اس کا درخت چار مغز سے مشابہ لیکن اس سے زیادہ بلند ہوتا ہے۔

اس کی پتّیاں بھی چار مغز کی پتیوں سے بڑی ہوتی ہیں

اس کے پھول بھی پھل کی طرح خوشبو دار ہوتے ہیں۔

پھل کو کچّا ہی توڑ لیتے ہیں اور چونے وغیرہ میں پانی ڈال کر پکا لیتے ہیں۔

(۶) کیلا۔ اس کا درخت نیزے کی طرح ہوتا ہے۔ پتّیاں موٹی تنے سے نرم و باریک پتیاں نمودار ہوتی ہیں

اس کی پتّیاں بغیر سی ہوئی آستین کی مانند لیکن اُس سے بڑی اور چوڑی ہوتی ہیں۔ کلی پتّیوں کے درمیان صنوبری شکل اور سوسنی رنگ کی نمودار ہوتی ہے۔

ہر خوشے میں ستّر یا اسّی کیلے پھلتے ہیں۔

پھلیاں شکل میں چھوٹے کھیرے یا ککڑی سے مشابہ ہوتی ہیں۔ ان کا چھلکا

آسانی سے اُتارا جا سکتا ہے۔

گرانی وثقل کی وجہ سے اس کو کثیر مقدار میں نہیں کھا سکتے۔

یہ پھل کئی قسم کا ہوتا ہے۔ اس کا درخت تنے سے ایک گز چھوڑ کر قلم کر لیا جاتا ہے ورنہ پھل نہیں دیتا۔ عوام کا خیال ہے کہ اس سے کافور پیدا ہوتا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ دوسرا درخت ہے جس کو عامّہ خلائق کیلا خیال کرتی ہے۔

ناواقف اشخاص کا یہ بھی خیال ہے کہ کیلے سے موتی پیدا ہوتا ہے لیکن یہ محض وہم ہے جس میں صداقت کی جھلک تک موجود نہیں ہے۔

(۷) مہوہ۔ اس کا درخت آم کے درخت سے مشابہ ہوتا ہے۔ اس کی لکڑی عمارتوں میں کام آتی ہے اور اس کے پھول سے عرق کھینچتے ہیں جو نشہ انگیز ہوتا ہے۔ میوے کو کلوندہ بھی کہتے ہیں۔

(۸) بھولسری۔ اس کا درخت بڑا اور خوش آیند ہوتا ہے میوے کا رنگ نارنجی ہوتا ہے اور پھل خود عنّاب سے مشابہ ہوتا ہے۔

(۹) ترکل۔ پھل اور درخت ہر دو اعتبار سے ناریل سے مشابہ ہوتا ہے۔

اس کا ڈنٹھل شاخ سے بے برگ نمودار ہوتا ہے جس کا سرا کاٹ کر اس کو ایک برتن میں باندھ دیتے ہیں اُس برتن میں شیرہ ٹپکتا ہے۔

ایک روز میں دو یا تین مرتبہ برتن شیرے سے بھر جاتا ہے۔ اس عرق کو تاڑی کہتے ہیں

تازہ شیرہ میٹھا ہوتا ہے۔ اگر تھوڑی دیر رہنے دیں تو شیرہ میخوش ہو کر نشہ پیدا کرتا ہے۔

(۱۰) پنیالہ۔ زردآلو سے مشابہ ہے۔ اس کا درخت لیمو کے درخت کی مانند ہے اور پتّیاں بید کی سی ہوتی ہیں۔ پھل ابتداً سبز ہوتا ہے لیکن پختگی کے بعد سرخ ہو جاتا ہے۔

(۱۱) گنبھی۔ اس کا پودا پیاز کا سا ہوتا ہے اور پتّیاں اور پھل

کنار سے مشابہ۔ اس کو جڑ کی تہ سے نکالتے ہیں۔ توری جھاڑ کے اوپر
لپیٹ جاتی ہے۔ زیادہ تر کہسار میں پائی جاتی ہے۔ زمین پر بیل کی طرح پھیلتی ہے۔
ایک سال میں ایک من یا اس سے زیادہ پیدا ہوتی ہے چکلی کی طرح چاروں طرف
بڑھتی ہے۔ دو سال میں دو من کے قریب پھیلتی ہے۔ اسی طرح ہر سال
بڑھتی جاتی ہے۔ اس کے پتے برگ تربوز سے مشابہ ہوتے ہیں۔

(۱۲) پیار۔ زیرہ منقیٰ و انگور کی مانند ہوتا ہے۔ رنگ جگری
ہوتا ہے اور ذائقہ شیریں۔ اس کا مغز خستہ اور روغن دار ہوتا ہے مغز
کھایا جاتا ہے جس کو ہندی میں چرونجی کہتے ہیں۔ اس کا درخت ایک گز تک
لانبا ہوتا ہے۔

(۱۳) ناریل جس کو جوز ہندی بھی کہتے ہیں۔ اس کا درخت خرما سے
مشابہ اور اُس سے زیادہ بلند ہوتا ہے۔ اس کی لکڑی زیادہ خوش رنگ
اور اس کی پتیاں زیادہ بڑی ہوتی ہیں۔ یہ درخت تمام سال پھلتا ہے۔ اس کا
پھل تین مہینے میں پختہ ہوتا ہے۔ خام پھل کو جو سبز رنگ کا ہوتا ہے توڑ لیتے ہیں
اور قلیل مدت، اس کو رکھنے کے بعد اُس سے ایک پیالہ بھر کر ایک قسم کا شربت
نکالتے ہیں جو دودھ کی مانند سفید ہوتا ہے۔

شربت بیحد لذیذ ہوتا ہے۔ موسم گرما میں اس میں شکر ملا کر بھی پیتے ہیں۔
پھل پختہ ہونے کے بعد نخود کے سے رنگ کا ہو جاتا ہے اور اس میں شیرہ
بندھ جاتا ہے۔

تیل میں ڈالنے سے سیاہ ہو جاتا ہے۔ یہ پھل میٹھا اور چرب دار ہوتا ہے۔
اس کو پان کے ساتھ کھاتے ہیں جس سے زبان میں نرمی و تازگی پیدا
ہوتی ہے۔

اس کے پوست سے پیالے، چمچے اور ستار وغیرہ کی تونیاں بناتے ہیں۔
پھل چہار چشمی و سہ چشمی و دو چشمی و یک چشمی ہوتا ہے۔ ہر قسم کے خواص جداگانہ
ہوتے ہیں۔ آخری قسم بہتر خیال کی جاتی ہے۔
اس کی ایک قسم زہر کا تریاق سمجھی جاتی ہے۔ پھل بارہ سیر

یا اس سے زیادہ وزنی ہوتا ہے۔ اس کے درخت کی چھال سے رسی اور بڑے جہازوں کی طنابیں اور رسیاں بناتے ہیں۔

(۱۴) پنڈ کھجور۔ خرما ہے جس کا درخت چھوٹا اور زمین سے پیوستہ ہوتا ہے۔ درخت میں چار یا پانچ سو پھل لگتے ہیں۔

(۱۵) سوپیاری۔ اس کو فارسی میں فوفل کہتے ہیں۔ اس کا درخت خوشنما اور سرو کی مانند بلند و خوبصورت ہوتا ہے۔ تیز ہوا کے جھونکوں سے اس کی شاخیں زمین تک جھک جاتی ہیں اور پھر سیدھی ہو جاتی ہیں۔ اس کی بیشمار قسمیں ہیں۔ خام پھل کا مزہ بادام کا سا ہوتا ہے اور پختہ ہو کر سخت ہو جاتا ہے۔ اس کو پان کے ساتھ کھاتے ہیں۔

(۱۶) سنگھاڑہ۔ پھل سہ گوشہ ہوتا ہے۔ اس کی بیل تالاب میں پیدا ہو کر بڑھتی ہے اور پھل پانی کی سطح پر نمودار ہوتے ہیں۔ یہ پھل خام و بریاں دونوں طریقے پر کھایا جاتا ہے۔

(۱۷) سالک۔ تالابوں میں زمین کے نیچے پیدا ہوتا ہے اور پانی کی تہ سے باہر نکالا جاتا ہے۔

(۱۸) پنڈالو۔ اس کی بیل کو لکڑی پر چڑھاتے ہیں۔ بیل دو گز لانبی ہوتی ہے۔ اس کی پتیاں برگ تنبول سے مشابہ ہوتی ہیں۔ اس کو جڑ سے اکھاڑ لیتے ہیں۔

(۱۹) کسیرو۔ تالابوں میں پیدا ہوتا ہے۔ جب اس میں رس پیدا ہو جاتا ہے تو زمین سے نکال لیتے ہیں۔ پھل خام اور جوشش دادہ کھایا جاتا ہے۔

(۲۰) سیالی۔ دراز و مخروطی ہوتا ہے۔ اس کا پودا ایک قسم کی بیل ہے۔ پھل بیل کی جڑ میں پیدا ہوتا ہے۔

(۲۱) لیمو۔ بیضۂ مرغ کی مانند ہوتا ہے۔ اس کی ایک قسم کو کاغذی کہتے ہیں۔ اس کے پوست اور مغز کے درمیان ایک نازک و باریک خانے دار سفید جھلی ہوتی ہے۔ تیز اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ اس کی ایک قسم

تمام سال پھلتی ہے۔

(۲۲) اَل بیت۔ نارنگی کی مانند اور بیحد ترش ہوتی ہے۔ اس کی تیزی کا یہ عالم ہے کہ اگر لوہے کی سوئی اس میں گڑو دی جائے تو قلیل مدت میں پانی ہو جاتی ہے اور سنکھ اس کے عرق میں گل جاتے ہیں۔

(۲۳) کرنا۔ سیب سے مشابہ ہوتا ہے۔ تین سال میں اس کے خوشے نکل آتے ہیں۔ ابتدا میں سبز و ترش و تلخی آمیز ہوتا ہے لیکن بعد میں زرد ہو جاتا ہے اور تلخی جاتی رہتی ہے۔ پختہ ہو کر سرخ و شیریں ہوتا ہے۔ دیر تک رکھے رہنے سے دوبارہ سبز ہو جاتا ہے۔ اس کا درخت لیمو کی مانند ہوتا ہے لیکن اس کی پتیاں برگ لیمو سے کچھ زیادہ چوڑی ہوتی ہیں۔ اس کی بیکال خاکی کی طرح نوکدار ہوتی ہے۔ اس کے پھول چہار برگی و سفید ہوتے ہیں۔ پھول میں زرّین ریشے یا دانے بیحد خوشبودار ہوتے ہیں جن سے عبیر تیار کرتے ہیں۔

اس کی مفصّل کیفیت طاقتِ بیان سے باہر ہے اور اسی قدر اجمال پر کفایت کی جاتی ہے۔

(۲۴) برگ تنبول۔ یہ ایک قسم کی سبزی ہے لیکن تجربہ کار اشخاص اس کو عمدہ میوہ خیال کرتے ہیں چنانچہ امیر خسرو اس کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

مادرہ برگے چو گل بوستاں خوب تریں میوۂ ہندوستاں

اس کے کھانے سے منہ خوشبودار اور محفل معطّر ہو جاتی ہے۔ پان دانت کی جڑوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اس کے کھانے سے گرسنہ سیر اور سیر شکم گرسنہ ہو جاتا ہے۔ پان کی بیشمار قسمیں ہیں جن میں سے چند بیان کی جاتی ہیں۔

۱۔ بِلہری۔ سفید و درخشاں ہوتا ہے۔ یہ زبان کو سخت و کھر کھرا نہیں کرتا اور مزے میں تمام اقسام سے بہتر ہے۔ اس کو بیل سے توڑ کر ایک ماہ میں سفید کر لیتے ہیں اور اگر کوشش کی جائے تو بیس ہی روز میں سفید ہو جاتا ہے۔

۲۔ کاکیر۔ سفید چیتی دار ہوتا ہے۔ اس کی رگیں سخت ہوتی ہیں۔ اس کو زیادہ کھانے سے زبان سخت ہو جاتی ہے۔

۳- جکیسوار۔ یہ سفید نہیں ہوتا، لیکن نفع کے لئے اس کو مذکورۂ بالا اقسام میں ملاکر فروخت کرتے ہیں۔

۴- کپوری۔ زرد رنگ، سخت وریشہ دار، لیکن خوش مزہ اور خوشبودار ہوتا ہے۔

۵- کپور کانٹ۔ سبز رنگ، زردی مائل ہوتا ہے۔ سیاہ مرچ کی طرح تیز کافور کی طرح خوشبودار ہوتا ہے۔ دس پان سے زیادہ نہیں کھا سکتے۔ یہ صرف بنارس میں پیدا ہوتا ہے بلکہ بنارس کی بھی ہر زمین میں نہیں اُگتا۔

۶- بنگلہ۔ چوڑا، سخت، گرم اور تیز ہوتا ہے۔

پان کے بونے اور اس کی کھیتی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نوروز کے آغاز یعنی ماہ چیت میں برگ کرہنج کو چار پانچ انگل بیل کو کاٹ کر عمدہ زمین کے اندر لگا دیتے ہیں۔ اس میں پتیاں اور پھنگے پیدا ہوتے ہیں۔ پندرہ یا بیس روز کے بعد اس گرہ سے دوسری بیل اُگنا شروع ہوتی ہے۔ اس جدید بیل میں دوسری گرہ پیدا ہوتی ہے اور اس میں پتیاں نکلتی ہیں۔ سات ماہ کامل بیل بڑھتی رہتی ہے۔ اور پتیاں نمودار ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے بعد نمایند ہوجاتی ہے۔ ہر بیل میں تیس پتیوں سے زائد نہیں ہوتے۔

جب بیل بڑھتی ہے تو بانس سے بیل کو سہارا دیتے ہیں تاکہ اوپر کو اُٹھی رہے اور باڑی کے چاروں اطراف اور بالائی حصے کو لکڑی اور خس سے بند کردیتے ہیں اور برگ کو سایے میں پرورش کرتے ہیں۔

کھیت کو سوا موسم برسات کے ہمیشہ سینچتے رہتے ہیں بعض اوقات دودھ، روغن سیسم اور کوفتہ تخم سیسم پودے کے گرد ڈالتے ہیں۔ پتیاں سات قسم کی ہوتی ہیں جن کے نو نام ہیں:

(۱) کرہنج۔ اس کو تخم ریزی کے لئے محفوظ رکھتے اور پیڈی کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔

نئی پتی کو گدونتہ کہتے ہیں (یہ نمبرا ہی میں شامل ہے)۔

(۲) دوسری قسم کو نوتی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

(۳) تیسری کا نام بہتی ہے۔
(۴) چوتھی چھپو کے نام سے مشہور ہے۔
(۵) پانچویں اوہینڈا کہلاتی ہے۔
(۶) چھٹی کو آگھینہ اور لیوآر کہتے ہیں۔
(۷) ساتویں کرہنج کہلاتی ہے۔

سوائے گڈوتہ کے ہر پتی کو ایک ماہ کے بعد بیل سے توڑ کر اس کی پرورش کرتے ہیں۔ اکثر اشخاص آخری قسم کو کھانے کے لئے جدا کر لیتے ہیں اور ایک گروہ اس کو مع بیل کے محفوظ رکھتا ہے تاکہ تخم ریزی کے کام آئے اور اپنی قسم کو بہترین و اعلیٰ خیال کرتی ہے۔

بعض تجربہ کار اشخاص پیڑی کو بہترین قسم شمار کرتے ہیں اور اس کی قیمت گراں مقرر کرتے ہیں۔

گیارہ ہزار پانوں کے مٹے کو لباسہ کہتے ہیں اور دو سو پانوں کا منٹہ ڈبولی کہلاتا ہے۔

ڈبولیوں ہی سے لباسہ تیار کرتے ہیں۔

موسم سرما میں چار یا پانچ روز کے بعد پتوں کو نیچے اوپر کرتے اور ہاتھ سے گرد و غبار صاف کرتے ہیں لیکن گرمی کے موسم میں ہر روز یہ عمل کیا جاتا ہے۔

اہل شوق پانچ سے لے کر پچیس یا اس سے بھی زیادہ پانوں کا بیڑہ بناتے ہیں اور طرح طرح سے اُسے آراستہ کرتے ہیں۔ بعض اشخاص ایک برگ پر چونہ اور دوسرے پر کتھا اور سوپیاری رکھ کر بیڑہ بناتے ہیں۔

بعض شوقین پان کھانے والے علاوہ چونے اور کتھے کے بیڑے میں کافور اور مشک ڈالتے ہیں۔

بعض اوقات کھلے پانوں کو تھالیوں میں پھیلا کر چنتے ہیں اور پکا کر بھی کھاتے ہیں۔
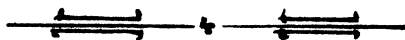
آئین (۲۹)

پیدائش طعم

غذا کے اقسام و حالات بیان کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مزے کے بھی مختلف ذائقے کے تغیر و تبدل کا بھی ذکر کر دیا جائے۔

گرمی سے لطیف شے میں تیزی اور کثیف چیز میں تلخی پیدا ہوتی ہے۔ معتدل شے کو گرمی کھارا کر دیتی ہے۔

سردی سے لطیف شے ترش، کثیف دہن گیر (کسیلی یا بکٹھی) اور معتدل کڑوی ہو جاتی ہے۔

سردی اور گرمی کی درمیانی حالت سے لطیف چیز چرب دار اور کثیف میٹھی اور معتدل بے مزہ ہو جاتی ہے۔

مجردات ذائقہ کے مذکورۂ بالا اقسام ہیں لیکن ایک گروہ کا خیال ہے کہ اصل ذائقے کی چار قسمیں ہیں شیریں، تلخ، ترش اور نمکیں۔ ان کے مرکبات سے بیشمار ذائقے بنتے ہیں۔ چنانچہ کڑواہٹ اور کسیلے پن کے مرکب کو بشاعت گلوگرفتگی کہتے ہیں اور نمکی و تلخی کی آمیزش کا نام شورمزگی ہے۔

آئین (۳۰)

خوشبو خانہ

جہاں پناہ، جن کی گرامی ذات بزم سلطنت کی صدر ہے، خوشبو کو بیحد پسند فرماتے اور عزیز رکھتے ہیں۔ قبلۂ عالم بوئے خوش کو خدا کی پرستش کا وسیلہ خیال فرماتے ہیں۔

قبلۂ عالم کی بارگاہ ہمیشہ عنبر و عود و نیز قدیم و جدید خوشبوئیات سے معطّر رہتی ہے۔ حضرت شاہ کے حکم سے عود و عنبر و نیز پرانے اور خود حضرت کے ایجاد کردہ خوشبو انگیز مصالحے سونے اور چاندی کی انگیٹھیوں میں سلگائے جاتے اور اُن سے در و دیواریں دھونی دی جاتی ہے۔

خوشبودار پھول انبار کے انبار لائے جاتے ہیں۔ ان پھولوں سے تیل تیّار کئے جاتے ہیں جو بدن پر ملے اور سر میں ڈالے جاتے ہیں۔

بیشمار دلکش مرکّبات تیار کئے گئے ہیں جن میں سے چند کے رنگ و بو کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) سنتوک یہ ڈیڑھ تولہ زباد، ایک تولہ چووہ، دو ماشے روغن چنبیلی اور دو بوتل گلاب سے تیّار کیا جاتا ہے۔

(۲) اَرگجہ۔ تین پاؤ صندل، دو تولے اگر اور مید، تین تولے چووہ،

ایک ایک تولہ بنفشہ اور گہیلہ (ایک قسم کی گھاس) آدھا ماشہ کافور اور گیارہ بوتل گلاب سے بنایا جاتا ہے۔

(۳) گلکامبہ۔ ایک تولہ عنبر اشہب، نصف تولہ لاون، دو تولے عمدہ مشک، چار تولے عمدہ عود، آٹھ تولے اگر و عبیر کو باریک پیس کر چینی کی رکابیوں میں حفاظت سے رکھتے ہیں اور ایک سیر گلاب کا شیرہ نکال کر ان اشیا میں ملاتے ہیں اور اس کے بعد اس مرکّب کو دھوپ میں خشک کرتے ہیں۔ شام کو مرکّب سفوف کو عرق گلاب و عرق بہار میں تر کر کے سنگ سماق میں اس قدر حل کرتے ہیں کہ سفوف خشک ہو جائے۔ دس روز برابر یہی عمل کیا جاتا ہے اور اس کے بعد بہار نارنج کے شیرے میں تر کرتے ہیں۔ یہ عمل دس روز برابر کیا جاتا ہے۔

اس بیس روز کے دوران میں ریحان سیاہ کا شیرہ بھی جس کو نازبوئے سیاہ کہتے ہیں، ملاتے رہتے ہیں۔ اس مرکّب کا ایک حصّہ ارگجے میں ملایا جاتا ہے۔

(۴) روح افزا۔ پانچ سیر عود اور سوا سیر صندل اور تقریباً اسی قدر لاون اور ساڑھے تین تین تولے اگر و لوبان اور دھوپ (ایک جڑ ہے جو کشمیر سے لائی جاتی ہے) اور پچیس تولے بنفشہ اور دس تولے اُشنہ (اس کو ہندی میں چھڑ یلہ کہتے ہیں) ان سب اشیا کو باریک پیس کر ان کا قوام کرتے ہیں اور چار بوتل گلاب ملا کر مرکّب کی ٹکیاں بناتے ہیں۔ ان ٹکیوں کو انگیٹھی میں سلگاتے ہیں جس سے نہایت عمدہ خوشبو پھیلتی ہے۔

(۵) اُوبٹنہ۔ اس سے ہاتھ دھوتے ہیں جو بے حد خوشبودار اور عطر افزا ہوتا ہے۔

اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ تین سیر یا اس سے کچھ کم لاون اور ڈیڑھ سیر پانچ دام عود اور اسی قدر بہار نارنج اور ڈیڑھ سیر نارنج کا چھلکا اور ایک سیر دس دام صندل اور ایک سیر پانچ دام سنبل الطیب، جس کو ہندی میں چھڑ کہتے ہیں اور اسی قدر اُشنہ اور ساڑھے اڑتیس تولے مشک اور آدھ سیر چار تولے برگ ماچھ اور چھتیس تولے سیب اور گیارہ تولے سعد (موتھا)

اور پانچ دام بنفشہ اور ایک تولہ دو ماشے دھبوب اور ڈیڑھ تولہ اکنکی (ایک قسم کی گھاس) اور اسی قدر زرنباد (کچور) اور ایک تولہ دو ماشے لوبان اور چھ بوتل گلاب اور پانچ بوتل عرق بہار سے تیار ہوتا ہے۔ ان تمام خشک چیزوں کو باریک پیستے ہیں اور بعد کو عرق گلاب میں ڈال کر دھیمی آنچ میں پکاتے ہیں، جب تری کم ہو جاتی ہے تو چولھے سے اُتار کر مرکب کو خشک کر لیتے ہیں۔

(۶) عبیر مایہ۔ چار دام عود، صندل دو دام، بیخ بنفشہ ایک دام، چھڑ ساڑھے تین دام، دو آلک تین دام، مشک خطائی چار تولے۔ لاون ڈھائی دام۔ بہار نارنج ساڑھے سات تولے۔

ان تمام چیزوں کو کوٹ اور چھان کر عرق گلاب میں پکاتے اور سایے میں خشک کرتے ہیں۔

(۷) کشتہ۔ چوبیس تولے عود اور چھ چھ تولے لاون اور لوبان اور چار چار تولے اگر اور دھبوب، دو دو تولے بیخ بنفشہ اور مشک، ایک تولہ اُشنہ۔ ان تمام اشیا کو پچاس تولے مصری اور دو بوتل گلاب میں دھیمی آنچ میں پکاتے اور اُس کی ٹکیاں بناتے ہیں۔

یہ ٹکیاں دھونی دینے کے کام میں آتی ہیں جو جلنے میں بیحد خوشبودار اور عطر افزا ہوتی ہیں۔

(۸) بخور۔ عود اور صندل ایک ایک سیر، پاؤ سیر لاون، دو تولے مشک، پانچ تولے اگر۔ ان چیزوں کو دو سیر مصری اور ایک بوتل گلاب میں میٹھی آنچ میں پکاتے ہیں۔

(۹) فتیلہ۔ پانچ سیر عود، بہتّر تولے صندل اور چھبیس چھبیس تولے اگر و لاون اور اسی قدر بنفشہ، دس تولے لوبان۔ ان تمام چیزوں میں تین تولے مصری ملا کر مرکّب کو دو بوتل گلاب سے خمیر کر کے فتیلہ بناتے ہیں۔

(۱۰) بارجات۔ ایک سیر عود، پانچ تولے لاون۔ دو دو تولے مشک اور صندل، ایک تولہ لوبان سب اشیا کو ترکیب دے کر چوے کی طرح مقطّر کرتے ہیں۔

(۱۱) عبیر اکسیر۔ تین پاؤ صندل، چھتیس تولے اگر، دو تولے آٹھ ماشے مشک، ان تمام اشیا کو باریک پیس کر سایے میں خشک کرتے اور کام میں لاتے ہیں۔

(۱۲) غسول۔ پینتیس تولے صندل۔ سترہ تولے کنول ایک ایک تولہ مشک اور چووہ اور دو ماشے کافور اور میدہ کو عرق گلاب میں ملا کر مرکّب تیار کرتے ہیں۔

جدول خوشبوئیات

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
عنبر اشہب	ایک تولہ۔ ایک مُہر سے تین مُہر تک	لعہ تا ہیہ
زباد	" ڈیڑھ روپے سے ایک مُہر تک	عصہ تا لعہ
مشک	" ایک روپے سے ساڑھے چار روپے تک	عصہ تا للعہ
عودِ ہندی (اگر)	فی سیر۔ دس روپے تا پنچ مہر۔	عسہ تا پنج مُہر
چووہ	فی تولہ۔ تین روپے سے پانچ روپے تک	ے تا صہ
کافور (بھیم سینی)	" تین روپے سے ۲ مُہر تک	ے تا ہیہ
میدہ	" ایک روپے سے تین روپے تک	عصہ تا ے
زعفران	فی سیر۔ بارہ روپے سے بائیس روپے تک	عسہ تا عسہ
زعفران کمندی	" ایک مُہر سے تین مُہر تک	لعہ تا عیسہ
زعفران کشمیری	" آٹھ روپے سے بارہ روپے تک	ے تا عیسہ
صندل	فی من۔ بتیس روپے سے چھپن روپے تک	عسہ تا صہ
نافۂ مشک	فی سیر تین مُہر سے بارہ مُہر تک	عسہ تا ماے
کلنبک	فی من۔ دس روپے سے چالیس روپے تک	عسہ تا للعہ
سلارس	فی سیر۔ تین روپے سے پانچ روپے تک	ے تا صہ
عنبر لادن	" ڈیڑھ روپے سے چار روپے تک	عصہ تا للعہ

نام	قیمت	تحقیق یا قیمت حال
کافور چینیہ	فی سیر۔ ایک روپے سے دو روپے تک	عصم تا عـه
عرق بید مشک	فی شیشہ۔ ایک روپے سے چار روپے تک	عصم تا للعہ
" گلاب	" آٹھ آنے سے ایک روپے تک	۸ر تا عصم
" فتنہ	ایک شیشہ۔ ایک روپے سے تین روپے تک	عصم تا ے
" بہار	فی شیشہ۔ ایک روپے سے پانچ روپے تک	عصم تا صہ
" چنبیلی	" دو آنے سے چار آنے تک	۲ر تا ۴ر
بیخ بنفشہ۔ بنفشہ کی جڑ	فی سیر۔ آٹھ آنے سے ایک روپے تک	۸ر تا عصم
اظفار الطیب	" ڈیڑھ روپے سے دو روپے تک	عصم ۸ر تا عـه
برگ ماج۔ جو گجرات سے لائی جاتی ہے۔	" آٹھ آنے سے ایک روپے تک	۸ر تا عصم
سکندہ کوکلا	" دس روپے سے تیرہ روپے تک	عــہ تا عـہ
لوبان قسم اوّل	فی تولہ۔ ایک روپے سے تین روپے تک	عصم تا ے
لوبان قسم دوم	فی سیر۔ ایک روپے دو روپے تک	عصم تا عـه
الک (ہندی چھڑ)	" چار آنے سے آٹھ آنے تک	۴ر تا ۸ر
دو الک (چھڑیلہ)	" تین دام سے چار دام تک	ار۲ پائی ب تا ار۷ پائی
گیلغلہ	....	....
شعد	....	....
اکنلی	....	....
زرنباد	....	....

جدول گلہائے خوشبو

نام	اعراب	رنگ	موسم
۱۔ سیوتی	بکسر سین وسکون یائے تحتانی و واؤ وکسر تائے فوقانی وسکون یائے تحتانی۔	نباتی	ہر وقت پیدا ہوتی ہے لیکن اخیر بارش میں زیادہ تر۔
۲۔ چنبیلی	بفتح جیم ونون خفی وکسر مجہول با وسکون یائے تحتانی وکسر لام وسکون یائے تحتانی۔	سفید و زرد وکبود۔	بارش اور شروع سرما میں۔
۳۔ رائے بیل	بہ را و الف وکسر یائے تحتانی وکسر مجہول با و سکون یائے تحتانی و لام۔	سفید قمری	اخیر گرما اور شروع برسات۔
۴۔ مونگرا	بضم مجہول میم وسکون واؤ ونون خفی وفتح کاف فارسی و را و الف	سفید	تابستان
۵۔ چنپہ	بفتح جیم فارسی ونون خفی وفتح بائے فارسی وہائے مکتوب۔	زرد	سال بھر۔ لیکن حوت اور حمل میں زیادہ۔
۶۔ کیتکی	بکسر مجہول کاف وسکون یائے تحتانی وضم تائے فوقانی وکسر کاف وسکون یائے تحتانی۔	سفید مائل بہ زردی	گرما
۷۔ کیوڑہ	بکسر کاف مجہول فارسی وسکون یائے تحتانی وفتح واؤ و رائے ہندی وہائے مکتوب۔	سفید مائل بہ زردی۔	اسد سے میزان تک
۸۔ چلتہ	بفتح جیم فارسی وسکون لام وفتح تائے فوقانی وہائے مکتوب۔	سفید	جاڑہ
۹۔ گلال	بضم کاف فارسی ولام و الف وسکون لام۔	"	بہار
۱۰۔ تسبیح گلال	بفتح تائے فوقانی وسکون سین وکسر با وسکون یائے تحتانی وحائے حطی وضم کاف فارسی ولام و الف وسکون لام دوم۔	نباتی	بارش
۱۱۔ بھولسری	بضم مجہول با وہائے خفی وسکون واؤ ولام	پتیاں اس کی	گرمی

نام	اعراب	رنگ	موسم
	وفتح سین وکسر را وسکون یائے تحتانی۔	پتیاں اس کی چھوٹی اور سفید ہوتی ہیں۔	گرمی
۱۲۔سنگار ہار	بکسر سین ونون خفی وکاف فارسی و الف وسکون راو فتح ہائے ہوز و الف وسکون را۔	پتی سفید ڈنڈی زرد	گرمی
۱۳۔کوزہ	بضم کاف وسکون واؤ وفتح رائے منقوطہ وہائے مکتوب۔	سفید	بہار
۱۴۔پاڈل	بپائے فارسی و الف وفتح دال ہندی وسکون لام۔	سفید و زرد مثل چنبیلی کے ہوتا ہے	برسات
۱۵۔جوہی	بضم جیم وسکون واؤ وکسر ہا وسکون یائے تحتانی۔	نباتی	بہار
۱۶۔نواری	بکسر نون و واؤ و الف وکسر را وسکون یائے تحتانی	سفید	”
۱۷۔نرگس	....	سفید و زرد	”
۱۸۔گل شگوفہ	....	بنفش	گرما
۱۹۔گل کرنہ	بفتح کاف وسکون را وفتح نون وہائے مکتوب۔	سفید	بہار
۲۰۔کیوڑیل	بفتح کاف وضم یائے فارسی وسکون واو و را و کسر با وسکون یائے تحتانی ولام۔	سفید قسمری	آخر بارش
۲۱۔گل زعفران	....	بنفش	خریف

جدول گل خوش رنگ

نام	اعراب	رنگ	موسم
۱۔گل آفتاب	سورج مکھی	زرد	بارش
۲۔گل کنول	بفتح کاف ونون وفتح واؤ وسکون لام۔	سفید وکبود	”
۳۔جعفری	....	زرد و نارنجی	بہار

نام	اعراب	رنگ	موسم
۴۔ گڈھل	بضمِ کاف فارسی وسکون دال ہندی و فتح ہا وسکون لام۔	سرخ، زرد نارنجی۔	بارش
۵۔ رتن منجنی	بفتح را و تائے فوقانی و نون و فتح میم و نون خفی و فتح جیم و کسرِ نون وسکون یائے تحتانی۔	سرخ آتشین	ہمیشگی
۶۔ گیسو	بکسرِ مجہول کاف فارسی وسکون یائے تحتانی وضمِ سین وسکون واؤ۔	،،	گرما
۷۔ کنیر	بفتح کاف وکسرِ مجہول نون وسکون یائے تحتانی و را۔	سرخ وسفید	بہار
۸۔ کدم	بفتح کاف و دال وسکون میم۔	بیرون میانہ زرد وسفید اندرون	بہار
۹۔ ناگ کیسر	بفتح نون و الف وسکون کاف فارسی وکسرِ مجہول کاف وسکون یائے تحتانی و فتح سین وسکون رائے مہملہ۔	سفید زرد آمیختہ	بہار
۱۰۔ سرپن	بضمِ سین وسکون را و فتح بائے فارسی وسکون نون	سفید میانہ خط ہائے سرخ و زرد اندرون	بارش
۱۱۔ سریکھنڈی	بکسرِ سین و را وسکون یائے تحتانی و فتح کاف وہائے پنہاں و نون خفی وکسرِ دال وسکون یائے تحتانی۔	سفید اندرون مائل بہ زردی بیرون سرخ	بہار
۱۲۔ گل حنا	....	سفید وسرخ و زرد	بارش
۱۳۔ دوپہریا	بضمِ دال وسکون واؤ و فتح بائے فارسی وسکون ہا وکسرِ را و یائے تحتانی و الف	سرخ آتشیں وسفید۔	ہمیشگی
۱۴۔ بھون چنپا	بضمِ با و ہائے خفی وسکون واؤ و نون و فتح جیم فارسی و نون خفی و فتح بائے فارسی و الف۔	شفتالو	جاڑا

نام	اعراب	رنگ	موسم
۱۵۔ اِسدرسن	بضم سین وفتح دال وسکون راوفتح سین وسکون نون۔	زرد	بارش
۱۶۔ سینبل	بکسر مجہول سین وسکون یائے تحتانی ونون خفی وفتح با وسکون لام۔	گہرا سرخ	بہار
۱۷۔ رتن مالا	بفتح راوتائے فوقانی وسکون نون ومیم والف ولام الف۔	زرد	"
۱۸۔ سون زرد	بضم سین وسکون واؤ ونون وفتح رائے منقوطہ وسکون راودال۔	"	"
۱۹۔ گل مالتی	بمیم والف وسکون لام وکسر تائے فوقانی وسکون یائے تحتانی۔	.	بارش
۲۰۔ کرن پھول	بفتح کاف وسکون راونون وضم بائے فارسی وہائے خفی وسکون واؤ ولام۔	زرد وزرّیں	بہار
۲۱۔ کریل	بفتح کاف وکسر راوسکون یائے تحتانی ولام	سرخ وسفید	"
۲۲۔ جیبت	بفتح جیم وسکون یائے تحتانی وتائے فوقانی۔	اندر زرد، باہر سرخ سیاہی مائل	بارش
۲۳۔ چنبیلہ	بفتح جیم فارسی ونون خفی وفتح بائے فارسی ولام ولے مکتوب	سفید	بہار
۲۴۔ لاہی	بہ لام والف وکسرہا وسکون یائے تحتانی۔	زرد	درحوت
۲۵۔ گل کروندہ	....	....	....
۲۶۔ دھنستر	بفتح دال وہائے خفی وفتح نون ونون پنہاں وفتح تائے فوقانی وسکون را۔	مانند گل نیلوفر	آخر بارش
۲۷۔ کینکلائی	بفتح کاف ونون وکاف فارسی ولام والف وکسر یائے تحتانی اوّل وسکون ثانی۔	سرخ وزرد	بارش
۲۸۔ سرس	بکسر سین وسکون راوسین۔	سبز مائل بہ زردی	بہار
۲۹۔ سن	بفتح سین وسکون نون۔	زرد	بارش

آئین (۲۱)

پیدائش خوشبو

عنبر بعض اشخاص کہتے ہیں کہ عنبر سمندر کی تہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اس گروہ کا خیال ہے کہ جانوران آبی کی غذا کا فضلہ ہے جو اس حالت میں برآمد ہوتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ مچھلی اس کو کھاتی ہے اور مر جاتی ہے اور اس کے مرنے کے بعد اُس کا پیٹ چاک کرکے یہ نکالا جاتا ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ یہ دریائی گائے کا فضلہ ہے جس کو سارا کہتے ہیں۔ بعض ماہرین خوشبو کا عقیدہ ہے کہ یہ کوہسار جزائر سے ٹپکتا ہے بعض کہتے ہیں کہ دریائی درخت کا گوند ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ یہ ایک قسم کا موم ہے۔ اور مولف کتاب کو بھی اس گروہ کے ساتھ اتفاق ہے۔

اس آخری فرقے کا خیال ہے کہ بعض کوہستان میں شہد بکثرت پایا جاتا ہے۔ اس قسم کا شہد اس قدر کثیر پیدا ہوتا ہے کہ تمام شیرہ بن کر سمندر میں چلا جاتا ہے اور موم اوپر نمودار ہو جاتا ہے جو گرمی سے خشک ہو کر عنبر کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

چونکہ یہ شہد بیحد خوشبو دار درختوں کے رس سے برآمد ہوتا ہے اس لئے اس کا موم جو عنبر کہلاتا ہے بیحد خوشبو دار ہوتا ہے۔ کبھی کبھی عنبر کے اندر

بر بھی پائی گئی ہیں۔

بو علی سینا کی رائے ہے کہ سمندر کی تہ میں ایک قسم کا چشمہ ہوتا ہے جس سے عنبر پیدا ہوتا ہے۔ سمندر کی موجیں اس کو قعرِ دریا سے ساحل تک پہنچا دیتی ہیں۔ تازگی کی حالت میں تر رہتا ہے، لیکن آفتاب کی گرمی سے خشک ہو جاتا ہے اور طرح طرح کے رنگ اختیار کرتا ہے۔ بہترین قسم کا عنبر سفید ہوتا ہے اور بدترین سیاہ رنگ اختیار کرتا ہے۔ متوسط قسم کا عنبر پستئی و زرد ہوتا ہے۔

بہترین قسم کا عنبر چرب دار ہوتا ہے، اور ایک تہ دوسری تہ کے اوپر ہوتی ہے۔ اس کو اگر توڑیں تو اندر سے سفید زردی مائل رنگ کا عنبر نکلتا ہے۔ ہر چند اس قسم کا عنبر سفید، ہلکا اور لچکدار ہوتا ہے لیکن اس کی بہترین قسم ہے۔ قسم دوم عنبر کی پستئی رنگ ہے۔ اور سوم زرد رنگ ہے جس کو خشخاشی بھی کہتے ہیں۔ بدترین قسم کا عنبر سیاہ ہوتا ہے، جو انتہائی تابش سے جل اٹھتا ہے۔ حریص سوداگر اس سیاہ عنبر کو موم، مندل اور لاون وغیرہ میں ملا کر دیتے ہیں، لیکن ہر شخص اس قسم کی خیانت نہیں کرتا۔

مندل۔ یہ بھی عنبر ہے جو مردہ مچھلی کے پیٹ سے نکالا جاتا ہے۔ اس میں خوشبو زیادہ نہیں ہوتی۔

لاون کو بھی عنبر کہتے ہیں۔ یہ ایک درخت سے پیدا ہوتا ہے۔ اس قسم کا درخت قبرس یا قیتوس کے حدود میں پایا جاتا ہے۔ درخت کے پتوں پر ایک قسم کی رطوبت جم جاتی ہے، بکریاں جب چراگاہ کو جاتی ہیں تو ان کے ران کے بال اور ان کے کھر اس رطوبت سے آلودہ ہو جاتے ہیں جو بتدریج خشک ہو جاتی ہے۔ موآلود رطوبت بہترین سمجھی جاتی ہے جس کا رنگ تقریباً سبز ہوتا ہے اور خوشبو نہایت تیز ہوتی ہے۔ سُم آلود رطوبت اس سے کم درجہ سمجھی جاتی ہے۔ بعض اشخاص اس رطوبت کو رسّی کے ذریعے سے بھی حاصل کرتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ رسّی کو درخت کے اوپر پھینک دیتے ہیں اور رطوبت اس میں لپٹ جاتی ہے۔ بعد ازاں رسّی کو پانی میں جوش دے کر صاف کر لیتے ہیں اور رطوبت خشک ہونے کے بعد اُس کی پوٹلیاں بنا لیتے ہیں۔

کافور۔ اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے۔ یہ درخت ہند وچین کی گھاٹیوں میں پایا جاتا ہے۔ درخت اس قدر گھنا اور بڑا ہوتا ہے کہ سو سے زائد سوار اس کے سائے میں آرام کر سکتے ہیں، اس درخت کے تنے اور شاخ میں کافور پیدا ہوتا ہے۔ بعض اشخاص کہتے ہیں کہ موسم گرما میں بیشمار سانپ اپنے کو ٹھنڈا رکھنے کے لئے اس درخت سے لپٹ جاتے ہیں۔ اس قسم کے درختوں کے پتوں پر تیر مار کر نشان بنا دیتے ہیں اور اس نشان کے ذریعے سے جاڑے میں ان درختوں سے کافور حاصل کرتے ہیں۔

ایک گروہ کی رائے ہے کہ اس درخت کی شناخت یہ ہے کہ اس کے گرد چیتے بکثرت رہتے ہیں جو کافور کے اس قدر شیدائی ہیں کہ اس درخت سے جدا نہیں ہوتے۔ لکڑی کے اندر یہ مثل نمک کے ریزوں کے نظر آتا ہے اور لکڑی کے باہر اس کی شکل گوند کی سی ہو جاتی ہے کبھی کبھی درخت سے بہ کر زمین پر گرتا ہے اور چند روز میں بستہ ہو جاتا ہے۔

جس سال کہ زلزلے بکثرت آتے ہیں، یا یہ کہ آسمان پہ جوش و خروش زیادہ ہوتا ہے، اس سال کافور زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے متعدد اقسام ہیں۔ بہترین قسم کو رباحی اور قیصوری کہتے ہیں، لیکن حقیقت میں یہ ایک ہی قسم ہے جس کے دو مختلف نام ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ سب سے قبل ایک فرمانروا نے، جس کا نام رباح ہے، موضع قیصور میں جو جزیرۂ سراندیپ میں واقع ہے، اس کو دریافت کیا ہے۔ بعض کتب میں مرقوم ہے کہ کافور برف کی طرح سفید ہوتا ہے۔ مؤلف کتاب نے خود اپنے ہاتھوں سے اس کو لکڑی سے نکالا ہے جو بالکل اسی طرح کا تھا۔

ابن بیطار کا قول ہے کہ یہ اول سرخ و چمکدار ہوتا ہے جو کیمیاوی تحلیل کے بعد میں سفید ہو جاتا ہے۔ بہر حال حقیقت جو کچھ بھی ہو، ایک قسم کا کافور سفید ضرور ہوتا ہے جو تمام اقسام میں بہترین ہوتا ہے۔ یہی قسم سب سے زیادہ ہلکی اور تہ دار ہوتی ہے، جس کی تہ بہ نسبت دوسری اقسام کی تہوں کے زیادہ موٹی ہوتی ہیں۔ سفید کے بعد دوسرا نمبر تیرہ رنگ کافور کا ہے، جس کو قرقوبی کہتے ہیں۔ اس کے بعد

اس کافور کی نوبت آتی ہے جو کوکب کے نام سے مشہور ہے اور گندم گوں ہوتا ہے، اور سب سے ادنیٰ قسم وہ ہے جس کو بالوس کہتے ہیں۔ یہ لکڑی کے ریزوں میں ملا ہوا ہوتا ہے، لیکن ہر سہ اقسام تحلیل کے ذریعے سے صاف و سفید ہو جاتے ہیں۔

بعض کتب میں مرقوم ہے کہ جو کافور درخت سے حاصل کیا جاتا ہے وہ دانہ اور بھیم سینی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کو درخت سے حاصل کر لینے کے بعد سیاہ مرچ و سرخ دانے میں ملا کر رکھتے ہیں تاکہ کافور اڑنے نہ پائے۔

اہلِ یونان کافور کو خاصیت میں سرد، اور اہلِ ہند اس کو گرم خیال کرتے ہیں۔
کافور، جو دیگر اشیاء کی آمیزش سے زرنباد سے بنایا جاتا ہے، وہ چینی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی ساخت کے دو مختلف طریقے ہیں۔ اول زرنباد سفید کو خوب باریک پیس کر گائے یا بھینس کے دہی میں ملاتے اور علیحدہ رکھ دیتے ہیں، چوتھے روز اس میں تازہ دہی کی اور آمیزش کرتے ہیں اور اس قدر کھینچتے ہیں کہ اوپر کف آجاتا ہے۔ اس کف کو علیحدہ کر لیتے ہیں، پھر اس میں کافور ملاتے ہیں اور اس کو ایک ڈبے میں بند کر کے ڈبے کو غلّے کے انبار میں ایک عرصے تک رکھتے ہیں۔ دوم یہ کہ سنگ سفید کو خوب باریک پیستے ہیں اور دس درم وزن میں دو درم موم اور نصف درم روغن بنفشہ ملاتے ہیں۔ پہلے موم کو روغن میں جوش دے کر خاک کو اس میں خمیر کرتے ہیں اور اس کی ایک ٹکیہ بنا لیتے ہیں۔ اس قرص کو دو سروں کے درمیان میں رکھ کر باریک یا موٹی کرتے ہیں جب قرص ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو کافور کی مانند نظر آتی ہے جس میں کافور کے ریزے شامل کر دیتے ہیں، اور اس طرح اشخاص اپنے نفع پر دوسروں کے نقصان کو قربان کرتے ہیں۔

زباد، جس کو شاخ بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کے جانور کی رال ہے، جو مستی کے عالم میں جانور کی پیشاب گاہ سے ٹپکتی ہے۔ یہ جانور قد و قامت میں بلی کے برابر ہوتا ہے، لیکن اس کا چہرہ اور منہ بڑا ہوتا ہے۔ بہترین قسم کی زباد کو ساماترائی کہتے ہیں۔ یہ بندر ساماترائی مضافات ختن سے لائی جاتی ہے۔

جانور کی دُم کی جڑ میں ایک چھوٹا سا نافہ ہوتا ہے جو جوز خُرد کے برابر ہوتا ہے۔ اس نافے میں پانچ یا چھ سوراخ ہوتے ہیں۔ ایک یا دو ہفتے کے بعد نافے سے نکالی جاتی ہے جو وزن میں ایک تولہ آٹھ ماشے ہوتی ہے۔

بعض جانور اس قدر مانوس ہو جاتے ہیں کہ انسان آسانی سے اُن کے نافے سے زباد نکال لیتے ہیں۔ اور بعض جو وحشی ہوتے ہیں، اُن کو دھوکا دے کر ایک قفس میں بند کر دیتے ہیں اور اُن کی دُم ہاتھ میں پکڑ باہر کھینچ لیتے ہیں اور اس طرح دُم کی جڑ جہاں نافہ ہوتا ہے، قفس کے باہر آ جاتی ہے۔ اس کے بعد صدف کے ذریعے سے زباد نکال لیتے ہیں۔ یا یہ کہ خود نافے کو آہستہ آہستہ دبا کر زباد نچوڑ لیتے ہیں۔ اس جانور کی قیمت تین سو سے پانچ سو روپے تک پہنچ جاتی ہے۔ لیکن نر کو زیادہ خریدتے ہیں، اس لئے کہ مادہ کی پیشاب گاہ عین نافے کے اوپر ہوتی ہے جس کی وجہ سے زباد کو نکال کر اس احتیاط کے ساتھ دھوتے ہیں اور اس کے بعد استعمال کرتے ہیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ یہ چیز بھی بہترین خوشبو دیتی ہے اور اس کی بو دیر پا ہے جو عرصے تک کپڑے اور بدن سے نہیں جاتی۔ زباد کو دھونے کے مختلف طریقے ہیں۔ اگر زباد مقدار میں کم ہوتی ہے تو ساغر میں، ورنہ کسی بڑے برتن میں رکھتے ہیں اور اُس کو تین مرتبہ ٹھنڈے پانی سے اور تین مرتبہ گرم پانی سے دھوتے ہیں۔ گرم پانی اُس کو پتلا اور صاف کرتا ہے۔ گرم پانی سے دھونے کے بعد بار دگر تین مرتبہ ٹھنڈے پانی سے دھوتے ہیں جس کی وجہ سے زباد میں بستگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس عمل کے بعد تین مرتبہ لیمو کے عرق میں دھوتے ہیں جس کی وجہ سے ناگوار بُو اُس سے نکل جاتی ہے۔ عرق لیمو میں دھونے کے بعد پھر تین مرتبہ ٹھنڈے پانی میں دھو لیتے ہیں اور اس کے بعد کپڑے سے نکال کر پیالے میں رکھتے ہیں اور رات کو گل چنبیلی یا رائے بیل یا سرخ گل یا گل کرنہ میں لبسا کر پیالے کو اُلٹا لٹکا دیتے ہیں، اور دن کو سفید کپڑا پیالے پر باندھ کر اُس کو دھوپ میں رکھتے ہیں جس کی وجہ سے تری کم ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح جب یہ خالص ہو جاتی ہے تو قلیل مقدار گلاب میں ملا کر استعمال کرتے ہیں۔

گورہ۔ یہ سفید سیاہی مائل ہوتی ہے۔ لیکن زیادہ کی سی اس میں خوشبو نہیں ہوتی
یہ بھی مذکورۂ بالا قسم کی طرح ایک جانور کی طراوش ہے جو عالمِ مستی میں ٹپکتی ہے۔
یہ جانور زبادی حیوان سے قدرے بڑا ہوتا ہے اور یہ بھی چین کی نواح سے
لایا جاتا ہے۔ اس کی قیمت سو سے دو سو روپے تک پہنچ جاتی ہے۔

میِد۔ مذکورۂ بالا قسم کے مماثل مگر نوعیت میں اس سے کم مرتبہ ہے۔
اس کو کسی دوسری چیز میں ملا کر استعمال کرتے ہیں۔ جانور جس سے میِد
حاصل ہوتی ہے تقریباً ہر ملک میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ بعض اشخاص کی
رائے ہے کہ مذکورۂ بالا جانور کے خشک تاتوں کو پانی میں جوش دیتے ہیں
جس سے ایک قسم کا روغن پانی کے اوپر آجاتا ہے۔ اسے پانی سے علیحدہ کر لیتے ہیں
اور اسی کو مید کے نام سے موسوم کر کے فروخت کرتے ہیں۔

عود۔ اس کو ہندی میں اگر کہتے ہیں۔ یہ ایک درخت کی جڑ ہے جس کو
اُکھاڑ کر زمین میں دوبارہ نصب کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں خراب حصّہ سڑ جاتا ہے
اور خالص عود باقی رہ جاتا ہے۔

بعض اشخاص کا بیان ہے کہ اسی طرح درخت کو کام میں لاتے ہیں
اور بار دگر نصب کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ قدیم کتب میں مرقوم ہے کہ
عود ہندوستان کے وسطی ممالک سے لایا جاتا ہے لیکن یہ تحریر سراسر
غلط ہے جو محض وہم و خیال سمجھی جاسکتی ہے۔

عود کی مختلف اقسام ہیں۔ بہترین قسم کو مندلی اور دوم کو جبلی یا ہندی
کہتے ہیں۔

عود کی خوشبو سے جوں پیدا نہیں ہوتی اور اسی لئے اس قسم کو بہترین
خیال کرتے ہیں۔ بعض اشخاص مندلی اور جبلی دونوں کو ہم پلہ سمجھتے ہیں۔

اس کے اور بھی مختلف انواع ہیں۔ بہترین نوع سمندوری کہلاتی ہے۔
اس کے بعد قماری۔

قماری کے بعد قاقلی و بری و قطعی و چینی یا قسموری کا کے بعد دیگرے
پایہ و مرتبہ ہے قسموری عود تر و شیریں ہوتا ہے۔

ان سے بھی کم مرتبہ عود کو جلالی، مایوساقی دلوانی وایطائی کہتے ہیں۔
تمام اقسام میں مندلی بہترین سمجھا جاتا ہے۔
سہندوری عود موٹا و پر وتر ہوتا ہے، اس میں نشان سفیدی مطلق نہیں ہوتے اور نیز آگ پر دیر تک قائم رہتی ہے۔
قماری میں جو عود کبود رنگ بلا سفیدی کے ہو اور فربہ و سیراب و دیرپا ہو، بہترین سمجھی جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیاہ عود اپنی تمام اقسام میں بہترین ہے۔ یہ پانی میں ڈالنے سے تہ میں بیٹھ جاتا ہے۔ سیاہ عود ریشہ دار نہیں ہوتا اور نیز یہ کہ آسانی سے کٹ جاتا ہے۔
جو قسم کہ پانی میں تیرتی ہے، اس کو بدترین خیال کرتے ہیں۔
کسی قدیم فرمانروا نے عود کا درخت گجرات میں نصب کیا لیکن اس زمانے میں چاؔن پانیر میں پیدا ہوتا ہے اور آچین و دھناسری سے بھی لایا جاتا ہے۔
جن شہروں کا قدیم کتابوں میں ذکر ہے وہاں آجکل عود کا نام ونشان بھی نہیں ہے۔
اس کو مختلف ترکیبوں سے ملاتے اور استعمال کرتے ہیں۔ اس کے کھانے سے طبیعت خوش ہوتی ہے۔ اکثر اشخاص اس کی دھونی سے مسرت حاصل کرتے ہیں۔ اور ایک گروہ بہترین عود کو رگڑ کر بدن اور لباس پر ملتا اور اس کی خوشبو سے محظوظ ہوتا ہے۔
چووہ عود کے چکیدے کو کہتے ہیں۔ اس کو خاص وعام سب استعمال کرتے ہیں۔
چووہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کو روئی یا چاول کی بھوسی میں ملا کر خوب کوٹتے ہیں، جب دونوں اجزا ایک ذات ہوجاتے ہیں تو ایک ایسی چھوٹی شیشی پر جس کا منھ اس قدر بڑا ہو کہ اُس میں اُنگلی چلی جائے، مٹی کو لیپتے اور خشک کرتے ہیں۔ مٹی کی مقدار اس قدر ہوتی ہے کہ ایک انگشت کی فربہی کے مطابق شیشی پر چڑھائی جاتی ہے۔
عود کے چھوٹے چھوٹے ریزے شیشی میں ڈالے جاتے ہیں۔ شیشی کو تمام وکمال نہیں بھرتے، بلکہ قدرے خالی رکھتے ہیں اور عود کو ایک ہفتے تک تر رکھتے ہیں۔

اس کے بعد مٹی کا ایک برتن جس کے درمیان میں سوراخ ہوتا ہے۔ سہ پایہ چولہے پر رکھتے ہیں اور شیشی کو الٹا کر کے برتن میں اس طرح لٹکاتے ہیں کہ شیشی کا منہ سوراخ کے باہر رہتا ہے۔

برتن کے نیچے ایک پیالہ پانی سے لبریز رکھ دیتے ہیں اس طرح کہ شیشی کا منہ پانی کی سطح پر رہے۔ مٹی کے برتن میں اُوپلے کی آگ دیتے ہیں۔ آنچ دھیمی ہوتی ہے۔ اگر شعلے نکلتے ہیں تو پانی سے بجھاتے جاتے ہیں۔ عود میں تراوش شروع ہوتی ہے اور چکیدہ قطرات پانی کی سطح پر جم جاتے ہیں۔

اس چکیدے کو پانی سے علیحدہ کر کے چند بار پانی و گلاب میں دھوتے ہیں جس کی وجہ سے چکیدے سے دود زدگی دور ہو جاتی ہے۔ جس قدر چکیدے کو زیادہ دھوتے ہیں اور جتنا بھی یہ پرانا ہوتا جاتا ہے، بہتر و خوشبودار ہوتا جاتا ہے۔

چکیدے کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ بعض تجربہ کار اشخاص اس کو ترکیب سے سفید کر لیتے ہیں۔

ایک سیر عود میں دو تولے سے پندرہ تولے تک چکیدہ نکلتا ہے۔

بعض حریص و طامع اشخاص خالص چکیدے میں صندل و بادام وغیرہ ملا کر اُس کو فروخت کرتے اور دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

صندل ۔ اس کو ہندی میں چندن کہتے ہیں۔ اس کا درخت چین میں پیدا ہوتا ہے۔ عہد مبارک اکبری میں یہ درخت چین سے لا کر ہندوستان میں نصب کیا گیا اور سر سبز ہوا۔

صندل تین طرح کا ہوتا ہے۔ سفید، زرد اور سرخ۔

ایک گروہ کا خیال ہے کہ سرخ رنگ سفید سے سرد تر ہوتا ہے۔ دوسرا گروہ اس کے خلاف رائے رکھتا ہے۔ اس جماعت کا خیال ہے کہ سفید سرخ سے اور سرخ زرد سے زیادہ سرد ہے۔

بہترین قسم زرد رنگ ہے، جو روغن دار بھی ہوتا ہے۔ اس کو مقاصری بھی کہتے ہیں۔ اس کو گھس کر بدن پر ملتے اور محظوظ ہوتے ہیں۔

صندل کو دوسرے طریقوں پر بھی استعمال کرتے ہیں۔

سلارس۔ اس کو عربی میں میعہ کہتے ہیں۔ سلارس ایک رومی درخت کا گوند ہے۔

گوند کو جوش دے کر صاف کرتے ہیں۔ صاف شدہ کو میعۂ سائلہ کہتے ہیں اور غیر صاف کو میعۂ یابسہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ بہترین قسم وہ ہے جو بلا کسی ترکیب خارجی کے خود بخود تنے سے بہے اور زرد ہو۔

کلنبک۔ ایک درخت کی لکڑی ہے جو زیر آباد سے لائی جاتی ہے۔ لکڑی بھاری اور ریشہ دار ہوتی ہے۔ بعض اشخاص کا خیال ہے کہ یہ خام عود ہے جو اپنے طریقے کے مطابق کام میں لایا جاتا ہے۔ یہ پیسنے سے سفید مائل بہ نیز گی ہو جاتی ہے۔ اس کو خوشبوئیات میں ملاتے اور اس سے تسبیح بھی بناتے ہیں۔

ملاگیر۔ یہ بھی کلنبک کی مانند ایک درخت ہوتا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ نہ یہ جوہر دار ہوتا ہے اور نہ کلنبک کی طرح وزنی ہے۔ یہ پیسنے سے سفید مائل بہ سرخی ہو جاتا ہے۔

لبان۔ خوشبو دار گوند ہے، جو جزیرۂ جاوا سے لایا جاتا ہے بعض اشخاص اس کو میعۂ یابسہ کہتے ہیں۔ لبان بھی مثل کافور کے آگ پر اڑ جاتا ہے۔

دوسری قسم لبان کی جس کو فارسی میں کندر رومی کہتے ہیں یمن میں پیدا ہوتا ہے اور اس میں خوشبو نہیں ہوتی۔

اظفار الطیب۔ اس کو ہندی میں نکھ اور فارسی میں ناخن بویہ کہتے ہیں۔ یہ ایک جانور کے دو تحت خانہ سے نکالا جاتا ہے جو صدف سے مشابہ ہے۔ جانور کے سنبل کھانے سے اس میں خوشبو پیدا ہوتی ہے۔

اظفار الطیب ہندوستان کے بڑے دریاؤں میں پیدا ہوتا ہے اور دریائے بصرہ و بحرین میں بھی پایا جاتا ہے۔ بحرین کے نکھ کو بہترین خیال کرتے ہیں۔

ان مقامات کے علاوہ بحر احمر میں بھی پیدا ہوتا ہے۔ بعض اشخاص قلزمی اظفار الطیب کو بہترین خیال کرتے ہیں۔

اس کو روغن زرد میں ملا کر گرم کرتے ہیں۔ بعض اشخاص بلا روغن ملائے ہوئے

پکاتے اور پیس کر خوشبوئیات میں ملاتے ہیں۔

سُکَندہ گوگلا۔ یہ ایک پودا ہے جو ہندوستان میں بکثرت پیدا ہوتا ہے اور خوشبوئیات میں کام میں لایا جاتا ہے۔

خوشبوئیات کا ذکر کرنے کے بعد پھولوں کی نیرنگی کا بھی مختصر حال ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

چنبیلی۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ راۓ چنبیلی۔ اس کے پھول میں پانچ یا چھ پنکھڑیاں ہوتی ہیں، جو بیرونی جانب سرخی مائل ہوتی ہیں چنبیلی برگ ریزہ، جو قسم اوّل سے چھوٹی ہوتی ہے اور جس کے بالائی سطح پر ایک سرخ خط نمودار ہوتا ہے۔ اس کا پودا ڈیڑھ یا دو گز کا ہوتا ہے۔ یہ درخت زمین پر پھیلا رہتا ہے اور پودے میں بیشمار شاخیں بڑی اور کشادہ نکلتی ہیں۔ درخت پہلے ہی سال پھولتا ہے۔

راۓ بیل۔ یہ درخت یاسمن سے مشابہ اور مختلف اقسام کا ہوتا ہے۔ اس میں ایک نیز ایک سے زائد تہ ہوتی ہیں۔ پانچ تہ کا پھول بکثرت پایا جاتا ہے۔ اس کی تہیں ایسی جداگانہ نمودار ہوتی ہیں کہ ہر تہ بجاۓ ایک پھول کے شمار کی جا سکتی ہے۔

اس کا پودا ایک گز تک بلند ہوتا ہے اور پتیاں برگ لیمو کی مانند، لیکن اُن سے کسی قدر چھوٹی اور نرم ہوتی ہیں۔

مونگرا۔ راۓ بیل سے مشابہ لیکن اُس سے بڑا ہوتا ہے۔ اس کی پنکھڑیاں سو سے زیادہ ہوتی ہیں

راۓ بیل سے کم خوشبودار ہوتا ہے لیکن اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے۔

چنپہ۔ مخروطی شکل کا پھول ہے، جو ایک انگشت دراز ہوتا ہے۔ پھول میں دس پنکھڑیاں یا اس سے زائد ہوتی ہیں۔ اس پھول میں مختلف تہیں اور ریزے پاۓ جاتے ہیں

اس کا درخت خوبصورت ہوتا ہے۔ پتیاں اور تنہ چار مغز سے مشابہ ہوتا ہے۔ سات سال کے بعد پھولتا ہے۔

کیتکی۔ اس کی وضع صنوبر کی سی ہوتی ہے۔ درخت تقریباً سوا گز لانبا ہوتا ہے۔ پھول میں بارہ یا اس سے زیادہ پنکھڑیاں ہوتی ہیں۔ اس کی خوشبو بھینی اور خوش آیند ہوتی ہے۔ اس کا درخت چھ یا سات سال میں پھولتا ہے۔

کیوڑہ۔ کیتکی کی مانند لیکن اس کا دُگنا ہوتا ہے۔ اس کے پتّے خار دار ہوتے ہیں۔ چونکہ اس کا درخت مختلف مقامات پر پیدا ہوتا اس لئے اس کا قد یکساں نہیں ہوتا۔ درمیان میں ایک چھوٹی سی شاخ ریشہ دار اور شہد کے رنگ کی نمودار ہوتی ہے۔ اس شاخ میں کچھ خوشبو ہوتی ہے۔

پھول میں خشک ہونے کے بعد بھی خوشبو رہتی ہے۔ پھول کو لباس میں رکھ کر کپڑے کو بساتے ہیں۔ اس کی خوشبو دیر پا ہوتی ہے۔ اس کے درخت کا تنہ چار گز یا اس سے کچھ زائد بلند ہوتا ہے۔ پتیاں جواری کی طرح' لیکن اس سے قدرے دراز ہوتی ہیں۔ پتیاں نکونی ہوتی ہیں اور ہر گوشہ خار دار ہوتا ہے۔ درخت چار سال میں پھولتا ہے۔ ہر سال درخت کی جڑمیں نئی مٹی ڈالتے ہیں۔

کیوڑے کا درخت دکن و گجرات و مالوہ اور بہار میں بکثرت پایا جاتا ہے۔

چانپہ۔ بڑے لالے کے پھول کی مانند ہوتا ہے۔ پھول میں اٹھارہ پنکھڑیاں ہوتی ہیں جن میں سے اوپر کی بالائی چھ پنکھڑیاں سبز' دوسری چھ میں کچھ سبزی مائل وکچھ سرخ اور بعض نیلی اور باقی چھ قطعاً سفید ہوتی ہیں۔

درمیان میں سدابہار کے پھول سے مشابہ ہوتا ہے جس میں دو سو ریشے زرد رنگ اور ایک تکمہ سرخ ہوتا ہے۔

شاخ سے توڑنے کے بعد پانچ یا چھ روز تر و تازہ رہتا ہے۔ خوشبو میں بنفشے سے ملتا جلتا ہے۔

پژمردہ ہونے کے بعد پکا کر کھایا جاتا ہے۔ اس کا درخت انار کے درخت کا سا ہوتا ہے اور پتیاں برگ لیمو سے مشابہت رکھتی ہیں۔ سات سال میں پھولتا ہے۔

تسبیح گلال۔ بےحد خوشبودار ہوتا ہے۔ اس کی پنکھڑیاں نرگس سے مشابہ ہوتی ہیں درخت دو گز لانبا ہوتا ہے اور چار سال کے بعد پھول دیتا ہے۔ اس سے

تسبیح بناتے ہیں۔ شاخ سے ٹوٹنے کے بعد بھی ایک ہفتہ شاداب رہتا ہے۔

بھولسری۔ اس کا پھول یاسمین سے چھوٹا ہوتا ہے اور پنکھڑیاں کنگرے دار ہوتی ہیں خشکی میں زیادہ خوشبو دیتا ہے۔ اس کا درخت چار مغز سے مشابہ اور دس سال میں پھولتا ہے۔

سنگار ہار۔ لونگ کی شکل کا نارنجی رنگ ہوتا ہے۔ درخت انار کی مانند اور پتیاں برگ شفتالو سے مشابہ ہوتی ہیں۔ پانچ سال میں پھول دیتا ہے۔

کوزہ۔ شکل و قطع میں گلاب سے مشابہ ہے لیکن پودہ گلاب سے بڑا ہوتا ہے۔ پتیاں برگ گلاب کی سی ہوتی ہیں۔ پھول پنج برگی و صد برگی ہوتا ہے۔ درمیان میں سنہرے تخم ریزے ہوتے ہیں۔ اس سے عبیر مایہ تیار اور عرق گلاب کشید کرتے ہیں۔

پادل۔ اس میں پانچ یا چھ بڑی پنکھڑیاں ہوتی ہیں۔ پانی میں ڈالا جاتا ہے جس سے پانی خوش مزہ و خوشبودار ہوتا ہے۔ اکثر اشخاص اس کو مٹی میں ملا کر محفوظ رکھتے ہیں اور جب پھول دستیاب نہیں ہوتا تو اُسے پانی میں ملاتے ہیں۔ اس کا درخت اور پتیاں چار مغز سے مشابہ ہوتی ہیں اور بارہ سال میں پھول دیتا ہے۔

جوہی۔ اس کی پنکھڑیاں ریزہ دار ہوتی ہیں۔ اس کی بیل درخت میں لپٹ جاتی ہے اور تین سال میں پھولتی ہے۔

نواڑی۔ رائے بیل کی طرح تہ بہ تہ پھولتا ہے۔ لیکن اس کی پتیاں رائے بیل سے بڑی ہوتی ہیں۔ یہ بیل اس قدر پھول دیتی ہے کہ تمام پتیاں اور شاخیں پھولوں سے ڈھنک جاتی ہیں اور ایک سال بعد پھولنے لگتی ہے۔

کیوڑ بیل۔ پھول پنج برگہ اور گل زعفران سے مشابہ ہوتا ہے۔ عہد مبارک میں یہ درخت فرنگ سے لاکر ہندوستان میں نصب کیا گیا ہے۔

گل زعفران۔ ماہ اردی بہشت کے اوائل میں تیار و نرم زمین میں تخم ریزی کرتے ہیں۔ تخم آب باراں سے پرورش پاتا ہے۔ اس کا تخم پیاز و لہسن کی گٹھی کی طرح ہوتا ہے۔ وسط آبان میں کلیاں نکلتی ہیں۔ پودا

یا گز بلند ہوتا ہے ۔ زمین کی حالت مختلف ہوتی ہے شاخ دو حصے زمین کے اندر چلی آتی ہے اور کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔

پھول ڈنٹھل پر نمودار ہوتا ہے جس میں چھ پتیاں اور چھ بزرگ ریشے ہوتے ہیں ۔

بیشتر تین پتیاں بیحد شاداب اور بنفشی رنگ کی نمودار ہوتی ہیں، جن کے بیچ میں تین پتیاں اور اسی رنگ کی ہوتی ہیں ۔ ان کے درمیان میں تین ریشے زرد نمودار ہوتے ہیں جن کے آغوش میں تین دوسرے ریشے سرخ رنگ کے موجود ہوتے ہیں ۔ انھیں آخرین ریشوں کو زعفران کہتے ہیں۔

اکثر اوقات زرد ریشے بھی سرخ ریشوں میں مکاری سے ملا دئے جاتے ہیں۔

قدیم زمانے میں دستور تھا کہ مزدوروں پر جبر کیا جاتا تھا اور اُن کو مجبور کر کے اُن سے پنکھڑیوں اور ریشوں سے زعفران علیحدہ کرائی جاتی تھی اور مزدوروں میں اس کو دو پل نمک دیا جاتا تھا۔

غازی خاں چک کے عہد سے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا کہ پھولوں کے گیارہ حصّے پاک کرنے والوں کے سپرد کئے جاتے تھے ۔ ایک حصّہ اُن کی مزدوری میں دے کر بقیہ دس حصّے اُن سے واپس لئے جاتے تھے اور اس طرح دو سیر اکبر شاہی خالص زعفران حاصل ہوتی تھی۔

خلاصہ یہ کہ اکبر شاہی دو من پھولوں سے دو سیر خالص زعفران حاصل ہوتی ہے ۔

جہاں پناہ جب بار سوم کشمیر تشریف لے گئے تو قبلۂ عالم نے ازراہ مرحمت شاہانہ اس قاعدے کو منسوخ فرمایا اور نئے قوانین جاری فرمائے جن سے بیحد آسانیاں پیدا ہو گئیں۔

تخم کو ایک بار زمین میں بونے سے چھ سال تک پھول دیتا ہے بشرطیکہ زمین کی آبپاشی ہر سال ہوتی رہے پہلے دو سال خال خال پھول آتے ہیں لیکن تیسرے سال سے درخت بخوبی پھولنے لگتا ہے ۔

چھ سال گزرنے کے بعد اگر گٹھی کو زمین سے نہ نکالیں تو سڑ جاتی ہے لہٰذا مجبوراً ایک جگہ سے نکال کر دوسری جگہ کاشتکاری کرتے ہیں اور اُس زمین کو

پانچ سال غیر مزروعہ چھوڑ دیتے ہیں۔
زعفران کی کھیتی سب سے زیادہ موضع پانپور میں جو مار دراج (مقامات مذکورہ کشمیر کے پائے تخت سری نگر کے جنوب میں واقع ہیں) کے توابعات میں ہے، کی جاتی ہے تخمیناً دس کوس تک برابر زعفران زار نظر آتا ہے۔
اس کے علاوہ اس کی کاشت پرگنہ پرس پور، نواح اندر اکال، توابع کمراج میں بھی قدرے ہوتی ہے چنانچہ پرس پور میں ایک کوس کے اندر اس کی کشتکاری ہوتی ہے۔
آفتابی۔ یہ پھول گول وکشادہ و پُر برگ ہوتا ہے۔ اس کا رخ ہمیشہ آفتاب کی سمت ہوتا ہے۔ اس کا پودا تین گز تک بلند ہوتا ہے۔
کنول۔ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک قسم وہ جو آفتاب کے روشن ہونے کے بعد پھولتا ہے اور آفتاب جس جانب حرکت کرتا ہے پھول کا رخ بھی وہی سمت اختیار کرتا ہے اور غروب آفتاب کے بعد بند ہو کر کلی ہو جاتا ہے۔
یہ قسم گل شقائق سے مشابہ ہے لیکن اس کی سرخی بہت ہلکی مائل بہ سفیدی ہوتی ہے اور اس کی پتیاں چھ سے کم نہیں ہوتیں۔ پھول کے اندر زرد ریشے ہوتے ہیں اور ریشوں کے بیچ میں ایک نموئے فاسد نمودار ہوتی ہے جس کی شکل مخروطی ہوتی ہے اور اُس کا قاعدہ اوپر کی جانب ہوتا ہے۔ اسی شے میں اُس کا میوہ ہے جس میں تخم پیدا ہوتے ہیں۔
کنول کی دوسری قسم کا پھول چہار برگی ہوتا ہے جو چاندنی رات میں کھلتا ہے اور اُسی طرح چاند کے دورے کے مطابق سمت بدلتا رہتا ہے لیکن قسم اوّل کے خلاف کھل کر پھر بند نہیں ہوتا۔
جعفری۔ یہ پھول گول خوشنما ہوتا ہے اور صد برگ سے زیادہ بالیدہ ہوتا ہے۔ پھول پنج برگی و صد برگی ہوتے ہیں۔ صد برگ دو ماہ تک تر و تازہ رہتا ہے۔ اس کا درخت انسانی قامت کے برابر ہوتا ہے اور اُس کی پتیاں برگ بید سے مشابہ لیکن دندانہ دار ہوتی ہیں۔ درخت دو ماہ کے بعد پھولتا ہے۔

گڑھل۔ گل لالہ کی طرح خوشنما و پُر برگ ہوتا ہے۔ اس کا پودا دو گز یا اس سے زائد بلند ہوتا ہے۔ پتّیاں برگ توت سے مشابہ ہوتی ہیں، اور دو برس میں پھولتا ہے۔

رتن منجنی۔ پھول چہار برگی اور گل یاسمن سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کا درخت اور اس کی پتّیاں رائے بیل سے مشابہ ہیں۔ دو سال میں پھولتا ہے۔

کیسو۔ پھول پنج برگی ہوتا ہے اور ہر پنکھڑی شیر کے ناخن کے مثل ہوتی ہے۔ پھول کے بیچ میں زرد و ریشہ دار تولیدی شاخچہ ہوتا ہے جس کی شکل زبان کی سی ہوتی ہے۔ اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے اور اس قدر پھولتا ہے کہ تمام عالم کو اپنی آتش انگیز روشنی سے منوّر کر دیتا ہے۔

کینر۔ بہت دنوں تک شگفتہ رہتا ہے۔ پھول خوش منظر اور دو قسم کا ہوتا ہے ایک سرخ اور دوسرا سفید لیکن زہر آلود ہوتا ہے جو شخص اس پھول کو اپنے سر پر رکھتا ہے جنگ و جدال میں مبتلا رہتا ہے۔ پھول زیادہ تر پنج برگی ہوتا ہے۔ شاخیں پھولوں سے لدی رہتی ہیں۔ درخت دو گز اونچا ہوتا ہے اور ایک سال میں پھولتا ہے۔

کدم۔ شاہی ٹوپی کی شکل کا ہوتا ہے۔ درخت اور پتّیاں چار مغز کے پودے اور برگ سے مشابہ ہوتی ہیں۔

ناگ کیسر۔ گل سرخ کی طرح پنج برگی اور نازک تولیدی ریشوں اور ذروں سے معمور ہوتا ہے۔ درخت اور پتّیاں چار مغز کی مانند ہوتی ہیں۔ درخت سات سال میں پھولتا ہے۔

سرپن۔ اس کا پھول گل کنجد (سیسم کا پھول) کی مانند ہوتا ہے، جس کے درمیان میں زرد تولیدی ریشے ہوتے ہیں۔ اس کا پودا حنا سے اور پتّیاں برگ بید سے مشابہ ہوتی ہیں۔

سری کھنڈی چنبیلی کی مانند لیکن اُس سے چھوٹا ہوتا ہے۔ درخت دو سال میں پھولتا ہے۔

حنا۔ پھول چہار برگی گل نافرمان کی شکل کا ہوتا ہے۔ ہر پودے میں

رنگ بہ رنگ کے پھول کھلتے ہیں۔

دوپہریا۔ گول مگر چھوٹا ہوتا ہے۔ ہمیشہ پھلتا ہے۔ نیمروز میں کھلتا ہے۔ اس کا پودا دو گز بلند رہتا ہے۔

بھون چنپا۔ نیلوفر سے مشابہ پنج برگی ہوتا ہے۔ اس کا پودا ایک بالشت بلند ہوتا ہے۔ یہ اکثر اُن مقامات پر اُگتا ہے جو زیادہ تر تہ آب رہتے ہیں کبھی کبھی ایک پودا سطح آب کے اوپر نمودار ہوتا ہے۔

سدرسن۔ رائے بیل کی مانند ہوتا ہے پھول کے اندر زرد ریشے ہوتے ہیں۔ اس کا پودا سوسن کے درخت کا سا ہوتا ہے۔

سینبل۔ پنج برگی۔ ہر برگ کی درازی دس اور چوڑائی تین انگشت ہوتی ہے

رتن مالا۔ یہ گول اور چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کے عرق کو پکا کر گندھک کے تیزاب میں ملاتے ہیں۔ رنگ پائدار اور سرخ ہو جاتا ہے۔ اس میں کپڑے رنگتے اور پہنتے ہیں۔ پھول اور جڑ کو روغن گاؤ و روغن کنجد میں اس کو جوش دے کر ارغوانی رنگ تیّار کرتے ہیں۔

سوسن زرد۔ یاسمین کا سا ہوتا ہے، لیکن کسی قدر دراز اس میں پانچ یا چھ پتّیاں ہوتی ہیں۔ درخت چنبیلی سے مشابہ ہوتا ہے اور دو سال میں کھولتا ہے۔

مالتی۔ چنبیلی سے مشابہ لیکن اُس سے چھوٹا ہوتا ہے پھول کے اندر دانۂ خشخاش کی مانند ذرّے ہوتے ہیں۔ دو سال یا اس سے کم و بیش میں پھولتا ہے۔

کریل۔ سہ برگی مگر چھوٹا ہوتا ہے۔ کثرت سے پھولتا اور آنکھوں کو تازگی بخشتا ہے۔ اس کو جوش دے کر پیتے اور اس کا اچار بھی ڈالتے ہیں۔

جبیت۔ اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے اور پتّیاں برگ تمر ہندی سے مشابہ ہوتی ہیں۔

چنپلہ۔ یہ پھول گلدستے کی مانند ہوتا ہے۔ اس کی پتّیاں برگ چارمغز سے مشابہ ہوتی ہیں۔ درخت کی چھال کو پانی میں جوش دینے سے پانی کا رنگ

سرخ ہو جاتا ہے۔ درخت زیادہ تر کوہسار میں پایا جاتا ہے اور اس کی لکڑی شمع کی طرح جلتی ہے۔ درخت دو سال میں پھولتا ہے۔

لاہی۔ اس کا پودا ڈیڑھ گز بلند ہوتا ہے۔ پھولنے سے قبل اس کی شاخوں کو پیس کر برادے کی روٹیاں پکاتے ہیں۔ اونٹ اُن کو کھا کر فربہ و مست ہو جاتے ہیں۔

کرونده۔ جوہی کی مانند ہوتا ہے۔

دھنتر۔ مانند نیلوفر بیحد خوشنما ہوتا ہے۔ یہ درخت بیلدار ہوتا ہے۔

سرس۔ ریشمی نخ کی طرح ریشہ دار اور شاہی ٹوپی سے مشابہ ہوتا ہے۔ پھول بہت دور سے مہکتا ہے۔ اہل ہند اگرچہ پیپل اور بڑ کی پرستش کرتے ہیں لیکن سرس کو بادشاہِ درختاں خیال کرتے ہیں۔

درخت بہت بڑا اور عمارات کے کام میں آتا ہے۔ اس کے تنے کے اندر سے ایک قسم کی سیاہ لکڑی نکلتی ہے جس پر تیشہ کارگر نہیں ہوتا۔

کنگلائی۔ پنج برگہ ہوتا ہے۔ ہر پتی چہار انگشت دراز ہوتی ہے۔ پھول بیحد خوبصورت ہوتا ہے اور ہر شاخ پر صرف ایک ہی کھلتا ہے۔

سن۔ گلدستہ دار کھلتا ہے۔ درخت کی پتیاں برگ خیار سے مشابہ ہوتی ہیں۔ درخت کی چھال سے رسیاں بٹتے ہیں جو بیحد مضبوط ہوتی ہیں۔

ایک قسم گل پنبہ کی مانند ہوتی ہے جس کو پٹ سن کہتے ہیں۔ اس کی رسیاں بیحد نرم ہوتی ہیں۔

ملک ہندوستان کے پھولوں کا مفصل حال بیان کرنا مجھ ایسے ناواقف شخص سے محال ہے۔ ناظرین کی آگاہی کے لئے چند کی مختصر کیفیت معرض تحریر میں لائی گئی۔

(ہندوستانی پھولوں کے علاوہ ایرانی و تورانی پھول یعنی گل سرخ، نرگس، بنفشہ، یاسمین کبود، سوسن، ریحان، رعنا، زیبا، شقائق، تاج خروس، قلغہ، نافرمان، خطمی وغیرہ بکثرت ہوتے ہیں۔ جابجا باغ اور چمن کثرت سے موجود ہیں جن سے آنکھوں کو تراوت و تازگی پہنچتی ہے۔

بیشتر ہر باغ میں پھولوں کے نصب کرنے میں ایک بے ترتیبی سی تھی،

جب حضرت فردوس مکاں بابر بادشاہ نے اس مُلک کو عزّت بخشی تو خیاباں بندی اور طرح ادائی نمودار ہوئی اور دلکشا عمارتیں تعمیر کرائی گئیں اور سامعہ افروز آبشاریں تیّار ہوئیں جن کو دیکھ کر اہل عالم حیرت زدہ ہو گئے۔

ملک ہندوستان کے وہ گل و میوہ اور وہ شگوفہ و برگ بیخ وغیرہ جو بطور غذا و دوا استعمال کئے جاتے ہیں حد شمار سے باہر ہیں۔

اہل ہند کی کتابوں میں بیشمار اقسام و نام مذکور ہیں۔ حکمائے ہند کا مقولہ ہے کہ اگر ہر درخت کی ایک ایک پتّی توڑ کر جمع کی جائے تو ان پتیوں سے اٹھارہ بار (باہم ہو جائینگے۔)

پانچ سرخ کا ایک ماشہ ہوتا ہے اور سولہ ماشے کا ایک کرگ اور چہار کرگ کا ایک پل اور سو پل کا ایک تُلا اور بیس تلا کا ایک بار ہوتا ہے۔

رائج الوقت وزن کے اعتبار سے اٹھارہ بار چھیانوے من کے برابر سمجھے جا سکتے ہیں۔

اہل ہند یہ بھی کہتے ہیں کہ درخت کی زندگی دو گھڑی سے کم اور دس ہزار سال سے زیادہ نہیں ہوتی اور کوئی درخت ایک ہزار جوجن سے زیادہ بلند نہیں ہوتا۔

حکمائے ہند کا مقولہ ہے کہ درخت اپنی حیات دُنیاوی کو پورا کر کے مندرجہ ذیل دس اشیا میں سے کسی ایک سے واصل ہو جاتا ہے:۔

(۱) آتش (۲) آب (۳) ہوا (۴) خاک (۵) نبات (۶) جانوراں۔ (۷) دو ماسہ (۸) سہ ماسہ (۹) چہار ماسہ (۱۰) پنج ماسہ۔

آئین (۳۲)

کرکراق خانہ و توشک خانہ

(جہاں پناہ کی توجہ سے طرح طرح کی صنعت نے رواج پایا، اور ایرانی و فرنگی و خطائی صنائع و سامان بہ کثرت میسّر آنے لگا۔
ہر مُلک سے کارپرداز اُستاد اور بہتیل ہنرمند ہندوستان میں وارد ہوئے۔ اور اہلِ ہند جوق جوق اُن کے گرد جمع ہو کر مختلف صنعتیں سیکھنے لگے۔
دارالحکومت و لاہور، آگرہ، فتح پور، احمد آباد اور گجرات میں عجیب و غریب صنّاعیاں نمودار ہوئیں اور انواع و اقسام کے نقش و نگار عجائب روزگار بیل بوٹے کاڑھے اور بنائے گئے جن کو دیکھ کر جہاں نوردسیاح بھی عالمِ حیرت میں مبتلا ہو گئے۔
شہریار دانش آگاہ نے قلیل زمانے میں اس صیغے کے تمام علمی و عملی مدارج سے آگاہی حاصل کر لی اور قبلۂ عالم کی قدردانی سے نادر روزگار اُستاد قلیل عرصے میں اس مُلک میں پیدا ہو گئے
جہاں پناہ کی قدر افزائی سے ہر طرح کی نقش بافی اور ابریشم طرازی انتہائے کمال کو پہنچ گئی اور جس قدر صنعتیں تمام عالم میں پائی جاتی ہیں، تمام و کمال کارخانہ ہائے شاہی میں جمع ہو گئیں۔)

تمام اہلِ عالم کو زیب وزینت کا جدید وانتہائی شوق دامنگیر ہوا اور جشن نشاط کی آرائش میں دوچند اضافہ ہوا۔

خرید کردہ وتیار شدہ ونیز پیشکش، تمام اقسام کے سامان نہایت احتیاط وضابطہ پر محافظین کے سپرد کردئے جاتے ہیں۔

جو سامان کہ دیکھنے یا تراشنے یا سینے یا پہننے یا عطا کرنے کے لئے پیش والا میں لایا جاتا ہے، اُس کو اسی ترتیب سے نکال لیتے ہیں جس طرح کہ وہ رکھا گیا تھا۔

فراہم شدہ مال کی قیمت کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور قیمت کی کمی وزیادتی کے اعتبار سے کپڑوں کے مدارج اور اُس کی ترتیب مقرر کی جاتی ہے اور گذشتہ اور موجودہ زمانے کی قیمتوں کا مقابلہ کرنے سے مال کی زیادتی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

قلیل عرصے میں مرتبہ شناسی کی گرم بازاری ہوئی اور کثرت مال کی وجہ سے قیمت اس درجہ گر گئی کہ غیاث نقشبند کا تیار کیا ہوا مال جو اس سے پیشتر سوا اشرفیوں سے بھی زائد پر خرید اجاتا تھا، اُس کی قیمت اب پچاس اشرفی ہو گئی ہے۔

بیشمار اشیا میں تیس اور دس یا چالیس اور دس کا فرق آگیا

جہاں پناہ کی بلند ہمتی سے ہر طبقے نے اپنے رسوم کے مطابق مختلف پوشاک اختیار کیں اور اُن پر گرفت نہ ہوئی اور نہ باز پرس کی گئی۔

تیار شدہ اشیا کی تفصیل اور اُن کے حالات کا بیان بیحد طولانی ہے۔ مولف ایسی تفصیل کو قلم انداز کر کے صرف ان لباسوں کا ذکر کرتا ہے جن کو قبلۂ عالم خود زیب تن فرماتے ہیں۔

تکوچیہ۔ ایک ستینے کا سادہ لباس ہے جو ہندی لوز کے موافق تیار کیا گیا ہے۔ قدیم زمانے میں یہ جامہ چاک دامن اور چپ بند تھا قبلۂ عالم نے اس کپڑے کا دامن گول کیا اور جانب راست بند لگایا۔ سات گز مکسر اور آٹھ گرہ کپڑے میں تیار ہوتا ہے جس میں پانچ گرہ میں بند تیار ہوتے ہیں۔

سادہ سلائی کی اجرت ایک روپے سے تین روپے تک مقرر ہے۔

جس جامے میں طرح طرح کے نقش و نگار بنائے جاتے ہیں، اُس کی اُجرت ایک روپے سے پونے پانچ روپے تک ادا کی جاتی ہے۔ اور اس میں ایک مثقال ابریشم خرچ ہوتا ہے۔

پیشواز۔ یہ جامہ بھی تکوچیہ کا سا ہوتا ہے لیکن اس میں بند سامنے ٹانکے جاتے ہیں۔ بعض اشخاص بے بند کی پیشواز بھی تیار کراتے ہیں۔

دوتاہی۔ یہ جامہ چھ گز چار گرہ ابرے اور چھ گز استر میں تیار ہوتا ہے۔ چار گرہ بند اور نو گرہ گوٹ میں صرف ہوتا ہے۔ اس کی مزدوری تین روپے سے ایک روپے تک ہے اور ایک مثقال ابریشم خرچ ہوتا ہے۔

شاہ آجیدہ۔ ایک گرہ میں ساٹھ دھاریاں بناتے ہیں جن کو شصت خط بھی کہتے ہیں۔ اکثر اوقات یہ جامہ دُہرے استر کا ہوتا ہے۔ بعض اشخاص اس میں روئی بھی۔ ایک گز مکسّر کام کی اجرت دو روپے مقرر ہے۔

سوزنی۔ پاؤ سیر روئی اور دو دام ریشم خرچ ہوتا ہے۔ بخیہ دوز کی اُجرت آٹھ روپے اور آجید کار کی چار روپے۔

قلمچی۔ ڈیڑھ پاؤ روئی اور ایک دام ابریشم صرف ہوتا ہے۔ اجرت دو روپے مقرر ہے۔

قبا۔ مروّجہ محاورے میں روئی دار لباس کو کہتے ہیں۔ اس میں ایک سیر صاف روئی اور دو مثقال ابریشم خرچ ہوتا ہے۔ مزدوری ایک سے چار روپے تک ادا کی جاتی ہے۔

گدر۔ یہ جامہ قبا سے بڑا اور چوڑا اور اُس میں رُوئی بھی زیادہ بھری جاتی ہے۔ گدر ہندوستان میں پوستین کا کام دیتا ہے۔ اس میں سات گز کپڑا ابرے میں، چھ گز استر میں، چار گرہ بندیں اور نو گرہ گوٹ میں صرف ہوتا ہے۔ ڈھائی سیر روئی بھری جاتی ہے اور تین مثقال ابریشم خرچ ہوتا ہے۔ سلائی ڈیڑھ روپے سے آٹھ روپے تک ادا کی جاتی ہے۔

فرجی۔ سامنے سے کھلا ہوا ہوتا ہے اور اس میں بند نہیں ٹانکے جاتے۔ لیکن بعض اشخاص اس میں تکمہ لگاتے ہیں۔ اکثر اوقات اس کو کسی دوسرے

کپڑے کے اوپر پہنتے ہیں۔ ابرے میں پانچ گز بارہ گرہ، استر میں پانچ گز پانچ گرہ، گوٹ میں چودہ گرہ کپڑا صرف ہوتا ہے۔ ایک سیر روئی اور ایک مثقال ابریشم صرف ہوتا ہے۔ مزدوری ایک روپے سے چار روپے تک ادا کی جاتی ہے۔

فرگل۔ فرجی یا پنجی سے مشابہ لیکن اُس سے بہتر و خوبصورت ہوتا ہے۔ اہل فرنگ کی ایجاد ہے۔ لیکن اس زمانے میں خاص و عام سب پہنتے ہیں۔ فرگل طرح طرح کے تیار کئے جاتے ہیں۔

ابرے میں نو گز ساڑھے چھ گرہ۔ استر میں نو گز ساڑھے چھ گرہ کپڑا خرچ ہوتا ہے چھ مثقال ابریشم اور ایک سیر روئی خرچ ہوتی ہے۔ یک تہی اور دو تہی ہر دو قسم کے فرگل تیار کر لیتے ہیں۔ اجرت پانچ روپے مقرر ہے۔

چکمن۔ بانات و صوف اور موم جامے سے بنایا جاتا ہے قبلۂ عالم نے ایک خاص قسم کا موم جامہ ایجاد فرمایا ہے جو بیحد سبک اور خوشنما ہے اور بارش میں پانی اُس سے نہیں چھنتا۔

یہ لباس چھ گز کپڑے میں تیار ہوتا ہے اور پانچ گرہ کپڑا بند میں صرف ہوتا ہے۔ دو مثقال ابریشم بھی کام میں آتا ہے۔ باناتی چکمن کی اجرت دو روپے، صوفی کی ڈیڑھ روپیہ اور موم جامے کی آٹھ آنے مقرر ہے۔

شلوار۔ مختلف اقسام کے کپڑوں سے سی جاتی ہے۔ یہ ایک تہی بھی ہوتی ہے اور دو تہی بھی۔ بخیہ دار بھی ہوتی ہے اور سادہ بھی۔ نیفے میں چھ گرہ، استر میں تین گز پانچ گرہ کپڑا صرف ہوتا ہے۔ ½ مثقال ابریشم اور آدھ سیر روئی صرف ہوتی ہے۔ اس کی سلائی چار آنے سے آٹھ آنے تک مقرر ہے۔

مذکورۂ بالا لباس میں ہر جامہ مختلف اقسام کا ہوتا ہے۔

رومال و دستار، تہمد و دوپٹہ وغیرہ کا بیان حد امکان سے خارج ہے۔

گرانمایہ خلعت، جو قبلۂ عالم ایّام جشن میں زیب تن فرماتے ہیں اور جس کے عطیے سے ارکین و اعیان دولت کو سرفرازی حاصل ہوتی ہے اس قدر مختلف اقسام کی تیار کی جاتی ہیں کہ اُن کی تفصیل معرض تحریر میں نہیں آسکتی۔

اس قدر مختلف اقسام کے تیار کئے جاتے ہیں کہ ان کی تفصیل معرض تحریر میں نہیں آسکتی۔

فصل کے خاص لباس ہزار کی تعداد میں تیار ہوتے ہیں اور بارہ بقچے میں ایک سو بیس کپڑے حفاظت سے رکھے جاتے ہیں۔

جہاں پناہ پشمینے کو بیحد عزیز رکھتے اور اس کا استعمال زیادہ فرماتے ہیں۔ خاصکر شال کی تیاری میں پشمینہ بکثرت صرف ہوتا ہے۔

قبلۂ عالم کے اقبال جہاں کشائی کا حیرت انگیز کرشمہ یہ ہے کہ خاصے کا لباس ہر دراز و کوتاہ شخص کے جسم پر ٹھیک اور موزون ہوتا ہے جس کو دیکھ کر کہ وہ حیرت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

جہاں پناہ نے ہر لباس کو ایک ایک جدید نام سے موسوم کیا ہے یہ ایجاد سامعے کو فروغ دانش سے مستفید کرتی ہے۔

سَرْبْ گاتی	جس سے تمام بدن چھپ سکے یعنی جامہ
یار پیراہن	ازار
تن زیب	نیم تنہ
پٹ گت	رومال، پگڑی، لنگی وغیرہ
چِتْر گت	برقع
سیس سوبھا	ٹوپی و کلاہ
کیس گھن	موباف
گت زیب	پٹکہ
پرم نرم	شال
پرم گرم	پشمینے کی فرد
گیوز نوز	کپور دھور جو تبت میں بنی جاتی اور بیحد عمدہ ہوتی ہے۔
چرن دھرن	پائے افزار

اسی طرح بیشتر اشیا کو خوبترین و عمدہ ناموں سے موسوم کر کے شہرت دی۔

آئین (۳۳)
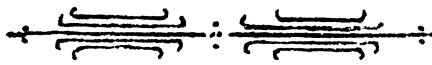
شال

بادشاہ عالم پناہ نے اپنی کارآگہی سے شال میں ترمیم کرکے اُس کی چار قسمیں قرار دی ہیں۔

تحوس۔ اسی نام کے ایک جانور کے بالوں سے تیار کی جاتی ہے۔ اس کے اصلی رنگ سیاہ و سفید و سرخ سے ہیں لیکن سیاہ رنگ بکثرت پایا جاتا ہے۔

بعض شال قطعی سفید ہوتے ہیں۔ یہ قسم سبکی و گرمی و نرمی ہر صفت میں بےنظیر ہے۔ اہل زمانہ محض نمائش کی وجہ سے اس میں تغیر پسند نہیں کرتے تھے اور عام طور پر سفید ہی استعمال کرتے تھے۔ قبلۂ عالم نے اس کو مختلف الوان سے آراستہ و تیار کرایا لیکن حیرت یہ ہے کہ یہ شال سرخ رنگ قبول نہیں کرتا۔

سفید ایچہ جس کو طرحدار بھی کہتے ہیں۔ اس کے اون کا رنگ سفید یا سیاہ ہوتا ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ قطعاً سفید، قطعاً سیاہ اور سیاہ و سفید آمیختہ (دھاری دار)۔

قدیم زمانے میں سفید رنگ کے شال صرف تین یا چار رنگ میں رنگے جاتے تھے۔ قبلۂ عالم نے اس کو بیشمار رنگوں میں رنگوایا اور طرح طرح کے نمونے

تیار ہوئے۔
جہاں پناہ نے علاوہ سادے شال کے کامدار شالیں بھی تیار فرمائے اور اب زردوزی، کلابتونی، کشیدہ، قلغہ، باندھنوں، چھینٹ و ایچہ و پرزہ دار، تمام اقسام حضرت شاہ کی جدت پسند طبیعت کے نتائج ہیں۔
قبلۂ عالم نے چھوٹی چادروں کو اس قدر بڑھایا کہ جامہ رس ہوگئیں۔ چادروں کے مراتب روز و ماہ و سال و قیمت و رنگ و وزن کے اعتبار سے قرار پائے اور اس کام کے لئے ایک محکمہ قائم کیا گیا جس کو رائج الوقت محاورے میں مَشَل کہتے ہیں۔
عمال سررشتہ اس امر کا لحاظ کرکے ہر چادر کی نوعیت ایک کاغذ کے پرچے پر لکھ کر شال میں ٹانک دیتے ہیں۔ اور چادریں بیش قیمت و عمدہ بھی ہوتی ہیں۔ اگر ایک ہی جنس کی چادریں قرار دیں، ماہ الٰہی میں آرمزد کے روز توشے خانے میں داخل کی جاتی ہیں تو یہ چادریں اُن تمام شالوں سے ہوتی ہیں وہی اعلیٰ خیال کی جاتی ہیں جو ارمزد کے علاوہ دیگر ایام میں داخل ہوتی ہیں۔ دوسری چادریں اگر قیمت میں یکساں برابر ہوتی ہیں تو برتری و کم پایگی کا لحاظ یوم داخلہ کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ اور اگر داخلے کا روز بھی ایک ہی ہوتا ہے تو جو چادر سبک تر ہوتی ہے وہ اعلیٰ شمار کی جاتی ہے۔ لیکن اگر اس صفت میں بھی مساوی ہوئیں تو رنگ کے لحاظ سے بہتر و کمتر خیال کی جاتی ہیں۔
الوان کے اعتبار سے اعلیٰ و ادنیٰ شمار کرنے کی ترتیب حسب ذیل ہے۔
طوسی، سفید ایچہ، لعل، زرین، نارنجی، ترنجی، قرمزی۔ کاہی، گل پنبہ، صندلی، بادامی، ارغوانی، عنابی، طوطلی، عسلی، سوسنی، منجنی، گل کاسنی، سیبکی، علفی، پستئی، پرگل، گل خارئ برن، بھوج پتر۔ گلابی، آسمانی، قلغی، آبی، زیتونی، جگری، زمردی، چلتی، بنفشئی، چھپری، انبوہی، مشکین، فاختئی، ایک روز کے قواعد پر تمام سال آئین و دستور کو قیاس کرنا چاہیئے۔
قدیم زمانے میں شال گاہ گاہ کشمیر سے لائی جاتی تھی اور اس کے شائق

ایک ہی چادر کی چار تہ کر کے اوڑھتے تھے۔
اس زمانے میں ہر خاص و عام بے تہ کی چادروں سے کاندھوں کو زیب و زینت دیتا ہے۔
قبلۂ عالم نے چادر کو دو تہ کر کے اوڑھنا شروع کیا جو دیکھنے میں بیحد خوش منظر و زینت افروز ہے۔
(جہاں پناہ کی توجّہ سے کشمیر میں شال بافی کی صنعت میں بے انتہا ترقی ہوئی اور لاہور میں ہزار سے زیادہ کارخانے کھل گئے۔)
شال کے علاوہ لاہور میں ایک دوسرے قسم کی اونی ریشمی چادر بھی تیار کی جاتی ہے جس کو مایاں کہتے ہیں۔ مایاں کے علاوہ پٹکے و دستار وغیرہ بھی ریشم و اون کے تیار کئے جاتے ہیں۔
مزید آگاہی کے لئے اس کارخانے کی ایک مختصر جدول پیش کی جاتی ہے۔

جدول زری

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
مخمل زربفت یزدی	طلائی، پندرہ مہر سے ایک سو پانچ مہر تک	ما عہ تا السماصہ
〃 فرنگی	دس مُہر سے ستّر مُہر تک	لعہ تا سماسہ
〃 گجراتی	دس مُہر سے پچاس مُہر تک	لعہ تا اسمکصہ
〃 کاشی	دس مُہر سے چالیس مُہر تک	لعہ تا سماسہ
〃 ہروی	....	....
〃 لاہوری	دس مُہر سے چالیس مُہر تک	لعہ تا سماسہ
زربفت برسر	تین مہر سے ستّر مُہر تک	ہوعہ تا سماسہ
〃 مُطبّق	دو مُہر سے ستّر مُہر تک	عہ تا سماسہ
〃 میلک	تین مُہر سے ستّر مہر تک	عہ تا سماسہ

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
زربفت گجراتی	چھ مُہر سے ساٹھ مُہر تک	للعہ تا صماللعہ
اطلس گجراتی	ایک مُہر سے تینتیس مُہر تک	لعہ تا سماللعہ
دارائی باف	دو مُہر سے پچاس مُہر تک۔	ہہ تا اہمکعہ
مقیش	ایک مُہر سے بیس مُہر تک	لعہ تا مالعہ
شروانی	چھ مُہر سے سترہ مُہر تک	للعہ تا مامعہ
مشجّر فرنگی	فی گز ایک مُہر سے چار مُہر تک	لعہ تا یعہ
دیبائے یزدی	ایک مُہر سے ڈیڑھ مُہر تک	لعہ تا معہ
دیبائے فرنگی	ایک مُہر سے چار مُہر تک	لعہ تا یعہ
خارا	پانچ روپے سے دو مُہر تک	صہ تا ہعہ
اطلس ختائی[1]	....	....
نوار ختائی[2]	....	....
خز[3]	....	....
تفضیلہ (مکّہ معظّمہ سے آتا ہے)	پندرہ روپے سے بیس روپے تک	معہ تا عمعہ
کوتہ ور گجراتی	ایک مُہر سے بیس مُہر تک	لعہ تا مالعہ
مندیل	ایک مُہر سے چودہ مُہر تک	لعہ تا ماعیعہ
چیرہ	نصف مُہر سے آٹھ مُہر تک	للعہ تا عیعہ
دوپٹہ	چھ روپے سے آٹھ روپے تک	لے ر تا صعہ ر
فوطہ	نصف مُہر سے بارہ مُہر تک	للعہ تا ماعہ
پلنگ پوش	ایک مُہر سے بیس مُہر تک	لعہ تا مالعہ

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
سہ رنگ	ایک مُہر سے تین مُہر تک	لعہ تا سو عہ
قطنی	ڈیڑھ روپے سے دو مُہر تک	عصر ۸ر تا سہ عہ
کتان فرنگی	نصف روپے سے ایک روپے تک	۸ر تا عصر
تافتہ	چار دام سے دو روپے تک	۴ر تا عصہ
اَنبَرِی	فی گز ایک آنہ آٹھ پائی سے نصف روپے تک	۱ر ۸سر تا ۸ر
دارائی	فی گز تین آنے دو پائی سے دو روپے تک	۳ر ۲سر تا عہ
سِتّی پُوری	چھ روپے سے دو مُہر تک	ے تا سہ عہ
قبا بند	چھ روپے سے دو مُہر تک	ے تا سہ عہ
ٹاٹ بَنْد	دو روپے سے ڈیڑھ مُہر تک	عہ تا سہ عہ
لاہ	فی گز دو آنے تین پائی ایک دمڑی سے پانچ آنے ۴ پائی تک۔	۲ر ۳ پائی تا ۵ر ۴ پائی
مصری	نصف مُہر سے ایک مُہر تک	لعہ ۸ تا لعہ
سار	فی گز دسواں حصّہ روپے سے پانچویں حصّے روپے تک۔	۱ر ۷ پائی ب تا ۳ر ۲ پائی ب
تَسَر	از روئے تعداد تیسرے حصّے روپے سے دو روپے تک	۵ر ۴ پائی تا عہ ۵ر ۴ پائی
اطلس سادہ کرتہ دار	فی گز آٹھ آنے سے ایک روپے تک	۸ر تا عصر
آلچہ	فی گز پانچویں حصّے روپے سے دو روپے تک۔	۳ر ۲ پائی ب تا ۸ عہ ۱ر
تفصیلیہ	آٹھ روپے سے بارہ روپے تک	ے تا عہ
کَیمُوز نُوز	فی گز نصف روپے سے ایک روپے تک	۸ر تا عصر

جدول پارچہ جات ریسمانی (سوتی)

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
خاصہ	تین روپے سے پندرہ مُہر تک	سے تا اماعسہ
چوتار	دو روپے سے نو مُہر تک	عہ تا لہ لسہ
ململ	چار روپے سے پانچ مُہر تک	للعہ تا صللعہ
تن سکھ	چار روپے سے پانچ مُہر تک	للعہ تا صللعہ
سیری صاف	دو روپے سے پانچ مُہر تک	عہ تا صللعہ
گنگا جل	چار روپے سے پانچ مُہر تک	للعہ تا صللعہ
بھیرون	چار روپے سے چار مُہر تک	للعہ تا سیسہ
سہن	ایک مُہر سے تین مُہر تک	لعہ تا ہیعسہ
جھونہ	ڈھائی روپے سے ایک مُہر تک	عہ؍ تا لعہ
اٹان	ڈھائی روپے سے ایک مُہر تک	عہ؍ تا لعہ
اساولی	ایک مُہر سے پانچ مُہر تک	لعہ تا صللعہ
بافتہ	ڈیڑھ روپے سے پانچ مُہر تک	عہ؍ تا صللعہ
محمودی	نصف مُہر سے چار مُہر تک	للعہ؍ تا ہیعسہ
پنچتولیہ	ایک مُہر سے تین مُہر تک	لعہ تا ہیعسہ
سالو	تین روپے سے دو مُہر تک	سے تا ہیعسہ
گزینہ سوتی	ڈیڑھ مُہر سے دو مُہر تک	ہیعسہ تا ہیعسہ
ڈوریہ	چھ روپے سے دو مُہر تک	لے تا ہیعسہ
بہادر شاہی	چھ روپے سے دو مُہر تک	لے تا ہیعسہ
سیلہ دکھنی	نصف مُہر سے دو مُہر تک	للعہ؍ تا ہیعسہ
مہر گل	تین روپے سے دو روپے تک	سے تا عہ
مندیل	نصف مُہر سے دو مُہر تک	للعہ؍ تا ہیعسہ

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق یا قیمت حال
سربند	نصف مُہر سے دو مُہر تک	للعہ ۸ر تا ہے سہ
دُوپٹہ	ایک روپے سے ایک مُہر تک	عسعہ تا لعہ
کتانچہ	ایک روپے سے ایک مُہر تک	عسعہ تا لعہ
فوطہ	نصف روپے سے چھ روپے تک	۸ر تا سے
گوش پیچ	ایک روپے سے دو روپے تک	عسعہ تا عللہ
جھولہ	نصف مُہر سے ڈھائی مُہر تک	للعہ ۸ر تا عسہ
چھینٹ	فی گز دو دام سے ایک روپے تک	۱۰ پائی ۲ گ تا عسعہ
گزینہ	آٹھ آنے سے ڈیڑھ روپے تک	۸ر تا عسعہ ۸ر
سِلاّ ہٹی	فی گز دو دام سے چار دام تک	

جدول پشمینہ

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق یا قیمت حال
سقرلاط فرنگی و رومی و پرتگالی	فی گز ڈھائی روپے سے چار مُہر تک	عللہ ۸ر تا ہیہ
ر ناگوری و لاہوری	دو روپے سے ایک مہر تک	عللہ تا لعہ
صوف مربع	چار مہر سے پندرہ مہر تک	ہیہ تا ماہیہ
صوف مشجر	تین روپے سے پانچ مہر تک	سے تا مللعہ
پرم نرم	دو روپے سے آٹھ مہر تک	عللہ تا علعہ
جیرہ پرم نرم	دو روپے سے پچیس مُہر تک	عللہ تا ماعسہ
فوطہ	نصف مُہر سے تین مہر تک	للعہ ۸ر تا ہوعسہ
جامہ دار پرم نرم	نصف مُہر سے چار مہر تک	للعہ ۸ر تا ہیہ

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
گوشس پیچ	ڈیڑھ روپے سے ڈیڑھ مُہر تک	عصہ ۸/ تا پہ
اغری	سات روپے سے ڈھائی مُہر تک	سہ تا عسہ
پرم گرم	تین روپے سے ڈھائی مُہر تک	ے تا عیسہ
گتاش	ڈھائی روپے سے دس مہر تک	عسہ ۸/ تا لعہ
پھوک	ڈھائی روپے سے پندرہ روپے تک	عسہ تا صیہ
دُرمہ	دو روپے سے چار مُہر تک	عسہ ۸/ تا سیہ
پٹو	ایک روپے سے دو روپے تک	عصہ تا عسہ
رِیُوکار	دو روپے سے ایک مُہر تک	عسہ تا لعہ
مصری	پانچ روپے سے پچاس روپے تک	صہ تا صہ
بُرد یمانی	پانچ روپے سے پینتیس روپے تک	صہ تا صسہ
پانیچی نمد	دو روپے سے ایک مُہر تک	عسہ تا لعہ
کسک نمد	دو روپے سے ایک مُہر تک	عسہ تا لعہ
تکیہ نمد ولایتی	دو روپے سے ایک مُہر تک	عسہ تا لعہ
تکیہ نمد ہندی	ڈیڑھ روپے سے پانچ روپے تک	عصہ ۸/ تا صہ
لُوئی	چودہ دام سے چار روپے تک	۵/۸ پائی تا لعہ
کنبل	دس دام سے دو روپے تک	۴/ تا عسہ
کلاہ کشمیری	دو دام سے ایک روپے تک	۱۰ پائی ک تا عصہ

ماہرین الوانیات سفید و سیاہ رنگ کو اصل اور مختلف رنگوں کے اجزائے ذاتی خیال کرتے ہیں اور بقیۃً رنگ کو انھیں دو رنگوں کی آمیزش کا نتیجہ بیان کرتے ہیں۔

ان حکما کا مقولہ ہے کہ کثیر سفیدی اور قلیل سیاہی کی آمیزش سے زرد رنگ پیدا ہوتا ہے اور اگر سفیدی اور سیاہی وزن و مقدار میں برابر ہوں تو اس ارتباط سے سرخ رنگ نمودار ہوتا ہے۔

قلیل سفیدی اور کثیر سیاہی کی آمیزش سبز رنگ پیدا کرتی ہے۔ ان کے علاوہ دیگر الوان مذکورۂ بالا رنگوں کی آمیزش و ترکیب سے بنائے جاتے ہیں۔

ماہرین فن کا بیان ہے کہ سردی تر جسم کو سفید اور خشک کو سیاہ کرتی ہے۔ اور گرمی سے ترشئے سیاہ اور خشک سفید ہوتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ہر دو موثر (گرمی و سردی) اپنی اپنی جگہ جسم کے رنگ میں تغیر پیدا کرتے ہیں اور اجسام ان قوتوں کے اثرات قبول کرنے کے قابل بھی ہیں اور نیز یہ کہ ان کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اجرام سماوی خصوصاً آفتاب سے جو معدنِ حرارت ہے کسب فیض کرتے ہیں۔

آئین (۳۵)

تصویر خانہ

صورت سے صاحب صورت کا نشان ملتا ہے اور اس نشان سے حقیقت کا اندازہ ہوتا ہے۔ پیکرِ خط سے حروف والفاظ معلوم ہوتے ہیں اور حرف و لفظ سے معنیٰ کا پتا چلتا ہے۔

اگرچہ تصویریں (جو عرف عام میں مشہور ہے) جسم کی شبیہ اُتارتے ہیں اور کارپردازان فرنگ عجیب و غریب صورتوں میں بےشمار خلقی عادات واطوار کو نمودار کرکے ظاہر بیں اشخاص کو خلوتکدۂ حقیقت کی سیر کراتے ہیں اور شبیہ پر اصل کا دھوکا ہوتا ہے لیکن خط تصاویر سے کہیں بلند پایہ و عالی مرتبہ ہے کیونکہ یہ قدیم اُستادوں کے تجربات سے آگاہ کرتا ہے اور اس واقفیت سے عقل و فہم میں ترقی نصیب ہوتی ہے۔ اسی امر کو ملحوظ رکھ کر مولف کتابخانے کا حال بیشتر معرضِ تحریر میں لاتا ہے۔

تصویر کشی کی بہترین قسم خطاطی ہے۔ جہاں پناہ اس پر خاص توجہ فرماتے ہیں اور ظاہر و باطن ہر شعبے میں دوربینی سے کام لیتے ہیں۔

یہ امر قطعاً صحیح ہے کہ خط حسن پرستوں کی نگاہ میں ایک مفید و محدود جلوہ گاہ نور ہے اور دوربیں حضرات کی رائے میں جام جہاں نما ہے جس میں

عالم کی سیر آسانی سے ممکن ہے
خط قلم آفرینش کا ایک روحانی نقطہ اور دست تقدیر کے ہاتھ کے نوشتے سے آسمانی کتابیہ ہے۔ خط سخن کا رازدار اور قلم وہاتھ کی زبان ہے۔ سخن صرف حاضرین کے قلب کو مطمئن کرتا ہے لیکن خط نزدیک و دور ہر قسم کے شخص کو علم وکمال سے واقف کرتا ہے۔
اگر خط نہ ہوتا تو سخن میں جان نہ پڑتی اور دل تک آنکھوں سے دور احباب و اعزہ کے پیام نہ پہنچتے۔
ظاہر پرست خط کو پیکر سیاہ خیال کرتے ہیں لیکن حقیقت شناس اس کو چراغ شناسائی سمجھتے ہیں۔
یہ سچ ہے کہ یہ ظلمت ہے لیکن اس تاریکی میں ہزاروں نورانی شمعیں پنہاں و تاباں ہیں۔ بلکہ یہ کہنا قطعاً صحیح ہے کہ نارسیدہ چشم کے خال کے قریب نورانی فانوس درخشاں ہے۔
صنعت الٰہی کا نقش اور شہرستان حقیقت و معنی کا سواد ہے۔ رات ہے جس میں خورشید تاباں جلوہ فگن ہے۔ ابر سیاہ ہے جس سے تابان و درخشاں موتی برس رہے ہیں۔ بینائی کا خزانہ ہے اور حقیقت کا نہاں خانہ عجیب وغریب طلسم ہے جو خاموشی کے عالم میں گویا ہے۔ جاماندہ ہے لیکن قوت رفتار کا مالک ہے۔ اُفتادہ ہے لیکن راہ بلند پروازی میں سالک ہے۔
اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ خدائی مشعل علم سے ایک پرتو نفس ناطقہ پر پڑتا ہے قلب اس پرتو کو شہرستان خیال میں جو مجرد اور مادی عالموں کے درمیان ایک برزخ ہے لے جاتا ہے تاکہ مجرد مادیات سے تعلق پیدا کرے اور مطلق شئے قیود کی جکڑبندیاں برداشت کرنے کی عادی ہو۔
اس مرحلے کے طے ہونے کے بعد پرتو آسمانی عالم خیال سے دل میں اُترتا ہے اور دل سے زبان پر آتا ہے اور زبان سے نکل کر ہوا کے ذریعے سے کان میں داخل ہوتا ہے اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے مادی تعلقات سے آزاد ہوتا ہوا

اپنے مرکز حقیقی کو واپس جاتا ہے۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس آسمان پرواز مسافر کو سرانگشت سے امداد پہنچا کر قلم و سیاہی کے بر و بحر کی سیر کراتے ہیں اور تفریح سے فارغ کرا کے صفحۂ قرطاس کے عشرت کدے میں اس کو اتارتے ہیں

یہ آسمانی مہمان صفحات کاغذ پر اپنے نقش قدم چھوڑ کر خود نگاہوں کی راہ سے عالم بالا کو پرواز کر جاتا ہے

چونکہ خط حروف کا پتا دیتا ہے اس لئے تالیف کا اقتضا یہی ہے کہ ناظرین کی مزید آگاہی کے لئے حرف کی بھی مختصر کیفیت معرض بیان میں لائی جائے۔

واضح ہو کہ حرف ایک خاص کیفیت کا نام ہے جو ہوا کے اختلاف تموج سے پیدا ہوتی ہے۔

دو سخت چیزوں کے باہمی اتصال کو (ملنا) کو قرع کہتے ہیں، اور ان کے شدید افتراق (جدا ہونا) کو قلع کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔میانہ ہوا پانی کی طرح لہریں لیتی ہے اور اس تموج سے ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کو آواز کہتے ہیں۔

بعض حکما تموج کو سبب قریب مان کر تموج ہوا ہی کو صَوت کے نام سے یاد کرتے ہیں اور بعض اس کو سبب بعید جانتے ہیں۔ ان کی رائے ہے کہ تموج سے قرع اور قلع پیدا ہوتے ہیں اور ان دونوں کیفیتوں کے شدید اتصال کا نام آواز ہے ۔صوت کو دیگر کیفیات بھی عارض ہوتی ہیں یعنی زیری و بمی و غنگی و پیچیدگی ۔آخری کیفیت گرانی گلو کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

مخارج اور اجزائے ہوائی کی تقطیع سے ایک دوسری کیفیت عارض ہوتی ہے جس سے دو زیر و بم ۔ دو غنہ اور دو بیجوحت (پیچیدگی) باہم ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔

بوعلی سیناکی رائے ہے کہ محض کیفیت ثانی کے عارض ہونے کا نام حرف ہے۔

بعض حکما کی رائے ہے کہ دوگانہ کیفیتوں کے ایک دوسرے سے متماثر اور جدا ہونے کو حرف کہتے ہیں
خلاصہ یہ ہے کہ ابن سینا عارض کو حرف جانتا ہے اور گروہ دیگر کی رائے میں معروض کا نام حرف ہے۔
لیکن حقیقت شناس گروہ کا مذہب ہے کہ عارض و معروض کے مجموعے کو حرف کہتے ہیں اور خاکسار مولف کی رائے میں یہی مشرب قرین تحقیق ہے۔
ہندی زبان میں باوٓن[۵۲] حروف بولتے ہیں، فارسی میں اٹھارہ[۱۸] اور عربی میں اٹھائیس[۲۸]، جن کی صرف اٹھارہ آوازیں ہوتی ہیں۔ اگر ہمزہ کو الف سے جدا نہ سمجھیں تو حالت ترکیب میں صرف پندرہ آوازیں رہ جاتی ہیں۔
مفردات میں الف اور لام کو یکجا لکھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حرف ساکن کو ضرورتاً کسی دوسرے حرف سے ملانا پڑتا ہے۔ لام کو اس لئے مخصوص کرلیا ہے کہ لام الف کا اور الف، لام کا دل ہے
قدیم زمانے میں اعراب نہ تھے، چند مختلف رنگ کے نقطے مقرر تھے جن سے اعراب کا کام لیا جاتا تھا، مثلاً سرخ نقطہ اگر حرف کے اوپر بنایا جاتا تو زبر کی علامت سمجھا جاتا تھا اور اس حرف کے سامنے پیش کی اور نیچے زیر کی علامات کا نشان تھا۔
خلیل بن احمد عروضی نے ہر حرکت کے لئے ایک خاص صورت مقرر کی جو آج تک رائج ہے۔
واضح ہو کہ خط کا حسن اس کے دیگر مراتب کی طرح اہل خط کے اختلاف مذاق کی طرح مختلف ہے۔ ہر گروہ خاص حروف رکن کا شیدائی ہے اور اسی کو خط کے بہترین محاسن میں شمار کرتا ہے۔ خط کے اقسام یہ ہیں۔ ہندی، سریانی، یونانی، عبری، قبطی، معقلی، کوفی، کشمیری، حبشی، ریحانی، عربی، فارسی، رومی، حمیری، بربری، اندلسی، روحانی وغیرہ، جن کا قدیم کتابوں میں ذکر ہے۔ بعض عبرانی کتابوں میں خط عبری حضرت آدم صفی اللہ سے منسوب کیا گیا ہے اور ایک گروہ نے اس خط کو حضرت ادریس علیہ السلام سے نسبت دی ہے بعض اشخاص کی رائے ہے کہ

حضرت ادریس علیہ السلام نے خط معقلی ایجاد کیا۔
ایک جماعت کہتی ہے کہ امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مفضلی سے خط کوفی ایجاد کیا۔
خطوط کا اختلاف دَور اور سطح کے اختلاف پر مبنی ہے چنانچہ خط کوفی ایک دانگ دور ہے اور باقی سطح (قلم کی زد اگر سیدھی ہے تو سطح ہے اور اگر مدوّر ہے تو دَور کہلاتی ہے)۔ اور معقلی تمام تر سطح ہے۔
قدیم عمارات کے کتابے بیشتر اس خط میں پائے جاتے ہیں۔ بہترین قسم خط کی وہ ہے جس میں سیاہی اور سفیدی اس خوبی وصفائی کے ساتھ متمائز و علیحدہ ہوں کہ پڑھنے میں شبہ نہ واقع ہو۔
زمانۂ حال میں ایران و توران، روم و ہند میں آٹھ قسم کے خط رائج ہیں اور ہر گروہ ایک خاص خط کا شیدائی ہے۔ ان ہشت گانہ خطوط میں چھ خط ابن مُقلہ نے ۳۱۰ ہجری میں معقلی و کوفی سے ایجاد کئے جن کے اسما مندرج ذیل ہیں۔
۱۔ ثلث، ۲۔ توقیع، ۳۔ رقاع، ۴۔ نسخ، ۵۔ ریحان، ۶۔ محقق۔
ایک گروہ خط غبار کو ان خطوط میں اضافہ کر کے ابن مقلہ کو سات خطوط کا موجد قرار دیتا ہے۔
دوسرا گروہ خط نسخ کو یاقوت مستعصمی کی ایجاد خیال کرتا ہے۔
ثلث و نسخ دو دانگ دَور اور چار دانگ سطح پر مشتمل ہیں۔ خط ثلث جلی ہے اور نسخ خفی۔
توقیع و رقاع ساڑھے چار دانگ دَور اور باقی سطح یہ بھی ثلث و نسخ کی طرح جلی و خفی یعنی اوّل الذکر جلی اور آخر الذکر خفی ہے۔
محقق و ریحان۔ ساڑھے چار دانگ سطح اور باقی دَور۔ یہ خطوط بھی ثلث و رقاع کی طرح جلی و خفی ہیں۔
علی بن ہلال جو ابن بوّاب کے نام سے مشہور ہے، مذکورہ بالا خطوط میں سے ہر خط کا کامل خوشنویس تھا۔ یاقوت نے فن خوشنویسی کو معراج کمال تک پہنچایا

اور چھ نامی وگرامی شاگرد یادگار چھوڑے۔ شاگردوں کے نام مندرج ذیل ہیں۔
۱۔ شیخ احمد المعروف بہ شیخ زادہ سہروردی، ۲۔ ارغون کابلی،
۳۔ مولانا یوسف شاہ مشہدی، ۴۔ مولانا مبارک شاہ زرین قلم،
۵۔ حیدر گندہ نویس، ۶۔ میر یحییٰ صوفی۔
نصر اللہ صدر عراقی، ارقون عبد اللہ، خواجہ عبد اللہ صیرفی،
مولانا عبد اللہ آتش پز، مولانا محی شیرازی، معین الدین تنوری، شمس الدین خطائی۔
عبد الرحیم جلولی، عبد الحی، مولانا جعفر تبریزی۔ مولانا شاہ مشہدی،
مولانا معروف بغدادی، مولانا شمس الدین بایسغری، معین الدین فراہی،
عبد الحق سبزواری، مولانا نعمت اللہ بواب، خواجگی مومن موحد غبار افشانی ورنگ آمیزی،
سلطان ابراہیم فرزند میرانشاہ مرخ، مولانا محمد حکیم، حافظ مولانا محمود سیاوش،
مولانا جمال الدین، مولانا پیر محمد، میر فضل الحق قزوینی بھی بے بدل خوشنویس،
اور خطوط شش گانہ کے کامل استاد تھے۔
خط کی ساتویں قسم تعلیق ہے جو رقاع و توقیع سے مستخرج ہے۔
خواجہ تاج سلمانی شش قلم نے اس خط میں کمال پیدا کیا۔ بعض افراد کی
رائے ہے کہ یہی شخص خط تعلیق کا موجد ہے۔
متاخرین میں عبد الحی منشی سلطان ابو سعید مرزا نے اس خط میں
بینظیر خوشنویسی کی۔
مولانا درویش و امیر منصور و مولانا ابراہیم استرآبادی و خواجہ اختیار منشی،
جمال الدین محمد قزوینی، مولانا ادریس اور خواجہ محمد حسین بھی اس خط کے مشہور آفاق
استاد ہیں۔
جہاں پناہ کے میر منشی اشرف خاں نے خط تعلیق کو معراج کمال تک پہنچایا۔
آٹھویں قسم خط کی نستعلیق ہے۔ اس خط میں تمام دور ہی دور ہے اور
سطح قطعاً نہیں ہے۔
مشہور ہے کہ حضرت صاحبقران کے عہد حکومت میں خواجہ میر علی تبریزی نے
یہ خط نسخ و تعلیق سے استخراج کیا، لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

صاحبقراں سے پیشتر زمانے کے چند رسالے اس خط میں ملے اور دیکھے گئے ہیں۔

میر علی تبریزی کے دو شاگرد اس خط کے بےمثل اُستاد گزرے ہیں جو دوسروں پر سبقت لے گئے۔

یہ شاگرد مولانا جعفر تبریزی اور مولانا اظہر کے نام سے مشہور ہیں۔

اس خط کے خوشنویسوں میں مولانا محمد اولہی اپنے زمانے کے بےنظیر منشی اور یکتائے روزگار خطاط تھے۔ مولانا باری ہروی بھی معروف خوشنویس ہیں، لیکن سرآمد خوشنویساں مولانا سلطان علی مشہدی ہیں جنھوں نے اگرچہ مولانا اظہر سے براہ راست تعلیم نہیں حاصل کی لیکن اُن کے نوشتوں سے بیشمار فوائد و نکات اخذ کئے۔ مشہدی کے چھ شاگردوں نے نام پیدا کیا جن کے اسما مندرج ذیل ہیں۔

(۱) سلطان محمد خنداں (۲) سلطان محمد نور (۳) مولانا علاؤ الدین ہروی (۴) مولانا زین الدین (۵) مولانا عبیدی نیشاپوری (۶) محمد قاسم شادی شاہ۔

ان اشخاص میں سے ہر ایک نے جدید طرز پر خوشنویسی کی۔

مولانا سلطان علی قانی و مولانا بحرانی بھی اس خط کے بےنظیر اُستاد گزرے ہیں۔

ان حضرات کے بعد مولانا میر علی ہروی سر دفتر خوشنویساں ہوئے۔

یہ بزرگ اگرچہ بظاہر مولانا زین الدین کے شاگرد تھے لیکن مولانا سلطان علی کے نوشتوں سے تعلیم حاصل کر کے اُستاد زمانہ ہوئے۔

مولانا میر علی ہروی نے اپنی عالی دماغی و مناسبت طبع سے مولانا سلطان علی کی روش میں تغیرات پیدا کئے اور نمایاں و شائستہ تصرفات اپنی یادگار چھوڑے

کسی شخص نے میر علی ہروی سے سوال کیا کہ آپ کے اور مولانا کے خط میں کیا فرق ہے۔ ہروی نے جواب دیا کہ اگرچہ میں نے بھی اس خط میں کمال حاصل کیا ہے لیکن مولانا کے خط میں نمک ہی اور ہی ہے۔

محمود نیشاپوری، محمد اسحاق و شمس الدین کرمانی و مولانا جمشید معمائی، و سلطان حسین خجندی و مولانا عیشی و غیاث الدین مذہب و مولانا عبدالصمد و مولانا مالک و مولانا عبدالکریم و مولانا عبدالرحیم خوارزمی و مولانا شیخ محمد و مولانا شاہ محمود زریں قلم و مولانا محمد حسین تبریزی و مولانا حسن علی مشہدی و میر معز کاشی و میرزا ابراہیم اصفہانی وغیرہ نے بھی اس خط کی مشق و خوشنویسی میں عمر صرف کی۔

جہاں پناہ کی قدر دانی سے انواع و اقسام کے خطوط کو کمال ترقی ہوئی اور نادر روزگار ہنرمند اُستادوں کی گرم بازاری ہوئی، خاصکر خط نستعلیق کا عالم ہی دوسرا نظر آنے لگا۔

جس جادو رقم نے عہد معدلت اکبری میں ناموری حاصل کی وہ محمد حسین کشمیری ہے جو زریں رقم کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا۔ یہ شخص مولانا عبدالعزیز کا شاگرد ہے لیکن انصاف یہ ہے کہ اُستاد پر بھی سبقت لے گیا۔

اس کے نوشتوں میں مدات و دوائر بیحد مناسب و موزوں ہوتے ہیں۔ ماہرین فن محمد حسین کشمیری کو مُلا میر علی کا ہم پلہ خیال کرتے ہیں۔

مولانا باقر پسر مُلا میر علی مشہور و محمد امین مشہدی، میر حسین کلنگی، مولانا عبدالحی، مولانا دوری، مولانا عبدالرحیم، میر عبداللہ، نظامی قزوینی، علی حسین کشمیری، نور اللہ اور قاسم ارسلان ایسے نامور اُستاد اسی عہد برکت آثار وابد پیوند کے تربیت یافتہ ہیں۔

جہاں پناہ نے اپنے تبحر علمی سے کتاب خانے کو چند حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔

ایک شاخ قصر شاہی کے اندر ہے اور ایک باہر اور ان ہر دو شاخوں کو مختلف شعبوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ ہمیشہ تمام علوم و فنون کی کتب و رسائل قیمت و فنون کی اہمیت کے اعتبار سے مختلف مدارج میں شمار کی جاتی ہیں اور ہندی و فارسی و یونانی و کشمیری و عربی زبانوں کی کتابیں

نظم و نثر کے اختلاف کے لحاظ سے ترتیب وار پیشگاہ حضور میں لائی جاتی ہیں۔

علما و فاضلان آگاہ دل کتابوں کی نوعیت کے متعلق جہاں پناہ سے عرض کرتے ہیں اور بادشاہ علم پرور ہر کتاب کو اوّل سے آخر تک سنتے ہیں۔ ہر روز جس صفحے یا سطر تک کتاب پڑھی جاتی ہے حضرت خود اپنے قلم سے اُس مقام پر ہندسہ شمار تحریر فرما دیتے ہیں اور پڑھنے والے کو عدد اوراق کے مطابق زر سرخ و سفید بطور انعام عطا ہوتا ہے۔

شاید ہی کوئی مشہور کتاب باقی رہ گئی ہو جو محفل شاہی میں پڑھی نہ گئی ہو، اور کوئی داستان قدیم کلمات حکمت و عجائبات علوم ایسے نہ ہوں گے جو اس پیشوائے عقلا کو یاد نہ ہوں۔ قبلۂ عالم کسی کتاب کو مکرر سننے سے کبیدہ خاطر نہیں ہوتے بلکہ بیحد شوق کے ساتھ کتابوں کو بہ کرّات سماعت فرماتے ہیں۔ اخلاق ناصری، کیمیائے سعادت، قابوس نامہ، مکتوبات شرف منیری، گلستان، حدیقہ، مثنوی معنوی، جام جم، بوستان، شاہنامہ، خمسۂ شیخ نظامی، کلیات خسرو و مولانا جامی، دیوان خاقانی و انوری و دیگر کتب تاریخ ہمیشہ محفل مبارک میں پڑھی جاتی ہیں۔

اہل زبان و زباں داں حضرات کا ایک گروہ ہمیشہ ہندی و یونانی و عربی و فارسی زبانوں کی کتابوں کا دوسری زبانوں میں ترجمہ کرتا ہے۔ چنانچہ اس کا مختصر حال ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔

زیچ جدید میرزائی میر فتح اللہ شیرازی کی جاں فشانی اور راقم الحروف کی امداد سے کشن جوگی گنگادھر مہانند نے فارسی سے ہندی میں ترجمہ کیا۔

کتاب مہابھارت کو جو ہندوستان کی قدیم تاریخ ہے نقیب خاں و مولانا عبد القادر بدایونی و شیخ سلطان تھانیسری نے ہندی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔

انھی حضرات نے کتاب رامائن کا جو ہندی کی ایک قدیم تالیف اور راجہ رامچندر کے حالات و نیز بیشمار فوائد حکمت پر مشتمل ہے، فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔

کتاب اتھربن جس کو اہل ہند کتب آسمانی میں سے ایک صحیفہ خیال کرتے ہیں۔ حاجی ابراہیم سمرقندی نے فارسی زبان کے قالب میں ڈھالا۔

لیلاوتی جو فن حساب میں حکمائے ہندوستان کی بہترین تصنیف ہے، برادر مکرم شیخ ابوالفیض فیضی کی کوشش سے فارسی زبان کا جامہ پہن کر نمودار ہوئی۔

تاجک جو علم نجوم کی بہترین و معتبر کتاب ہے، حضرت کے حکم سے مکمّل خان گجراتی نے فارسی زبان میں ترجمہ کیا

واقعات حضرت گیتی ستانی جو فرمانروائی کے لئے بہترین دستور العمل ہیں، میرزا خان خانخاناں نے تُرکی زبان سے فارسی میں ترجمہ کیا۔

تاریخ کشمیر جو اُس مُلک کے چہار ہزار سال کے واقعات پر مشتمل ہے، مولانا شاہ محمّد شاہ آبادی کے حُسنِ کوشش سے فارسی زبان میں ترجمہ کی گئی۔

معجم البلدان کہ جو احوال بلاد و امصار میں عجیب و غریب و نیز ضخیم کتاب ہے، مُلّا احمد اللہ و قاسم بیگ و شیخ منوّر وغیرہ نے عربی سے زبان فارسی میں ترجمہ کیا۔

ہربنس جو سری کشن کے حالات کا ایک معتبر نسخہ ہے، مولانا شیری کی کوشش سے فارسی زبان میں نمودار ہوا۔

کتاب کلیلہ دمنہ کو جو فن حکمت عملی کا نادر روزگار کارنامہ ہے اور جس کا ترجمہ اس سے پیشتر مولانا نصر اللہ مستوفی و مُلّا حسین واعظ کر چکے تھے، لیکن استعارات کی کثرت اور غریب الفاظ کی بہتات سے عام فہم نہ تھے، راقم الحروف نے فارسی کا جامہ پہنایا اور یہ جدید ترجمہ عیار دانش کے نام سے موسوم ہوا۔

قصّۂ عشق نل و دمن کو جو ہندی زبان میں ایک جگر گداز افسانہ ہے، شیخ فیضی فیاضی نے مثنوی لیلیٰ مجنوں کی بحر میں فارسی کا جامہ پہنایا جو نل دمن کے نام سے مشہور ہوا۔

جہاں پناہ کو سر رشتۂ نقل و ترجمہ کی کارگزاری و نیز واقعات تاریخی سے

آگاہی ہوئی اور حضرت نے ارباب خدمت کو جو تاریخ سے ذوق رکھتے ہیں، حکم دیا کہ ہزار سال آخر کے احوال عالم یکجا فراہم کریں۔

بیشتر نقیب خاں وغیرہ نے کام کا آغاز کیا۔ اس کے بعد مولانا احمد تتوی نے ایک معتد بہ حصّہ اس کتاب کا فراہم و تحریر کیا اور جعفر بیگ آصف خاں نے کتاب کو ختم کیا۔

آخر میں راقم الحروف نے کتاب کا مقدمہ لکھ کر تالیف کو مکمّل کیا اور کتاب تاریخ الفی کے نام سے مشہور ہوئی۔

شبیہ کشی جس کو عرف عام میں تصویر کہتے ہیں تفریح و جانفشانی کا خوبترین نتیجہ ہے۔

جہاں پناہ کو اس فن لطیف سے ابتدائے عمر سے ذوق و شوق ہے اور ہمیشہ اس امر پر توجّہ فرماتے ہیں کہ اس فن کو روز افزوں ترقّی ہو۔

قبلۂ عالم کی قدر دانی و پرورش سے اس دلکش جادو نگاری کو انتہائی ترقّی نصیب ہوئی اور ایک گروہ کثیر اس فن کا یکتائے روزگار استاد بن گیا۔

معمول ہے کہ داروغہ و تبکچی ہر ہفتے ہر شخص کا کام ملاحظۂ عالی میں پیش کرتے ہیں اور ہر مصوّر اُس کے کام و کمال کے مطابق انعام و اضافۂ تنخواہ سے سرفراز فرمایا جاتا ہے۔

قبلۂ عالم کے دست شفقت نے اہل عالم کی چشم بینش کو آگاہی کے سرمے سے روشن فرمایا اور تصاویر کی قدر و طلب کی گرم بازاری ہوئی۔ رنگ آمیزی کا فن معراج کمال کو پہونچا اور صفائی و لطافت کو روز افزوں ترقّی نصیب ہوئی۔

جادو نگار ہنرمند پیدا ہوئے جن کے کمال نے بہزاد کی نادرہ کاری اور اہل فرنگ کی سحر پردازی کے جو تمام عالم میں مشہور و معروف ہے انبار کے انبار لگا دئے۔

کام کی نزاکت اور نقش و نگار کی صفائی اور ہاتھ کی قوّت کشید نے وہ مرتبہ حاصل کیا کہ ان کامل فن اُستادوں کی تصویر کشی نے جمادی اجسام کو مرتبۂ حیوانیت عطا کر دیا اور بے جان اشیا تصویر کے ذریعے سے

جیتی جاگتی صورتیں نظر آنے لگیں۔

سو سے زائد اس فن کے اُستاد پیدا ہو گئے، جو گروہ کہ پایۂ کمال کے قریب ہے یا وہ طبقہ جس نے ابھی نصف راہ طے کی ہے، اندازۂ حساب سے باہر ہیں۔

اہل ہند کا کیا ذکر کروں کہ کیسی حقیقت طرازی کی ان باکمال اُستادوں نے ایسی تصویریں تیار کیں جن کا مثل خواب وخیال میں بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔

سچ تو یہ ہے کہ تمام عالم میں اس جادو نگاری کا نشان کم تر مل سکے گا۔

باکمال اُستادوں میں ایک شخص میر سیّد علی تبریزی ہے۔

اس مصوّر نے اپنے باپ سے اس فن کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور قبلۂ عالم کے سایۂ عاطفت میں کمال کو پہنچ کر نامور ہوا اور ستارۂ اقبال نے عروج پر آکر مصوّر مذکور کو کامیاب و بامُراد بنایا۔

اس فن کا دوسرا جادو نگار اُستاد خواجہ عبد الصمد شیریں قلم ہے۔

اس نامور شخص نے اگرچہ اس فن کو ابتدائے ملازمت سے پیشتر ہی سیکھ لیا تھا لیکن ملازمت کے بعد قبلۂ عالم کی تعلیم وحضرت کی نکتہ آموزی کی برکت سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

شیریں قلم نے بیشتر شاگردوں کو اُستاد زمانہ بنا دیا

(۱) دسونت۔ یہ شخص قوم کا کہار ہے۔ اس کارخانے میں ملازم تھا اور ہمیشہ در و دیوار پر نقش و تصویر بنایا کرتا تھا، ایک روز جہاں پناہ کی نگاہ پڑی اور حضرت نے اپنی دوربینی سے اُس کے ابتدائی نقوش سے جوہر طبیعت کا اندازہ کر کے اُسے خواجہ عبد الصمد کے سپرد کیا۔

شیریں قلم کی تعلیم سے دسونت قلیل مدت میں یکتائے زمانہ ہو کر باکمال مصوّر ہو گیا۔

(۲) بساون۔ طرح افگنی وچہرہ کشی و رنگ آمیزی و مانند نگاری و نیز اس فن کی دیگر صنعتوں میں یگانۂ زمانہ ہوا۔ بعض ماہرینِ فن اس کو دسونت پر ترجیح دیتے ہیں۔

ان کے علاوہ کیسو ولعل و مکند و مشکین و فرخ قلماق و مادھو و جگن و مہیش

وکھیجکرن وتارا وسانولا وہربنس ورآم جو اس فن کے طلبا تھے، بادشاہ رعیّت نواز وہنرمند و باکمال اُستادوں کی شفقت سے اپنے فن میں نامور ومشہور ہوئے۔

حیرت انگیز امر یہ ہے کہ مجاز وصورت گری کی گرم بازاری نے، جو دراصل اس سے پیشتر خوابِ غفلت کا دل خوش کن نظارہ ہے، حقیقت وآگاہی کے جسم میں جان ڈال دی اور ناشناسائی کے مریض دوائے درد پاکر صحت یاب ہوئے۔ تقلید پرست وتصویر دشمن افراد کی چشم بصیرت واہوئی اور ہر فرد بشر کو مجاز میں حقیقت کا جلوہ نظر آنے لگا۔

ایک روز قبلۂ عالم نے خلوت کدے میں جہاں صرف مریدان سعادتمند کا مجمع تھا، فرمایا کہ ایک گروہ کہ فن تصویرکشی کا دشمن ہے اور اس پیشے کے معائب بیان کرتا ہے لیکن اُن کے اقوال ودلائل کو دل قبول نہیں کرتا بلکہ قرین قیاس وعقل یہ ہے کہ مُصوّر اکثر طبقات انسانی سے زیادہ خداشناس ہوسکتا ہے اس لئے کہ یہ شخص جانور کی تصویر اُتارنے میں اُن کے ہر عضو کی شبیہ کھینچتا ہے اور تصویر کو تمام کرکے جب یہ دیکھتا ہے کہ باوجود اس ظاہری سحرنگاری کے وہ اس میں روح پھونکنے سے عاجز ہے تو اُس کو خالق مطلق کی قدرت کاملہ کا اندازہ ہوتا ہے اور صانع باکمال کے آگے سربسجدہ ہوجاتا ہے۔

جس طرح کہ فن تصویرکشی معراج کمال کو پہنچا اسی طرح فن مذکور نے عجیب وغریب نمونے وکارنامے بھی اپنی یادگار چھوڑے، جنھوں نے اہل عالم کو حیرت میں مبتلا کردیا۔

فارسی نظم ونثر کی کتابیں تصویر ونقوش سے آراستہ کی گئیں اور اُن کے دلچسپ بیانات وواقعات کے اوراق وفصول میں سحرنگاری سے کام لیا گیا۔

داستان امیر حمزہؓ بارہ جلدوں میں تقسیم کی گئی اور اس کتاب میں ایک ہزار چارسو حیرت انگیز تصویریں بنائی گئیں جن سے ناظرین استعجاب میں مبتلا ہوگئے۔

چنگیز نامہ، ظفر نامہ، اکبر نامہ، رزم نامہ و رامائن و نل و دمن و کلیلہ و دمنہ و عیار دانش وغیرہ کتابیں بہترین نقوش و تصاویر سے آراستہ و مزین کی گئیں۔

قاعدہ یہ تھا کہ قبلۂ عالم خود جائے تصویر پر نشان بنا دیتے تھے اور ہنر مند اُستاد اس مقام پر سحر کاری کرتے تھے۔

حضرت کے حکم سے ملازمین بارگاہ کی تصویریں بھی کھینچی گئیں اور ان مختلف تصاویر کے مجموعے سے ایک بہت بڑی کتاب تیار ہوئی۔ اس کتاب نے مُردوں کو حیات تازہ اور زندوں کو زندگی جاوید عطا کی جس طرح کہ عہد معدلت میں مُصوّروں کی قدر و قیمت میں صد چند اضافہ ہوا اسی طرح نقاش و مذہب و جدول آرا و جلد بند وغیرہ کی بھی گرم بازاری ہوئی اور ہر چہار گروہ عطیات و انعام و ماہانہ سے سرفراز و شاد کام ہوا۔

بیشمار منصبدار واحدی و سوار اس سر رشتے کی خدمت پر مامور ہو کر ممتاز و معزز ہوئے۔

پیادوں کی تنخواہ ایک ہزار دو سو دام سے زیادہ اور چھ سو دام سے کم نہیں ہے۔

آئین (۳۶)

قورخانہ یعنی سلاح خانہ

قورخانے سے خانہ آبادی کا مرتبہ بلند ہوتا ہے اور لشکر آرائی کے تمام فرائض بخوبی انجام پاتے ہیں۔ اسی سررشتے کی وجہ سے دُنیا فتنہ وفساد کے غبار سے پاک وصاف ہو کر آباد و معمور ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بادشاہ مرتبہ شناس کو اس سررشتے پر بیحد توجہ ہے۔ اور اس محکمے کی آرائش اور اُس کی زیب و زینت میں نہایت غائر و انجام بین نگاہ سے کام لیتے ہیں۔

قبلۂ عالم کی جدت طراز طبیعت نے نئے نئے اسلحے ایجاد فرمائے اور تنہا زرہی و اسلحہ سازی کے کاروبار میں رونق پیدا ہوئی۔

اسلحہ کی مضبوطی کا یہ عالم ہے کہ قبلۂ عالم کے حضور میں ایک جوشن پر گولی ماری گئی، بندوق کی قوت کے باوجود بھی گولی کی ضرب سے جوشن ذرّہ برابر بھی نہ دبا اور نہ پچکا۔

اس قدر ہتھیار کارخانۂ شاہی میں ہر وقت ہمیشہ رہتے ہیں کہ آسانی کے ساتھ تمام پیادوں اور سواروں کو کافی ہو جاتے ہیں۔ جہاں پناہ کی دور بینی نے تجارت پیشہ افراد کی آسانی کے لئے ہر ہتھیار کی قیمت

قرار دی گئی اور ان قیمتوں پر کامل نگہداشت فرمائی۔

قبلۂ عالم نے خاصے کے ہتھیاروں کے نام و مراتب مقرر فرمائے ہیں۔

تلواروں میں تیس شمشیریں خاصے کی مخصوص کر دی گئی ہیں ہر روز ایک شمشیر حرم سرائے اقبال میں جاتی ہے اور اُس سے پیشتر کی تلوار باہر واپس کر دی جاتی ہے۔

بیرون حرم سرا کے ملازمین واپس کردہ شمشیر کو نوبت بہ نوبت جمع کرتے جاتے ہیں

ان کے علاوہ چالیس دوسری تلواریں محفوظ رکھی جاتی ہیں جن کو کوتل کہتے ہیں۔ جب خاصے کی تلواروں میں عطیات و دیگر وجوہات سے کمی ہو جاتی ہے اور صرف بارہ تلواریں رہ جاتی ہیں تو کوتل سے خاصے کی خانہ پُری کر دی جاتی ہے۔ بارہ یک ہندی تلواریں ہفتے کے لئے مخصوص ہیں۔ ایک ہفتے کے بعد ہر تلوار کی نوبت آتی ہے۔

چالیس جمدھر اور چالیس کھپوے بھی خاصے کے لئے مخصوص ہیں۔ اور ایک ایک ہفتے کے بعد بدلے جاتے ہیں۔ ان میں سے بھی ہر ایک تیس تیس کی عدد میں کوتل قرار دئے گئے ہیں تلوار کی طرح ان کا بھی عملدرآمد ہوتا ہے۔ آٹھ چاقو اور بیس نیزے اور بیس برچھے بھی خاصے کے لئے مخصوص ہیں جو ہر ماہ بدلے جاتے ہیں۔ چھیاسی مشہدی و سدائی و دیگر اقسام کی چوبیس کمانیں ماہانہ انتظام کے لئے مخصوص ہیں۔ ہر ماہ دو کمانوں سے کام لیا جاتا ہے اور کارگزاری کے بعد واپس کی جاتی ہیں۔ ہر ماہ دو تلواروں کے حساب سے ہر سال چوبیس شمشیریں بازگشت ہوتی ہیں۔

ہفتے کے لئے تیس کمانیں جداگانہ خاص کر دی گئی ہیں۔ ہر ہفتے ایک کمان واپس کی جاتی ہے۔

بتیس کمانیں شمسی ماہ کے لئے مخصوص ہیں۔

اسی طرح ہر ہتھیار کے مراتب و مدارج مقرر کئے گئے ہیں۔

سواری کے وقت اور دربار عام میں امیرزادے، منصبدار اور احدیاں (قور) ہتھیاروں کو ہاتھ میں لیتے اور کاندھوں پر رکھتے ہیں۔

چار چار ترکش وکمان وشمشیر و سپر چار چار سپاہی اُٹھاتے ہیں۔

ان کے علاوہ نیزے، برچھے، تبر، زاغنول (تبر دستہ دار) پیازی (گرز کی ایک قسم) گیتیں (گیتی) کمان گردیہ (کمان غلولہ اندازی، غلیل) اور کتک (چوب دست، لاٹھی) نہایت ترتیب وضابطہ کے ساتھ ہاتھ میں لیئے اور کاندھوں پر اُٹھائے جاتے ہیں۔

اونٹوں اور گھوڑوں کی بیشمار قطاریں ہر قسم و نوع کے ہتھیار سے لدی ہوئی تیار و مستعد رہتی ہیں اور اسی طرح لاتعداد چندیں و بختی (اونٹوں کی قسم ہے) وغیرہ سفر میں ہتھیاروں کی باربرداری کے لئے مہیا و موجود رہتے ہیں۔

بارگاہ شاہی میں امراء درباری اصحاب قور کے مقابل مودّب استادہ رہتے ہیں اور سواری کے وقت عقب میں چلتے ہیں۔

ان کے علاوہ خاصے کے آراستہ ہاتھی واونٹ وبہل ونقارے وعلم وکوکبے ودیگر سامان شکوہ وعظمت قور کے ہمراہ رہتے ہیں۔

جفاکش وچالاک یساول اہتمام وانتظام کرتے ہیں اور میر بخشی اُن کو مدد دیتے ہیں۔

شکارگاہ میں تیز رفتار پیادے ہمراہ رہتے ہیں اور اکثر پیادے سامان واسباب بھی اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔

اختصار کو مدّنظر رکھ کر اس سررشتے کے اسلحے کا مجمل حال جدول میں درج کیا جاتا ہے۔ چند ہتھیاروں کی کیفیت تصویر کشی کر کے واضح کردی گئی۔

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
سانگت	چار آنے سے ڈیڑھ روپے تک	۴ر تا عـــصہ ۸ر
سینٹھی	چار آنے سے ایک روپے تک	۴ر تا عـــصہ
سِیلڑہ	دس دام سے بارہ آنے تک	۴ر تا ۱۲ر
گُرز	چار آنے سے پانچ روپے تک	۴ر تا صہ ر
شش پر	نصف روپے سے تین مُہر تک	۸ر تا ہی عـــہ
گُپتین	ایک روپے سے تین روپے تک	عـــصہ تا سے
تبر	چار آنے سے دو مُہر تک	۴ر تا مہ عـــہ
پیازی	نصف روپے سے پانچ روپے تک	۸ر تا صہ ر
زاغنول	نصف روپے سے ایک مُہر تک	۸ر تا لعہ
چکر بسوکہ	ایک روپے سے چھ روپے تک	عـــصہ تا سے
تیر زاغنول	ایک روپے سے چار روپے تک	عـــصہ تا للعہ
ترنگالہ	چار آنے سے دو روپے تک	۴ر تا عـــلہ
کارد	دو دام سے دو مُہر تک	۱۰ پائی تک تا مہ عـــہ
گپتی کارد	تین روپے سے ڈیڑھ مُہر تک	سے تا سہ عـــہ ۸ر
قیچی کارد	....	....
چاقو	دو دام سے چار آنے تک	۱۰ پائی تک تا ۴ر
کروہ کمان	دو دام سے ایک روپے تک	۱۰ پائی تک تا عـــصہ
کمندہ	پانچ دام سے تین روپے تک	۲ر تا سے
تفنگ دھان	دس دام سے دو روپے تک	۴ر تا عـــلہ
پشت خار	دو دام سے نصف روپے تک	۱۰ پائی تک تا ۸ر
شصت آویز	دو دام سے ایک روپے تک	۱۰ پائی تک تا عـــصہ
گرہ کشا	ایک دام سے چار آنے تک	۵ پائی تک تا ۴ر
خار ماہی	ایک روپے سے پانچ روپے تک	عـــصہ تا صہ ر

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
زاگ	ایک روپے سے دس مُہر تک	عـــہ تا لعـــہ
کنٹۂ سُو بھا	ایک روپے سے دس روپے تک	عـــہ تا عـــہ
موزۂ آہنی	آٹھ آنے سے دس روپے تک	۸/ تا عـــہ
کچم	پچاس روپے سے نوسو روپے تک	صـــہ تا [illegible]
ارتک کچم	چار روپے سے سات مُہر تک	للعہ تا [illegible]
قشقہ	ایک روپے سے ڈھائی مُہر تک	عـــہ تا [illegible]
گردنی	ایک روپے سے ایک مُہر تک	عـــہ تا لعہ ۸/
چہل قد	پانچ روپے سے پچیس روپے تک	صہ تا [illegible]
بندوق	نصف روپے سے ایک مہر تک	۸/ تا لعہ
بان	ڈھائی روپے سے چار روپے تک	[illegible] ۸/ تا للعہ
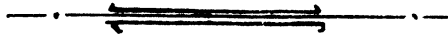
آئین (۳۷)
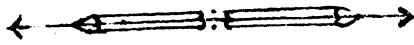
توپ
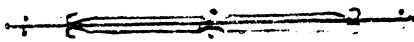
یہ دیو پیکر آلہ ضرب جہانبانی کے قصر کا حیرت انگیز قفل اور کشور کشائی کے دروازے کی دل کشا کنجی ہے۔ فرمانروائی کا یہ فتح انگیز ہتھیار جس قدر کثرت سے عہد معدلت میں پایا جاتا ہے شاید ملک روم میں بھی دستیاب نہ ہو سکے۔

بعض توپیں اس قدر بڑی ہیں کہ ہر توپ بارہ من کا گولا سر کر سکتی ہے جس کو کئی ہاتھی اور ہزاروں گائے بیل اُسے کھینچتے ہیں۔ بادشاہ کشور کشا اس سر رشتے کے انتظام کو اہم مقصد خیال فرماتے ہیں اور توپ سازی پر خاص توجّہ سے جہاں پناہ نے اس محکمے میں جفاکش داروغہ اور دور اندیش منشی مقرّر فرما کر سر رشتے کا معقول انتظام فرمایا ہے۔

قبلۂ عالم نے طرح طرح کی نئی توپیں ایجاد فرمائیں جس نے تمام عالم کو حیرت و استعجاب میں مبتلا کر دیا۔

بادشاہ کارآگاہ نے ایک توپ ایسی ایجاد کی کہ سفر میں اُس کے اجزا علیحدہ کر لئے جاتے ہیں اور آسانی کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام پر لے جائے جاتے ہیں اور سر کرتے وقت تمام حصّے اس خوبی کے ساتھ جوڑ دئیے جاتے ہیں کہ گولہ اندازی میں مطلق فرق نہیں آتا۔

جہاں پناہ نے سترہ توپوں کو باہم ایسا مرتبط کر دیا ہے کہ ایک ہی فتیلے سے تمام توپیں سر ہو جاتی ہیں۔ ایک توپ ایسی ایجاد فرمائی جس کو ایک ہاتھی آسانی کے ساتھ کھینچ سکے اور اس توپ کو گج نال کے نام سے موسوم کیا۔

دوسری توپ ایسی تیار کی گئی کہ ایک شخص اُس کو آسانی سے اُٹھا کر بے تکلّف چل سکتا ہے۔ یہ توپ ترنال کے نام سے موسوم ہوئی۔

قبلۂ عالم نے توپیں تمام ممالک محروسہ میں تقسیم فرمائیں اور ہر صوبے میں ضروریات کے لحاظ سے اُن کا ذخیرہ فراہم کیا گیا۔ ان کے علاوہ برّی و بحری جنگ آزمائی کی توپیں جو سفر میں فتحمند فوج کے ساتھ رہتی ہیں جدا اور مخصوص کر دی گئیں۔ ان میں سے ہر ایک کی تعداد بیشمار ہے۔

ہنرمند اُستاد نئی نئی توپیں تیار کرتے رہتے ہیں، خاصکر گج نال و ترنال کی ساخت ہر وقت اور بکثرت جاری ہے۔

امرا و احدی اس اہم سر رشتے میں ماہانہ تنخواہ پر مقرر ہیں۔

پیادے کی تنخواہ چار سو دام سے زائد اور سو دام سے کم نہیں ہے۔
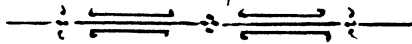
آئین (۳۸)

بندوق

قبلۂ عالم کو اس ہتھیار سے بیحد شوق ہے۔ جہاں پناہ بندوق کے تیار کرنے اور اُس سے نشانہ لگانے میں یکتائے روزگار ہیں۔

جہاں پناہ نے ایسی بندوقیں تیار کرائی ہیں جن کو بارود سے لبالب بھر کر بھی چلاتے ہیں تو بھی نہیں پھٹتیں۔

پیشتر بندوق کو ایک ربع سے زائد نہیں بھر سکتے تھے اور نیز یہ کہ ہتوڑے اور نہائی سے لوہے کے پتروں کو چوڑا کر کے پتروں کے سروں کو باہم جوڑ دیتے تھے۔

بعض بندوقوں کے سرے باہم ملائے نہیں جاتے بلکہ ایک جانب سرا آگے بڑھا رہتا تھا۔ اس میں نقصان کا اندیشہ تھا۔ خاصکر پہلی صورت میں زیادہ گزند پہنچ جاتا تھا۔

قبلۂ عالم نے اس کی ساخت کا بہترین طریقہ اختیار فرمایا۔ لوہے کی کوفتہ چادر کو تہ بہ تہ کر کے اس کو پیچکش سے اس طریقے پر موڑا کہ ہر پیچ میں چادر بڑھتی گئی۔ ان تینوں کو باہم بالکل نہیں ملایا بلکہ تہیں ایک کے اوپر دوسری رکھی گئیں جن کو آگ سے نرم کرتے گئے۔ لوہے کے پتروں کو آگ میں

گرم کرکے ان میں ایک کیل اس طرح ٹھونکی کہ سوراخ ہو گیا۔ تین یا چار ایسی تہیں بڑی بندوق کی ساخت کے لئے درکار ہوتی ہیں۔ چھوٹی بندوقوں میں اس طرح کی دو تہیں کافی سمجھی جاتی ہیں۔

بڑی بندوق دو گز کی اور چھوٹی سوا گز کی بنائی گئیں جس کو دماتک کے نام سے موسوم کیا گیا۔

اس کا دستہ بھی مختلف قسم کا تیار کیا جاتا ہے۔

جہاں پناہ کی ہنر نوازی سے ایسی بندوقیں بھی تیار کی گئیں جو بغیر فتیلے کے صرف ماشے کو جنبش دینے سے آگ پکڑ لیتی ہیں اور چل جاتی ہیں۔

بیشتر گولیاں ایسی بنائی گئیں جو تلوار کا کام انجام دیتی ہیں۔

بادشاہ کی قدر نوازی و خرد آموزی نے بیشمار ہنرمند اُستاد پیدا کر دئے جن میں اُستاد کبیر اور حسین آہنگر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قاعدہ ہے کہ لوہا آگ میں پختہ کرنے سے تقریباً نصف کم ہو جاتا ہے۔

بندوق کی نلی کی درازی مکمل ہونے کے بعد قبل اس کے کہ چادر کی تہیں کی جائیں (یعنی ترچھا زیریں حصہ مکمل ہو) بندوق کے مدارج اُن پر نقش کر کے نمبر شمار کا ہندسہ بھی بنا دیتے ہیں۔ اس حالت پر پہنچ کر بندوق ڈول کہلاتی ہے۔

ان مراحل کے طے ہونے کے بعد بندوق نامکمل حالت میں جہاں پناہ کے ملاحظے میں پیش کی جاتی ہے اور ترتیب وار قصر شاہی کے ملازمین کے حوالے کر دی جاتی ہے، اور پھر اسی ترتیب سے بندوقیں طرفان کے لئے بھی باہر لائی جاتی ہیں۔ اس وقت گولی کا وزن مقرر ہوتا ہے اور ترچھا زیریں حصہ تیار کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

بڑی بندوقوں کی گولیاں وزن میں پچیس ٹانک سے زائد نہیں ہوتیں، اور چھوٹی بندوق کی گولیاں پندرہ ٹانک تک بنائی جاتی ہیں۔

اوّل قسم کی بندوقوں کو سوا قبلۂ عالم کے اور کوئی فرد سر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

یرغو کی انجام پذیری کے بعد (یعنی نلی کی صفائی و مصقلے کاری کے بعد بندوق بار دوم قصرشاہی میں واپس کر دی جاتی ہے۔
بندوقیں ترتیب کے ساتھ محل شاہی میں رکھی اور اسی طریقے پر باہر نکالی جاتی ہیں۔
اس کے بعد حکم شاہی کے مطابق بندوقوں میں ترچھا زیرین حصہ نصب کر کے ایک کہنہ دستہ اُس میں لگایا جاتا ہے۔ نلی کا ایک تہائی چھرّے اور گولیوں سے بھر کر بندوق چھڑائی جاتی ہے۔ اگر بندوق سے گولی چھن کر نہ گری تو ہتھیار مکمل و بہترین سمجھا جاتا ہے۔
ان مراحل کے بعد بندوق بار دگر حضور میں پیش ہوتی ہے اور قبلۂ عالم نلی کے دہانے کی تکمیل کا حکم صادر فرماتے ہیں۔
ہتھیار میں اسی طریقے پر دستہ لگا کر امتحان کرتے ہیں۔ اگر گولی کی رفتار میں کمی ہوتی ہے تو بندوق کے اندر ایک لکڑی ڈال کر نلی کو سیدھا کرتے ہیں اور جہاں پناہ کے حضور میں بندوق سوہان گر کے سپرد کی جاتی ہے۔ سوہان گر بندوق کے بیرونی حصے کو حضرت کی فرمائش کے مطابق تراشتا اور تیار کرتا ہے۔
اس کے بعد بندوق پھر قبلۂ عالم کے حضور میں پیش ہوتی ہے اور بندوق کی لکڑی اور دستے کی نوعیت کا قرار داد ہوتا ہے۔ اس موقع پر چند امور نقش کیے جاتے ہیں۔
پختہ اور خام وزن جو پیشتر لکھا گیا تھا اور اب زنگ آلود ہو گیا ہے۔
جائے پیدائش آہن، نام آہنگر، جائے ساخت، سال و ماہ و ہندسہ۔
بعض اوقات بغیر لحاظ کسی خاص حکم کے ایک نامکمل بندوق کی حسب الحکم تکمیل کی جاتی ہے، یعنی زیریں حصہ نصب کر کے ملاحظے میں پیش کرتے ہیں اور جہاں پناہ ماشے کی راستی و گز و پُر گز کے درست کرنے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔ اگر تمام امور حسب الحکم انجام پا گئے ہیں تو بار دگر امتحان لینے کا حکم ہوتا ہے۔ اگر بندوق امتحان میں پوری اُتری تو اُس کو بار سوم

حرم سرائے شاہی میں روانہ کر دیتے ہیں اور اس موقع پر بندوق کو سادہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

اس بندوق کے ہمراہ پانچ گولیاں حرم سرا کے اندر روانہ کردی جاتی ہیں۔ قبلۂ عالم چار گولیاں خود داغتے ہیں اور پانچویں گولی کے ساتھ بندوق کو واپس فرماتے ہیں۔ اُس وقت نلی اور دستے کے رنگ کا تعین کیا جاتا ہے اور تو الوانوں میں دستے کے لئے ایک خاص رنگ مخصوص کر دیا جاتا ہے۔ سونے اور لاجورد کی زیادتی وکمی کی وجہ سے دستوں میں اختلاف وفرق پیدا ہو جاتا ہے۔ نلی پر صرف ایک ہی رنگ چڑھایا جاتا ہے اور اب بار چہارم بندوق رنگین کے نام سے حرم سرا میں داخل کی جاتی ہے۔ قبلۂ عالم اس مرتبہ بھی بندوق کو چار مرتبہ چھڑاتے ہیں اور پانچویں گولی کے ساتھ اُس کو واپس کر دیتے ہیں۔

جب دس رنگین بندوقیں تیار ہو جاتی ہیں تو حکم ہوتا ہے کہ نلیوں کے دونوں سرے طلائی کر دئے جائیں۔ حکم شاہی کی تعمیل کے بعد ہتھیار قاعدے کے مطابق حرم سرائے شاہی میں روانہ کر دیا جاتا ہے۔ دس بندوقوں کی تکمیل کے بعد ہتھیار چیلوں کے سپرد کئے جاتے ہیں۔

آئین (۳۹)
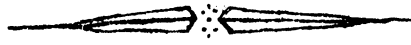
یرغو ساختن

(بندوقوں کو صاف کرنے کا آئین)

قدیم دستور تھا کہ جفاکش مزدور ہتھیار (آلات) کے ذریعے سے بہزار محنت و دقت بندوق کو کچھ صاف کر لیتے تھے۔ جہاں پناہ نے ایک چرخ ایسا ایجاد فرمایا کہ ایک بیل کی ایک گردش میں سولہ بندوقوں کی نلیاں قلیل مدت میں صاف ہو جاتی ہیں۔ ناظرین کی آگاہی کے لئے اس چرخ کی تصویر بنا دی گئی ہے۔

مراتب بندوق

بندوقیں جو سلح خانۂ شاہی میں موجود ہیں یا تو کارخانۂ خاصہ کی ساختہ ہیں یا خریدکردہ یا پیشکش۔ ہر قسم میں دراز و کوتاہ ہر قسم کی بندوقیں موجود ہیں۔
ان ہر دو اقسام میں بھی سادہ، رنگین و کوفت کار تینوں طرح کے ہتھیار بکثرت ہیں۔
ہزارہا بندوقوں میں سے قبلۂ عالم نے ایک سو پانچ بندوقیں خاصے کی مخصوص کر لی ہیں۔
بارہ بندوقیں دوازدہ ماہ کے لئے علیحدہ کر لی گئی ہیں۔ ہر بندوق ایک ماہ تک کام دیتی ہے۔ دوسرے ماہ کے آغاز پر دوسری بندوق استعمال میں آتی ہے۔ اسی طرح گیارہ ماہ کے بعد ایک بندوق کی بار دگر باری آتی ہے۔
تیس ۳۰ بندوقیں ہفتوں کے لئے خاص ہیں۔ سات روز کے بعد دوسری کی نوبت آتی ہے۔
بتیس ۳۲ بندوقیں شمسی ماہ کے ساتھ خاص ہیں۔ ہر روز ایک بندوق کام میں لائی جاتی ہے۔
اکتیس ۳۱ کوتل رہتی ہیں اور بعض اوقات اٹھائیس ۲۸۔
جس وقت اولین یا استعمالی بندوقیں از کار رفتہ ہو جاتی ہیں تو کوتل سے اُس کی خانہ پُری کی جاتی ہے۔
بندوقوں کی تقدیم و تاخیر کی ترتیب حسب ذیل ہے۔
ماہ، ہفتہ، ایام، کوتل، سادہ، رنگین، کوفت کار، جو ملازم کے حوالے نہ کی گئی ہو، کوفت کار حوالہ شدہ دراز و چیدہ پیشکش یا خریدہ، دانک چیدہ پیشکش یا خریدہ، چیدہ چیدہ از ہر دو۔
جہاں پناہ نے خاصے کی بندوقوں کے سات حصے کر دئے ہیں۔
پندرہ پندرہ بندوقوں کا ایک کشک ہے، جن کو بندوق انداز ہمیشہ

مہیّا و تیّار رکھتے ہیں۔ ان کی ترتیب و تعداد استعمال حسب ذیل ہے۔
بروز یکشنبہ دو از اوّل، چہار از دوم، پنج از سوم، چہار از چہارم۔
دوشنبہ، سہ شنبہ و چہار شنبہ۔ کی ترتیب یکشنبے کے مطابق ہے۔
پنجشنبہ اوّل و دوم، سابقہ تعداد سوم تین، چہارم پانچ۔
جمعہ اوّل ایک، دوم پانچ، سوم چار، چہارم پانچ۔
خاصے کی خارج کردہ بندوقوں کی خانہ پُری کے لئے بادشاہ نے
پانچ مراتب اور مقرّر فرمائے ہیں

نیم کوتل چودہ، پاؤ کوتل سات، نیم پاؤ ۱/۸ چار، ۱/۱۶ کوتل دو اور ۱/۳۲ کوتل ایک۔
کوتل کی بندوق خارج ہونے کے بعد نیم کوتل سے خانہ پُری
کی جاتی ہے اور اسی طرح ایک دوسری کی قائم مقام ہوتی ہے۔
آخرین قسم کی خارج شدہ بندوق کی بہترین خرید کردہ بندوقوں سے
خانہ پُری کرتے ہیں۔
ایک سو ایک بندوقیں ہمیشہ قصر شاہی میں موجود رہتی ہیں جن کی
ترتیب و سپردگی کی تفصیل مندرج ذیل ہے۔
غرّۂ ماہ الٰہی کو گیارہ بندوقیں شبستان اقبال کے ملازمین کے سپرد
کی جاتی ہیں۔ ان میں ایک ایک بندوق ماہ، ہفتہ، ایّام، کوتل، سادہ، رنگین،
کوفت کار ناسپردہ، کوفت کار حوالہ کردہ، دراز چیدہ، دانک چیدہ اور چیدہ چیدہ
یعنی گیارہ اقسام کی ہوتی ہیں۔
دوسرے روز سوا بندوق ماہ کے اُسی ترتیب سے ہتھیار حوالے
کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ دس روز برابر اسی تعداد میں بندوقیں خلوت کدے میں
روانہ کی جاتی ہیں۔
قبلۂ عالم خود اکثر بندوقوں کو چھڑاتے ہیں۔
جب ہر بندوق سر کرلی جاتی ہے تو بار دیگر شروع سے ابتدا
کی جاتی ہے اور جب چار مرتبہ بندوق چھڑائی جاتی ہے تو حرم سرا کے باہر
واپس کردی جاتی ہے اور واپس شدہ ہتھیار کی ترتیب وار اسی قسم کی بندوق سے

خانہ پُری کی جاتی ہے۔

ماہ نو کے آغاز پر ماہ گزشتہ کی غیر استعمالی بندوقیں آخری قرار پاتی ہیں اور ماہ رواں کے ہتھیار نمبر شمار کے حساب سے اوّل ہو جاتے ہیں۔

قاعدہ ہے کہ تبکچی خاصے کے ہتھیاروں کے شکار کی تعداد کو لکھتے جاتے ہیں۔ چنانچہ قبلۂ عالم نے خاصے کی بہترین بندوق سے جو سنگرام کے نام سے مشہور اور فروردین ماہ کے لئے مخصوص ہے ایک ہزار انتیس جانور شکار کئے ہیں۔

آئین (۴۰)

ماہوارہ بندوقچی
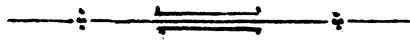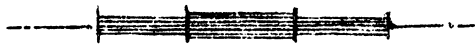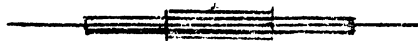
قبلۂ عالم نے میرزھے کی تنخواہ کے چار مراتب قرار دئیے ہیں جو مندرج ذیل ہیں۔

اوّل۔ تین سو دام۔
دوم۔ دو سو اسّی دام۔
سوم۔ دو سو ستّر دام۔
چہارم۔ دو سو ساٹھ دام۔

دیگر ملازمین کے پانچ مراتب ہیں اور ہر مرتبے کے تین مدارج ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اوّل اوّل۔ دو سو پچاس دام۔
دوم اوّل۔ دو سو چالیس دام۔
سوم اوّل۔ دو سو تیس دام۔
اوّل دوم۔ دو سو بیس دام۔
اوسط۔ دو سو دس دام۔
ادنیٰ۔ دو سو دام۔

اوّل سوم۔ ایک سو نوّے دام۔
اوسط دوم۔ ایک سو اسّی دام۔
ادنیٰ سوم۔ ایک سو ستّر دام۔
اوّل چہارم۔ ایک سو ساٹھ دام۔
اوسط یا میانہ۔ ایک سو پچاس دام۔
ادنیٰ۔ ایک سو چالیس دام۔
اوّل پنجم۔ ایک سو تیس دام۔
اوسط۔ ایک سو بیس دام۔
ادنیٰ۔ ایک سو دس دام۔

آئین (۱۴)
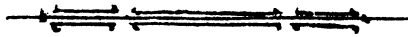
فیل خانہ

یہ عجیب و غریب جانور تنومندی میں پہاڑ اور دلیری و جانبازی میں شیر ہے۔ کشور کشائی میں مالک کے لئے عظیم الشان طاقت اور اضافۂ شان و شوکت کا ذریعہ ہے۔ سپاہ و مُلک کی آبادی کا محافظ اور حفاظتِ مُلک و فوج کی بہترین سند ہے۔

ہندی ماہرین میدان جنگ میں بہترین ہاتھی کو پانچ سو سواروں کے برابر خیال کرتے ہیں۔

تیرانداز بہادروں کے ہمراہ ایک ہاتھی ہزار سواروں کا کام کرتا ہے۔

تُند خوئی اور سبک خرامی میں تازی گھوڑے کا جواب ہے اور اور اطاعت پذیری و رموز دانی میں انسان کی طرح ہوشمند و دانا ہے۔

شورش مستی اور انتقام کشی میں انسان سے زیادہ کینہ ور ہے۔ مادہ کو باوجود اس کے کہ وہ اُس کی گرفتاری کا باعث ہوتی ہے کبھی نقصان نہیں پہنچاتا۔

نو عمر ہاتھیوں سے جنگ آزمائی نہیں کرتا اور اُن کے نقصان رسانی کے درپے نہیں ہوتا۔

جانور کی حق شناسی کا یہ عالم ہے کہ اپنے خدمتگزار کو آزار نہیں پہنچاتا۔

اُس کی عادت ہے کہ ہمیشہ خاک اُڑاتا ہے لیکن سواری میں اس حرکت سے باز رہتا ہے۔

حکایت ہے کہ ایک ہاتھی مستی کے عالم میں اپنے حریف سے جنگ آزمائی کر رہا تھا، ایک چھوٹا بچہ اُس کے پاؤں کے قریب پہنچ گیا۔ ہاتھی نے اُس خُرد سال کے ساتھ محبت کا برتاؤ کیا اور سونڈ سے اُٹھا کر اُس کو الگ رکھ دیا اور بار دگر لڑائی میں مشغول ہوا۔

مستی کے زمانے میں جب قید سے آزاد ہو کر خود سری کا ہنگامہ برپا کرتا ہے تو کسی شخص کی یہ مجال نہیں کہ اُس کے قریب جا سکے۔

اس عالم میں صاحب ہمت کارکُن مادۂ فیل پر سوار ہو کر اُس کے نزدیک جاتا ہے اور اس کے پاؤں میں زنجیر ڈال کر گرفتار کر لیتا ہے۔

مادہ کا یہ عالم ہے کہ اپنے بچّے کے سوگ میں خور و نوش ترک کر دیتی ہے بلکہ بعض اوقات غم و الم میں خود بھی فنا ہو جاتی ہے۔

یہ جانور طرح طرح کے قواعد کو سیکھتا اور اُن پر کاربند ہوتا ہے اور وہ اُصول جن کو بجز موسیقی داں کے دوسرا شخص سمجھ نہیں سکتا، یاد کر لیتا ہے اور اعضائے بدن کو اُنھیں اصول کے مطابق حرکت دیتا اور ہر قسم کے اشارے کرتا ہے۔

یہ جانور کمان کشی و گولہ اندازی بخوبی سیکھ لیتا ہے اور اُفتادہ شے کو اُٹھا کر فیلبان کو دے دینے کی عادت جلد اختیار کر لیتا ہے۔ یہ قاعدہ ہے کہ اناج کا دانہ گھاس میں لپیٹ کر ہاتھی کو دیا جاتا ہے۔ جانور فیلبان کے اشارے سے دانے کو گوشۂ دہن میں محفوظ رکھتا ہے اور تنہائی میں دانہ مُنھ سے نکال کر پاسبان کو دے دیتا ہے۔

پستان و زادن گاہ کے اعتبار سے مادۂ فیل انسان سے مشابہ ہے۔ اس کی زبان طوطے کی سی طرح گول ہوتی ہے اور نیز جانور کے بیضے بظاہر نظر نہیں آتی۔

پیٹ کے اندر سے پانی سونڈ کے ذریعے سے نکالتا ہے اور اپنے اوپر چھڑکتا ہے۔ پانی میں بدبو نہیں ہوتی۔ خوردہ گھانس دوسرے روز شکم سے نکالتا ہے لیکن گھاس میں فرق نہیں آتا۔

اس جانور کی قیمت ایک لاکھ روپے سے پانچ سو تک مقرر ہے۔ پنج ہزاری ہاتھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ دہ ہزاری فیل بھی گاہ گاہ دستیاب ہو جاتا ہے۔

ہاتھی کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) بھدر۔ اس کے اعضائے بدن مناسب ہوتے ہیں۔ بلند سر کشادہ سینہ و دراز گوش ہوتا ہے۔ دُم لمبی ہوتی ہے اور جانور دلیر و محنتی ہوتا ہے۔

اس کی پیشانی سے ایک مُہرہ بڑے موتی کی شکل و وضع کا نکالا جاتا ہے۔ اس مُہرے کو گج مانک کہتے ہیں جس میں عجیب و غریب خواص بیان کئے جاتے ہیں۔

(۲) مند۔ اس قسم کا جانور سیاہ فام و زرد چشم و بزرگ شکم ہوتا ہے۔ اس کا آلۂ تناسل دراز ہوتا ہے اور جانور بیحد شوخ و ناہنجار ہے۔

(۳) مرگ۔ سفید اندام خالدار (سفید جس پر سیاہ چتیاں ہوں) ہوتا ہے۔ اس کی آنکھوں کا رنگ سرخی و زردی و سیاہی و سفیدی کی آمیزش کا ایک مجموعہ ہوتا ہے۔

(۴) مر۔ اس جانور کا سر چھوٹا ہوتا ہے اور آسانی کے ساتھ فرماں پذیر ہو جاتا ہے۔ بادل کی گرج سے بیحد ڈرتا ہے۔

اقسام مذکورۂ بالا کے علاوہ مختلف قسموں کے جوڑا کھانے سے انواع و اقسام کے جانور پیدا ہوتے ہیں جن کے جداگانہ نام ہیں اور ہر قسم کے خواص علیحدہ ہیں۔

جانور کا رنگ تین قسم کا ہوتا ہے۔ سفید، سیاہ و گندم گوں۔

ست رج تم کے اعتبار سے بھی اس جانور کی تین قسمیں ہیں۔

اس فقرے کی تشریح بعد میں کی جائے گی۔

(۱) فراواں ست (جس میں صفت ست غالب ہو) یہ جانور بیحد ہوشیار، متناسب اعضا، نیک منظر و میانہ قد و کم خوراک ہوتا ہے۔ یہ جلد مطیع ہو جاتا ہے اور مادہ کی کم خواہش کرتا ہے۔ اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔

(۲) بیش رج (جس میں رج غالب ہو) تیز نظر ہیبت ناک، بہادر، شوخ افعال، تند خو، بسیار خوار ہوتا ہے۔

(۳) افزول تم (جس جانور میں تم غالب ہو) خود سر و تباہ کار ہوتا ہے اور بیحد سونے اور کھانے والا ہے۔

مادہ اکثر اوقات اٹھارہ مہینے میں بچہ جنتی ہے تین مہینے نر و مادہ کا مادہ رحم میں آمیزش کھاتا ہے اور پارے کی طرح حرکت کرتا رہتا ہے۔ پانچویں مہینے مادے کی حرکت کم ہوتی ہے اور اُس میں کچھ قوام آتا ہے۔

ساتویں مہینے تک نطفہ بخوبی بستہ ہو جاتا ہے۔

نویں مہینے اُس میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے۔

گیارھویں ماہ جسم بنتا ہے۔

بارھویں مہینے رگ و ناخن و بال جسم پر ظاہر ہوتے ہیں

تیرھویں مہینے نر و مادگی کی علامات پیدا ہوتی ہیں۔

پندرھویں مہینے جان پڑتی ہے۔ اگر مادہ قوی ہوتی ہے تو نر پیدا ہوتا ہے ورنہ مادہ۔

سولھویں مہینے بچے میں ہوش و حواس پیدا ہوتے ہیں اور سترھویں مہینے شکم مادر سے باہر آنے کی کوشش کرتا ہے۔

اٹھارھویں مہینے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

بعض اشخاص کا بیان ہے کہ نطفہ پہلے ہی مہینے میں بستہ ہو جاتا ہے۔

دوسرے مہینے چشم و گوش و بینی و دہن و زبان نمودار ہو جاتے ہیں۔
تیسرے ماہ دیگر اعضا پیدا ہوتے ہیں۔
چوتھے مہینے بالیدگی و مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔
پانچویں مہینے جانور مکمل ہو جاتا ہے۔
چھٹے مہینے ہوش و حواس پیدا ہوتے ہیں
ساتویں مہینے شناسائی کی قوت آجاتی ہے۔
آٹھویں مہینے اسقاط کا اندیشہ ہوتا ہے۔
نویں، دسویں اور گیارھویں مہینوں میں جانور میں بالیدگی ہوتی ہے، بارھویں مہینے بچّہ پیدا ہوتا ہے۔

اگر نر کا نطفہ قوی ہے تو بچّہ نر پیدا ہوتا ہے اور اگر مادہ طاقتور ہے تو مولود مادہ پیدا ہوتا ہے اور اگر دونوں کی طاقت برابر ہوتی ہے تو بچّہ خنثیٰ پیدا ہوتا ہے۔

نر کا نطفہ رحم مادر میں جانب راست رہتا ہے۔ مادہ کا جانب چپ، اور خنثیٰ کا رحم کے درمیان میں۔

اکثر اوقات مادہ کی وہ مستی جس کے بعد وہ حاملہ ہوتی ہے، بارہ روز تک رہتی ہے۔ اس زمانے میں ایک قسم کا سرخ مادّہ اُس کی زادگاہ سے ٹپکتا رہتا ہے۔ اس حالت میں وہ عجیب و غریب حرکات کرتی ہے۔ پانی اور مٹی سے کھیلتی اور کان اور دُم کو اُٹھاتی ہے۔ ہر وقت نر کے پاس رہتی ہے اور اپنے کو قطعاً نر کی مرضی کے حوالے کر دیتی ہے، اُس سے جدا ہونا پسند نہیں کرتی۔

نر کے دانت پر اپنا سر رکھ کر کھڑی رہتی ہے اور اس حالت میں نر کے بول و براز کو سونگھتی اور اُس کے قریب دوسری مادہ کو آنے نہیں دیتی۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ نر کی ناتھاپائی سے عاجز ہو کر جوڑا کھانے پر تیّار نہیں ہوتی اور نر جبر کرتا ہے۔ دوسری مادہ اس کی آواز سُن کر قریب جاتی اور اُس کو نر کے پنجے سے نجات دلواتی ہے۔

قدیم زمانے میں خانگی طور پر ہاتھیوں کی نسل کو بڑھانے کا رواج نہ تھا اور اہلِ زمانہ اُس کو نامبارک خیال کرتے تھے۔ جہاں پناہ نے بہترین جانوروں کو پالا اور یہ شُبہ قلوب سے دور ہوا۔

اکثر اوقات مادہ ایک ہی بچّہ جنتی ہے لیکن بعض مرتبہ دو بچے بھی پیدا ہوتے ہیں۔

بچّہ پانچ سال تک دودھ پیتا ہے اور اس کے بعد قیدِ طفلی سے آزاد ہوتا ہے۔ اس زمانے میں بچّے کو بال کہتے ہیں۔

دَہ سالہ جانور کو پوت، بیست سالہ کو بِکّ اور سی سالہ کو کَلَبَہ کہتے ہیں۔

جانور ہر سِن میں جداگانہ حالتیں اختیار کرتا ہے اور ہر حال میں جداگانہ نام سے پکارا جاتا ہے۔

ساٹھ برس کے سن میں کرٹیل جوان ہوتا ہے اور ساٹھا تو پاٹھا کا مصداق ہو جاتا ہے۔ اُس وقت اُس کا سر گنبد کے دو ٹکڑوں کی مانند ہوتا ہے اور کان چھاج کی طرح کھلتے اور ہلتے رہتے ہیں۔

آنکھ کا رنگ اگر سفیدی، زردی، سیاہی اور سرخی ملا ہوا ہوتا ہے تو جانور شائستہ و خوب خیال کیا جاتا ہے۔ پیشانی ہموار ہوتی۔ اُس کی سطح پر شکن و گنبز نہیں ہوتے۔

ناک کی بجائے سونڈ ہوتی ہے لیکن اس قدر لانبی کہ زمین تک پہنچ جاتی ہے۔ جانور سونڈ سے غذا اُٹھا کر مُنہ میں ڈالتا ہے اور اسی سے پانی کھینچ کر مُنہ کے اندر لے جاتا ہے۔

ہاتھی کے کُل دانت اٹھارہ ہوتے ہیں۔ سولہ دانت منہ کے اندر ہوتے ہیں، آٹھ اوپر اور آٹھ نیچے اور دو دانت باہر نکلے رہتے ہیں۔

باہر کے دانت ایک گز یا اس سے زائد لانبے ہوتے ہیں۔

یہ دانت گول، آبدار، مضبوط اور سفید ہوتے ہیں۔

بعض اوقات بیرونی دانتوں کا رنگ سرخ بھی ہوتا ہے۔

دانت سید ہے اور کسی قدر اوپر کو اُٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔
بعض اشخاص کا بیان ہے کہ بیرونی دانت کبھی چار بھی برآمد ہوتے ہیں۔
ان دانتوں کو ضرورت و زیبائش کے لحاظ سے کاٹ بھی ڈالتے ہیں جو پھر بڑھ جاتے ہیں۔
اکثر ہاتھیوں کے دانت ہر سال اور بعض کے دوسرے یا تیسرے سال کاٹے جاتے ہیں۔
دہ سالہ و ہشتاد سالہ جانوروں کے دانت نہیں کاٹے جاتے۔
عمدہ و خوبتر جانور دس ہاتھ بلند اور نو ہاتھ دراز ہوتا ہے اور اور اس کے شکم اور پیٹھ کا دور بھی دس ہاتھ ہوتا ہے۔
مذکورۂ بالا جانور سے بھی بڑے ہاتھی کو اعلیٰ و خوبترین خیال کرتے ہیں۔
اگر جانور کے تو اعضا زمین تک پہنچ جائیں تو وہ بہترین ہاتھی خیال کیا جاتا ہے۔ یہ اعضا مندرج ذیل ہیں۔
چار ہاتھ و پاؤں، دو دانت، سونڈ، دُم و ذکر۔
ہاتھی کی پیشانی پر سفید تل بیحد مبارک خیال کئے جاتے ہیں۔ گردن کی فربہی جانور کے محاسن میں داخل ہے۔
کان کے اوپر اور اُن کے گرد بالوں کا بڑا ہونا جانور کی خوبیٔ نسل کا پتا دیتا ہے۔
اکثر ہاتھی موسم سرما میں اور بعض گرما و بارش کے موسم میں مستی پر آتے اور عجیب و غریب خوش فعلیاں کرتے ہیں۔
مکانات دھکا دے کر گراتے، سنگین دیواروں کو توڑتے اور سوار کو مع گھوڑے کے سونڈ میں لپیٹ لیتے ہیں۔
ہاتھیوں کی دلیری و سخت مزاجی میں بھی بیحد فرق ہوتا ہے۔
دونوں کنپٹیوں کے درمیان یا ایک ہی شقیقے سے ایک قسم کا سیاہ عرق ٹپکتا ہے، جس کو انسان قطعاً سونگھ نہیں سکتا۔
بعض اوقات یہ پسینہ سفید سرخی آمیز بھی ہوتا ہے۔ ماہرین فیل کا بیان ہے کہ

جانور کے ہر دو شقیقے میں بارہ سوراخ تک ہوتے ہیں ان سے ہی عرق ٹپکتا ہے۔
جو جانور کہ جلد ہوش میں آتا ہے اُس سے عرق بہت زیادہ ٹپکتا ہے اور جو دیر میں با ہوش ہوتا ہے اُس کے جسم سے قطرہ قطرہ عرق گرتا ہے۔ اس تراوش کے بعد جانور میں شورش پیدا ہوتی ہے۔ یہ حالت بجید خوشنما ہوتی ہے جس کو تفتی یا سرہری کہتے ہیں۔
اگر ایک ہی شقیقے کے قدرے بالائی حصے سے عرق ٹپکتا ہے تو جانور کو سینگا ڈھال کہتے ہیں اور اگر ہر سہ مقامات سے پسینہ جاری ہوتا ہے تو ہاتھی کو تل جور کے نام سے یاد کرتے ہیں
اس زمانے میں ہاتھی کو اکثر ذی حیات حیوانات وانسان سے مانوس رکھتے ہیں۔ انسان اور گھوڑے وغیرہ دیگر چوپائے اس کے قریب رہتے ہیں اور بعض ہاتھی ہر قسم کے جانوروں کے قریب رکھے جاتے ہیں۔ بھدّر میزان وعقرب میں، منتد بہار میں، مرگ قوس وجدی میں، اور مر ہر موسم میں مست ہوتے ہیں۔
فیلبان ہاتھیوں کو دوا کے ذریعے سے بھی مست کرتا ہے لیکن اس طرح جانور کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔
اکثر بہترین ہاتھی طبل جنگ کی آواز سے مست ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات شگفتہ خاطر ہونے سے بھی مستی طاری ہو جاتی ہے۔ چنانچہ خاصے کا گج ملک فیل طبل شاہی کی آواز سن کر مسرور ہوتا ہے اور اُس کے جسم سے مذکورۂ بالا عرق کی تراوش شروع ہو جاتی ہے۔ اکثر تیس سال کے ہاتھی اس طرح مست ہوتے ہیں لیکن بعض جانور پچیس سال کے سن میں مست ہو جاتے ہیں۔ بعض جانوروں پر سالہا سال مستی طاری رہتی ہے چنانچہ خاصے کے اکثر ہاتھی پانچ پانچ سال تک مستانہ وار جھوما کرتے ہیں۔ اکثر نر جانور ہی مست ہوا کرتے ہیں۔
نر مستی میں خاک افشانی کرتا اور مادہ کو تلاش کرتا ہے اور کیچڑ و پانی میں رہنا اور اسی حالت میں تا دیر قیام کرنا پسند کرتا ہے۔

مستی کے عالم میں جانور غضبناک رہتا ہے اور بیشمار انگڑائیاں لیتا اور کم سوتا ہے۔ یہ حالت اس درجہ ترقی کرتی ہے کہ غذا بالکل ترک کر دیتا ہے اور قید سے بیحد گھبراتا اور آزاد ہو کر گھومنا اور پھرنا بیحد پسند کرتا ہے۔

ہاتھی کی عمر طبیعی انسان کی طرح ایک سو بیس سال قرار دی گئی ہے۔

اس جانور کے بیشمار نام ہیں۔ ہستی، گج، پیل، ہاتھی وغیرہ۔

یہ جانور نبض شناس پاسبانوں کی دیکھ بھال سے عمدہ و بہترین جوہر قابلیت پیدا کرتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سَو روپے کی قیمت کا ہاتھی تربیت پاکر قلیل زمانے میں دس ہزار کو فروخت ہوتا ہے۔ ہندی حکمائے مذہب کا عقیدہ ہے کہ ہر ہشت جہات عالم میں ایک ایک قدسی نفس دیوتا فیل کے جسم میں دُنیا کی پاسبانی کرتا ہے۔

ان قدسی نژاد پاسبانوں کے متعلق عجیب و غریب داستانیں بیان کی جاتی ہیں۔

حکمائے ہند کہتے ہیں کہ مشرق کی جانب ایِرَاوَت، مشرق و جنوب کی سمت پُنڈَرِیک، جنوب میں بَامَن، جنوب و مغرب کے درمیان کُدْ، مغرب میں آنجَن، شمال و مغرب کے درمیان پُھشپَدَنْتْ، شمال میں سَارْبَھَہ بھُوم، شمال و مشرق کے درمیان سُپْرَتِیکْ نام فیل جسم دیوتا موجود اور پاسبان زمانہ ہے

اہل ہند حل مشکلات کے لیئے ان کے نام کی دعائیں پڑھتے اور ان کی تعریف و ثنا کر کے ان دیوتاؤں سے امداد طلب کرتے ہیں۔

حکمائے ہند لکھتے ہیں کہ دُنیا کے تمام ہاتھی انھی آٹھ دیوتاؤں کی نسل سے ہیں۔ چنانچہ سفید مُو جانور کو ایِرَاوت کی اولاد سمجھتے ہیں۔

اگر جانور بزرگ سر، دراز مُو، خشمناک و باہمت ہوتا ہے اور آنکھ کی پلکیں کھلی رکھ کر نظر کرتا ہے تو وہ دوسرے دیوتا کی نسل سے قرار پاتا ہے۔

جو ہاتھی خوش مزاج، دیدار رُو، سیاہ فام ہوتا ہے اور جس کی پیٹھ درمیان سے بلند ہوتی ہے، تیسرے دیوتا کی اولاد سمجھا جاتا ہے۔

بلند قامت، سرخ چشم سیہ و سرخی آمیز، شوخ و صاحب فہم و کوتاہ مُو کو چوتھے دیوتا کی اولاد سمجھتے ہیں۔

اگر جانور چمکیلا، سیاہ مو اور ایک دانت دوسرے سے بڑا اور سینہ و شکم سفید اور ہاتھ دراز وفربہ ہوں اور جسم مضبوط ہو تو یہ جانور پانچویں دیوتا کی اولاد خیال کیا جاتا ہے۔

مہیب جانور جس کی رگیں جسم کی کھال پر نمودار ہوں اور جس کا سر و پشت و گوش و خرطوم دراز ہو اُس کو چھٹے دیوتا کی اولاد سمجھتے ہیں۔

اگر جانور نازک بدن، سرخ چشم، دراز خرطوم ہو تو ساتویں دیوتا کی نسل سے خیال کیا جاتا ہے۔

اور اگر کوئی جانور ہر صفت مذکورۂ بالا صفات سے متصف ہو تو وہ آٹھویں یا سیان کی اولاد سے سمجھا جائے گا۔

حکمائے ہند نے جانور کی طبیعت اور اُس کے مزاج کے موافق بھی اُس کی آٹھ قسمیں بیان کی ہیں۔

(۱) اگر جانور کی کھال چین زدہ نہ ہو اور جانور تندرست و باوقار ہو، میدان جنگ میں حریف کے مقابلے سے منہ نہ موڑے، گوشت سے رغبت نہ کرے اور عمدہ خوراک کا شائق اور ہر وقت خوش رہے تو ایسے ہاتھی کو دیو مزاج کہتے ہیں۔

(۲) اگر جانور میں اپنی نوع کی تمام خوبیاں پائی جائیں اور فرائض سے آگاہ و واقف ہو اور نیز یہ کہ منہ، سر، کان، سونڈ، ہاتھ اور پاؤں اور دُم کو ہر وقت جنبش دیتا رہے اور بلا اشارے کے کسی شے کو نہ ستائے تو اُس جانور کو گندھرپ مزاج کہتے ہیں۔

(۳) اگر جانور غصہ ور ہو اور اشتہا کے وقت غذا کھائے اور پانی میں رہنا پسند کرے تو اُس کو برہمن مزاج کہتے ہیں۔

(۴) جو جانور کہ بیحد طاقتور، خوشحال، جنگ دوست و شوخ مزاج ہوتا ہے اُس کو کھتری مزاج کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

اگر سیت قد، فراموش کار، اپنے کام میں شوخ اور مالک کی خدمتگزاری میں سست، بدترین خوراک کا شائق اور ہر ہاتھی سے جنگ کرنے پر تیار ہو تو اس جانور کو شودر مزاج کہتے ہیں۔

(۶) اگر جانور کی مستی دیر پا ہو اور خود شعبدہ بازی و نقصان رسانی کا شائق و راہ کو فراموش کرنے والا ہو تو اُس کو مار مزاج کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

(۷) اگر ہاتھی کج رو اور گمراہ ہو اور ہر وقت اپنے کو مست ظاہر کرے تو اُس کو پشاچھ مزاج سمجھتے ہیں۔

(۸) اگر جانور زور آور اور تیز رَو مردم آزار و شب گرد ہو تو اُس کو راچھس مزاج سے یاد کرتے ہیں۔

اہل ہند نے ان خصائص میں ضخیم کتابیں لکھی ہیں اور جانور کی طرح طرح کی بیماری اور ہر قسم کی چارہ سازی کا ذکر کیا ہے۔

یہ جانور مندرجہ ذیل مقامات پر پایا جاتا ہے۔

صوبۂ آگرہ میں جنگل بیاوان و نروار میں براتک۔

صوبۂ الٰہ آباد میں حدود پنّہ و گھور اگھاٹ و رتن پور و نندن پور و سرگجہ اور بستر میں۔

صوبۂ مالوہ میں ہنڈیہ و اچھود و چندیری و سنتواس و بیجاگڑھ و رائسین و ہوشنگاباد و گڑھ و ہریاگڑھ میں۔

صوبۂ بہار میں رہتاس و جہارکھنڈ میں۔

صوبۂ بنگالہ میں اوڑیسہ اور ساتگاؤں (ہگلی) میں بکثرت ہاتھی پائے جاتے ہیں۔ پنّہ کے ہاتھی بہترین خیال کئے جاتے ہیں۔

ہاتھی کے گلّے کو ہندی میں تہن کہتے ہیں۔

گلّے جانوروں کی تعداد کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ایک گلّے میں ہزار ہاتھی ہوتے ہیں۔

یہ جانور جنگل میں بیحد ہوشیاری کے ساتھ رہتا ہے۔ جاڑے اور گرمی کے موسم میں سکونت کے لئے مناسب مقام مقرر کر لیتا ہے اور خوابگاہ کے

قرب وجوار کے درختوں کو توڑ کر گرا دیتا ہے۔
ہاتھی تفریح وخوش فعلی وغذا وآب کے لئے دور دراز مقامات کو منتخب کرتے اور وہاں جاتے ہیں۔ چلنے کی حالت میں ایک ہاتھی گروہ کے آگے آگے بطور قراولی کے چلتا رہتا ہے۔ یہ ہاتھی اکثر اوقات مادہ ہوتی ہے۔
جب یہ جانور سوتے ہیں تو چاروں طرف چار چار مادہ فیل کو پاسبانی کے لئے مقرر کر دیتے ہیں جو نوبت بہ نوبت محافظ کے فرائض انجام دیتی ہیں۔
بچّہ پیدا کرنے کے بعد ماں مولود کو تین چار روز سونڈ سے اُٹھا کر پیٹھ پر یا دانتوں پر بٹھاتی ہے۔
ہاتھی مادہ فیل کے لئے زچگی وبیماری کی حالت میں دوائیں تیّار کرتے ہیں اور خدمت کے لئے اُن کے گرد جمع ہوتے ہیں۔ جب ہاتھی گرفتار ہوتے ہیں تو مادہ جال کو توڑ دیتی ہے اور فیلبان کو نیچے اُتار لیتی ہے، جب فیل بچّہ دام میں گرفتار ہوتا ہے تو جانور کمیں گاہ میں چھپے رہتے ہیں اور رات کے وقت مقام قید پر آکر بچّے کو چھڑا لیتے ہیں اور گرفتار کرنے والے کو پامال کر کے ہلاک کر دیتے ہیں۔
قبلۂ عالم فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ جنگل میں ہاتھی کا ایک بچّہ کنویں میں گر پڑا۔ شب کے وقت میں نے اُس کو کنویں میں پڑا رہنے دیا صبح کو معلوم ہوا کہ دشتی ہاتھیوں نے کنویں کو لکڑی اور گھاس سے پاٹ کر بچّے کو نکال لیا۔
اور نیز یہ کہ ایک مادہ نے حیلے سے اپنی جان بچائی اور مردہ بن کر اس طرح زمین پر لیٹ گئی کہ گویا اُس میں مطلق جان نہیں ہے۔ میں اُس کو اُسی طرح زمین پر چھوڑ کر آگے بڑھ گیا، واپسی میں رات ہوگئی اور دیکھا کہ ہتھنی کا نام ونشان نہیں ہے۔
خاصے کا ایک ہاتھی ایار نام فیلبان کا دشمن ہوگیا اور ہر وقت اُس کی تاک میں رہتا تھا۔ ایک رات ہاتھی نے فیلبان کو سوتا ہوا پایا

جانور نے ایک بڑی لکڑی سے فیلبان کی پگڑی اُتاری اور اُس کے سر کے بالوں کو لکڑی میں لپیٹ کر کھینچا اور اُس کا کام تمام کر دیا۔

ہاتھی کی عقل و فہم کے متعلق بیشمار قصّے مشہور ہیں جو معرض تحریر میں نہیں آسکتے اور جس کوشش کر اُن کی صحت کا کم یقین ہوتا ہے فرمانروایان وقت اس جانور کو دل سے چاہتے ہیں اور ان کے فراہم کرنے میں بیحد سعی و کوشش کرتے ہیں، ان کے خدمتگزاروں کی قدر کرتے اور اُن کی شناخت کرنے والوں کو بلند مراتب عنایت کرتے ہیں۔ کمینہ مزاج و بد اصل افراد کو نامرادی حاصل کرنے کے سامان بہم پہنچ جاتے ہیں جو اس جانور کے ذریعے سے سیہ کاری کرتے اور ظلم و ستم ڈھاتے ہیں۔ قدیم حکمرانوں نے نہ تو ان سفلہ مزاج ظالموں کے افعال کا کوئی علاج کیا اور نہ اس جانور کے فراہم کرنے کی آرزو کو گوشۂ خاطر سے فراموش کیا۔ غرضیکہ اُن کی تمنا پوری نہ ہوئی اور دُنیا سے مایوسی کے عالم میں سفر کر گئے۔

قبلۂ عالم نے اپنی تائید یافتہ فطرت فرمانروائی سے باوجود کثرت کار و مشاغل اور نیز اس جانور کی کثرت کے فرومایہ غرور پسند افراد کو راہ سعادت کی رہنمائی کی اور بہترین قوانین وضع فرما کر دُنیا کو امن و امان کی برکات سے مستفید فرمایا۔

جہاں پناہ نے جانوروں کی مجموعی تعداد کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کر کے انصاف منش داروغگاں کے سپرد کیا اور چند ہاتھی خاصے کے مخصوص فرمائے۔

مراتب فیل

قبلۂ عالم نے اپنے فروغ عقل و دانش سے اس جانور کو سات قسموں میں تقسیم فرمایا جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

مست، شیرگیر، سادہ، منجھولا، کرہہ، پھندرکیہ اور موکل۔

جب جانور پر نشۂ جوانی چڑھتا ہے اور اُس کے قلب و دماغ میں سرور پیدا ہو کر جسم میں توانائی پیدا ہوتی ہے تو اُس کو مست کہتے ہیں۔

جو ہاتھی کہ پٹھا ہو اور وہ ایک بار علامات جوانی کو ظاہر کرے اور ہمیشہ

خوش فعلیاں کرتا ہے وہ شیر گیر کہلاتا ہے۔

تیسری قسم یعنی منجھولا وہ ہے جو شیر گیر کی حالت کے قریب پہنچ جائے۔

چوتھی قسم منجھولے سے بھی کم مرہاتھیوں کی سمجھی جاتی ہے۔

پانچویں قسم اُن جانوروں کی ہے جو قسم چہارم سے بھی کم ہوں۔

چھٹی قسم کے جانور قسم پنجم کے ہاتھیوں سے کچھ چھوٹے ہوتے ہیں۔

ساتویں قسم جانوروں کی وہ ہے جو سواری کے قابل نہ ہو۔

ہر قسم کے جانور تین صنف میں تقسیم کیے گئے ہیں، بزرگ، میانہ اور خُرد۔
اور آخر الذکر کی دس قسمیں جدا قرار پائیں۔

ہر صنف کی خوراک اُن کے جثّے اور حالات کے مطابق مقرر فرمائی گئی ہے۔
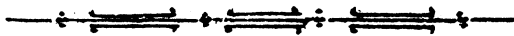
آئین (۴۲)
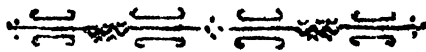
خوراک

قدیم زمانے میں جانور کی مرتبہ شناسی کا وجود نہ تھا اور خوراک کے معاملے میں بےحد بےعنوانیاں عمل میں لائی جاتی تھیں۔ قبلۂ عالم نے اس تاریکی کو دور فرمایا اور اہلِ عالم کی رفاہ پر توجہ فرماکر اپنی دوراندیشی سے کام فرمایا۔

جہاں پناہ نے بہترین و عجائب روزگار قوانین وضع فرمائے۔

مست بزرگ جانور کی خوراک دو من چوبیس سیر قرار پائی۔

مست میانہ کے لئے دو من انیس سیر
مست خرد دو من چودہ سیر
شیرگیر بزرگ، ایک من چونتیس سیر
شیرگیر میانہ، ایک من انیس سیر
شیرگیر خرد، ایک من چوبیس سیر
منجھولہ بزرگ، ایک من بائیس سیر
منجھولہ میانہ، ایک من بیس سیر
منجھولہ خرد ایک من اٹھارہ سیر
کرہہ بزرگ، ایک من چودہ سیر
کرہہ میانہ، ایک من نو سیر
کرہہ خرد، ایک من چار سیر
پھندرکیہ بزرگ، ایک من
پھندرکیہ میانہ، چھتیس سیر
پھندرکیہ خرد، تیس سیر
موکل بزرگ، چھبیس سیر
موکل میانہ، چوبیس سیر
موکل سوم، بائیس سیر
موکل چہارم، بیس سیر

موکل پنجم، اٹھارہ سیر
موکل ششم، سولہ سیر
موکل ہفتم، چودہ سیر
موکل ہشتم، بارہ سیر
موکل نہم، نو سیر
موکل دہم، آٹھ سیر

مادہ فیل، کلاں، میانہ، خرد و موکل چار قسموں میں تقسیم کی گئی۔
پہلی دو قسمیں تین شاخوں میں، تیسری قسم چار شاخوں میں اور چوتھی نو شاخوں میں تقسیم کی گئی۔
ان کی خوراک کی جدول حسب ذیل ہے۔

کلاں کلاں، ایک من بائیس سیر
کلاں میانہ، ایک من اٹھارہ سیر
کلاں خرد، ایک من چودہ سیر
میانہ کلاں، ایک من دس سیر
میانہ میانہ، ایک من چھ سیر
میانہ خرد، ایک من دو سیر
خرد کلاں، سینتیس سیر
خرد میانہ، بتیس سیر
خرد، ستائیس سیر
خرد خرد، بائیس سیر
موکل اول، بائیس سیر
موکل دوم، بیس سیر
موکل سوم، اٹھارہ سیر
موکل چہارم، سولہ سیر
موکل پنجم، چودہ سیر
موکل ششم، بارہ سیر
موکل ہفتم، دس سیر
موکل ہشتم، آٹھ سیر
موکل نہم، چھ سیر
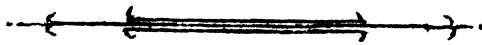
آئین (۴۳)
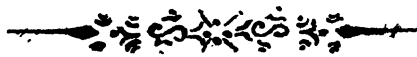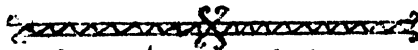
خدمتگزاراں

(۱) مست ہاتھی کے لئے ساڑھے پانچ نفر خدمتگار مقرر کئے جاتے ہیں۔

مہاوت: یہ شخص جانور کی گردن پر بیٹھ کر اس عجیب الخلقت چوپائے کو اپنے قابو میں رکھتا ہے۔ جانور کی خوبیوں اور اس کے عیوب کو پہچانتا اور مشکل وکارگزاری میں اُس کی مدد کرتا ہے۔

مہاوت کی تنخواہ دوسو دام ماہانہ مقرر ہے۔

اگر جانور کٹھر یعنی بدکردار اور مہاوت کو گردن سے پھینک دینے والا ہے تو فیلبان کو دوسو چوبیس دام ماہوار ادا کئے جاتے ہیں۔

بھوئی: یہ جانور کے سرین پر بیٹھتا ہے اور جنگ کے میدان و تیز رفتاری کے عالم میں ہاتھی کی مدد کرتا ہے اور کبھی مہاوت کے بھی فرائض انجام دیتا ہے۔ اس کی تنخواہ ایک سو بیس دام مقرر ہے۔

میٹھ: یہ ملازم جانور کا چارہ لاتا اور ہاتھی کو باندھنے اور کھولنے میں دیگر ملازمین کی اعانت کرتا ہے۔

کلاں ومیانہ جانوروں کے لئے ساڑھے تین میٹھ اور خُرد کے لئے

تین شخص مقرر ہیں۔
ہر میٹھ کو ہر کابی کے زمانے میں چار دام روزانہ اور معمولاً ساڑھے تین دام روز ادا کئے جاتے ہیں۔

(۲) شیر گیر کے لئے پانچ ملازم۔
ایک مہاوت، جو ایک سو اسّی دام ماہوار پاتا ہے۔
ایک بھوئی، جس کو ایک سو تیس دام ماہوار دئے جاتے ہیں۔
تین میٹھ، جن کی تنخواہ وہی ہے جو مست ہاتھی کے حالات میں لکھی جا چکی ہے۔

(۳) سادہ۔ ساڑھے چار ملازم۔
مہاوت، تنخواہ ایک سو ساٹھ دام۔
بھوئی، نوّے دام۔
میٹھ، تنخواہ مذکورۂ بالا۔

(۴) منجھولے کے لئے چار ملازم۔
مہاوت، تنخواہ ایک سو چالیس دام،
بھوئی، تنخواہ اسّی دام،
دو میٹھ، تنخواہ مذکورۂ بالا۔

(۵) کرہہ کے لئے ساڑھے تین ملازم۔
مہاوت، تنخواہ ایک سو بیس دام۔
بھوئی، تنخواہ ستّر دام۔
ڈیڑھ میٹھ، تنخواہ مذکورۂ بالا۔

(۶) پھندرکیہ کے لئے دو ملازم۔
ایک مہاوت، تنخواہ ایک سو دام۔
ایک میٹھ، تنخواہ مذکورۂ بالا۔

(۷) موکل کے لئے دو ملازم۔
ایک مہاوت، تنخواہ پچاس دام۔

ایک ملیٹھہ، تنخواہ مذکورۂ بالا۔

فوجدار۔ بادشاہ عالم پناہ نے دس دس بیس بیس تیس تیس ہاتھیوں کے حلقے مقرر فرما کر ہر حلقہ ایک ہوشیار کارگزار کے سپرد فرمایا ہے۔

ہاتھیوں کے گروہ کو حلقہ اور پاسبان کو فوجدار کہتے ہیں۔

فوجدار، جانوروں کی فربہی وتیز آموزی کی دیکھ بھال کرتا ہے اور آتش افروزی، وتوپ اندازی میں جانور کو دلیری کے ساتھ میدان میں ثابت قدم رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ غرضکہ جانور کے ہر نیک وبد کا یہ شخص جواب دہ ہے۔

جو فوجدار کہ صدی یا اس سے زیادہ کا منصبدار ہوتا ہے اُس کے سپرد پچیس سے لے کر تیس تک جانور کر دئیے جاتے ہیں۔ اور دیگر بستی و دہ باشی فوجدار اس منصبدار کے ماتحت ہوتے ہیں۔ غرضکہ دہ باشی سے لے کر ہزاری تک تمام فوجداروں پر اسی قاعدے کا عمل ہوتا ہے۔ صدی سے بالاترین فوجداروں کی تنخواہ مختلف ہے۔ اکثر فوجدار مرتبۂ امارت تک فائز ہوئے ہیں۔

صدی فوجدار دو اسپ کو داغ دلاتے ہیں۔

بستی اوّل کے تیس روپے، دوم کے پچیس روپے اور سوم کے بیس روپے مقرر ہیں۔

دہ باشی اوّل کو بیس روپے، دوم کو سولہ روپے، سوم کو بارہ روپے ادا کئے جاتے ہیں۔

بستی اور دہ باشی ایک ہی اسپ کو داغ دلاتے اور گروہ احدیاں میں داخل سمجھے جاتے ہیں۔

وہ فوجدار جس کے سپرد تیس یا پچیس جانور ہوتے ہیں وہ ایک اُس ہاتھی کے مہاوت اور ایک بھوئی کے اخراجات جو وہ اپنی سواری کے لئے مخصوص کر لیتا ہے خود ادا کرتا ہے۔

جو فوجدار کہ بیس یا دس جانوروں کے ذمہ دار ہوتے ہیں وہ صرف اپنے ہاتھی کے مہاوت کا خرچ خود برداشت کرتے ہیں۔

جہاں پناہ ان کارگزاروں کی خدمت پر اکتفا نہیں فرماتے،

حضرت نے مختلف امرا کو حلقے سپرد فرما دئے ہیں لیکن ان ہاتھیوں کی خوراک محکمۂ سرکار سے دی جاتی ہے۔

قبلۂ عالم نے ایک مستعد ہوشیار اور قابل منشی اس صیغے میں مقرر فرمایا ہے۔ یہ منشی سررشتے کی آمد و خرچ کا حساب قلمبند کرتا اور آئین مقررہ کی پابندی کی دیکھ بھال کر کے تمام حالات معروضے کے ذریعے سے حضور میں پیش کرتا ہے۔

آئین (۴۴)

رخت
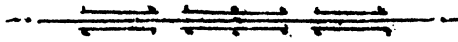
دھرنہ - یہ ایک بہت طویل آہنی زنجیر ہے جو بعض اوقات سونے اور چاندی کی بھی تیار کی جاتی ہے - اس میں ساٹھ طولانی حلقے ہوتے ہیں، اور ہر حلقے کا وزن تین سیر قرار دیا گیا ہے۔

ہاتھی کی طاقت کا اندازہ کرکے زنجیریں طول و وزن میں مختلف ہوتی ہیں۔ زنجیر کا ایک سرا زمین میں گاڑتے یا کسی ستون سے باندھتے ہیں اور دوسرا سرا ہاتھی کے بائیں پاؤں میں باندھا جاتا ہے۔

پیشتر دوسرا سرا ہاتھی کے ہاتھ میں باندھا جاتا تھا، ایک روز اس کی وجہ سے جانور کے سینے پر چوٹ آئی اور قبلۂ عالم نے اس قاعدے کو منسوخ فرمایا۔

آنڈو - یہ ایک زنجیر ہے جس سے جانور کے دونوں ہاتھ باندھے جاتے ہیں۔ وہ زنجیر و جانور کو نقصان و تکلیف پہنچائے قبلۂ عالم کو پسند نہیں ہے۔

بیڑی - اس زنجیر سے ہاتھی کے دونوں پاؤں باندھے جاتے ہیں۔

بلند - یہ ایک قسم کی بیڑی ہے جو خود قبلۂ عالم نے ایجاد فرمائی ہے۔ یہ ہاتھی کے پاؤں میں ڈالی جاتی ہے جس سے جانور چل تو سکتا ہے لیکن دوڑ نہیں سکتا۔

گدھ بیڑی۔ اس کی قطع آنڈو سے مشابہ ہے۔ اس بیڑی کا زور آور اور تیز رفتار ہاتھی کے پاؤں میں اضافہ کیا جاتا ہے۔

لوہ لنگر۔ ایک بڑی زنجیر کا نام ہے جو ہاتھی کی حیثیت کے مطابق تیار کی جاتی ہے۔ اس کا ایک سرا جانور کے داہنے ہاتھ میں باندھتے ہیں اور ایک سرا ایک گز کے کندے میں مضبوط باندھتے ہیں۔

اس رسّی کو فیلبان اپنے پاس رکھتے ہیں۔ جانور کی تیز رفتاری و کجروی کے وقت جب ہاتھی قابو سے باہر ہو جاتا ہے تو اس زنجیر کو اگلے پاؤں میں ڈال دیتے ہیں۔ زنجیر کے ڈالتے ہی زنجیر تو پاؤں میں لپیٹ جاتی ہے اور کندے سے جانور کو تکلیف پہنچتی ہے اور ہاتھی کھڑا ہو جاتا ہے۔

یہ زنجیر بھی جہاں پناہ کی ایجاد ہے جس نے مکانوں کو محفوظ اور اور اہل مکان کو مطمئن بنایا۔

چرخی۔ یہ ایک کھوکھلی نَے ہے جس کے بیچ میں ایک سوراخ ہے۔ نَے نصف گز دو طسوج لابنی ہے۔ اس کے بیچ میں مٹی بھر کر درمیان سے بند کر دیتے ہیں اور ہر دو سروں کی جانب بارود ڈال کر دونوں طرف ایک ایک فتیلہ لگاتے ہیں اور فتیلوں کو کاغذ میں لپیٹ دیتے ہیں۔

درمیانی سوراخ میں ایک لکڑی لگاتے ہیں۔ یہ لکڑی نَے کے پار ہو جاتی ہے اور چرخی کی شکل صلیب کی سی نمودار ہوتی ہے۔ اسی لکڑی سے چرخی کو پکڑتے ہیں۔

چرخی میں آگ دینے سے یہ گھومتی اور خوفناک آواز دیتی ہے۔

ایک جری پیادہ اس کو ہاتھ میں لے کر آگے رہتا ہے۔ اُس کی آواز و گردش سے ہاتھی اپنے ہمسر کی جنگ و دیگر بے روشی سے باز رہتا ہے۔

پیشتر ہاتھیوں کو جنگ آزمائی سے روکنے کے لئے آگ روشن کی جاتی تھی، جس میں محنت زائد اور فائدہ کم ہوتا تھا۔ جہاں پناہ نے اس چرخی کو ایجاد کر کے اہل عالم کو تکلیف سے نجات دی۔

اندھیاری۔ جس کو قبلۂ عالم نے اُجیالی کے نام سے موسوم کیا۔

یہ ایک چہار گوشہ کتانی لباس ہے جو نصف گز یا اس سے کچھ زائد لانبا ہوتا ہے۔ اجیالی زربفت و مخمل وغیرہ بیش قیمت کپڑوں کی بھی تیار کی جاتی ہے۔ اس کے سرے کو کلاوے سے باندھ کر ہاتھی کے منھ پر ڈال لیتے ہیں اور جانور کچھ دیکھ نہیں سکتا جس کی وجہ سے بیشمار انسان اذیت و تکلیف سے نجات پاتے ہیں۔ اکثر اوقات غصّے کی حالت میں یہ اندھیاری جانور کے منھ پر سے ہٹالی جاتی ہے۔

قبلۂ عالم نے اجیالی کے آخر میں تین وزنی گھونگرو نصب کئے جن کی وجہ سے لباس اور زائد لٹک گیا اور حضرت کی جدّت آفرینی سے اس طرح کمی کو پورا کر دیا۔

کلاوہ۔ چند رسیوں کو بلا لپیٹے ہوئے یکجا کرتے ہیں اس طرح کہ مختلف رسیّوں کا پھیلاؤ یا موٹائی آٹھ انگشت اور اس کی درازی ڈیڑھ گز ہوتی ہے۔ اس مجموعے کے دو طرف سے حلقے ڈال کر جانور کے گلے میں باندھتے ہیں۔ فیلبان اپنے دونوں پاؤں اس رسّی میں ڈال کر ہاتھی کی گردن پر بیٹھتا ہے۔ یہ رسّی ریشم و چمڑے کی بھی بنائی جاتی ہے۔

بعض رسیّوں میں لوہے کی تیز سلاخیں بھی لٹکا دیتے ہیں۔ اس شئے سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جانور سر کی جنبش سے فیلبان کو زمین پر نہیں گرا سکتا۔

دَلیٹھی۔ اپنج گز کی ایک طناب ہے جو لاٹھی کے برابر ہوتی ہے، اس کو کلاوے سے اوپر باندھتے ہیں جس کی وجہ سے کلاوے میں اور زیادہ استحکام ہو جاتا ہے۔

کَتّار۔ یہ ایک تیز سیخچہ ہے جو نصف گز لانبا ہوتا ہے اس کو بھی کلاوے میں لٹکاتے ہیں۔ ہاتھی کو جوش میں لانے یا اس کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے اس سیخچے کو ہاتھی کے کان میں چبھوتے ہیں۔

ڈُور۔ یہ گندہ رسّی ہے جو دُم سے گلے تک باندھی جاتی ہے۔ اس کو نہایت سلیقے سے باندھتے ہیں۔ علاوہ زیبائش کے کجروی کے عالم میں اسی رسّی کو پکڑ کر جانور کو قابو میں رکھتے ہیں

اسی رسی میں آرائش کی بیشمار چیزیں لٹکائی اور باندھی جاتی ہیں۔
گدیلہ۔ ایک تکیہ ہے جس کو ہاتھی کی پیٹھ پر رکھ کر نیچے طناب سے باندھتے ہیں۔ اس سے زخم نہیں لگتا اور جانور کو آرام حاصل ہوتا ہے۔
گڈوٹی۔ پیتل کی ایک زنجیر ہے جو دُم کے قریب باندھی جاتی ہے۔ یہ زنجیر دُم کو طناب کے گزند اور بوجھ سے محفوظ رکھتی ہے اور زینت و آرائش کا سبب بھی ہے۔
پچھوڑہ۔ رسیوں کا ایک قسم کا جال ہے جو جانور کے سیرین پر باندھا جاتا ہے۔ بھوئی اس سے سہارا لیتا ہے اور یہ جال تیراندازی میں معین ہوتا ہے۔
چوراسی۔ چند گھونگرو تاگے میں گوندھ کر بانات کے ایک ٹکڑے میں سی دیتے ہیں اور اس کو ہاتھی کے سُرین و سینے کے قریب آگے کی طرف باندھتے ہیں۔ اس زیور سے ہاتھی کی آرائش اور اس کی شان میں نمایاں اضافہ ہو جاتا ہے۔
پیٹ کچھہ۔ یہ دو زنجیریں ہیں جو جانور کے دونوں طرف میں باندھی جاتی ہیں اور ایک گھنٹا زنجیروں میں لٹکا کر شکم کے نیچے باندھتے ہیں۔ اس سے بھی جانور کی خوبصورتی اور شان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔
بڑے گھنٹے۔ چھ دونوں پہلوؤں اور تین کلاوے میں لٹکائے جاتے ہیں۔ یہ خاص قبلۂ عالم کی ایجاد ہیں۔
قطاس (تبت کے بیل کی دُم کے چھوٹے مورچل) یہ ساٹھ یا اس سے کم و زائد ہوتے ہیں اور جانور کے گلے، دانتوں، گردن اور پیشانی پر لٹکاتے ہیں۔ رنگ میں سیاہ، سفید اور ابلق ہوتے ہیں۔ ان سے بھی جانور کی آرائش بڑھ جاتی ہے۔
تیا۔ پانچ لوہے کی نیلیوں کو جو ایک ایک گز لانبی اور چار چار انگشت چوڑی ہوتی ہیں، لوہے کے چھلّوں سے ایک دوسرے سے باندھتے ہیں اور دونوں طرف دو دو زنجیریں ڈالتے ہیں جو ایک ایک گز لانبی ہوتی ہیں۔ ایک زنجیر کر کان کے اوپر سے اور دوسری کو کان کے نیچے سے اوپر لاکر کلاوے میں مضبوط باندھتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان میں ایک دوسری زنجیر باندھ کر اُس کو سر کے اوپر لاکر کلاوے سے باندھتے ہیں اور نیچے کی طرف چار سوئیوں کو جن کے سرے خمدار ہوتے ہیں صلیب کی طرح نصب کرتے ہیں۔ ان سوئیوں میں لٹو ہوتے ہیں اور

اسی مقام پر قطاس آویزاں کیئے جاتے ہیں۔
نیچے کی جانب بھی اسی طرح تین زنجیریں لٹکاتے ہیں۔ اس کے بعد چار زنجیریں دوسرے حلقوں میں آویزاں کی جاتی ہیں۔ پہلی تین زنجیروں میں دو کو سونڈ کے گرد باندھتے ہیں، تیسری کو درمیان میں آویزاں چھوڑ دیتے ہیں۔ انھی حلقوں میں پیشانی کے اوپر مورچل وغیرہ زیب و زینت کے ساتھ نصب کیئے جاتے ہیں۔ اس زیور سے بھی جانوروں کی آرائش بڑھ جاتی ہے اور ہاتھی بیحد خوبصورت معلوم ہوتا ہے اور اُس کو دیکھ کر اونٹ اور گھوڑے بھاگتے ہیں۔
پاکھر۔ برگستوان کی شکل کا ہوتا ہے اور فولاد کا تیار کیا جاتا ہے۔ یہ جامہ سر اور خرطوم کے لیئے ایک جداگانہ زیور کا کام دیتا ہے۔
گج جھنپ۔ یہ ایک پوشش ہے جو پاکھر کے اوپر ڈالی جاتی ہے۔ اس سے شان و شکوہ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ولایتی ٹاٹ کو تین تہ کر کے سیتے ہیں اور باہر کی جانب اس میں چوڑے بند ٹانکتے ہیں۔
میگھ ڈنبر۔ یہ ایک شامیانہ ہے جس کو قبلۂ عالم نے ایجاد فرمایا ہے۔ ہاتھی کے اوپر تانا جاتا اور جانور کی شان و شوکت کو بڑھاتا ہے۔ فیلبان اُس کے سائے میں آرام پاتا ہے۔
رن پھل۔ پیشانی بند ہے۔ زربفت وغیرہ قیمتی کپڑوں کا تیار کیا جاتا ہے اس کے دامن میں بہترین نادوختہ کپڑے اور مورچل لٹکاتے ہیں جو ہوا میں ہلتے اور خوشنما منظر پیش کرتے ہیں۔
گینیلی۔ چار چھلوں کو باہم ملاتے ہیں اور تین حلقے ان کے اوپر اور دو حلقے سب سے اوپر جوڑ کر ہاتھی کے پاؤں میں لٹکاتے ہیں جس سے اُس کی شان دوبالا ہو جاتی ہے۔
پائے رنجن۔ چند گھونگرو کے مجموعے کا نام ہے جو گینیلی کی طرح پاؤں میں باندھے جاتے ہیں۔
انکس۔ یہ ایک چھوٹی لوہے کی سلاخ ہے۔ قبلۂ عالم اس کو گج باگھ کہتے ہیں۔ اس سے ہاتھی کو قابو میں رکھتے اور جہاں چاہیں کھڑا کر لیتے ہیں۔

گدّن۔ لوہے کا دوزبانہ نیزہ ہے جو بھوئی کے ہاتھ میں رہتا ہے۔
بھوئی اس نیزے سے جانور کو کج رفتاری سے روکتا ہے۔
بنگری۔ لوہے اور پیتل کے چند چھلّوں کو کہتے ہیں جو زینت اور استحکام کے لئے جانور کے دانت میں پہنائے جاتے ہیں۔
گدّاآنسا۔ ایک ہاتھ لانبا نیزہ ہے۔ اس سے بھوئی ہاتھی کو اُکساتا اور تیز رو کرتا ہے۔
جھنڈا۔ علم کی طرح ہوتا ہے اس میں خرد مورچل لٹکا کر جانور کی کمر میں باندھتے ہیں۔
ہاتھی کی زیب وزینت اور آرائش کا بیان معرض گفتار میں نہیں آسکتا۔
ہر سال مست اور شیر گیر وساوہ کے لئے سات چادریں روئی دار کپڑے کی اور چار کنبل بافتہ سن کے اور چار عمدہ پشمینے کی رسّیاں جن کو کنبل کہتے ہیں اور آٹھ گائے کے چمڑے کی چادریں دی جاتی ہیں۔ روئی دار کپڑے کی قیمت آٹھ دام، کنبل دس دام اور چمڑے کی آٹھ دام مقرّر ہے۔
منجھولے اور کرہے کے لئے روئی دار چار کنبل کی تین اور چمڑے کی سات چادریں مقرّر ہیں۔
پھندرکیہ، موکل اور مادہ فیل کے لئے تین روئی دار چادریں، دو کنبل اور چار چمڑے کی چادریں مقرّر ہیں۔ ابرہ واستر کو باہم سی کر ہاتھی کی جھول تیار کرتے ہیں۔ ہر جھول کے لئے نصف سیر ریسمانی سن دوخت کے لئے دی جاتی ہے۔ ایک من دانے کے ساتھ دس سیر لوہا زنجیر وغیرہ کے لئے مقرّر ہے۔ دانے کے مقررہ وزن کے مطابق لوہے کا حساب کر کے افسر حلقہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ایک سیر کی قیمت دو دام مقرّر ہے۔
ہر پوست کے لئے ایک سیر روغن کنجد مقرّر ہے۔ ایک من تیل کی قیمت ساٹھ دام ادا کی جاتی ہے۔
پانچ سیر صاف شدہ روئی ایک کلاوے کے لئے مقرّر کی گئی ہے۔ لیکن یہ اُس جانور کے ساتھ مخصوص ہے جو فوجدار کی سواری میں رہتا ہے۔ ایک سیر روئی کی قیمت آٹھ دام مقرّر ہے۔
دوسرے ہاتھیوں میں چمڑے وغیرہ دیگر اشیا جو صرف ہوتی ہیں وہ حلقہ دار خود فراہم کرتے اور اُن سے کلاوے تیار کرتے ہیں۔ جامۂ کہنہ کے عوض ہر سال بارہ دام وضع کر لئے جاتے ہیں۔

آئین (۴۵)

خاصہ فیلاں

خاصے کی سواری کے لئے ہمیشہ ایک سو ایک ہاتھی جدا و مخصوص رہتے ہیں۔ خوراک، تعداد و وزن کے اعتبار سے دیگر جانوروں کی غذا کے موافق لیکن اقسام و نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔

اکثر ہاتھیوں کے لئے پانچ سیر شکر، چار سیر روغن زرد اور نصف من چاول فی راس کے حساب سے مقرر ہیں۔ اس میں سیاہ و سرخ مرچیں وغیرہ بھی ملا لیتے ہیں۔

بعض جانوروں کو اس خوراک کے علاوہ ڈیڑھ من دودھ بھی دیا جاتا ہے۔

گنے کی فصل میں ہر ہاتھی کو تین سو یا اس سے کم و زائد نیشکر دو بار تک روزانہ دئے جاتے ہیں۔ ان کے مہاوت خود قبلۂ عالم ہیں۔

جانور کی مستی کے عالم میں اُس کی خدمت پر تین اور ہوشیاری کے زمانے میں دو بھوئی مقرر ہیں۔

ان کی تنخواہ چار سو دام سے زائد اور ایک سو بیس دام سے کم نہیں ہے۔

تنخواہ کا تقرر قبلۂ عالم کے حضور میں کیا جاتا ہے۔ ہر جانور پر چار تنبہ مقرر ہیں۔

بڑے جانوروں کے حلقوں میں مادہ فیل کمتر شامل کی جاتی ہیں۔

خاصے کے ہاتھیوں میں ہر حلقے میں تین مادہ اور بعض حلقوں میں زائد داخل ہیں

مادۂ فیل اوّل کے لئے ڈھائی، دوم کے لئے دو، اور سوم کے لئے ڈیڑھ مٹھی مقرر ہیں۔ دوسری قسموں کے جانوروں پر خدمتگاروں کا تقرر بھی حلقوں کے مطابق ہوتا ہے۔

جس طرح کہ ہر حلقہ ایک امیر کے سپرد ہے اسی طرح خاصے کے ہر جانور کی دیکھ بھال بھی ہر امیر کے حوالے کی گئی ہے۔

ہر دس ہاتھیوں کی نگہداشت ایک تجربہ کار کے ذمے ہے جس کو دہائی دار کہتے ہیں۔ اوّل کی تنخواہ بارہ دام، دوم کی دس دام، سوم کی آٹھ دام مقرر ہیں۔

ہر دس خاصے کے ہاتھیوں پر ایک تیز دست زباں آور خدمتگار مقرر ہے جس کو نقیب کہتے ہیں۔ یہ شخص جانوروں کی کم خوراکی، ملازمین کی خیانت، ہاتھیوں کی بیماری و نیز خلاف عادت واقعات کی قبلۂ عالم کو اطلاع دیتا ہے۔

نقیب ایک گھوڑے کی داغ دہی کرتا اور احدیوں کے سررشتے سے تنخواہ پاتا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ ایک گھوڑے کے رکھنے کی اُسے اجازت ہے۔

ان کے علاوہ خاصے کے ہر دس جانور پر ایک مقرب و باحضوری ملازم متعین کیا گیا ہے جو خود ہر ہفتے فیل خانے میں جا کر اپنے سپرد کردہ جانوروں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔
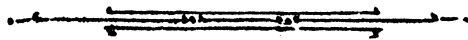
آئین (۴۶)

خاصۂ سواری

بادشاہ عالم پناہ ابتدا سے تا ایندم اس آسماں پیکر جانور پر سوار ہوتے ہیں۔ اور اس دیو نژاد حیواں کو اپنے قابو میں رکھتے ہیں۔ قبلۂ عالم اس سواری میں اس قدر مشاق ہیں کہ ہاتھی کے عالم مستی میں جانور کے دانتوں پر پاؤں رکھ کر اُس پر سوار ہو جاتے ہیں جس سے تماشائیوں کو سخت حیرت و تعجب ہوتا ہے۔

جہاں پناہ کے حکم سے دلکش عماریاں ہاتھیوں پر کسی جاتی ہیں اور رفتار کی حالت میں بھی خوابگاہیں جانور پر باندھ کر اُس پر آرام فرماتے ہیں۔

خاصے کا ایک ہاتھی ہمیشہ بارگاہ عالی پر کھڑا رہتا ہے۔

سواری کے روز بھوئی کو ایک ماہ کی تنخواہ بطور انعام عطا ہوتی ہے۔

جب حلقے کے دسوں ہاتھیوں پر سواری ہو جاتی ہے تو مقرب ملازم جو حلقے میں جلوداری کرتے ہیں اُن کو انعام مرحمت ہوتا ہے۔ انعام کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

جلودار کو سو دام، دہائی دار کو اکتیس، نقیب کو پندرہ، سیاہہ نویس کو ساڑھے ساتھ۔

اس انعام کے علاوہ ہر کالی کے وقت ملازمین جن خدمت کے صلے میں

بیشمار عطیات سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

ہر ہاتھی کا ایک حریف بھی مقرر ہے جو ہر روز بارگاہ عالی پر موجود رہتا ہے اور حسب الحکم اپنے رقیب سے آویزہ کشی کرتا ہے۔ لڑائی کے ختم ہونے کے بعد خاصے کے بھوئیوں کو ڈھائی سو دام اور دوسرے بھوئیوں کو دو سو دام بطور انعام مرحمت ہوتے ہیں۔

فیلان خاصہ میں بھوئی اور میٹھ کی تنخواہ سے دہائی دار ہر روپے میں ایک دام، مشرف نصف دام اور نقیب ربع دام اپنے حق کا لے لیتے ہیں۔

صدی والے حلقوں میں افسر حلقہ سو میں ایک دام اپنا حق لیتا ہے اور مشرف و نقیب بدستور سابق نصف و ربع دام پاتے ہیں۔

آئین (۴۷)
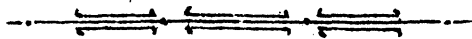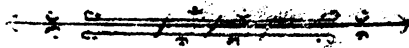
غرامت

(ندامت و سزا)

جانوروں کے آرام و آسائش اور نیز ملازمین کو تعلیم خدمت کے لحاظ سے اس سررشتے میں بھی مثل دوسرے محکموں کے جرمانے مقرر فرمائے گئے ہیں۔

خاصے کے نر یا مادہ کی موت سے بھوئیوں کی تین ماہ کی تنخواہ واپس لی جاتی ہے۔

اگر جانور کا کوئی سامان گم ہو جاتا ہے تو بھوئی سے دس اور میٹھ سے پندرہ دام بطور جرمانہ وصول کئے جاتے ہیں۔

جھول کے تاوان کا بھی یہی دستور ہے۔

اگر مادہ لاغری اور کمیٔ خدمت کی وجہ سے ہلاک ہو جاتی ہے تو اس کی قیمت بھوئی سے وصول کی جاتی ہے۔

اگر فیلبان جانور کو مستی میں لانے کے لئے دوائیں کھلاتا ہے اور جانور اس طرح ہلاک ہو جاتا ہے تو مجرم کو قتل، ہاتھ کاٹنے یا اس کو بردے کی طرح فروخت کر ڈالنے کی سزائیں دی جاتی ہیں۔

اگر جانور خاصے کا ہوتا ہے تو بھوئی سے بھی تین ماہ کی تنخواہ بازیافت ہوتی ہے اور ایک سال کے لئے معطل کیا جاتا ہے۔ ہر ماہ دو تجربہ کار اشخاص

فیل خانے میں جاکر جانور کی لاغری اور فربہی کا اندازہ کرتے ہیں۔ جانوروں کی لاغری کی صورت میں آئین یا ؤ گوشت کے مقررہ اوزان کے متعلق امیرِ متعلقہ سے رقم بازیافت ہوتی ہے اور اُس رقم کے مطابق بھوئی کی تنخواہ میں بھی کمی کردی جاتی ہے، چنانچہ یا ؤ گوشت کی کمی پر تنخواہ کا ایک ربع بطور جرمانہ وصول کیا جاتا ہے

فیلان حلقہ میں دستور یہ ہے کہ احدی فیل خانے میں جاکر جب جانوروں کی جانچ کرتا ہے اور جہاں پناہ کو جانوروں کی حالت سے بذریعہ معروضے کے مطلع کرتا ہے۔ اگر جانور مر گیا ہے تو مہاوت اور بھوئی کی تین تین ماہ کی تنخواہیں بطور جرمانہ ضبط کرلی جاتی ہیں۔

اگر جانور کا دانت ٹوٹ جاتا ہے یا بکلی پر زخم لگتا ہے اور جانور کا واک ہوکر بیکار ہو جاتا ہے تو اُس کی قیمت کا ایک ثمن بازیافت ہوتا ہے جس میں دو حصّے داروغہ کو اور ایک حصّہ فوجدار کو ادا کرنا پڑتا ہے۔

جانور کو دانت کی شکست یا زخم سے نقصان نہیں پہنچا تو اُسی طریقے پر اُس کی قیمت کا سولھواں حصّہ وضع کرلیتے ہیں، لیکن اب قیمت کا ۱/۱۰۰ حصّہ بازیافت کیا جاتا ہے۔

خاصے کے ہاتھیوں میں اس قسم کے نقصان کا تاوان و سزا خود قبلۂ عالم اپنی زبان سے مقرر فرماتے ہیں۔

آئین (۴۸)

اصطبل
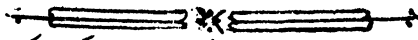
گھوڑا ہر سہ آبادی میں بلند مرتبہ رکھتا ہے اور کشور کشائی و غم زدگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ قبلۂ عالم اس جانور پر خاص توجّہ فرماتے ہیں۔

سوداگروں کے قافلے جہاں پناہ کے شوق کا اندازہ کر کے عراق و عجم عرب و روم و ترکستان و بدخشان و شروان و قرغز و تبت و کشمیر و دیگر ممالک سے بہترین گھوڑے ہندوستان لاتے ہیں اور ہمیشہ ایران و توران سے قافلے کے قافلے چلے آتے ہیں۔ اس زمانے میں شاہی اصطبل میں بارہ ہزار گھوڑے موجود ہیں اور جس طرح کہ ہر روز جانوروں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے اسی طرح قبلۂ عالم کی بخشش میں روز افزوں ترقی ہے۔

تیز نظر و تجربہ کار حضرات اس سمجھدار و انسان خو جانور کی نسل افزائی میں مصروف ہوتے اور قلیل زمانے میں عرب، ہندوستان کا خراج گزار بن گیا۔ اور بیشمار عربی و عراقی گھوڑوں میں فرق باقی نہ رہا۔

اگرچہ جانور کی نسل ہر مقام پر بڑھائی جاتی ہے لیکن سرزمین کچھ کا گھوڑا بالکل عربی نژاد معلوم ہوتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ عرب کا ایک جہاز تباہ ہو کر کچھ میں لنگر انداز ہوا۔ اس تباہ شدہ جہاز میں سات عربی گھوڑے تھے

جن کی نسل بڑھائی گئی اور اس زمانے کے گھوڑے اُسی نسل کے ہیں۔

پنجاب میں بھی عراقی نما گھوڑے پیدا ہوئے، خاصکر وہ حصۂ ملک جو دریائے سندھ و دریائے تبت کے درمیان واقع ہے، بہترین جانور پیدا کرنے لگا۔ اس قسم کے گھوڑے کو سلوجی کہتے ہیں۔

صوبۂ دار الحکومت میں ہتیت پور و پچوارہ و نہارہ میں اور صوبۂ اجمیر میں میوات میں جو گھوڑے پیدا ہوتے ہیں اُن کو پچواریہ کہتے ہیں۔

ہندوستان کے شمالی کوہسار میں ایک قسم کے چھوٹے گھوڑے پیدا ہوتے ہیں جو گوٹ کے نام سے مشہور ہیں۔

بنگالے کے آخری حصۂ ملک اور کوچ بہار کے قریب ایک قسم کا گھوڑا پیدا ہوتا ہے جس کا قد ترکی اور گوٹ کے مابین ہوتا ہے، اس گھوڑے کو ٹانگھن کہتے ہیں۔ یہ جانور قوی اور مضبوط ہوتا ہے۔

جہاں پناہ نے اپنی دوربینی و آگاہ دلی سے اس جانور کے تمام و کمال حالات سے واقف ہو کر اس کے مراتب مقرر فرمائے قبلۂ عالم نے اپنی شناسائی و تجربے سے طرح طرح کے اسباب و زیورات ایجاد فرمائے اور کاروبار میں رونق و قوت عطا فرما کر ضروریات زمانہ کو پورا فرمایا۔

جہاں پناہ گھوڑوں کے معاملات و حالات پر جو حکومت ستانی کا زیور اور عظمت و شان کا ذخیرہ ہیں، بیحد توجہ فرماتے ہیں

قبلۂ عالم نے ایک جگہ خاص گھوڑوں کی خرید و فروخت کے لئے مقرر فرما دی ہے تاکہ سوداگر انتظار کی تکلیف برداشت کئے بغیر آرام سے قیام کریں اور ہر طرح کے نقصان و ضرر سے محفوظ رہیں اور خریداروں کی کثرت اور عام رعایا کی خواہش سے جو سوداگروں میں حرص و طمع کی گرم بازاری ہو گئی ہے اس کی وجہ سے گھوڑوں میں بے اعتدالی نہ واقع ہو، اور جو اشخاص نیک نہاد اور گھوڑوں کے شائق ہیں اُن سے بچ کر جانور کم مرتبہ افراد کے ہاتھ میں نہ جائے۔

جس سوداگر کی ایمانداری کا ثبوت مل چکا ہے، وہ اپنے وعدہ وفائی میں نیک نام مشہور ہو چکا ہے، اُس کو اختیار ہے جس جگہ مناسب خیال کرے

اپنے گھوڑوں کو رکھے اور قرار داد کے وقت اُن کو لے آئے۔
دوسرے یہ کہ جہاں پناہ نے ایک صاحب فہم و راستباز شخص کو کاروان سرائے کی امینی پر مقرر فرمایا تاکہ یہ شخص اپنے تجربہ و واقفیت سے سوداگروں کو قوانین و احکام بادشاہی سے تجاوز نہ کرنے دے، اور بدطینت سخن ساز افراد کو گرفت و طعنہ زنی کا موقع نہ ملے۔
تیسرے یہ کہ جہاں پناہ نے ایک قابل تبکچی اس سر رشتے میں مقرر فرمایا جس کا فریضہ یہ ہے کہ گھوڑوں کے امور اور اُن کی نمائش کا کافی انتظام رکھے اور شاہی آئین و قوانین کو گوشۂ دل سے فراموش نہ ہونے دے۔
چوتھے یہ کہ قبلۂ عالم نے راستباز، قیمت شناس مقرر فرمایا ہے جو گھوڑے کے مدارج اور ترتیب آمد کے لحاظ سے ان کی قیمت کا تعین کرتے ہیں۔
قبلۂ عالم ان اشخاص کو اپنی نوازش شاہانہ سے قرار داد سے بہت زیادہ عطا فرماتے ہیں اور یہ بغیر انتظار کی تکلیف برداشت کئے ہوئے کامیاب واپس آتے ہیں۔
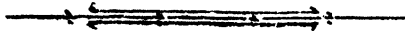
آئین (۴۹)
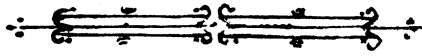
مراتب اسپ
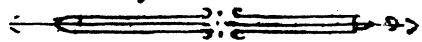
گھوڑے دو قسم کے قرار پائے، خاصگی و غیر خاصگی۔

منتخب و بہترین عربی و عراقی گھوڑوں کے چھ طویلے قائم کئے گئے ہیں اور ہر طویلے میں چالیس گھوڑے ہیں۔

دیگر طویلے شاہزادوں کے ہیں۔ ان کے علاوہ ترکی نژاد جانوروں کے طویلے اور خانہ زاد گھوڑوں کے اصطبل ہیں ہر طویلہ ایک نام سے موسوم ہے جس میں تیس گھوڑوں سے زائد نہیں جمع کئے جاتے۔

قبلۂ عالم ہر چھ طویلوں کے جانوروں پر سوار ہوتے ہیں۔

خانہ زاد طویلے تین قسم کے ہیں۔ سی اسپی، بیست اسپی، و دہ اسپی۔

جس گھوڑے کی قیمت دس اشرفی تک قرار پاتی ہے وہ دہ تھری طویلوں میں رکھا جاتا ہے اور جو گھوڑا گیارہ سے لے کر بیس اشرفیوں تک خریدا جاتا ہے وہ وہ بیست تھری گھوڑوں کے طویلے میں داخل کیا جاتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس۔

اس سر رشتے کی نگہبانی کے لئے بھی امرا و منصبدار و بزرگ احدی مقرر ہیں۔

جانور کے لئے سوکھی گھاس اور دلا ہوا دانہ سرکار سے دیا جاتا ہے۔

چونکہ فرمان مبارک یہ ہے کہ طویلے کا محافظ ایک گھوڑا اپنی سواری میں رکھے، اس کے جانور کے چارے اور تمام اخراجات کا یہ شخص خود کفیل ہوتا ہے۔

آئین (۵۰)
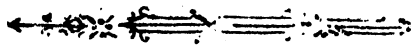
خوراک

خاصے کے ہر گھوڑے کے لئے آٹھ سیر دانہ مقرر تھا جب کہ سیر اٹھائیس دام کا تھا لیکن جب سیر کے وزن میں دو دام کا اضافہ ہوا تو بجائے آٹھ سیر کے ساڑھے سات سیر روزانہ دانہ دیا جانے لگا۔

جاڑے میں موٹھ یا ماش پکا کر دیتے ہیں اور گرمیوں میں چنا دیا جاتا ہے۔ خوراک میں دو سیر آٹا اور ڈیڑھ سیر شکر بھی داخل ہے۔ جاڑے میں قبل تر گھاس دینے کے نصف سیر روغن زرد بھی دیا جاتا ہے۔

دو دام روزانہ گھاس کے لئے دئے جاتے ہیں لیکن تر گھاس کے زمانے میں خشک گھاس نہیں دی جاتی۔ ایک گھوڑا تین بیگے کی پیداوار کھا جاتا ہے۔ جب شکر کے عوض گڑ دیا جاتا ہے تو گھی بھی بند کر دیا جاتا ہے۔

جب جانور کو تازی گھاس کھلانا شروع کرتے ہیں تو ابتدا میں تین روز دانہ بند رہتا ہے اس کے بعد چھ سیر دانہ اور دو سیر گڑ ہر روز بطور راتب مقرر کر دیا جاتا ہے۔

(دوسرے عراقی و ترکی طویلوں میں ہر جانور کو ساڑھے سات سیر دانہ روزانہ دیا جاتا ہے۔ چھ ماہ جب تک کہ ہوا میں خنکی رہتی ہے دانہ پکا کر دیا جاتا ہے۔)

دانہ پکانے کے لئے ایک من کا خرچ ایک دام مقرر ہے۔ ایک ہفتے میں

چار سیر نمک دیا جاتا ہے۔ جس زمانے میں کہ گھی اور تر گھاس دی جاتی ہے تو جن گھوڑوں کی قیمت اکتیس اشرفیوں سے زائد ہوتی ہے ان کو ایک سیر شکر بھی دینا ضروری ہے اور جو جانور اکتیس اشرفی سے کم لیکن اکتیس اشرفیوں سے زاید کی قیمت کے ہوتے ہیں اُن کے لئے نصف سیر شکر روزانہ مقرر ہے۔ ا سے کم قیمت کے گھوڑوں کو شکر مطلق نہیں دی جاتی

تر گھاس دینے کے قبل ہر اُس گھوڑے کو جس کی قیمت اکیس اشرفیوں سے لے کر سو اشرفیوں تک ہوتی ہے، ایک من دس سیر روغن زرد دیا جاتا ہے اور اُس جانور کو جس کی قیمت گیارہ اشرفیوں سے بیس اشرفیوں تک ادا کی جاتی ہے تیس سیر روغن دیا جاتا ہے۔

جو گھوڑے گیارہ اشرفی سے کم قیمت کے ہیں اس کو روغن و شکر و تر گھاس نہیں دی جاتی۔

ہر گھوڑے کے لئے روزانہ ½ دام نمک مقرر ہے۔ اگرچہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گھوڑوں کو تمام نمک یکبارہی کھلا دیتے ہیں۔ اُن عراقی و ترکی گھوڑوں کے لئے جو ہمرکاب رہتے ہیں، دو دام روزانہ مقرر ہیں اور جو جانور پرگنات کو روانہ کر دئے جاتے ہیں، اُن کے لئے فی راس ڈیڑھ دام مقرر ہے۔

جاڑے میں ہر گھوڑے کے لئے سوکھی گھاس کے عوض ایک بیگہ تازہ دانے کا مقرر ہے جس کے لئے ہمرکابی کے جانوروں پر دو سو چالیس دام اور پرگناتی گھوڑوں پر دو سو دام صرف ہوتے ہیں۔

تر دانے کی خورش کے زمانے میں ہر گھوڑے پر دو من گرا خرچ ہوتا ہے۔ لیکن اسی قدر قیمت دانے کی رقم میں سے کم کر دیا جاتا ہے۔ کارخانے کے عمال تمام اخراجات کی برآورد تیار کرتے ہیں اور بہترین قاعدے کے مطابق مقررہ وقت پر تنخواہ پاتے ہیں۔

جانور کی علالت کے زمانے میں بیطار کے صداقت نامے کے مطابق جانور کے علاج میں جو رقم صرف ہوتی ہے وہ ادا کی جاتی ہے۔ جو گھوڑا کہ گلۂ بادیان میں باندھا جاتا ہے اُس کی خوراک خاصے کے جانور کی قرار پاتی ہے

گوٹ گھوڑوں کے لئے ساڑھے پانچ سیر دانہ مقرر ہے۔ نمک بدستور سابق دیا جاتا ہے۔ خشک گھاس کے لئے ہمرکابی کے جانوروں کو ڈیڑھ دام اور پرگناتی گھوڑوں کو ۱ ۳/۵ دام مقرر ہیں۔

ان جانوروں کو قند و روغن و تر دانہ نہیں دی جاتی۔

قسراق (مادۂ اسپ) ان جانوروں کو ہمرکابی کی حالت میں ساڑھے چار سیر دانہ اور نمک بدستور اور گھاس کے لئے ایک دام، پرگناتی گھوڑی کے لئے نمک کا وزن بدستور سابق مقرر ہے لیکن خشک گھاس کی قیمت ہمرکابی کے گھوڑوں کے مطابق ایک دام اور پرگناتی کے لئے ۳/۴ دام مقرر ہے۔

مادۂ اسپ کے لئے ۳/۴ ۲ سیر دانہ، اُن کے لئے خشک گھاس و نمک و لکڑی کی رقم مقررہ نہیں ہے۔

بچہ پیدا ہونے کے بعد تین ماہ ماں کا دودھ پیتا ہے اور اس کے بعد نو ماہ تک اُس کو دو گاؤں کا دودھ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد چھ ماہ تک ۳/۴ سیر دانہ پاتا ہے۔

اس مدت کے گزرنے کے بعد ہر چھ ماہ کے بعد ایک سیر دانہ زیادہ کیا جاتا ہے۔

تین سال گزرنے کے بعد مذکورۂ بالا دستور کے موافق خوراک دی جاتی ہے۔

آئین (۵۱)
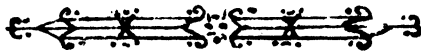
رخت
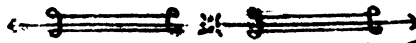
خاصے کے گھوڑوں کو سواری کے وقت جن انواع و اقسام زیورات و جواہرات و مختلف پوشاک سے آراستہ کرتے ہیں اُن کی تفصیل دراز و دشوار ہے۔

ہر سالہ پوشش کے لئے دوسو ساڑھے ستتر دام دئے جاتے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ارتک۔ چھینٹ کا لباس ہے جس میں روئی بھری جاتی ہے۔ قیمت سینتالیس دام۔

یال پوش بتیس دام..... روپاک پشمیں دو دام۔

یہ چیزیں ہر چھ ماہ پر دی جاتی ہیں اور پرانے ارتک کے عوض اصل کا ½ حصہ قیمت وضع کرلیا جاتا ہے۔ اسی طرح یال پوش میں اصل قیمت کا ¼ حصہ باز یافت کرلیا جاتا ہے۔

جل۔ ایرہ بالوں کا بنایا ہوا اور استر نمد کا ہوتا ہے۔ بیالیس دام۔

تختہ یا سر بند و پائے بند ریسمانی۔ چالیس دام۔

پشت تنگ۔ آٹھ دام۔

مگس ران۔ تین دام۔

تختہ وقینرہ (دہانہ) چودہ دام۔
خرخرہ - ڈیڑھ دام۔
توبرہ - چھ دام۔
مٹی کا برتن، دانہ کھلانے کے لئے ایک دام۔
یہ تمام اشیا سال میں ایک بار دی جاتی ہیں اور پرانی چیزوں کے معاوضے میں ۱۵½ دام وضع کر لئے جاتے ہیں - غیر خاصے کے جانوروں میں اکتیس اشرفیوں کی قیمت تک کے گھوڑوں کے لئے ایک سال میں ۱۹۶½ دام صرف ہوتے ہیں۔ پرانے اسباب کے معاوضے میں ۲۵½ دام منہا کر لئے جاتے ہیں گیارہ اشرفیوں سے لے کر بیس اشرفیوں کی قیمت کے جانوروں پر سال ۱۵۵¼ دام خرچ ہوتے ہیں - اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ارتک ۳۹¾ دام — یال پوش ۷¼ دام۔
نمدی جل ...... تیس دام — پشت تنگ - چھ دام۔
تختہ وقینرہ - دس دام — تختہ بند وپائے بند بتیس دام
تنگس ران - دو دام — دست مال ۱½ دام
خرخرہ ...... ۱¼ دام — مٹی کا برتن - ایک دام
توبرہ .... ۴½ دام — ....

پرانے اسباب کے عوض میں بیس دام وضع کر لئے جاتے ہیں۔
دہ مہری وقسراق وگوٹ جانوروں پر ۱۱۷¼ سالانہ خرچ ہوتے ہیں۔

ارتنک ..... سینتیس دام — یال پوش - چوبیس دام ونصف
جل .... چوبیس دام — تختہ بند وپائے بند - آٹھ دام
تختہ وقینرہ ...... آٹھ دام — پشت تنگ .... پانچ دام
تنگس ران و دست مال تین دام — خرخرہ .... ۱¼ دام
مٹی کا برتن .... ایک دام — توبرہ - چار دام ونصف
بازیافت مذکورۂ بالا۔

کراہ آہنین (لوہے کا کڑھاؤ) یہ وہ برتن ہے جس میں دس گھوڑوں کے لئے

دانہ پکایا جاتا ہے۔ ایک من لوہے کی قیمت ۱۴۰ دام ادا کی جاتی ہے۔ اس رقم میں لوہار کی اجرت بھی شامل ہے

تانبے کا طشت، اس میں جانوروں کو پانی پلایا جاتا ہے۔ خاصے کے دس گھوڑوں میں ایک۔ قیمت ۱۴۰ دام۔ دوسری قسم کے گھوڑوں کے بھی اسی طویلے وغیرہ میں ایک۔

کمند جس میں لوہے کی میخیں بھی لگی ہوتی ہیں۔ اس سے گھوڑوں کو باندھتے ہیں۔

یہ زنجیریں پہل اسپی طویلے میں تین اسی اسپی میں دو اور بقیہ میں ایک دی جاتی ہے۔ ہر زنجیر بیس سیر وزنی ہوتی ہے۔ لوہے کی قیمت ایک سو چالیس دام اور مزدوری کے سولہ دام ادا کئے جاتے ہیں۔

لوہے کی میخ۔ ہر زنجیر میں ۲ ہوتی ہیں۔ ہر میخ کا وزن پانچ سیر ہے جس کی قیمت پندرہ دام مقرر ہے۔

ہتوڑا پانچ سیر وزنی ہوتا ہے میخ ٹھوکنے کے کام آتا ہے ہر طویلے کے لئے ایک عدد مقرر ہے۔ پرانی تانبے اور لوہے کی چیزیں جو خاصے کے جانوروں کے لئے دی جاتی ہیں، شکست ہو جانے پر جب حد تک درست ہو سکتی ہیں داروغہ اُن کو ٹھیک کر لیتا ہے اور جب بیکار ہو جاتی ہیں تو نرخِ حال کے مطابق رقم وضع کر کے بقیہ نقد ادا کر دی جاتی ہے۔

خاصے کے علاوہ دیگر اقسام کے جانوروں میں تین برس کے بعد نصف قیمت بازیافت ہوتی ہے۔

نعل سال میں دو بار بندھتے ہیں اور چاروں ہاتھ اور پاؤں میں نعل بندی کی اُجرت آٹھ دام دی جاتی تھی لیکن اب اجرت میں دو دام کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

کونڈلان دس گھوڑوں میں ایک۔ قیمت ۸۰ روپے۔

خدمتگار

آقتہ بیگی۔ تمام جانوروں کے حالات سے واقفیت رکھتا اور اُن کی دیکھ بھال و علاج وغیرہ میں دیگر ملازمین کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ عہدہ بحد بلند و بالا ہے جس پر کوئی نامی امیر مقرر کیا جاتا ہے۔

اس زمانے میں یہ خدمت خانخاناں کے سپرد ہے۔

داروغہ، ہر طویلے میں ایک اراوتمند و نیک خصال ملازم مقرر ہے۔ اس عہدے پر پنجہزاری امرا سے لے کر عالی رتبہ احدیوں تک کا تقرر ہوتا ہے۔

مشرف، جانوروں کا شمار کرنا اور خرچ کی نگہداشت و نیز اخراجات کی برآورد تیار کرنا اُس کے فرائض میں داخل ہیں۔ یہ افسر بھی امرا کے گروہ میں سے منتخب کیا جاتا ہے۔

اختیجی، یہ شخص ساز و سامان کی حفاظت کرتا اور گھوڑوں پر زین کستا ہے۔

دیدہ ور، جانور کے حضور میں پیش ہونے کے قبل، یہ شخص گھوڑے کے تمام حالات کی تفتیش کر کے اُس کی نوعیت و مرتبہ کا تعین کرتا ہے۔ ان ملازمین کی بیان کردہ کیفیت کو مشرف قلمبند کرتا ہے۔ ان میں سے اکثر ملازمین گروہ احدیاں میں داخل اور اسی سررشتے سے تنخواہ پاتے ہیں۔

چابک سوار، جانور پر سوار ہو کر اُس کی تیزی رفتار و طے کردہ مسافت کا اندازہ کر کے مشرف کو تمام حالات قلمبند کراتا ہے۔ اس ملازم کو بھی احدی کے برابر تنخواہ دی جاتی ہے۔

ہاڈا، یہ ملازمین قوم کے راجپوت ہیں، جو جانوروں کو مختلف اُصول کی تعلیم دیتے ہیں، جن میں سے چند احدیوں کے گروہ میں تنخواہ پاتے ہیں۔

میردھہ، یہ شخص ایک سائیس ہے جو اپنے ماتحتوں سے زیادہ پیشے سے واقفیت رکھتا اور دس سائیسوں کا سردار ہے۔ یہ بھی گروہ احدیاں میں داخل ہے۔ خاصے کے طویلوں میں اس کی تنخواہ ایک سو بہتّر دام ہے، طویلۂ خانہ زاداں میں ایک سو ساٹھ۔ دیگر طویلوں میں ایک سو چالیس دام بست اسپی میں سو دام اور دہ اسپی میں بتّیس دام مقرر ہے۔

یہ کارکن بھی دو گھوڑوں کی تیمارداری کرتا ہے۔

بیطار (گھوڑوں کا طبیب) احدیوں کے گروہ میں تنخواہ پاتا ہے۔

نقیب یا محافظ، چند تیز دست و ہوشیار اشخاص کا اس غرض سے تقرر کیا جاتا ہے کہ طویلوں کے حالات سے داروغہ و مشرف کو آگاہ کرتے ہیں۔

گھوڑوں کو حاضر کرنے کی خدمت انھی سے متعلق ہے۔ اس گروہ کے دو سردار احدیوں میں داخل ہیں اور تیس اشخاص ان کے ماتحت ہوتے ہیں۔ ان کی تنخواہیں ایک سو سے لے کر ایک سو بیس دام تک مقرر ہیں۔

سائیس، دو گھوڑوں پر ایک شخص کا تقرر ہوتا ہے۔ اس کی تنخواہ طویلوں کے لحاظ سے مختلف ہے۔

چہل اسپی طویلے میں ایک سو ستر دام، شاہزادۂ ولی عہد کے طویلے میں ایک سو اڑسٹھ دام، دوسرے شاہزادوں کے طویلے میں ایک سو چھتیس دام، خانہ زاد طویلے میں ایک سو چھبیس دام، طوائل سی اسپی میں ایک سو چھ دام، بست اسپی طویلوں میں ایک سو تین دام، اور طوائل دہ اسپی میں ایک سو دام مقرر ہیں۔

جلودار یا پیک، ان کی تنخواہیں بارہ سو دام سے زائد اور ایک سو بیس دام سے کم نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ تیز رفتاری و حسن خدمات کے لحاظ سے تنخواہ میں تغیر بھی ہو جاتا ہے۔ اکثر اشخاص پچاس سے سو کوس تک ایک روز میں دوڑتے ہیں۔

نعلبند، اکثر احدی اور پیادے ہوتے ہیں۔ ہر کس کی تنخواہ ایک سو ساٹھ دام مقرر ہے۔

زین دار، یہ ملازم بھی مثل نعلبند کے ہے۔ خاصۂ چہل کانی طویلے میں ہر دو گھوڑوں کے لئے ایک زین مقرر ہے۔

جانوروں کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

پہلا اور اکیسواں۔ دوسرا اور بائیسواں، تیسرا اور تئیسواں۔ علیٰ ہذا القیاس۔

اگر پہلا گھوڑا طویلے میں نہیں رہتا تو زین تو اپنی جگہ برقرار رہتی ہے لیکن دوم گھوڑا اوّل ہو جاتا ہے اور دوسرے کی زین تیسرے کو اور تیسرے کی چوتھے کو ملتی ہے۔ اسی طرح درجہ بدرجہ تبدل ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ نمبر ختم ہو جاتا ہے۔ اگر درمیان کا گھوڑا طویلے سے باہر ہو گیا تو اس کی زین اس کے مابعد کو ملتی ہے۔

آب کش، چہل اسپی طویلے میں تین شخص، سی اسپی میں دو، اور دوسرے طویلوں میں ایک مقرر کئے جاتے ہیں۔ ہر آب کش کی تنخواہ سو دام ماہانہ ہے۔

خاکروب، ہندوستان میں کناس کو حلال خور کہتے ہیں۔ قبلۂ عالم نے اس کو خاکروب کے لقب سے یاد فرمایا۔

چہل اسپی طویلے میں دو شخص اسی و بست اسپی طویلوں میں ایک شخص مقرر کیا جاتا ہے۔ ہر خاکروب کو پینسٹھ دام ماہوار دئے جاتے ہیں۔

کوچ کے وقت وہ داروغہ جو پیادوں کی تنخواہ ہی پاتے ہیں، چند خاکرویوں کو جانوروں کے کھینچنے کے لئے اپنے ساتھ لے لیتے ہیں۔ سی اسپی طویلے میں بتدریج خاکروب اسی طرح ساتھ جاتے ہیں۔

جو داروغہ کہ تنخواہ میں اضافہ نہیں پاتے اُن کے لئے خاکروب یا قلی سرکار سے نامزد کئے جاتے ہیں۔

ہر خاکروب کو روزانہ دو دام دئے جاتے ہیں۔
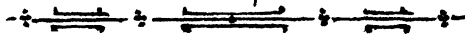
آئین (۵۲)
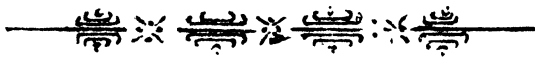
بارگیر
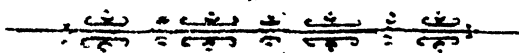
قبلۂ عالم اپنی قدر شناسی سے اکثر اشخاص کو سواری کا مستحق و سزاوار خیال فرماتے ہیں، لیکن ان افراد کو گھوڑوں کا بہترین محافظ نہیں سمجھتے۔

جہاں پناہ نے چند طویلے جدا کرکے داروغگاں کے سپرد فرمائے ہیں اور ان طویلوں کے لئے جداگانہ مشرف کا تقرر فرمایا ہے۔ ضرورت کے وقت تبکچی کی تحریر کے مطابق ان اشخاص کو سواری کے لئے جانور عطا ہوتے ہیں اور یہ حضرات بلا نگہداشت کی تکلیف برداشت کئے ہوئے آرام حاصل کرتے ہیں، ایسے افراد کو بارگیر سوار کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔
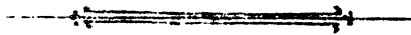
آئین (۵۳)
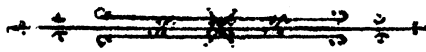
داغ
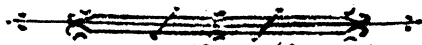
تغیر و پریشانی رفع کرنے اور شبہ کو مٹانے کے لئے داغ اندازی کا آئین وضع کیا گیا ہے۔ کبھی نشتر و کبھی داغ کا لفظ اور ایک زمانے میں سات کا ہندسہ داغدہی کے لئے مقرر فرمایا گیا تھا۔

اگر سرکار بادشاہی میں داخلہ ہوتا تو نقش جانور کے رخسار راست پر لگایا جاتا ہے اور اگر جانور سرکار کے طویلے سے واپس ہوتا ہے تو اُس کے بائیں رخسار پر داغ لگاتے ہیں۔

کبھی کبھی قیمت کا ہندسہ عراقی و مجنّس کے رخسار راست پر اور ترکی و تازی کے رخسار چپ پر نقش کیا جاتا تھا۔

اس زمانے میں ہر طویلے کے جانور قیمت کے ہندسوں سے داغ انداز کیے جاتے ہیں۔

دہ مُہری گھوڑوں کے لئے دس کا اور بیست مہری جانوروں کے لئے بیس کا ہندسہ مقرر ہے اور علیٰ ہٰذا القیاس۔

اسی طرح جبکہ بیشی میں جانور کی قیمت میں اضافہ یا کمی ہوتی ہے تو قدیم نقش کو مٹا کر جدید قیمت کے لحاظ سے داغ اندازی کرتے ہیں۔
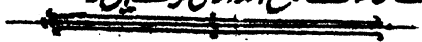
آئین (۵۴)

پُر کردن

پیشتر یہ دستور تھا کہ اگر چہل اسپی و خانہ زاد طویلے کے دس جانور، اور راہوار پانچ طویلوں میں کم ہو جاتے تھے تو اُن کی اس طرح خانہ پُری کردی جاتی تھی۔

چہل اسپی طویلے کے جانوروں کیلئے شاہزادوں کے بہترین گھوڑے طویلۂ شاہی میں داخل کردئیے جاتے تھے اور خانہ زاد جانوروں کی اُن کے ہمجنس گھوڑوں سے اور راہوار کی دوسرے طویلوں کے جانوروں سے خانہ پُری کرتے تھے

اگر شاہزادۂ ولی عہد کے طویلے میں پندرہ گھوڑوں کی کمی واقع ہوتی تو دیگر برادران گرامی قدر کے بہترین جانور ولی عہد بہادر کے طویلے میں داخل ہو جاتے تھے۔

اگر منجھلے شاہزادے کے یہاں بیس جانوروں کی کمی ہوتی تو شاہزادۂ خُرد کے طویلے سے خانہ پُری ہوتی تھی۔

اگر شاہزادۂ خُرد کے پچیس جانور کم ہوتے تو دیگر بہترین طویلوں سے ان کا بدل حاصل کرلیا جاتا تھا۔

سینتیس سنہ آلہی میں فرمان مبارک صادر ہوا کہ آیندہ سے ہر سال ہر طویلے میں ایک ایک جانور کا اضافہ کیا جائے۔

چنانچہ اس زمانے میں طویلۂ خاصہ کے گیارہ جانور ضائع ہوئے اور اُن کی خانہ پُری فرمان کے مطابق شروع کردی گئی۔

آئین (۵۵)
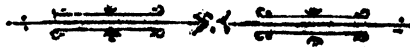
تاوان

خاصے کا گھوڑا اگر مر جاتا ہے تو اُس کی اوّلیں قیمت کے لحاظ سے ہر اشرفی کے عوض ایک روپیہ داروغہ سے لیا جاتا ہے اور دس دام میردھہ کو اور چہارم تنخواہ بھوئی کو تاوان میں دینی پڑتی ہے۔

اگر جانور چوری جاتا ہے یا اُس میں کوئی عیب آجاتا ہے تو ایسی حالت میں تاوان کی رقوم مقرر نہیں ہیں بلکہ اس واقعے کا معروضہ حضور میں پیش ہوتا ہے اور حکم شاہی کے موافق ملازمین سے رقم جرمانہ وصول کی جاتی ہے۔

دوسرے طویلوں میں ایک گھوڑے کے تاوان میں فی اشرفی ایک روپیہ اور دو کے تاوان میں دو روپے اسی طریقے پر داروغہ سے وصول کئے جاتے اور سائیس سے مذکورۂ بالا رقم وصول کی جاتی ہے۔

اس زمانے میں ایک جانور سے لے کر تین جانوروں کے ضائع ہونے پر فی اشرفی ایک روپیہ اور چار جانوروں کی ہلاکت کی صورت میں فی اشرفی دو روپے اور پانچ جانوروں کے ضائع ہونے پر فی اشرفی تین روپے وصول کئے جاتے ہیں۔

اگر گھوڑے کا منہ پھٹ جاتا ہے تو ہر اشرفی پر دس دام میردھہ سے جرمانہ وصول کیا جاتا ہے۔ اور میردھہ دوسرے سائیسوں سے تاوان وصول کرتا ہے

آئین (۵۶)

آمادہ داشتن

خاصے کے دو جانور، مگر راہوار میں سے تین اور ہفتاد مُہری طویلے سے لے کر دہ مُہری طویلے تک ہر طویلے سے ایک ایک اور ایک گوٹ ہمیشہ در دولت پر حاضر ہوتے ہیں اور جانوروں کی جوڑ تیار کرتے ہیں جس میں سے ہر ایک کو مثل کہتے ہیں۔

اوّل۔ ایک چہل اسپی ایک طویلۂ شاہزادۂ بزرگ۔ ایک طویلۂ شاہزادۂ اوسط۔ اور ایک راہوار۔

دوم۔ ایک متعلقۂ شاہزادۂ خُرد، ایک خانہ زاد، ایک چہل اسپی اور ایک راہوار۔

سوم۔ تین شاہزادوں کے طویلوں سے ہر طویلے سے ایک اور ایک خانہ زاد۔

چہارم۔ چہل مُہری ایک، سی مُہری ایک، بست مُہری ایک اور دہ مُہری ایک۔ ان آخری چار گھوڑوں پر قبلۂ عالم خود کم سوار ہوتے ہیں۔

شاہزادۂ شاہ مراد کی وفات کے بعد چہل مہری کے بہترین جانور ہی سواری خاصہ کے لئے حاضر کئے جانے لگے اور اب ترتیب حسب ذیل قرار پائی۔

اوّل۔ چہل اسپی ایک متعلقۂ شاہزادۂ بزرگ ایک شاہزادۂ خُرد ایک

اور سد اہوار ایک۔

دوم۔ خانہ زاد ایک، بیش از ہفتاد مہری ایک، خاصۂ چہل مہری ایک، اور راہوار ایک۔

سوم۔ شاہزادوں کے ایک ایک، خانہ زاد ایک اور ہفتاد مہری ایک۔

چہارم۔ شصت مہری ایک، پنجاہ مہری ایک، چہل مہری ایک اور سی مہری ایک۔

بست مہری و دہ مہری و گوٹ بھی گاہ گاہ حاضر کیئے جاتے ہیں۔
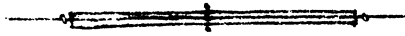
آئین (۵۷)

بخشش

جب جہاں پناہ خاصے کے چھ طویلوں کے جانوروں میں سے کسی گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں تو خدمت آموزی اور ہنگامۂ سواری کی گرم بازاری کو ملحوظ خاطر رکھ کر آئین مقرر کے مطابق انعام عطا فرماتے ہیں۔

پیشتر یہ دستور تھا کہ اگر خاصے کے جانور پر سواری فرمائی جاتی تھی تو ایک روپیہ بطور انعام مرحمت ہوتا تھا جس میں ایک دام آفتہ بیگی، دو دام جلو دار اور نصف دام سائیس اور اسی قدر مشرف و نقیب و آفتچی و زیندار باہم تقسیم کر لیتے تھے۔

اگر طویلۂ شاہزادۂ بزرگ کا کوئی جانور شرف سواری سے باریاب ہوتا تو تیس دام انعام عطا ہوتا تھا اور ہر ملازم اس تقسیم میں پہلی تقسیم سے ½ دام کم پاتا تھا۔

اگر شاہزادۂ دوم کے گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو بیس دام عطا ہوتے تھے اور اسی حساب سے ملازمین باہم تقسیم کر لیتے تھے۔

اگر شاہزادہ خرد کے طویلے سے جانور حاضر کیا جاتا تھا تو سواری کے بعد دس دام اسی دستور کے مطابق عطا ہوتے تھے۔

لیکن اب قاعدہ یہ ہے کہ چہل گانی کی سواری میں بدستور سابق۔

طویلۂ شاہزادۂ بزرگ میں بیس دام۔

شاہزادۂ خرد کے جانور پر دس، راہوار پر پانچ، خانہ زاد پر چار، اور دیگر طوائل کے جانوروں پر دو دام عطا ہوتے ہیں۔

آئین (۵۸)

جلوانہ

جو گھوڑا بطور انعام عطا ہوتا ہے، ملازمین سررشتہ اس کی قیمت پچاس فی صدی بڑھا کر ہر اشرفی پر دس دام وصول کرتے ہیں۔

اس رقم میں پانچ دام آقتہ بیگی کے ڈھائی دام جلوبیگی کے اور سو دام مشرف کے مقرر ہیں۔

بقیہ میں پچیس حصے کئے جاتے ہیں جس میں نو حصے نقیبوں کو ایک حصہ سائیس اور پانچ پانچ حصے تحصیلدار و زمیندار و آقتہ چی کو دئے جاتے ہیں۔

اس ملک میں جانور کی عمر طبیعی بتیس سال ہے اور قیمت کے لحاظ سے پانچ سو اشرفیوں سے لے کر دو روپے تک کے گھوڑوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔

آئین (۵۹)

شتر خانہ

قبلۂ عالم کو ابتدائے عہد فرمانروائی سے اس عجیب الخلقت جانور کے ساتھ بیحد ذوق ہے۔

چونکہ یہ جانور ہر سہ آبادی میں رونق و معموری کا ذریعہ ہے اور نیز یہ کہ باربرداری کی حالت میں اس کا صبر و تحمّل اور کم خوراکی کے عالم میں اس کی قناعت حضرت کو بیحد مرغوب ہے۔ اسی وجہ سے جہاں پناہ کی توجّہ و مہربانی میں اور زیادہ اضافہ ہوگیا۔

اس ملک میں بہترین و بلند و بالا جانور پیدا ہوئے اور شتر خیزی میں ہندوستان ایران و توران پر بھی سبقت لے گیا۔

جہاں پناہ اپنی عظمت و شان و نیز دیگر حاضرین کی نشاط اندوزی کے لحاظ سے ان جانوروں کی باہمی جنگ آزمائی کا تماشا ملاحظہ فرماتے ہیں اور چند بہترین شتر اس کام کے لئے ہمیشہ تیّار رکھے جاتے ہیں۔ خاصے کا بہترین جنگ آزما جانور شاہ پسند نام دوازدہ سالہ خانہ زاد جانور ہے جو اپنے ہمسروں پر ہمیشہ غالب رہتا ہے اور حریف کو پچھاڑنے میں کشتی کے داؤں پیچ اور عجیب و غریب کرتب دکھاتا ہے۔

یہ جانور نواحِ اجمیر و جودھپور و ناگور و بیکانیر و جیسلمیر و بھٹنڈا و بھٹنیر میں بکثرت پایا جاتا ہے، اور صوبہ گجرات میں کچھ کے قریب بیشمار بہترین و خالص النسل جانور پیدا ہوتے ہیں لیکن صوبہ سندھ افزائش شتر میں تمام ممالک و بلاد پر فوقیت رکھتا ہے۔

اکثر سندھی امیر دس ہزار یا اس سے بھی زائد جانوروں کے مالک ہوتے ہیں۔

تیز رفتاری میں اجمیری اونٹ اور باربرداری میں ٹھٹھہ کے جانور مشہور ہیں۔

اونٹ کی نسل میں بہترین و سرمایہ آفرینش مادہ ہے جس کو آروانہ کہتے ہیں۔

مادہ شتر ہر ملک میں جاڑے کے موسم میں مست ہو کر نر سے ہاتھا پائی کرتی ہے۔

اگر نر دو کوہانی ہے تو اُس کو بغر کہتے ہیں اور بچے کو نر اور مایہ۔

قبلۂ عالم نے نر کو بغدی اور مادہ کو جمازہ کے نام سے موسوم کیا۔

باربرداری و جنگ آزمائی کے لئے بغدی زیادہ قوی ہے اور تیز رفتاری میں جمازہ بہتر ہے۔

ہندی جانور جس کو لوک کہتے ہیں اور آروانہ بھی تیز رفتاری میں جمازہ کے قریب قریب ہیں بلکہ اکثر جانور زیادہ ہیں۔

اگر بغر، جمازہ کے ساتھ جفتی کھاتا ہے تو نر بچے کو گہرڈ کہتے ہیں اور مادہ کو مایہ گہرڈ۔

اگر بغدی یا لوک جمازی سے جفتی کھاتا ہے تو بھی بچے کو انھی ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ لیکن اگر بغدی یا لوک آروانہ سے جفتی کھاتا ہے تو نر باپ کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور مادہ ماں کے نام سے پکاری جاتی ہے۔

لوک، گہرڈ و مایہ گہرڈ سے زیادہ خالص النسل ہوتا ہے۔

باربرداری میں اونٹوں کی قطاریں باندھتے ہیں ہر قطار میں پانچ جانور ہوتے ہیں۔ پہلے جانور کو پیشنگ، دوسرے کو پیش درہ، تیسرے کو میانہ قطار، چوتھے کو دم دست، اور پانچویں کو مدار کہتے ہیں۔

آئین (۶۰)

خوراک

باربرداری کے جانوروں میں بغدی کو ڈھائی سے تین برس کے سن تک جب کہ وہ گلے سے کام کیلئے باہر نکالا جاتا ہے، دو سیر دانہ روز دیتے ہیں۔

سہ و نیم سالہ و چہار سالہ جانوروں کو پانچ سیر دانہ دیا جاتا ہے اور اس کے بعد سات سالہ تک نو سیر اور ہشت سالہ اور بغر کو دس سیر روزانہ دیا جاتا ہے۔

اسی طرح جمازہ و گھوڑ و مایہ گھوڑ کو چار سال کی عمر تک بدستور سابق اور چار سالہ کے بعد سے ہفت سالہ جانور تک ہر اونٹ کو روزانہ سات سیر اور ہشت سالہ کو ساڑھے سات سیر۔

یہ مقدار اُس وقت مقرر فرمائی گئی تھی جب کہ سیر اٹھائیس دام کا تھا۔ اب جب کہ سیر کے وزن میں دو دام کا اضافہ ہوگیا ہے، دانے کی مقدار اُسی حساب سے کم کر دی گئی ہے۔

مستی کے عالم میں بغدی دانہ کم کھاتا ہے، لیکن آئین پاؤ گوشت کے مطابق دانے کے وزن میں کمی نہیں کی جاتی۔

داروغہ عالم مستی کے اندوختہ غلے کو ہوشیاری کے زمانے میں روزانہ خوراک میں ملا کر کھلاتے ہیں۔

اگر مستی طاری ہونے کے قبل معین مقدار سے دانہ زیادہ دیا گیا ہے اور اضافہ روزنامچے میں درج ہے تو اس زیادتی کو پاؤ گوشت میں مجری دیتے ہیں۔

اسی طرح اگر کسی دوسری وجہ سے اضافے کی نوبت آتی ہے تو اس زیادتی کو بھی پاؤ گوشت کے حساب میں شمار کر لیتے ہیں۔ قیام کے زمانے میں آٹھ ماہ گھاس دی جاتی ہے۔

جو جانور کہ شہر کے اندر اور داخل کشک ہیں (یعنی کار سرکاری میں لگائے گئے ہیں) اُن کے لئے فی جانور دو دام مقرر ہیں۔ اور جو شہر سے باہر ہیں اُن کو ڈیڑھ دام فی راس دئے جاتے ہیں۔

چار ماہ بارش و سفر میں گھاس کی قیمت نہیں دی جاتی۔ ساربان جانوروں کو چراگاہ میں لے جا کر چرا لاتے ہیں۔
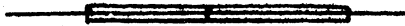
آئین (۶۱)
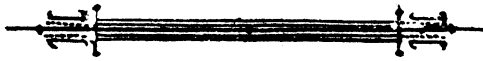
رخت
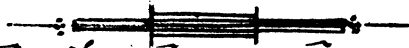
جانوران خاصہ - آفسار (سر بند) دُم افسار (دُمچی) مُہار، کاٹھی جو زین کی مانند لیکن اُس سے کسی قدر بڑی ہوتی ہے، یہ سب جہاں پناہ کی ایجاد ہیں۔ جن سے جانوروں کی آرائش میں اضافہ ہو گیا ہے۔ ان کے علاوہ کوچی چار جامے کا کام دیتی ہے۔

قطار چہ، سر پیچی (ایک قسم کا بالا پوش)، تنگ، سر تنگ، تازیانہ بند، گھونگرو بند، گردن بند اور سہ چادر۔ یہ چادریں یہ بانات بافتۂ رنگین و موم جامے کی تیار کی جاتی ہیں۔

ان جاموں کی آرائش و زینت میں جس قدر جواہرات و ریشم و چاندی و سونے کے تار و دیگر بیش قیمت کپڑے خرچ ہوتے ہیں اُن کی قیمت کا اندازہ امکان سے خارج ہے۔

قاعدہ ہے کہ اونٹوں کی پانچ مکمل قطاریں سواری کے لئے اور دو محافہ کشی کے لئے ہمیشہ تیار رہتی ہیں۔

محفہ لکڑی کا دو ستونی خوبصورت خیمہ ہے جو سواری کے وقت دو اونٹوں پر باندھا جاتا ہے۔

سامان آرائش رنگین بھی ہوتا ہے اور سادہ بھی۔ دس سادہ قطاروں میں

تین رنگین ہوتی ہیں۔ رنگین قطاروں کے ہر جانور کے سامان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
بغدی پر دو سو ۲۵½ دام صرف ہوتے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
افسار مہرہ ۲۰½ دام، حلقۂ برنجی ۱½ دام، زنجیر آہنی ۴½ دام، طلگی پانچ دام، پشت پوزی کے لئے آٹھ دام۔
دُم افسار کی تیاری میں ۱½ دام، تگلتو اور سربچی میں بیس دام کا نمک خرچ ہوتا ہے، جل ۶۸ دام، جہاز گج کاری جو مہار کاٹھی کا کام دیتا ہے، چالیس دام، تنگ و تازیانہ بند و گلوبند چوبیس دام، طناب بارکش، جس کو ساربان طاقہ طناب اور خروار کہتے ہیں، اڑتیس دام، بالاپوش پندرہ دام،
جمازہ میں علاوہ مذکورۂ بالا پوششوں کے دو چیزیں زائد ہوتی ہیں، جن کے اخراجات کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔
گردن بند دو دام، سینہ بند سولہ دام۔
ہفت قطاروں میں بغدی اور جمازہ پر حسب تفصیل ذیل ۱۶۸½ دام صرف ہوتے ہیں۔
افسار مہرہ دوز دس دام، دُم افسار ½ دام، جہاز ۱۶½ دام، جل باون دام نصف، تنگ و پشت بند و گلوبند چوبیس دام، طاقہ طناب ۲۷½ دام بالاپوش اٹھائیس دام،
لوک پر مندرجۂ ذیل تفصیل کے مطابق ایک سو تینتالیس دام صرف ہوتے ہیں۔
افسار و جہاز و خروار بدستور۔
جل ۲۷½ دام، تنگ و پشت بند و گلوبند ۱۴½ دام، بالاپوش اٹھائیس دام،
بجز آہنی و چوبی ساز و سامان کے رنگین و سادہ تین سال کے بعد ایک ایک عدد دئے جاتے ہیں۔ پرانے رنگین محقّے کے عوض ایک قطار میں سولہ دام، اور سادہ میں چودہ دام وضع کر لئے جاتے ہیں۔
تین سال گزرنے پر برآورد تیار کرتے ہیں اور چوتھائی حصہ قیمت منہا کرتے ہیں اور اس کارروائی کے بعد بقیہ رقم کا دسواں حصہ وضع کر کے باقی رقم تنخواہ میں ادا کی جاتی ہے۔ اس حساب سے برآورد کا ۲۷/۴۰ خزانۂ سرکار سے

ادا کیا جاتا ہے۔
علفی جانوروں کو (غلہ انباری کے جانور جو سامان خوراک لادتے ہیں) پوشش سال میں ایک بار نئی دی جاتی ہے۔
خانہ زاد ولوک بر حسب تفصیل ذیل ½ ۵۲ دام خرچ ہوتے ہیں۔
افسار پانچ دام، جل چھتیس دام، سر دوز نیم دام، تنگ وپشت بند ¾ ۱۰ دام۔
افسار وتنگ وپشت بند بدستور جل چھیالیس ۴۶ ¾ ۴۵ دام ربع کم سر دوز ¾ دام۔
ہر سال برآورد کا چوتھائی حصہ وضع کر کے بقیہ کا اجازت نامہ دیا جاتا ہے۔
شلیتہ ٹاٹ۔ دانہ کھلانے کے لئے دیا جاتا ہے۔ ہر قطار میں ایک مقرر ہے۔
بغدی وجمازہ میں اس کی قیمت ¾ ۳۰ دام ادا کی جاتی ہے اور لوک میں ½ ۲۴ دام۔
اسی نرخ کے مطابق قیمت ہمیشہ برآورد سے منہا کر لی جاتی تھی گویا ساربانوں سے ایک قسم کا ٹھیکہ ہو جاتا تھا اور اسی پر عملدرآمد ہوتا تھا۔
سنہ ۴۲ الٰہی میں معروضہ پیش ہوا کہ منہائی رقم کا یہ طریقہ سخت ہے اور ساربانوں کو نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ قبلۂ عالم نے اس نرخ کو منسوخ فرما کر ہر زمانے کے مطابق رقم منہائی مقرر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔
یہ حساب نرخ کے تغیر وتبدل کی وجہ سے ہر سال مختلف ہوتا ہے۔
نوروز کے آغاز پر افسر ساربان جانوروں کے بال تراشنے اور تیل ملنے ونیز روغن چکانی کی اجازت حاصل کر کے اپنے فرائض کو انجام دیتے ہیں اور علفی جانوروں کے اسباب وسامان کے لئے جدید معاہدہ کرتے ہیں۔

آئین (۶۲)

تیل ملنے اور جانوروں کی ناک میں تیل ٹپکانے کے آئین

روغن مالی ور وغن چکانی کو تطلیہ اور تجریع کہتے ہیں لیکن اگر تجریع کی بجائے تنشیق کہیں تو زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ تنشیق کے لفظی معنی بھی "ناک میں ٹپکانے" کے ہیں۔

ہر تعدی (جمازہ) پر سال میں ۳½ سیر روغن کنجد صرف ہوتا ہے جس میں ایک سیر بدن پر ملنے اور تین پاؤ ناک میں ٹپکانے کے لئے مقرر ہے۔

اس کے علاوہ تین پاؤ گندھک اور ساڑھے چھ سیر چھاچھ بھی دی جاتی ہے۔

دوسری قسم کے جانوروں کے لئے ½۲ پاؤ گندھک اور ساڑھے چھ سیر چھاچھ مقرر ہے۔

ان جانوروں کی ناک میں ٹپکانے کے لئے تین پاؤ روغن دیا جاتا ہے۔

پیشتر روغن و نیز دیگر اشیا سال میں تین بار دی جاتی تھیں اب صرف ایک بار دیتے ہیں۔

پایۂ شتران و خدمتگاراں

جہاں پناہ نے جانوروں کو قطاروں میں تقسیم فرمایا اور ہر قطار

ایک ساربان کی نگہداشت میں سپرد فرمائی۔ ساربانوں کی تنخواہ کے چار مدارج مقرر فرمائے۔

اوّل چارسو دام، دوم تین سو چالیس دام، سوم دو سو اسی دام اور چہارم دو سو بیس دام۔

قطاروں کی تین طرح پر ترتیب دی گئی۔

اوّل۔ پانچ قطاریں ایک تجربہ کار شخص کے سپرد کی گئیں اور یہ ملازم بست پنجی کے نام سے موسوم ہوا۔ اس کی تنخواہ سات سو بیس دام قرار پائی۔ یہ شخص ایک یابو کی داغ دوزی کراتا اور چار ساربانوں کا افسر ہے۔

دوم۔ اس ترتیب میں دس قطاریں شامل ہیں۔ یہ قسم بھی ایک تجربہ آموز کے سپرد ہے جس کو پنجاہی کہتے ہیں۔ اسپ کی داغ دوزی کراتا اور نو سو ساٹھ دام تنخواہ پاتا ہے۔ نو ساربان اس کے ماتحت ہیں۔

سوم۔ ایک تجربہ کار و ہوشیار شخص کے سپرد نو قطاریں کی گئیں اس شخص کو پانصدی کہتے ہیں۔

دس قطاریں خاص اُس کے زیر اہتمام ہیں اور سوا ایک قطار کے بقیہ کے لئے ساربان سرکار سے عطا ہوتے ہیں۔ پنجاہی و بست پنجی اس کے ماتحت ہیں۔

اس کی تنخواہ میں اضافہ و کمی سے اختلاف ہوا کرتا ہے۔ اس زمانے میں اکثر یوز باشی امیر اس خدمت پر مامور ہیں۔

اس کے علاوہ قبلۂ عالم نے ایک اونٹ فراشوں کے لئے خاص کر دیا ہے۔ ایک تکچی بھی مامور کیا گیا ہے۔

جہاں پناہ نے اپنی بینظیر قوت عمل سے ہر پانصدی کو ایک امیر کی ماتحتی میں دیا ہے، نیز چند ہوشیار پیادے مقرر فرمائے ہیں۔

یہ ملازم سررشتے کی تمام جزئی و کلی حالات سے اطلاع دیتے ہیں اور اس طریقے پر عمال سررشتہ لاپروائی نہیں کر سکتے۔

سال میں دو بار پیش سوار جانوروں کی فربہی و لاغری کا اندازہ کرتے ہیں۔

آغاز برسات میں اور مستی کے وقت۔

جانور کی کمی کی صورت میں ساربان اُس کی قیمت کے مطابق رقم تاوان داخل کرتا ہے۔ پنجاہی اور پانصدی بھی اس تاوان میں شرکت کرتے ہیں۔

اگر جانور اندھا یا لنگڑا ہوجاتا ہے تو اس کی قیمت کا چہارم حصہ بطور جرمانہ داخل کرنا پڑتا ہے۔

ریباری۔ اکثر اہل ہند اس جانور کے حالات سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں۔ اور ہندی نژاد لوگ کورہ نوردی (تیز رفتاری) ایسی عمدہ سکھاتے ہیں کہ جانور قلیل مدت میں بعید مسافت طے کرسکتا ہے۔ ان اشخاص کو ریباری کہتے ہیں۔

ہرچند کہ پائے تخت سے انتہائے قلمرو سلطانی تک ہر چہار طرف ڈاک رساں مقرر کیئے گئے ہیں اور ہر پانچ کوس کے فاصلے پر تیز رو پیادے متعین ہیں، لیکن جہاں پناہ نے اپنی دوراندیشی سے ان شترسواروں میں سے بعض کو ہمیشہ درگاہ بادشاہی پر حاضر و موجود رہنے کا حکم دیا ہے۔

ہر پچاس آروانہ انھیں ریباریوں میں سے ایک شخص کے سپرد کی گئی ہیں اور افزائش نسل کے لئے ایک بغر اور دو لوک ان کے ہمراہ ہیں۔ بغر و لوک کے لئے دانہ حسب دستور سرکار سے عطا ہوتا ہے لیکن گھاس نہیں دی جاتی اور ارونہ کے پچاس نفر کے لئے دانہ بھی نہیں دیا جاتا۔

سال میں ایک بار تطلیہ و تشیق کے لئے بغر و بغدی و جمازہ پر فی راس چار سیر روغن کنجد اور تین پاؤ گندھک اور ساڑھے چھ سیر چھاچھ دی جاتی ہے جس میں سے تین پاؤ روغن تشیق کے لئے مخصوص ہے۔

لوک و آروانہ و گہرد و مایہ گہرد کے لئے فی راس ۳ ۵/۸ سیر روغن، ساڑھے چھ سیر چھانچھ اور ۵/۸ سیر گندھک مقرر ہے جس میں ۵/۸ سیر روغن تشیق کے واسطے متعین ہے

بوتہ اور دنبالہ کے لئے فی راس ڈھائی سیر روغن جن میں ۱/۲ سیر تشیق کے لیے، آدھ سیر گندھک اور ۱/۴ ۴ چھانچھ مقرر کیا گیا ہے۔

بوتہ اور دنبالہ، یہ دونوں شتر بچے ہیں۔ فرق اس قدر ہے کہ بوتے پر کچھ بوجھ لادا جاتا ہے اور دنبالہ باربرداری سے آزاد ہے۔ اور ہر ہفتے بوتہ کے لئے آدھ سیر شورہ و نمک اور دنبالہ کے لئے پاؤ سیر مقرر ہے۔

گلہ بانوں کی ماہوار تنخواہ دو سو دام مقرر ہے۔ ہر پچاس جانوروں پر

پانچ چرواہے بھی دیئے جاتے ہیں جن کو روزانہ دو دام اُجرت دی جاتی ہے۔
دو گلّہ بیناہی افسر کے لیئے ضروری ہے کہ ہر سال تین اروانہ پیش کرے ورنہ ان جانوروں کی قیمت اُس کی تنخواہ سے وضع کر لی جاتی ہے۔
پیشتر بغدی و جمّازہ کے بال کے عوض چہارم حصّہ تنخواہ کا وضع کر لیا جاتا تھا۔ ہر جانور کے بال وزن میں چار سیر ہوتے تھے۔
قبلۂ عالم نے بالوں کی قیمت گلّہ بانوں کو بطور انعام عطا فرمائی اور اُس کے عوض میں گلّہ بان دم افسار وغیرہ پشمینہ جانوروں کے لیئے مہیا کرنے لگے۔
بغدی کی قیمت پانچ مُہر سے بارہ مہر تک مقرر ہے جمّازہ کی قیمت تین چار مہر سے دس مُہر تک، بغر تین مہر سے لے کر سات مُہر تک فروخت ہوتا ہے۔ مادہ بغر کی قیمت تین مُہر سے پانچ مُہر تک ہے۔ بقیہ جانوروں کی قیمت حسب ذیل ہے۔
گہرد تین مُہر سے آٹھ مُہر تک، مادہ گہرد و لوک تین مہر سے سات مُہر تک، لوک دوخلہ آٹھ مہر سے نو مُہر تک۔ لوک ہندوستانی و بلوچی تین مہر سے آٹھ مہر تک، آروانہ دو مُہر سے چار مُہر تک۔
قبلۂ عالم بہترین بغدے پر دس من تک وزن کا سامان لدواتے ہیں اور قسم دوم پر آٹھ من تک۔
عمدہ ترین جمّازہ و لوک وغیرہ آٹھ من تک کے بوجھ سے لادے جاتے ہیں اور قسم دوم چھ من تک۔
ہندوستان میں اونٹ کی عمر طبیعی چوبیس سال ہے۔

آئین (۶۳)

گاؤخانہ

ملک ہندوستان میں اس جانور کو بحید مبارک و مقدس سمجھ کر اس کی طرح طرح پر خدمتگزاری کرتے ہیں۔

ہند میں کھیتی باڑی کا کام بھی اسی جانور کی اعانت وجفاکشی پر چلتا ہے اور مایحتاج زندگی کی فراہمی اسی کی محنت کا ثمرہ ہے۔ اس کے دودھ دہی وگھی سے دسترخوان کی زیب وزینت ہے۔ یہ جانور باربرداری اور ہل چلانے میں بحید قوی وطاقتور ہے اور ہرسہ آبادی کی معموری و مرفہ الحالی میں بہترین معین ومددگار ہے۔ اگرچہ یہ جانور ہندوستان میں ہر جگہ پایا جاتا ہے اور اپنی مختلف اقسام سے ملک کی گرم بازاری کو تازہ رونق دیتا ہے لیکن گجرات کے جانور بہترین خیال کئے جاتے ہیں۔ گجراتی گاؤ کی ایک جوڑ کی قیمت سومُہر دی جاتی ہے۔ جو شبانہ روز میں اسّی کوس تک کی مسافت طے کر سکتے ہیں۔ اس قسم کے بیل تیز رفتار گھوڑے پر بھی سبقت لے جاتے ہیں اور راہ میں بول وبراز نہیں کرتے۔

بست مُہری ودہ مُہری جانور بکثرت ہیں۔

بنگال ودکن میں بھی عمدہ جانور پیدا ہوتے ہیں۔ بار کرتے وقت جانور بیٹھ جاتے ہیں اور ان ممالک کی گائے نصف من تک دودھ دیتی ہے۔

دہلی میں بیشتر جانور دس روپے تک میں خرید ے جاتے ہیں۔

قبلۂ عالم نے ایک جنت جانور ایک لاکھ دام (پانچ ہزار روپے) میں خرید فرمائی۔ کشمیر و تبت میں ایک خاص قسم کی گائے بیل پائے جاتے ہیں جن کو شکل و صورت عجیب و خوش آیند ہوتی ہے، ان کو قطاس کہتے ہیں۔

اس جانور کی عمر طبیعی پچیس سال ہے۔

بادشاہ قدردان نے اس جانور کی عجیب و حیرت انگیز کارگزاریوں کو ملاحظہ فرما کر اس کی پرورش و پرداخت پر خاص توجہ فرمائی اور اُن کو مختلف گروہ میں تقسیم کر کے اُنھیں نیک دل نگہبانوں کے سپرد فرمایا۔

جہاں پناہ نے سو جانور منتخب فرما کر ان کو خاصے کے لئے مخصوص فرمایا اور انھیں کوتل کے نام سے موسوم کیا۔ ان میں سے چالیس جانور سفر و شکار گاہ میں ہمراہ رہتے ہیں۔ اکاون جانور نیم کوتل اور اسی تعداد کے جانور پاؤ کوتل قرار دئے گئے۔ کمی کی صورت میں اوّل کی دوم سے اور دوم کی سوم سے خانہ پری کی جاتی ہے۔

ان جانوروں کے گورو باڑے کو گاؤ خانہ خاصہ کہتے ہیں۔ ان اقسام کے علاوہ دوسرے باڑے میں ترتیب دئے گئے ہیں۔

جہاں پناہ نے پچاس سے سو تک جانوروں کے مختلف باڑے بنائے اور راستباز خدمت گزاروں کے سپرد کئے۔ حضوری کے وقت جانوروں کے مراتب و مدارج مقرر کئے جاتے ہیں اور اس کے بعد جانور اپنے ہمسروں کے باڑوں میں داخل کئے جاتے ہیں۔

اسی طرح گروہ کے گروہ بہل کشی و آب کشی وغیرہ کے لئے مقرر فرمائے گئے۔

ایک قسم اس جانور کی گوٹ سے مشابہ ہوتی اور بیحد خوش شکل ہوتی ہے۔ اس کو گینی کہتے ہیں۔

اسی طرح دودھاری گائیں اور بھینسیں بھی مختلف گروہ میں تقسیم کر کے تجربہ کار خدمتگزاروں کے سپرد فرمائی گئیں۔

آئین (۶۴)

خوراک

کارخانۂ خاصہ میں ہر جانور کے لئے سوا چھ سیر دانہ اور ڈیڑھ دام کی گھاس مقرر ہے۔ ہر گوسالے کے لئے روزانہ ایک من انّیس سیر قند سیاہ مقرّر ہے۔ داروغہ ہر جانور کو اُس کی خدمت و حالات کے لحاظ سے غذا دیتا ہے۔

دیگر خاصے کے جانوروں کے لئے چھ سیر دانہ اور گھاس بدستور لیکن اُن کو قند سیاہ نہیں دیا جاتا۔

دوسرے کارخانوں میں اوّل کو چھ سیر دانہ اور ہمرکابی کے جانوروں کو ڈیڑھ دام اور غیر کو ایک دام کی گھاس روزانہ دی جاتی ہے۔

دوم کو پانچ سیر دانہ اور گھاس بدستور۔

بہل کش بیلوں کو چھ سیر دانہ اور گھاس بدستور۔

گینی اوّل کو تین سیر دانہ اور ایک دام گھاس کے لئے اگر حضور میں رہے، ورنہ ۳/۴ دام۔

دوم کو ڈھائی سیر دانہ اور اگر حضوری میں رہے تو ۳/۴ دام کی گھاس، ورنہ ۱/۴ نصف دام کی۔

گیینا جس کو آردہ کہتے ہیں۔ اس جانور کو روزانہ آٹھ سیر گیہوں کا آٹا،

پختہ دو سیر روغن زرد نیم سیر قند سیاہ و نیم سیر دانہ اور دو دام کی گھاس دی جاتی ہے۔ یہ جانور عالم شباب میں عجیب و غریب اقسام کی آویزہ گری کرتا ہے اور شیر کو پارہ پارہ کر ڈالتا ہے۔ جب اُس کی طاقت کم ہو جاتی ہے تو نمبر دوم کے جانوروں میں داخل کیا جاتا ہے اور آب کشی میں لگا دیا جاتا ہے اور اُس وقت اُس کو آٹھ سیر دانہ اور دو دام کی گھاس روزانہ دی جاتی ہے۔

آب کشی کی بھینسیں۔ ہر جانور کو چھ سیر دانہ اور دو دام کی گھاس روزانہ دی جاتی ہے۔

عرابۂ چیتا کے اوّل نمبر کے بھینسے کو ۶½ سیر دانہ اور اس کے علاوہ دیگر اقسام کے جانور کو پانچ سیر اور ہر دو کو کاہ بدستور سابق۔

عرابۂ بارکشی کے بیلوں ہر جانور کو پیشتر پانچ سیر دانہ اور ڈیڑھ دام کی گھاس دی جاتی تھی لیکن اب دانے میں پاؤ سیر کی کمی کر دی گئی ہے اور گھاس بدستور سابق ہے۔

دودھاری گائیں اور بھینسیں اگر ہمرکاب رہتی ہیں تو دانہ دودھ کے وزن کے مطابق دیا جاتا ہے۔ گائے اور بھینس کے گلّے کو ٹھاٹ کہتے ہیں۔

ہر گائے روزانہ ایک سیر سے پندرہ سیر تک اور بھینس دو سیر سے تیس سیر تک دودھ دیتی ہے۔

پنجاب کی بھینس بہترین خیال کی جاتی ہے۔

ہر گائے کا تھوڑا تھوڑا دودھ الگ کر لیتے ہیں، بیشتر ہر گائے کے دودھ کی نوعیت کا تقرر ہوتا ہے اور ایک سیر دودھ میں دو دام کے برابر گھی نکلنے سے جانور کی نوعیت کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ ایک سیر دودھ سے دو دام گھی نکلتا ہے۔

خدمتگاران

خاصے کے کارخانوں میں ہر چار جانوروں پر ایک خدمتگار مقرر ہے۔ کارخانہ اوّل میں اٹھارہ ملازم ہیں۔ ہر شخص کو پانچ دام روزانہ دئے جاتے ہیں۔ دوسرے کارخانوں کے ملازم چار دام روزانہ پاتے ہیں۔

خاصے کے علاوہ دوسرے کارخانوں میں بھی ملازمین کو اجرت اسی حساب سے دی جاتی ہے لیکن ہر ملازم بجائے چار کے چھ جانوروں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

اکثر بہلبان احدیوں کے زمرے میں تنخواہ پاتے ہیں۔ بعض بہلبان جو گروہ احدیاں میں داخل نہیں ہیں اُن کی تنخواہ تین سو ساٹھ دام سے زیادہ اور ایک سو بارہ دام سے کم نہیں ہے۔

بہل کی دو قسمیں ہیں۔ چھتری دار جس کے اوپر چار لکڑیاں یا اس سے زیادہ باندھ کر چھتر کو اُن پر آراستہ کرتے ہیں۔ اس قسم کی بہل کو گھر بہل کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ سادہ بہل بھی ہوتی ہے۔

گھر بہل کو تیز رفتار گھوڑے بھی کھینچتے ہیں۔

دس عرابوں پر بیس عرابچی اور ایک بڑھئی مقرر ہے۔ میردھ اور بڑھئی کو روزانہ پانچ دام اور دوسروں کو چار دام روزانہ دئے جاتے ہیں۔

بعض حالتوں میں صرف پندرہ ملازم مقرر کئے جاتے ہیں اور بڑھئی برطرف کردیا جاتا ہے۔

(عرابچی کہنہ سامان کی مرمت خود کراتے ہیں جس کے معاوضے میں اُن کو ہرسال دو ہزار دو سو دام دئے جاتے ہیں۔)

اگر جانور کا سینگ ٹوٹ جاتا ہے یا یہ کہ جانور اندھا ہو جاتا ہے تو اصل قیمت کی چوتھائی رقم داروغہ سے وصول کی جاتی ہے۔ اس قسم کا تاوان نقصان کی نوعیت کے لحاظ سے کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔

پیشتر داروغہ مرمت کے لئے خود رقم صرف کرتے تھے، لیکن گردش کے روز اونگ کے لئے نیم دام وصول کرتے تھے (اونگ، سن کو روغن زرد سے چکنا کرکے عرابے کی کیلوں میں جو بمنزلہ محور کے ہیں لپیٹ دیتے تھے تاکہ گاڑی کا پہیا گھسنے اور ٹوٹنے سے محفوظ رہے) لیکن جب داروغگی کی خدمت بھی عرابچیوں کے سپرد کی گئی تو اونگ کے اخراجات بھی عرابچی ہی برداشت کرنے لگے۔ قاعدہ یہ تھا کہ سفر کے وقت کارخانہ جات شاہی کا اکثر اسباب بار کرنے اور گٹھڑیاں لاد کر پہنچانے کے بھی تمام اخراجات عرابچی بحیثیت داروغہ کے برداشت کرتے تھے لیکن بعد میں دو سو بہل عمارات کی تعمیر میں لکڑیوں کے اٹھانے کے لئے علیحدہ کردئے گئے۔ اسی طرح چھ سو بہل اکاون ہزار من لکڑی باورچی خانۂ شاہی میں دس ماہ کے اندر پہنچانے کے لئے جدا متعین کئے گئے۔ اگر عرابوں کو کارپرداز کسی دوسرے کام میں مصروف کرلیتے تو سامان ڈھونے کی اجرت مصارف سرکار میں شمار ہوتی تھی اور داروغہ اس میں پاؤ گوشت سے بھی بری کردئے جاتے تھے۔

یہ بھی قاعدہ تھا کہ اگر کوئی بیل مرجاتا تو عرابچی اُس کا بدل خود مہیا کرتے تھے لیکن قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ مذکورۂ بالا طریقے میں ان بے زبان جانوروں کو بے حد تکلیف ہوتی ہے۔ حضرت نے یہ قواعد منسوخ فرمادئے اور مستقل ملازمین کا تقرر فرماکر جانوروں کو نیک دل خدمتگزاروں کے سپرد کیا۔

عرابے کے جانوروں کی روزانہ خوراک اس طرح مقرر فرمائی گئی۔

دانہ چار سیر، ڈیڑھ دام گھاس کی قیمت اور نصف دام دیگر اشیا کے لئے۔

بارش کے زمانے میں چار ماہ تک گھاس کی رقم وضع کر لی جاتی ہے۔

ہر اٹھارہ عرابوں پر بارہ ملازمین کا تقرر ہوا جن میں سے ایک شخص بڑھئی کا کام بھی جانتا ہے۔

بیل کے مرجانے کے بعد اُس کا بدل سرکار سے ملتا ہے اور اونگ و مرمّت کے لئے بھی اجرت خزانۂ شاہی سے عطا ہونے لگی۔

ہر سال ایک بار تجربہ کار اشخاص گاؤ خانے میں جاکر کارگزار جانوروں کی فربہی و لاغری کا اندازہ کرتے ہیں۔ جو جانور کہ بیکار رہیں اُن کی حالت کا اندازہ سال میں دو بار کیا جاتا ہے۔ لکڑیاں بار کرنے و نیز دیگر امور کی خدمت کی بجائے جواب معاف کر دی گئی ہیں، عرابچیوں کو دیگر ضروری سرکاری خدمات انجام دینی پڑتی ہیں۔

آئین (۶۶)

استر خانہ

خچر میں گھوڑے کی طاقت اور گدھے کا صبر و تحمل موجود ہے۔ اگرچہ یہ جانور گھوڑے کا سا سمجھدار نہیں ہوتا لیکن اس کے ساتھ گدھے کا سا نادان بھی نہیں ہوتا۔ خچر راہ نوردی میں اپنا طے کیا ہوا راستہ کبھی نہیں بھولتا۔

یہی وجہ ہے کہ شہریار قدرداں کی ہمہ دانی نے اس جانور پر توجہ فرمائی اور دوسرے جانوروں کی طرح اس کی پرورش و پرداخت کا بھی انتظام فرمایا۔

یہ جانور بارکشی و بیاباں نوردی و تیز رفتاری میں بےمثل ہے۔

عوام کا بیان ہے کہ گدھا گھوڑی سے جفتی کھاتا ہے اور اس سے یہ جانور پیدا ہوتا ہے۔ لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ گھوڑا گدھی سے جفت ہوتا ہے جیسا کہ قدیم کتابوں میں مذکور ہے۔

بچہ بیشتر ماں سے مشابہ ہوتا ہے۔

جہاں پناہ نے بہترین گدھے کو گھوڑی پر چھوڑا جن کی نسل سے اعلیٰ درجے کا خچر پیدا ہوا۔

اکثر ممالک میں انصاف پرور فرمانروا اس جانور پر سواری فرماتے تھے مظلوم اس جانور کی اعانت سے جلد حکام کی درگاہ تک پہنچ جاتے ہیں اور سوار کو بعید

آرام پہنچتا ہے۔

ایسے تیز رفتار جانور ہندوستان میں صرف نواح پکھلی میں پائے جاتے ہیں۔

اہل ہند اس جانور کو بھی ایک قسم کا گدھا سمجھ کر اس کی سواری کو اپنی کسر شان سمجھتے تھے۔ قبلۂ عالم کی توجہ سے اب یہ نفرت قلوب سے قطعاً جاتی رہی۔

عراق عجم و عراق عرب سے بہترین جانور ہندوستان میں لائے گئے بہترین خچر کی قیمت ایک ہزار روپے تک ادا کی گئی۔

اس کی قطاریں بھی اونٹ کی قطاروں کی طرح ترتیب دی جاتی ہیں اور ہر قطار میں جانوروں کی تعداد بھی پانچ رہتی ہے۔ جانوروں کے نام بھی وہی ہیں سوا اس کے کہ ہر قطار کے دوسرے جانور کو بردست کہتے ہیں۔ اس جانور کی عمر طبعی پچاس سال ہے۔

آئین (۶۷)

خوراک

غیر ہندی خچر کو چھ سیر دانہ اور ہمرکابی کی حالت میں دو دام کی ورنہ ڈیڑھ دام کی گھاس دی جاتی ہے۔

ہندوستانی جانور کے لئے چار سیر دانہ اور ہمرکابی میں ڈیڑھ دام، ورنہ ایک دام کی گھاس مقرر ہے۔

ہفتے میں ایک مرتبہ ۱/۲ ۳ دام نمک کے لئے دئے جاتے ہیں نمک ملازمین یکبارگی دانے میں ملا کر کھلاتے ہیں۔
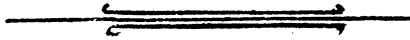
آئین (۶۸)

رخت

تختۂ چرمی سوا اکیس دام، زنجیر آہنی وزنی دو سیر قیمتی دس دام، رانگی چرمین (چمڑے کی دمچی) چار دام، پالان ایک سو دو دام، شال تنگ و پلاس تنگ $\frac{1}{4}$ ۳۶ دام، طاقہ طناب (بوجھ باندھنے کی رسّی) تریسٹھ دام، چوب تازیانہ چھ دام، گھنٹہ فی قطار ایک دس دام، سوئی جُل چالیس دام، کلاوہ چرمی تیرہ دام، رسّی نو دام، نمدہ $\frac{1}{4}$ ۴ دام، سر دوز چار دام، خرچین پندرہ دام، توبرہ چار دام، نگس ران چرمی ایک دام، خرخرہ و ہتی چار دام

مذکورۂ بالا تفصیل کے مطابق ایک غیر ہندی خچر پر تین سو سوا چھیالیس دام صرف ہوتے ہیں۔

ہندوستانی خچر پر بہ تفصیل ذیل ایک سو اکاون دام خرچ کئے جاتے ہیں۔

تختۂ چرمی چار دام، پالان اکاون دام، ہر دو تنگ $\frac{1}{2}$ ۱۶ دام، طاقہ طناب و سر دوز چالیس دام، زنگ پانچ دام، توبرہ تین دام، رانگی تین دام۔ جل چوبیس دام، خرخرہ و ہتی چار دام۔

ہر تیسرے سال نیا اسباب دیا جاتا ہے اور آہنی و چوبی کہنہ سامان کے عوض

نصف قیمت وضع کر لی جاتی ہے۔
ایک سال کے بعد چالیس دام سامان کی مرمت کے لئے دئے جاتے ہیں۔
حملہ آوری کے زمانے میں کہنہ سامان کو حسب ضرورت بنا دیا جاتا ہے۔
چھ ماہ کے بعد نعلبندی ہوتی ہے۔ ہر مرتبہ آٹھ دام اجرت ادا کی جاتی ہے۔
ایک قطار ایک شخص کی نگہبانی میں دی گئی ہے۔ تورانی و ایرانی و ہندی خدمتگاروں کا تقرر کیا گیا ہے۔ ایرانی و تورانی ملازمین کی ماہوار تنخواہ ایک ہزار نو سو بیس دام سے زائد اور چار سو دام سے کم نہیں ہے۔ ہندی ملازمین کو زیادہ سے زیادہ دو سو چھپن دام اور رکم از کم دو سو چالیس دام ماہوار دئے جاتے ہیں۔
جس ملازم کی تنخواہ دس روپے ماہوار یا اس سے زائد ہے وہ پیشنگ جانور کے دانے اور گھاس کی خود سربراہی کرتا ہے۔
سال میں دو بار تجربہ کار و مرتبہ شناس اشخاص جانوروں کی فربہی ولاغری کا اندازہ کرتے ہیں اور سالانہ ایک مرتبہ تمام جانور حضور میں پیش ہوتے ہیں۔
اگر جانور اندھا یا لنگڑا ہو جاتا ہے تو اس کی قیمت کا چہارم حصہ استربان سے وصول کیا جاتا ہے۔ اگر جانور گم ہو جاتا ہے تو نصف قیمت بطور تاوان وصول کی جاتی ہے۔
باربرداری و آب کشی کے لئے گدھے بھی مقرر کئے گئے ہیں۔ ہر گدھے کو روزانہ تین سیر دانہ اور ایک دام کی گھاس دی جاتی ہے۔ اسکے سامان خچر کے مثل ہیں سوا اس کے کہ اس کو جُل نہیں دی جاتی۔ سال میں تیئیس دام مرمت سامان کے لئے دئے جاتے ہیں۔ اس کا خدمتگزار ماہانہ ایک سو بیس دام سے زائد نہیں پاتا

آئین (۶۹)
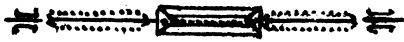
شبا روزی
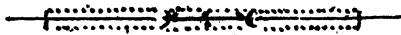
اس آئین سے ہر سہ آبادی کو معموری و مرفہ الحالی حاصل ہوتی ہے، اور ہر خاص و عام اپنے تمام مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ دل کے حالات سے خبردار رہنا اور خاطر پریشان کو جمع رکھنا بقائے دوام کی علامت و زندگیٔ جاوید کا نشان ہے۔

قبلۂ عالم اس مرتبے کو پہنچ کر دُنیاوی مشاغل میں مصروف اور بظاہر ظاہری حوادث میں گرفتار ہو کر بھی اپنے صفائے باطن کو اضطراب و پریشانی کے غبار سے مکدّر نہیں ہونے دیتے اور حضرت کے نفس کی گوناگوں قابلیتوں اور ہمہ گیر واقفیت کا شیرازۂ اطمینان منتشر نہیں ہوتا۔

بادشاہ میں خدا کی رضامندی حاصل کرنے کی خواہش روز بروز ترقی کرتی ہے۔ اور انجام بینی و دوراندیشی میں کچھ نہ کچھ اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ دانا دل اور قدرشناس فرمانروا دیگر افراد کی قابلیتوں اور اُن کی کارفرما طبائع کا اندازہ کرتا اور اُس کی قدرافزائی کرتا ہے لیکن اس بزرگ ترین ہستی کی نگاہ اپنے محاسن اور اپنی خوبیوں پر نہیں پڑتی۔

اس کی نگاہ تلاش ہر خرد و بزرگ پر پڑتی ہے اور ہر انسان کے ظاہر و باطن کو محض اس لئے عمیق نگاہوں سے دیکھتا ہے کہ شاید کسی طرف سے کوئی دل آویز سخن ایسا سنائی دے یا کوئی بہترین فعل ایسا سرزد ہو جس سے دانائی کی جدید شمع اس کے قلب میں

روشن ہوسکے لیکن افسوس کہ زمانے کے مختلف دور گزر گئے اور کئی قرن بسر ہو چلے لیکن ایسا برگزیدہ خصائل انسان ایک بھی نظر نہ آیا۔

انصاف پسند گروہ اس صاحب تاج و تخت کے حالات کو دیکھ کر اظہار فراست کرتا ہے اور باوجودیکہ اس کی سعی و کوشش سے صحیفۂ دانش میں ہر روز ایک جدید ورق کا اضافہ ہوتا رہتا ہے لیکن یہ عالی حوصلہ ہستی اُسی اوّلین سرگرمی کے ساتھ راہ طلب میں قدم دوڑا رہی ہے اور اس خیال پر کہ شائد برگزیدہ خصائل افراد کی ہمنشینی میسّر آ جائے، اپنے حال میں خوش و شاداں ہے۔

یہ بالاتر و افضل ہستی ہزاروں ظاہری شان و شکوہ اور بیشمار اسباب غفلت کے باوجود اپنی خواہش اور اپنے غیض و غضہ کو عقل کی اطاعت کے دائرے سے باہر قدم رکھنے نہیں دیتی، چہ جائیکہ کسی ایسے فعل کا سرزد ہونا جو اُس کے گرانمایہ وجود کے شایان شان نہ ہو۔

وہ افسانہ سرائی جو تمام عالم کے لئے باعث غفلت ہوتی ہے، اس برگزیدہ انسان کی بیداری کا باعث ہے اور جذبۂ خدا طلبی کی شدت اسباب حق آگاہی کی کثرت کی وجہ سے بھی اپنی جان و تن کی نگہداشت میں ہر طرح کی ظاہری و باطنی ریاضت کرتا ہے۔

ہمارا سلطان اُن رسوم کی پابندی کرتا ہے جو اہل زمانہ میں رائج اور اُن کے نزدیک مقبول عام ہیں تاکہ کم میں افراد کی طعنہ زنی سے محفوظ و مامون رہے۔

لیکن باوجود ان ظاہری رسوم کی پابندی کے دل سے ہر وقت اُنھی بہترین عادات کا جویا رہتا ہے جن کی تلاش میں بیدار دل انسان تمام عالم میں جلوۂ یکرنگی دیکھتے اور عقیدہ و مذہب کی طعن و تشنیع سے محفوظ و مامون رہتے ہیں۔

قبلۂ عالم جن کی گرانمایہ ہستی اس تمہید کی کامل مصداق ہے وقت کو غنیمت سمجھ کر اپنے انفاس عمر کی جو درحقیقت بیحد گرانمایہ ہیں کامل نگہداشت فرماتے ہیں۔

چونکہ خیر و نیکی قبلۂ عالم کے ہر موئے بدن میں جاری و ساری ہے اور حمیدہ خصائل نے حضرت کے سراپا کو آغوش میں لے لیا ہے جہاں پناہ کی عادات بھی عبادت بن گئے ہیں اور قبلۂ عالم کا ہر فعل رضائے الٰہی و عبادت الٰہی کی مکمل تصویر ہے۔

قبلۂ عالم ایک لمحہ بھی نفس کی بازپرس اور خدائے ذو الجلال کی یاد سے غافل نہیں رہتے۔ حضرت کی عبادات کا تفصیلی ذکر معرض بیان میں نہیں آسکتا۔ جہاں پناہ خاص طور پر صبح کو جو نور پاشی کی ابتدا اور حصول مراد کا دیباچہ ہے، اور بارہ بجے جبکہ آفتاب عالم تاب کی روشنی تمام عالم کو منوّر و درخشاں کرتی ہے، اور نیز شام کو جبکہ آفتاب کی نور افشاں ہستی خاکی نژاد انسانوں سے پوشیدہ ہو کر انوار پرست قلوب کو مغموم و پریشان کرتی ہے، نیز نصف شب کو جبکہ مایہ نور و درخشندگی بار دگر پستی سے بلندی اختیار کر کے شب تار کے غمزدوں کو اپنے طلوع کے قریب ہونے کا مژدہ سناتا ہے، خدائے ذو الجلال کی عبادت اور اس کی یاد میں مصروف ہوتے ہیں۔

حقیقت شناس حضرات کو معلوم ہے کہ یہ اوقات کس درجہ نیرنگیٔ قدرت کے مظاہر ہیں اور انجام بیں نگاہیں ان اوقات میں کیا کچھ دیکھتی ہیں۔ نیز یہ کہ اس قسم کی تمام عبادتوں کا ماحصل خالق ذو الجلال کی یاد ہے جس کی نعمتیں حد شمار سے باہر ہیں۔

اگر شپرہ چشم نادان ان اسرار سے واقف نہ ہو اور زبان طعن دراز کرے تو سوال یہ ہے کہ خسارے میں کون ہے اور کس کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

اسی وجہ سے تو تمام عقلا کو اتفاق ہے کہ منعم کی شکر گزاری کرنا اور اس کی حمد و ثنا زبان و دل سے بجا لانا ہر شخص پر فرض ہے۔ نور الانوار یعنی آفتاب جہانتاب کی فیض گستری و فائدہ رسانی سے ہر شخص مستفید ہوتا ہے اور جو گوناگوں نعمتیں اُس روشن ترین ہستی سے حیوانات تک پہنچتی ہیں اُن کا شمار آئین حساب سے باہر ہے۔

عوام تو ایک قسم کے بار احسان سے گرانبار ہیں، لیکن سلاطین کو اس سرگروہ اجرام سماوی کی ذات سے خاص تعلق ہے اور فرمانروایان گیتی اسی حکمراں سماوی کے تربیت یافتہ و زیر اثر ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قبلۂ عالم آتش کی تعظیم و چراغ کی نگہداشت میں بھی خاص اہتمام فرماتے ہیں اور آتش ہو یا چراغ، تمام روشن چیزوں کو آفتاب عالمتاب کے حسن کا پرتو خیال فرماتے ہیں۔

کم عقل ظاہر پرست، جو تقلید کا دلدادہ ہے، حضرت کے اس فعل کو آتش پرستی و آفتاب معبودی سمجھ کر طعنہ زنی کرتا ہے لیکن ہم ایسے اشخاص کی نادانی پر

خندہ زنی کرتے اور خاموش رہتے ہیں۔
قبلۂ عالم جاں آزاری و دل شکنی کے درپے نہیں ہوتے بلکہ دلنوازی فرماتے رہتے ہیں اسی وجہ سے جہاں پناہ گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں اور مہینے گزر جاتے ہیں کہ حضرت ہاتھ سے گوشت کو مس بھی نہیں فرماتے۔ ظاہر ہے کہ ایسے جہاں پسند محبوب کی اس درجہ صاف و نورانی دل میں کیونکر جگہ ہو سکتی ہے۔
قبلۂ عالم کی بلند فطرت ظاہری لذات پر بہت کم مائل ہے۔ شب و روز میں اکثر ایک ہی مرتبہ خاصہ تناول فرماتے ہیں اور اپنا تمام وقت بجید ضروری ناگزیر کاموں میں صرف فرماتے ہیں۔
شبانہ روز میں بہت کم سوتے ہیں۔ اگرچہ حضرت کا خواب بھی عین بیداری ہے لیکن اس پر بھی شب کو بحید کم اور دن میں قلیل وقت خواب میں صرف ہوتا ہے۔
حضرت کی بہترین عادت شب زندہ داری ہے۔ بادشاہ بیدار دل خلوت خانۂ خاص میں شیریں کلام حکماء فضلاء اور آئینہ باطن صوفیہ کی ہمنشینی میں شب صرف فرماتے ہیں اور ان میں سے ہر فرد اپنی اپنی جگہ بیٹھا اور دلاویز گفتگو سے مجلس کو گرم کرتا ہے۔
جہاں پناہ جو فطرتاً ہر سرِ حقیقت سے آگاہ و واقف اور ہر سخن کو میزان صداقت میں تو لتے ہیں اور قدیم آئین از سر نو تازہ ہوتے ہیں اور ان پر جدید تحقیقات کی جلا دی جاتی ہے۔
نو عمر ہونہار ان حقائق سے مسرت و سعادت دارین حاصل کرتے اور بادشاہ کی تعظیم و توقیر کو عبادت الٰہی سمجھتے ہیں۔
ضعیف العمر اشخاص جو انصاف و حق طلبی کے دلدادہ ہیں زندان غم سے نجات پاکر مکتب حقائق میں از سر نو تعلیم حاصل کرتے ہیں۔
اس محفل صفا میں خوش بیان تاریخ داں گروہ حاضر ہوتا اور عبرت انگیز قدیم افسانے بیان کرتا ہے۔ بادشاہ ذی فہم ان حکایات سے عجیب و غریب نکات اخذ فرماتے اور ان کو زبان سے ارشاد فرماتے ہیں۔
اکثر اوقات اس مجلس مبارک میں ملکی و مالی معروضات بھی پیش ہوتے ہیں اور

اور ہر کام کی عقدہ کشائی کا فیصلہ ہوتا ہے۔ جب ایک پاس شب باقی رہتی ہے تو ہر مُلک کے ارباب نشاط حاضر ہوتے ہیں اور اپنے ساز و نغمہ میں شناگری سے اہل مجلس کے ہوش و حواس کو گم کر دیتے ہیں۔

جب چار گھڑی رات باقی رہ جاتی ہے تو قبلۂ عالم خلوت کدے میں تشریف فرما ہو کر ظاہر کو ہم رنگ باطن بناتے اور دریائے حقیقت میں شناوری فرماتے ہیں، (یعنی عبادت الٰہی میں مصروف ہوتے ہیں)

رات ختم ہونے کے بعد تمام عالم کے بہترین افراد اہل سیف و اہل قلم، اہل پیشہ و اہل حرفت حاضر ہو کر دیدار اندوزی کے اشتیاق میں دست بستہ استادہ ہوتے ہیں۔ طلوع آفتاب کے کچھ دیر بعد منتظر گروہ سعادت کورنش سے بہرہ اندوز ہوتا ہے۔

کورنش کے بعد جہاں پناہ دولت خانے کے اندر تشریف لے جاتے ہیں۔ اہل حرم آدابِ کورنش بجالاتے اور بیشمار دینی و دنیاوی کام انجام پاتے ہیں۔ اس کے بعد خلوت کدۂ خاص میں آرام فرماتے ہیں۔

قبلۂ عالم کے بہترین خصائل اس قدر بیشمار ہیں کہ زبان قلم اُن کے بیان کرنے سے عاجز ہے۔ ان عادات کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا تو در کنار، ان کی عدد شماری بھی محال ہے۔
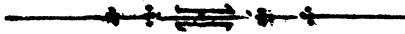
آئین (۷۰)

بار

یہ آئین عالم ظاہر کی بہترین آرائش وزینت ہر سہ آبادی کا محافظ اور حوادث روزگار کے لئے جائے پناہ ہے۔ گلشن سلطنت اُس کی آبیاری سے سرسبز و شاداب ہے اور امید و تمناؤں کی کھیتی اس کے ابر کرم سے بابرگ و بار ہے۔

اقبالمند شہریار شبانہ روز میں دو مرتبہ بیحجاب رونق افروز ہوتے ہیں اور مشتاقان دیدار کے گروہ کے گروہ دیدہ و دل کو روشن و منوّر کرتے ہیں۔

کورنش کے بعد صبح کو قبلۂ عالم پردے سے باہر برآمد ہو کر ہر خاص و عام کو شرف دیدار سے بہرہ اندوز فرماتے ہیں اور ہر طبقے کا آرزومند بلا چوبداروں کی ممانعت اور چاؤشوں کی دورباش کے خداوند مجازی کے دیدار سے سعادت اندوز ہوتا ہے۔ اس شرف دید کو عرف عام میں درشن کہتے ہیں۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ علاوہ دیدار نصیبی کے دیگر کارہائے سلطنت بھی انجام پاتے ہیں۔ بعد ازاں دولتخانۂ اقبال میں جلوہ فرما ہو کر مخلوق خدا کو شادکام فرماتے ہیں۔

یہ باریابی اکثر ایک پہر دن گزرنے کے بعد اور گاہ گاہ دن کے تمام ہونے کے بعد شام کو حاصل ہوتی ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ قبلۂ عالم دولتخانے کے دربار میں رونق افروز ہوتے ہیں

اور ہر داد خواہ بلا کسی درمیانی واسطے کے اپنا درد دل بیان کرتا اور مالک کے انصاف سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

کارپردازان مملکت مختلف مہمات ملکی و مالی حضرت کے حضور میں پیش کرتے اور ہر شخص کو جواب باصواب عطا ہوتا ہے۔ جہاں پناہ اپنے انتہائی جذبۂ حق پرستی اور مزاج زمانہ کی کامل واقفیت کی وجہ سے سلاطین سابق کے برخلاف انسانی ہستی کو آئینۂ خدانما سمجھ کر کسی کام کو حقیر نہیں خیال فرماتے اور ہر فریضۂ حکمرانی کو اہم سمجھ کر مخلوق کی راحت رسانی کو خود اپنی آرام و آسائش سمجھتے ہیں اور کثرت کار سے کبیدہ خاطر نہیں ہوتے

قاعدہ یہ ہے کہ دیدار اروزی کی اطلاع کے لئے ایک نقارہ بجایا جاتا ہے اور خدا کی حمد سرائی کر کے تمام رعایا کو بادشاہ کے برآمد ہونے کی اطلاع دی جاتی ہے۔

فرزندان عالی گہر و دیگر عالی نسب افراد و امرائے عظام و دیگر حاضرین دربار کورنش بجالاتے ہیں اور ہر شخص اپنے مقام پر استادہ ہو جاتا ہے۔

اہل دانش و منتخب روزگار و پیشہ ور صاحبان صفت و ثنا بجالاتے ہیں اور کارآموز داروغہ و انجام اندیش تحکچی اپنے معروضات پیش کرتے ہیں اور قبلۂ عالم اپنی اعلیٰ ترین فراست سے تمام معروضات کی تہ کو پہنچ کر ہر گزارش کا بہترین جواب ادا فرماتے ہیں اور ہر کام نہایت خوبی کے ساتھ انجام پاتا ہے۔

تیز دست شمشیر باز و ہر خطۂ و ملک کے پہلوان فرمائش کے انتظار میں تعمیل احکام کے لئے دست بستہ استادہ رہتے ہیں۔

ارباب نشاط حکم کا انتظار کرتے ہیں اور حیرت انگیز شعبدہ باز و بازیگر اپنے اظہار کمال کا موقع تلاش کرتے ہیں۔ قبلۂ عالم درست نیت و آزاد دل و بے نیاز طبیعت و بلند ہمت و عالی فطرت و کشادہ پیشانی و شگفتہ رو ہو کر مختلف اقسام کے درماندگان راہ کو فہم و فراست کی تعلیم دیتے ہیں اور اپنی خداداد طاقت سے جو بہترین عطیۂ الٰہی ہے آشوبگاہ دنیا میں راحت و آرام رسانی کا انتظام فرماتے ہیں اور سپاہ و رعیت کو اطمینان دولت و حکومت کو ترقی اور سعادت و نیک بختی کو گرم بازاری عطا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ صاحب حکومت کو تا دیر سلامت باکرامت رکھے۔

آئین (۱۷)

کورنش و تسلیم

ظاہر پرست افراد انصاف پسند فرمانروا کو دنیاوی پریشانیوں کو رفع کرنے والا اور سرچشمۂ اطمینان خیال کرتے ہیں، لیکن حقیقت شناس و روشن ضمیر انسان کا عقیدہ ہے کہ عالم باطن کی درستی و آرائش بھی، بلا امداد اُس طبقے کے جو سایۂ خدا مالک مجازی ہے ممکن نہیں ہے۔

حقیقت پرست حضرات کو بخوبی معلوم ہے کہ انسان کے قلب سے خود بینی کے نقش کو مٹا کر اُس کو نیازمندی کی محراب کے سامنے سربسجود کرنا بغیر اس کے ممکن نہیں ہے۔ کہ انسان فرمانروایان دادگر کے دربار میں حاضر ہو۔

یہی وجہ ہے کہ حکمراں طبقے کے ہر فرد نے اپنی رسائی طبیعت کے موافق اظہار نیاز کے مختلف قواعد وضع کیے ہیں۔ اکثر سلاطین نے سر جھکانے کا حکم دیا اور بعض نے دو زانو باادب بیٹھنے کو اظہار تعظیم کا ذریعہ بنایا لیکن جہاں پناہ کا حکم ہے کہ حاضرین دربار دست راست کی ہتھیلی کو پیشانی پر رکھ کر اپنے سر جھکائیں۔ اس طریقے کو عرف عام میں کورنش کہتے ہیں۔

کورنش کی قرار دادیں رمز یہ ہے کہ انسان اپنے سر کو جو محسوسات و معقولات کا خزینہ ہے اپنے نیازمند ہاتھ میں لے کر محفل اقدس پر قربان کرے اور اس طرح

فرماں برداری کا مُقرر ہو کر جاں سپاری کے لئے آمادہ و تیّار رہے۔

قاعدہ یہ ہے کہ مرحمت طلب بندگان درگاہ پشت دست راست کو زمین پر رکھ کر اطمینان و آرام کے ساتھ اس کو اُٹھاتے ہیں اور سیدھے کھڑے ہو کر دست راست کی ہتھیلی کو سر پر رکھتے ہیں اور اس بہترین طریقے پر اپنے نفس کو مالک کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں۔ اس طریقے کو عرف عام میں تسلیم کہتے ہیں۔

جہاں پناہ نے ایک روز فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت جنّت آشیانی نے کلاہ خاص مجھ کو مرحمت فرمائی میں نے ٹوپی کو اپنے سر پر رکھا چونکہ ٹوپی بڑی تھی میں نے اُس کو ہاتھ سے پکڑ کر مذکورۂ بالا طریقے کے مطابق اظہار تشکر کیا۔ بادشاہ کو یہ جدید روش بیحد پسند آئی اور حضرت نے اسی طریقے پر کورنش و تسلیم کے آداب مقرر فرمائے۔

دستور ہے کہ بندگان درگاہ سفر کو جاتے ہوئے یا منصب و جاگیر و عہدہ و اسپ و انعام و فیل کی عطیات کے مواقع پر تین تسلیم بجالاتے ہیں اور باقی مراتب داد و دہش اور نیز دیگر عنایات کے حصول کے موقع پر ایک ہی تسلیم پر اکتفا کی جاتی ہے۔ ہر نوکر اپنے آقا کے حضور میں اسی طرح آداب و تعظیم بجالاتا ہے اور ان قواعد کی بجاآوری کو اپنی بہبود کا ذریعہ سمجھتا ہے۔

خاص مریدان عقید تمندان آداب کے علاوہ سجدۂ تعظیمی کرتے اور اس کو حقیقتاً سجدۂ ایزدی خیال کرتے ہیں۔ حضرت کی ذات اقدس قدرت پروردگار کی ایک نمونہ اور آفتاب وجود کا ایک خاص پرتو ہے۔ جہاں پناہ کے حضور میں سجدۂ تعظیمی بجالانا ایک ایسی مقبول عبادت ہے کہ اُس کی خوبی اور اس کے صلے کی حقیقت کو سمجھ کر رعایا و مخلوق کے گروہ کے گروہ سعادت حاصل کرتے اور دینی و دُنیاوی برکات سے مالا مال ہوتے ہیں۔

چونکہ کج رائے تیرہ دل افراد اس رسم کو انسان پرستی خیال کرتے ہیں قبلۂ عالم اپنی مرتبہ شناسی سے ان اشخاص سے باز پرس نہیں فرماتے اور دربار عام میں خدمتگزاران خاص کو بھی اس تعظیم بجالانے سے منع فرماتے ہیں۔ انجمن خاص میں چونکہ صرف خوش نصیب و روشن ستارہ بندگان درگاہ سعادت قدمبوسی سے فیضیاب ہوتے ہیں، یہ عقیدتمند گروہ اپنی پیشانی نیاز کو سجدۂ تعظیم کے انوار سے روشن و درخشاں کر کے سعادت اندوز ہوتا ہے۔

عقیدتمندان خاص کو حکم بجاآوری سے اور عوام کو ممانعت کرنے سے قبلۂ عالم نے ہر طبقے کو اُس کی حیثیت کے مطابق کامیاب و دلشاد فرمایا اور تہذیب ظاہری و باطنی کے آئین کی ہر شخص کو تعلیم دے کر ہر گروہ کو سرفراز فرمایا۔

آئین (۷۲)

استادو نشست

جس طرح کہ باطنی حکمرانی کے فرائض قلب کی صفائی اور جلا پذیری و نیز حرص وغضب کو قابو میں رکھنے سے انجام پاتے ہیں اسی طرح ظاہری فرماں روائی کی شان وشوکت وجسمانی زیب وزینت وبندگان درگاہ کی قدر شناسی و نیز داد و دہش کی گرم بازاری سے دوبالا ہوتی ہے۔ بادشاہ کی گرامی ذات باطنی محاسن سے آراستہ ہوتی ہے اور اُس کے فرائض جہانداری و منصب راہنمائی میں یگانگت پیدا ہوتی ہے۔ ہر دو شعبے آباد و معمور رہوتے ہیں اور مختلف دُنیاوی کام خدا پرستی کے پیرائے میں انجام پاتے ہیں۔

جو شخص ان کلّیات کو عملی جامہ پہن کر دُنیا میں رونما ہوتا ہوا دیکھنا چاہے اُس کو چاہیئے کہ قبلۂ عالم کے اوقات شبانہ روزی پر نگاہ کرے اور دیدۂ دل کو وا کر کے حضرت کے حیرت انگیز قوانین کی حقیقت کو پہچانے اور خلوص کے ساتھ قلب وزبان سے حضرت کی تعریف وثنا کرے

قبلۂ عالم تخت حکومت پر رونق افروز ہوتے ہیں اور خوش نصیب حاضرین دربار کورنش کی رسم بجالا کر دست بدست اپنے اپنے مقام پر استادہ ہوتے ہیں۔ حاضرین حضرت کے دیدار سے امراض روحانی سے شفایاب ہوتے اور خدمتگزاری کے انتظار میں

دولت جاوید حاصل کرنے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔

شاہزادۂ ولی عہد ایک گز سے زیادہ قریب اور چار گز سے زیادہ دور نہیں استادہ ہوتے اور نشست کی حالت میں دو گز سے زیادہ قریب اور آٹھ گز سے زیادہ دور نہیں رہتے۔

شاہزادۂ دوم ڈیڑھ گز سے زیادہ قریب اور چھ گز سے زیادہ دور حالت قیام میں اور تین گز سے آگے اور بارہ گز سے پیچھے حالت نشست میں نہیں رہتے۔

شاہزادۂ سوم اسی نسبت سے استادہ رہتے اور بیٹھتے ہیں۔

کبھی شاہزادۂ خرد برادر دوم سے نزدیک تر رہتے ہیں اور کبھی ہر دو برادر برابر قیام پذیر ہو کر خدمت بجالاتے ہیں۔

خردسال شاہزادگاں اپنے سن و سال کے لحاظ سے زیادہ قریب رہتے ہیں۔

امرائے اول جو دیگر بندگان درگاہ کے رہنما و قبلۂ عالم کے خاص ارادتمند ہیں حالت قیام میں تین سے پندرہ گز تک اور حالت نشست میں پانچ سے بیس تک کھڑے ہوتے اور بیٹھتے ہیں۔

امرائے دوم امیران اول سے ہر حالت میں تین گز دور کھڑے ہوتے اور بیٹھتے ہیں۔

سوم مرتبے کے امیر و نیز تمام امرائے دربار اولیں امرا سے دس یا بارہ گز دور تر رہتے ہیں۔

دیگر افراد صفوف افواج میں جگہ پاتے ہیں۔

دو یا ایک بندگان خاص عام حاضرین سے زیادہ نزدیک خدمتگزاری پر آمادہ رہتے ہیں۔

آئین (۷۳)

دیدن مردم

قبلۂ عالم کے ہر روزہ فرائض جہانداری بیشمار ہیں جن کا معرض تحریر میں لانا دشوار ہے لیکن سعادت اندوزی کو مدنظر رکھ کر چند ضروری مشاغل کا ذکر ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

محفل داد و دہش میں ہر طبقے کے اہل حاجت بکثرت حاضر ہوتے ہیں ہر حاضر دربار کی قدر شناسی و عزت افزائی اور بخشش و انعام کی گرم بازاری ہوتی ہے۔

اکثر اشخاص ارادتمندوں میں داخل ہونے کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور ایک گروہ امراض سے شفایاب ہونے کے واسطے سعادت دارین حاصل کرتا ہے۔

کچھ لوگ مذہب کی مشکلات حل کرنے کے لئے قدمبوسی حاصل کرتے ہیں اور ایک گروہ بعض دنیاوی مصائب سے نجات حاصل کرنے کے لئے زمیں بوس ہوتا ہے۔

غرضکہ ان واقعات کا مفصل ذکر معرض تحریر میں لانا دشوار ہے لہذا ان امور کی تفصیل کو قلم انداز کر کے مشاغل ضروری کے ذکر پر کفایت کی جاتی ہے۔

ایرانی و تورانی، رومی و فرنگی، ہندی و کشمیری، غرضکہ ہر ملک کے اہل حاجت جمع ہوتے ہیں اور آئین گزشتہ کے مطابق کارپردازان سلطنت ان کی ماہوار تنخواہ

مقرر کرتے ہیں بخشی ان کو حضور میں حاضر کرتے ہیں۔ پیشتر ایک زمانے تک دستور تھا کہ اسپ وسامان بھی درگاہ میں حاضر کیا جاتا تھا لیکن اب سوا احدیوں کے گھوڑے کے کوئی جانور پیش نہیں کیا جاتا۔

قرار داد تنخواہ میں کمی وزیادتی ہوتی ہے۔ لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انعام وعطایا ونیز ماہوار تنخواہ ورقم روزینہ میں اضافہ ہوتا اور داد ودہش کی گرم بازاری میں ترقی ہوتی ہے۔

حاضرین واہل حاجت کی تعداد کی کمی وزیادتی کے لحاظ سے ہر روز چند دردمند حاضری سے شرفیاب ہوتے ہیں۔

جو سوار کہ ہفتے میں ملاحظے میں نہیں پیش ہوسکتے وہ دوشنبے کے روز حضور میں حاضر ہوتے ہیں قبلۂ عالم اُن کے جوشِ خدمتگزاری کو بڑھاتے اور حسنِ عقیدت میں ترقی پیدا فرمانے کا خیال مدنظر رکھ کر فی سوار دو دام کے حساب سے انعام عطا فرماتے ہیں۔

تپکچیان خاص احدیوں کو بھی اسی طریقے پر ملاحظے میں پیش کرتے ہیں اور اسی گروہ کی برآوردمیں بھی اضافہ منظور فرمایا جاتا ہے۔

چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ احدی خود سواری کا گھوڑا خریدتا ہے اس لئے وہ سوار جن کے جانور ضائع ہوچکے ہیں حضور میں پیش ہوتے ہیں اور گھوڑے کی قیمت ماہوار تنخواہ میں اضافہ کردی جاتی ہے۔ اور سوار انعام سے بہرہ اندوز ہوکر رخصت ہوتا ہے۔

اراکین دولت نیز دیگر امرا اپنے ملازمین کو منصب عطا فرمانے کی درخواست کرتے ہیں اور قبلۂ عالم کے حضور میں ہر شخص کی حیثیت کے مطابق اُس کے عہدہ ومرتبہ کا تعین ہوتا ہے اور منصب عطا کیا جاتا ہے۔

مقررہ مناصب پچاس روپے سے کم نہیں قرار پاتے۔

اسی محفل میں سرکار خانۂ شاہی کے ملازمین کی ماہوار تنخواہ کا تعین کیا جاتا ہے اور بندگان درگاہ کو مُلک کی مختلف خدمات بھی سپرد کی جاتی ہیں۔

آئین (۴۷)
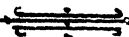
رہنمونی
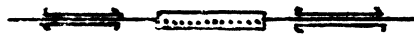
جب پروردگار عالم کی مشیت یہ ہوتی ہے کہ انسانی جوہر فطرت جلوہ نمائی کرے اور اہل علم کشادہ نظری و پست ہمتی سے آشنا ہوں تو انسانی نگاہ دورنگی کے غبار سے آلودہ ہو جاتی ہے اور ہر شخص ایک نیا دین اپنے لئے منتخب کر کے اپنی جدید دنیا میں زندگی بسر کرتا ہے۔ ہر جماعت کے کارہائے داریں جدا جدا ہو جاتے ہیں اور ایک گروہ دوسرے کی مذمت و توہین میں اپنا وقت صرف کرتا ہے۔

بد اندیشی و کوتاہ نظری کی گرم بازاری ہوتی ہے اور قدر شناسی و مہراندوزی گرانمایہ ہو کر تقریباً معدوم ہو جاتی ہیں۔

ورنہ ظاہر ہے کہ کسی دین و مذہب میں کوئی خاص خصوصیت نہیں ہے۔ ایک ہی دلاویز حسن ہے جو مختلف طریقے پر جلوہ آرائیاں کر رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ وجود کی ایک ہی وسیع چادر پھیلی ہوئی ہے جس پر طرح طرح کے نقش و نگار بنائے گئے ہیں۔ ایک شخص نفس کی توہین کو اپنا مطمح نظر جانتا ہے اور دوسرا اہل عالم کی نگہبانی کو خود اپنی حفاظت خیال کرتا ہے۔

اسی طرح مختلف گروہ اپنے اپنے عقائد کی گرم بازاری کرتا اور خواب و خیال میں مسرور و شادماں نظر آتا ہے۔

لیکن جب انسان اپنی ان عادات کو ترک کرتا ہے اور اُس پر یکرنگی کی حیرانگیز شعاعیں پڑتی ہیں تو اُس کی آنکھیں کُھل جاتی ہیں اور تقلید کا شیرازہ بکھر کر تارتار ہو جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ دانائی کی مشعل ہر گھر میں روشن نہیں ہوتی اور ہر دل اس مبارک تنویر سے منوّر و تاباں نہیں ہوتا۔

اگر اتفاق سے کوئی قلب ان رموز و اسرار سے آگاہ ہوتا ہے تو وہ جاہل و بدذوق افراد سے ڈرتا اور اپنی جان کے خوف سے اُن حقائق کو زبان پر نہیں لا سکتا۔

اگر کوئی درد آشنا قلب مجبوراً ان اسرار کو ظاہر کرتا ہے تو کم فہم سعادت پذیر افراد تو اُس کو دیوانہ سمجھ کر اُس کے قول کا اعتبار نہیں کرتے اور بدسرشت نالائق اُس کو کافر و ملحد کہہ کر اُس کی زندگی کا خاتمہ کر دیتے ہیں۔

لیکن جب بنی نوع انسان کی بلندی طالع کا وقت آتا ہے اور مشیت الٰہی یہ ہوتی ہے کہ زمانہ حق پرستی کے مبارک آثار و برکات سے مستفید ہو تو فرمانروائے وقت کو اسرار یکرنگی سے آشنا کیا جاتا ہے اور بادشاہ کی ذات ظاہری حکمرانی کے علاوہ باطنی رہنمائی بھی کرتی ہے۔

بغیر کسی ممکن واسطے کے نورِ آگاہی کی شمع فرمانروا کے قلب میں روشن ہو جاتی ہے اور صحیفۂ دل سے دوئی کے نقوش حرف باطل کی طرح مٹ جاتے ہیں۔

اس عالم میں پہنچ کر یہ بلند پایہ ہستی کثرت میں وحدت کا جلوہ دیکھتی اور شادی و غم، رنج و مسرّت کے جذبات سے مبرّا ہو کر عجیب خوشگوار و باوقار زندگی بسر کرتی ہے۔

ہمارے عصر کے فرمانروا اور ہمارے بادشاہ عالی جاہ کی مبارک زندگی مذکورۂ بالا مضامین کا ایک صحیح و کامل مرقع ہے۔ آثار پیشانی سے صاحب پیشانی کی رفعت و منزلت کا اندازہ کرنے والے ابتدا ہی سے حضرت کی قلبی وسعت و عالی فطرت سے آشنا ہو کر رازداران حقیقت سے مسرّت و شادمانی کی سرگوشیاں کر رہے تھے۔

بادشاہ حقیقت شناس نے ایک عرصے تک اپنی ذات کو مذہب بیگانہ کے پردے میں مخفی رکھا اور اپنے کو اس اہم ترین خدمت کا مستحق نہ ظاہر ہونے دیا لیکن جو فعل خدا کی مرضی سے ظہور میں آنے والا ہو اُسے کون روک سکتا ہے۔

ابتدا میں حضرت سے خود بخود ایسے حقائق و معارف کا ظہور ہونے لگا کہ زمانہ و اہل زمانہ حیرت و تعجب میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ صفت راہنمائی نے پورا جلوہ دکھایا اور اسرار الٰہی قلب مبارک سے نکل کر زبان پر آئے اور حقیقت انگیز کلمات و ہدایات نے دُنیا کو تازہ ہدایت و رونق بخشی۔

حضرت کے قلب مبارک میں ہدایت و رہنمائی کی لہریں اٹھیں اور بادشاہ حقیقت شناس نے اب مجبور ہو کر منصب پیشوائی اختیار کرنا مرضیٔ الٰہی سمجھی اور ہدایت کا دروازہ ہر خاص و عام پر وا کر کے حقیقت طلب تشنہ لبوں کو سیراب فرمانے لگے۔

بادشاہ کار آگاہ نے بعض حقیقت طلب افراد کو حرماں نصیبی سے اور بعض کو کامیابی سے سعادت دارین کے اعلیٰ مقصد تک پہنچایا۔

اکثر مخلص و صادق جویائے حقیقت حضرت کے فیض و نور بصیرت سے قلیل مدت میں عرفان کی اُس منزل تک پہنچ گئے جہاں دیگر روحانی مجاہدین برسوں کی چلہ نشینی سے بھی قدم نہیں رکھ سکے۔

اور رفتہ رفتہ ہر قسم کے فقیر، سناسی و جوگی و سیوڑہ و قلندر و حکیم و صوفی اور ہر طرح کے اہل سیف و اہل قلم، سوداگر، کسان و پیشہ ور حاضر ہونے لگے اور اُن کی آنکھیں نور آگاہی سے روشن ہو جاتی ہیں۔

ہر قوم و قبیلہ کے افراد ترک و تاجیک وغیرہ خُرد و بزرگ، آشنا و بیگانہ دور و نزدیک سے اپنے حل مشکلات کے لئے حضرت کے دیدار کی منت مانتے اور کامیاب ہو کر حاضر ہوتے ہیں اور درِ دولت کی جبہہ سائی سے سعادت دارین حاصل کرتے ہیں۔

بیشتر اشخاص دوریٔ راہ و آستانۂ مبارک کے ہجوم کی وجہ سے غائبانہ اپنی نذر پوری کر کے حضرت کے الطاف و عنایت کے مشکور ہوتے ہیں۔

جب کبھی کہ جہاں پناہ انتظام ملک و تسخیر ولایت یا سیر و شکار کے لئے سفر فرماتے ہیں تو ہر قصبہ و ہر گاؤں میں گروہ کے گروہ حاجتمند شکر و سپاس کرتے ہوئے درِ دولت پر حاضر ہوتے ہیں اور اپنی دستگیری و امداد کی داستانیں بیان کرتے ہیں۔

بے شمار اشخاص سعادت دارین وخوش کرداری، صحت وتندرستی، بینائی چشم، تمنّائے اولاد، ملاقاتِ اقارب، درازیٔ عمر، وسعت رزق، ترقّی جاہ وغیرہ تمنّاؤں کی بادشاہ فیض بخش سے آرزو کرتے ہیں اور جہاں پناہ حقیقت شناس ہر دردمند کو اس کی حاجت کے مطابق جواب ادا فرماکر اُس کے درد دل کا علاج فرماتے ہیں۔

شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا ہوگا کہ اہل حاجت کے گروہ کوزے میں پانی لے کر ہادیٔ دارین کی خدمت میں حاضر نہ ہوتے ہیں اور بادشاہ مسیحا نفس سے پانی کو دم کرنے کی درخواست نہ کرتے ہوں۔

جہاں پناہ اپنے انوار باطن سے ہر شخص کے مدّعائے دلی سے واقف ہوجاتے ہیں اور نیاز مند گروہ کے ہاتھ سے کوزۂ آب لے کر آفتاب کی روشنی میں رکھتے اور اُس کی درخواست کو قبول فرماتے ہیں۔

اکثر بیمار جو حاذق اطبّا کے معالجے سے بھی اچھے نہیں ہوتے اس طلسم الٰہی سے شفایاب ہوجاتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔

واضح ہو کہ ایک آزادمنش اہل حاجت نے اپنی بریدہ زبان آستانۂ والا پر رکھ دی اور کہا کہ اگر خدائے برتر نے مجھ کو سعید ومخلص پیدا فرمایا ہے اور میرا عقیدہ صحیح ہے تو میری حسن نیّت سے میری زبان درست ہوجائے گی۔ خدا کی قدرت کا کرشمہ دیکھیے کہ قلیل ہی مدّت میں مریض کی تمنّا برآئی۔

جو شخص بادشاہ دین پناہ کی خدا شناسی وحق پرستی سے واقف ہوجاتا ہے وہ ان عجائب کو اہمیت نہیں دیتا لیکن جو افراد حضرت کی انصاف دوستی وہر اندوزی کا مشاہدہ کرتے ہیں اُن کو حضرت کے افعال میں کوئی امر باعث تعجب نظر ہی نہیں آتا حوصلہ مند بادشاہ اپنی خوبیوں پر بہت کم نگاہ رکھتے ہیں اور جو شخص ارادتمندوں کے گروہ میں داخل ہونا چاہتا ہے جہاں پناہ اس کے معروضے کو قبول فرمانے میں قدرے تاخیر کرتے ہیں۔

قبلۂ عالم نے بارہا فرمایا ہے کہ میں خود کامل بنے بغیر دیگر بنی نوع انسان کی کیونکر رہنمائی کرسکتا ہوں۔ اگر کسی طالب صادق کی پیشانی پر نشان راستی بخوبی نمودار ہوتے ہیں اور اُس کے قلب میں آتش طلب روز بروز زیادہ مشتعل ہوتی جاتی ہے تو

یہ دردمند اپنی مراد کو پہنچا یا جاتا ہے اور یکشنبے کے روز آفتاب عالم تاب کی روشنی میں منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔

حضرت کے اس قدر اغماض و نیز اس درجے دشوار پسندی کے باوجود بھی لاکھوں انسان طلبان عقیدت کو دوش پر رکھ کر سلسلۂ ارادت میں داخل ہوتے اور سعادت دارین حاصل کرتے ہیں۔

سلسلۂ ارادت میں داخل ہوتے وقت طالب صادق اپنی دستار کو ہاتھ پر رکھ کر سر نیاز حضرت کے قدموں پر رکھتا اور زبان حال سے عرض کرتا ہے کہ میں نے اپنے طالع کی یاوری اور ستارۂ اقبال کے عروج سے خود غرضی و ریاکاری سے جو تمام برائیوں کی جڑ ہے کنارہ کشی کی اور حضرت کے عقیدتمندوں میں داخل ہوا اور دوائے زندگی کی تلاش میں حیات جاوید حاصل کی۔ بادشاہ توفیق یافتہ اپنے دست مبارک سے ارادتمند کا سر اٹھا کر دستار اس کے سر پر رکھتے ہیں جس کا مدعا یہ ہے کہ عالی ہمت فرماں روا نے طالب صادق کی دستگیری فرمائی اور ہست نانیستی نے اب حقیقی ہستی کو قبول کیا۔

اس ارشاد کے بعد ارادتمند کو زنّار یا انگشتری خاص جس پر اسم اعظم و نقش اللہ اکبر کندہ ہوتا ہے، عطا فرماتے ہیں۔

بندگان درگاہ جہاں پناہ کے عجائب و غرائب حالات کو دیکھ کر رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور انواع و اقسام کے رہبر دارین نصائح کو زبان خاموشی سے قبول کرکے سرچشمۂ فیض الٰہی سے سیراب ہوتے ہیں۔ ارادتمندوں کی آنکھوں میں دوسرے ہی عالم کے انوار سما جاتے ہیں اور افعال و کردار میں شمع سعادت کی جھلک نمودار ہوتی ہے۔

جہاں پناہ بعض حوصلہ مند ارادتمندوں سے تخاطب بھی فرماتے ہیں اور اُن کے مرتبے کے مطابق گراں مایہ اقوال و حکم سے اُن کو مستفید فرماتے ہیں۔

درماندگان راہ کی حاجت روائی و شدید امراض کے رنجور اشخاص کی کیفیت علاج اور اُن کے معالجے کا ذکر اس مختصر دفتر میں نہیں ہو سکتا لیکن اگر زمانے نے فرصت دی اور عمر نے وفا کی تو ان واقعات کو جدید تصنیف میں

واضح کیا جائے گا۔

دیدار کے وقت ارادتمندوں کا عام دستور ہے کہ ایک شخص اللہ اکبر کہتا ہے اور دوسرا اُس کے جواب میں جل جلالہ زبان پر لاتا ہے۔

قبلۂ عالم کا اس قاعدے کی پابندی سے مقصد یہ ہے کہ بنی نوع انسان سرچشمۂ ہستی کو فراموش نہ کریں اور ہر وقت ذکر الٰہی سے سیراب دل وتر زبان وشیریں کام رہیں۔

نیز یہ کہ بادشاہ حق آگاہ وسر دفتر عارفاں کا حکم ہے کہ جو خیر وخیرات کہ عام طور پر مرنے کے بعد کی جاتی ہے وہ یہ ارادتمند اپنی زندگی میں بجالائیں اور اس طرح سفر آخرت کا سامانِ سفر کرنے سے پیشتر ہی کریں۔

نیز یہ کہ مرید ہر سال اپنی ولادت کے روز ایک دعوت کریں اور دسترخوان پر انواع اور اقسام کی نعمتیں چنیں تاکہ اس طرح جود وسخا کی گرم بازاری ہو اور دور و دراز سفر کے لئے زادراہ مہیا ہو جائے۔

ارادتمند اشخاص آئین مقدس کے مطابق گوشت خواری سے حتی الامکان پرہیز کرتے ہیں بلکہ اکثر مریدان با اخلاص دعوت میں بھی دوسروں کو تو گوشت کھلاتے ہیں لیکن خود اس ذائقے سے آشنا نہیں ہوتے۔

یہ مخلص وپختہ ارادت مرید دعوت میں تو گوشت کو ہاتھ سے چھوتے اور آنکھ سے دیکھ بھی لیتے ہیں لیکن اپنی ولادت کے مہینے میں گوشت کے گرد بھی نہیں پھٹکتے۔

یہ اشخاص نہ اپنے ذبیحے کے قریب جاتے ہیں اور نہ اس کے کھانے کی رغبت کرتے ہیں۔

ارادتمند افراد قصاب وماہی گیر، شکارو (چڑی مار) وغیرہ کے ساتھ ہم پیالہ وہم نوالہ نہیں ہوتے اور حاملہ عورت وضعیف العمر اشخاص وعقیمہ ونابالغ لڑکیوں سے میل جول نہیں رکھتے۔

آئین (۷۵)

دیدن فیل

چوپایوں کے معائنے کی رسم کی ابتدا عام طور پر اسی عجیب وغریب جانور کے ملاحظے سے کی جاتی ہے۔ ہر روز پیشتر خاصے کا ایک ہاتھی ساز و سامان سے آراستہ پیشگاہ حضور میں لایا جاتا ہے۔ ہر ماہ الٰہی کی پہلی تاریخ دس ہاتھی پیش کئے جاتے ہیں اور اس کے بعد ملقوں کے ہاتھی اسی تعداد میں پیش ہوتے ہیں۔

دوشنبے کے روز دس سے بیس ہاتھیوں تک کا معائنہ ہوتا ہے۔

خاصے کے ہاتھیوں کو پیش کرتے وقت تپکچی چند امور عرض کرتا ہے۔

(ہاتھیوں کی تعداد پانچ ہزار سے زائد ہے اور ہر جانور کا جداگانہ نام ہے جہاں پناہ کو ہاتھیوں کے نام و ہاتھی کی تقسیم کے مطابق یاد ہیں۔ بادشاہ نے دس دس جانوروں کی ایک دہائی مقرر فرمائی ہے اور ہر دہائی ایک ایک ہوشیار محافظوں کے سپرد فرمائی ہے)

کہ جانور کس طریقے پر بہم پہنچایا گیا۔

جانور کی قیمت۔

اس کی خوراک کا اندازہ

جانور کی عمر۔

جنگ میں ان کا کیا مرتبہ ہے۔

کتنی مرتبہ جہاں پناہ کی سواری کے لئے پیش کیا گیا۔
کئے بار قبلۂ عالم جانور پر سوار ہوئے۔
کس سال اور کس ماہ میں جانور شاہی فیل خانے کے ہاتھیوں میں داخل ہوا۔
کئے بار مختلف حلقوں میں رہا۔
اس کے دانت کس زمانے میں نمودار ہوئے۔
اس کے علاوہ تیمارداروں کا حال اور محافظوں کے امیر کا نام بھی بتاتا ہے۔
فیل خانے کے علاوہ دوسرے ہاتھیوں کی بابت آٹھ امور کا عرض کرنا ناگزیر ہے۔ یعنی

نام۔
جانور کے جسم کی صفائی۔
صفائی کی تکرار۔
قیمت۔
جانور کے داخلے کی کیفیت۔
سواری کے لائق ہے یا بار برداری کے۔
جانور کا کیا پایہ ہے سادہ ہے یا غیر سادہ۔
فوجدار نے جانور کا کیا مرتبہ قرار دیا ہے۔

آئین یہ ہے کہ دیدبان اپنے ہاتھیوں کو دوم و سوم و چہارم مراتب کے مطابق چار گروہ میں تقسیم کرتا ہے۔ بہترین و بدترین جانور ایک دوسرے سے علیٰحدہ کر دئے جاتے ہیں اور نگہبان اس امر کا اندازہ کرتا ہے کہ آیا یہ جانور اُسی کے تحت رہیں گے یا کسی دوسرے فوجدار کے سپرد کئے جائیں گے

ہر روز پانچ تحویلی ہاتھی شناخت کرنے والے کے سپرد کئے جاتے ہیں۔
قاعدہ یہ ہے کہ جب نئے جانور سرکار میں داخل ہوتے ہیں تو پچاس پچاس سو سو ہاتھیوں کی ایک ایک جماعت شناخت مراتب کے لئے آزمودہ کار فیل شناس افراد کے سپرد کی جاتی ہے۔ انھی جانوروں کو تحویلی ہاتھی کہتے ہیں۔
ان کی شناخت کے بعد جانور جہاں پناہ کے حضور میں پیش کیا جاتا ہے

اور وہاں جانور کا پایہ و مرتبہ طے پاتا ہے جس کے بعد وہ اس نوع کے ہاتھیوں میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

یکشنبے کے روز ایک ہاتھی بخشش کے لئے حضور میں پیش کیا جاتا ہے اور کسی بندۂ خاص کو بطور انعام مرحمت ہوتا ہے۔

ہاتھیوں کے چند حلقے انعام و بخشش کی غرض سے علٰحدہ کر دئے گئے ہیں۔

خاصے کے ہاتھیوں میں بیشتر جانوروں کو پیشی کی تعداد کے اعتبار سے اوّل و دوم شمار کرتے تھے لیکن اب تعداد سواری کے لحاظ سے تقدیم و تاخیر کے قواعد پر عمل کیا جاتا ہے۔

حلقے کے جانوروں میں پیشی و پسی کا لحاظ قیمت کی کمی و زیادتی پر منحصر ہے۔

اس طرح خاصے کے جانوروں کا ملاحظہ ختم ہونے کے بعد بارِ دگر ان کی باری آتی ہے اور ہر روز دس جانور جہاں پناہ کے ملاحظے میں پیش ہوتے ہیں۔

اکثر اوقات شاہزادگان نامور اپنے جانوروں پر خود سوار ہو کر حضور کے سامنے سے گزرتے ہیں اور ان کے بعد حلقوں کے ہاتھی ملاحظۂ عالی میں پیش ہوتے ہیں۔

چونکہ جانوروں کے حلقے اُن کی قیمت کے لحاظ سے ترتیب دئے گئے ہیں اس لئے ہر ملاحظے میں کمی و زیادتی میں تفاوت ہوتا ہے اور جانور ایک گروہ سے خارج کر کے دوسرے حلقے میں داخل کیا جاتا ہے۔

اسی بنا پر اکثر فوجدار حلقوں کے پر کرنے کے شائق و خواہشمند رہتے ہیں اور ہاتھیوں کے گزرنے کے وقت جانوروں کے مشتاق صف بستہ کھڑے ہوتے اور عطیے کا انتظار کرتے ہیں۔ قبلۂ عالم اپنی مرضی کے مطابق فوجدار کو ہاتھی عطا فرماتے ہیں۔

اگر آزمائش و پیشی میں کسی فوجدار کے جانوروں کی تعداد صحیح ثابت ہو جاتی ہے تو چند دوسرے جانوروں کا بھی اس کی تحویل میں اضافہ کیا جاتا ہے کیونکہ اس قسم کے ملازمین بہتر و درجۂ اوّل کے فوجدار سمجھے جاتے ہیں۔

جن فوجداروں کے جانور لاغر ثابت ہوتے ہیں وہ خانہ بگڑی کرنے میں اُن ملازمین پر مقدم خیال کئے جاتے ہیں جن کے جانوروں کی تعداد میں کمی واقع ہوتی۔

فیلان نامزدگی کے شمار و خانہ پُری کے بعد مقررہ مشرف جائے نگہداشت کو قلمبند کرتا ہے۔

امرا کے جانور اگرچہ نامزدگی میں داخل نہیں ہیں لیکن شاید ہی کوئی روز ایسا گزرتا ہو کہ چند جانور ملاحظے میں نہ لائے جاتے ہوں اور قبلۂ عالم اُن کے مراتب مقرر فرما کر خاص نشان سے اُن کو نقش اندوز فرما کر شرفیاب نہ فرماتے ہوں۔ اسی طرح سوداگروں کے ہاتھی بھی ملاحظۂ والا میں پیش ہوتے ہیں اور ان کے مراتب کا اندازہ کر کے قیمت کا تعین کیا جاتا ہے۔
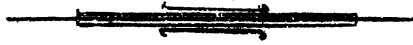
آئین (۷۶)

دیدن اسپ

ملاحظے کی ابتدا اچھل گانی جانوروں سے ہوتی ہے۔ ان کے بعد شاہزادوں کے گھوڑے پیش ہوتے ہیں اور اس کے بعد راہوار خاصہ وخانہ زاد و دیگر طویلوں کی نوبت آتی ہے۔

دہ مہری جانوروں کے ختم ہو جانے کے بعد گوٹ وقیراقی وستوران حصہ و باربرداری کے جانوروں کو پیش کرتے ہیں۔ جانوروں کی تقدیم وتاخیر کا قیمت کی کمی وزیادتی پر انحصار ہے اور مساوی قیمت جانوروں کے مراتب' تاریخ داخلہ کے اعتبار سے مقرر کئے جاتے ہیں۔

ملاحظۂ عالی میں پیش ہونے کے بعد تیز نظر اسپ شناس جانوروں کو لے جاتے ہیں اور نرخ کا جدید تعین ہوتا ہے اور جانوروں کے مراتب اول و دوم بہوم قرار پاتے ہیں۔

اگر جانور موٹا یا لاغر ہو جاتا ہے تو بہترین حلقے سے خارج کر کے ہمسر جانوروں میں داخل کیا جاتا ہے۔

سوم مرتبے کے جانوروں کے جداگانہ طویلے مقرر کیئے گئے ہیں اور یہ گھوڑے انعام وبخشش کے لئے مخصوص ہیں جن گھوڑوں کی قیمت میں اضافہ کیا جاتا ہے

وہ ان ملازمین کے سپرد کئے جاتے ہیں جن کے طویلے میں کمی نہیں ہوتی یا یہ کہ اُن کے صرف دو جانور ضائع یا بیکار ہوتے ہیں

طویلوں کے معائنے میں لاغر و مریض جانوروں کی خانہ پُری روزانہ کی جاتی ہے اور طویلے کی تعداد تمام ہونے کے بعد جانور سابقہ ملازم کے سپرد کردئے جاتے ہیں۔

اگر خانہ پُری مکمل نہیں ہوتی تو جانوروں کو علیحدہ کرکے اس کی تکمیل ہونے تک کسی دوسرے نگہبان کے حوالے کرتے ہیں۔

ہر روز بیس جانور ملاحظے میں پیش ہوتے ہیں۔

اس جانور کے ملاحظے کی ابتدا یکشنبے سے ہوتی ہے اور اس روز اس تعداد سے دوچند پیش ہوتے ہیں۔

ہمیشہ چند جانور درِ دولت پر حاضر رہتے ہیں شصت مُہری سے چہل مہری تک ایک ایک جانور کا حاضر رہنا ضروری ہے۔ سی مہری سے دہ مہری تک بھی ایک ایک جانور موجود رہتا ہے۔ آخری قسم کے گھوڑے بطور بخشش وجزو تنخواہ عطا کئے جاتے ہیں۔

سوداگروں کے جانوروں کے ملاحظے میں گزرنے کا دستور یہ ہے کہ ان کی آمد کے لحاظ و نرخ کی کمی و زیادتی اُن کی تقدیم و تاخیر کا باعث ہوتی ہے اور گھوڑوں کی کمی و زیادتی کے اعتبار سے ہر روز بیس سے لے کر سو جانور تک ملاحظۂ عالی میں پیش ہوتے ہیں۔

ملاحظے میں پیش ہونے سے قبل تجربہ کار کارپرداز جانوروں کا نرخ مقرر کرتے ہیں۔ ملاحظے میں پیش ہونے کے بعد اکثر نرخ میں اضافہ بھی ہوجاتا ہے۔

تیس مہری سے زائد قیمت کے جانوروں کی قیمت کا تعین پیشیِ مبارک میں کیا جاتا ہے۔

خزانہ دار بارگاہ عام میں مع رقم کے حاضر رہتا ہے اور سوداگروں کو بلا تکلیف انتظار رقم فوراً وصول ہوجاتی ہے۔

خریدنے کے بعد جانور پر خاص داغ لگایا جاتا ہے اور اس طرح تغیر و تبدل کا اندیشہ رفع ہوجاتا ہے۔

سوداگروں کے کثیر منافع کے لحاظ و نیز انتظام و نگہداشت کے سررشتوں کے اخراجات کو مدِنظر رکھ کر عراقی و مجنس و تازی جانوروں میں جو دیگر ممالک سے آتے ہیں فی راس تین روپے محصول وصول کیا جاتا ہے۔

ہر ترکی و تازی جانور پر جو قندھار کی راہ سے آتا ہے ڈھائی روپے اور ہر ایسے جانور پر جو کابل و ہندوستان سے آتا ہے دو روپے وصول کئے جاتے ہیں۔

آئین (۷۷)

دیدن شتر

معائنے کا آغاز خانہ زاد جانور سے ہوتا ہے ہر روز پانچ قطاریں پیش کی جاتی ہیں۔ پیشتر پانصدی ملازم اپنے جانور حضور میں پیش کرتے ہیں۔ قدیم ملازم بعد کے ملازم پر مقدّم سمجھا جاتا ہے۔ بزرگ داروغہ کو حکم ہے کہ ایک قطار بہترین بغدی یا جمّازے کی پیش کرے۔

بعد ازاں بغدی حضور میں لائے جاتے ہیں اور ان کے بعد جمّازہ وکہرولوک و دیگر جانور ترتیب وار پیش ہوتے ہیں۔

جمعے کے روز اونٹوں کا ملاحظہ شروع ہوتا ہے اور اونٹ قبلۂ عالم کے سامنے سے گزرتے ہیں۔ ان کی تقدیم وتاخیر قیمتوں کی کمی وزیادتی پر منحصر ہے۔

آئین (۷۸)

دیدن گاؤ

قیمت کے لحاظ سے دس جوڑ ملاحظے میں پیش ہوتے ہیں۔ چہار شنبے کے روز اسی گائے کے ملاحظے کی ابتدا ہوتی ہے اور دو دو برابر پیش ہوتی رہتی ہیں

دیوالی کے روز جو ہندوستان کا قدیمی یوم جشن ہے، اہل ہند گروہ کے گروہ اس جانور کی پوجا کرتے ہیں اور اس کی تعظیم و تکریم بجالاتے ہیں۔

قبلۂ عالم کے حکم سے چند شاہی جانور آراستہ و پیراستہ کر کے اس روز ملاحظۂ شاہی میں پیش کئے جاتے ہیں جن کو دیکھ کر تماشائیوں کے قلوب شکار ہوتے ہیں۔

پنجشنبہ کے روز اس جفاکش جانور کے ملاحظے کی ابتدا کی جاتی ہے اور خچروں کی چھ قطاریں قیمت کی ترتیب کے لحاظ سے پیش ہوتی ہیں۔ سال میں ایک مرتبہ سے زیادہ ان کا ملاحظہ نہیں ہوتا۔

بیشتر جانوروں کا معائنہ مذکورۂ بالا ایام و ترتیب سے ہوا کرتا تھا لیکن اب ہر ایک کے لئے ایک جدا دن مقرر کر دیا گیا ہے۔

یکشنبہ، ملاحظۂ اسپ کے لئے۔

دوشنبہ، شتر و خچر و گاؤ۔

سہ شنبہ، معائنۂ سپاہ کے واسطے۔

چہارشنبہ، فرائض دیوان وزارت (خزانہ و محاصل وغیرہ)

پنجشنبہ، دادخواہ (یعنی مقدمات دیوانی کی سماعت)۔

جمعہ، شبستان اقبال میں بسر فرماتے ہیں۔

شنبہ، ملاحظۂ فیل

آئین (۸۰)

پائوگوشت

قبلۂ عالم نے کار آموزی میں جدت پیدا کی اور بہترین قانون وضع فرمایا۔

جہاں پناہ نے جن کے وضع کردہ قوانین جانوروں کے نگہبان، قیمت کے محافظ، راستی کے معلم، قدرشناس اور افزائش محنت وجفاکشی کا ذریعہ ہیں۔ اس زمانے کی نگاہ بصیرت کو روشن اور نفع کے متلاشی اور نقصان سے خائف گروہ کو اطمینان و مواقع عطا فرمائے۔

قبلۂ عالم نے ہر جانور کی غذا کا صحیح اندازہ فرمالیا اور اس کی تنومندی وصحت کے اسباب فراہم کرلے اپنی عمیق نظر و دوربینی و نیز اپنے حسن تعلیم سے غلط کاریوں کے مدارج قرار دئیے۔

ہرچند کہ کبھی ایک کارشناس ان جانوروں کے طویلوں پر جاتا اور اپنی وسعت نظر سے اُن کی لاغری وفربہی کا اندازہ کرتا ہے اور نیز یہ کہ حضور میں پیش کرتے وقت بیشتر تجربہ کار جانور شناس ہر جانور کی لاغری وفربہی کے مدارج مقرر کردیتے ہیں لیکن جہاں پناہ کی دوربینی کا یہ عالم ہے کہ پیشی کے وقت ان مقرر کردہ مدارج میں بھی کمی وزیادتی ہوتی ہے اور کمی پر بازیافت کا عملدرآمد ہوتا ہے اور نگہبان پر جرمانہ کیا جاتا ہے

اگر کسی وجہ سے جانور کے دانے اور اس کی گھاس کی رقم میں کمی کی جاتی ہے تو بازیافت میں اس رقم کے مناسب جرمانے ہی کو شمار کرتے ہیں فیل کی لاغری کے تیرہ مدارج مقرر کیئے گئے ہیں۔

(۱) سہ و نیم پا[۱]۔ آٹھ حصّوں میں سے سات باقی رہ گئے ہیں اور ایک حصّہ کم ہو گیا ہے۔

(۲) سہ یا شش حصہ .... (۳) دو و نیم پا ....

(۴) پنج و نیم پا و نیم گوشت .... (۵) چہار و نیم گوشت ....

(۶) چہار و نیم پا کم نیم گوشت .... (۷) سہ و نیم یک و نیم پا ....

(۸) سوا پا .... (۹) دو نیم پا گوشت ....

(۱۰) دو پون پا .... (۱۱) یک و نیم پا ....

(۱۲) یک پا و پا نیم .... (۱۳) سہ ٹانک ....

فیل کے علاوہ دوسرے جانوروں کے اندازۂ فربہی و لاغری کے چھ مدارج مقرر فرمائے گئے۔ مذکورۂ بالا مدارج میں سے دوم، سوم، پنجم، ہفتم، نہم اور دہم منتخب کر لئے گئے ہیں۔

چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب حلقہ ہائے فیل ملاحظے میں پیش ہوتے ہیں تو فوجدار اپنے اندازے کے موافق بہترین حلقے کو علیحدہ کر کے اسے پیش کرتا ہے۔ اسی طرح بدترین حلقہ بھی جدا کر لیا جاتا ہے۔ لاغری اور فربہی کے اندازہ کرنے والے چوپایہ اول حلقے کا قرار دیتے ہیں اُسی حساب سے دہ بست رقم بازیافت کی جاتی ہے اور سب سے بدتر حلقے میں نصف رقم پر بازیافت کا عملدرآمد کیا جاتا ہے۔

---

[۱] نوٹ:۔ ان کسور و نیز لاغری کے مختلف مدارج کا جو اصل کتاب میں مرقوم ہیں مفہوم سمجھ میں نہیں آتا اور نیز یہ کہ جانور کی فربہی و لاغری کے اندازہ کرنے کا طریقہ کیا تھا آیا جانوروں کا محیط ناپ کر اندازہ کرتے تھے یا یہ کہ اُن کا وزن کیا جاتا تھا۔ پاؤ گوشت کے لفظی معنی گوشت کا لم ہو سکتے ہیں۔ یہی نام اس آئین کا مقرر کیا گیا۔ قیاس یہ کہتا ہے کہ بادشاہ نے صحیح جانور کی فربہی کا ایک درجہ قرار دیا تھا اور اس عمدہ خوراک کا بھی جو اس فربہی کو قائم رکھے ایک مرتبہ قرار دیا گیا تھا انھیں ہر دو مراتب کے لحاظ سے اس امر کا اندازہ کیا جاتا تھا کہ باوجود خوراک کے صحیح درجے کے فربہی کے مقررہ مرتبے میں کس قدر کمی ہوئی اور اسی کمی کے مختلف مدارج قائم کیئے گئے۔ (مترجم)

اگر فوجدار نے داروغہ سے سازش کرلی ہے اور روزنامچے میں ہر دو ملازمین کی مہریں موجود ہیں تو جانور کی ½ خوراک داروغہ ادا کرتا ہے اور بقیہ فوجدار سے وصول کی جاتی ہے۔

ضعیف العمر جانور کے شمارہ لاغری پر اُس تمام حلقے کی کیفیت خرابی کا انحصار ہے جس حد تک کہ جانور ضعیف العمر میں خرابی معلوم ہوتی ہے وہی نقصان تمام حلقے میں شمار کیا جاتا ہے۔

اصطبل میں سائیس وسقہ وخاکروب کی تنخواہیں بھی ایک چوتھائی وضع کرلی جاتی ہیں۔

شترخانے میں دانے کا نقصان داروغہ سے پورا کرایا جاتا ہے اور گھاس کی قسط کا ساربان جواب دہ ہوتا ہے۔

بہل خانے میں دانے اور گھاس کے ایک حصے کا جواب دہ داروغہ ہے عرابچی بازپرس سے محفوظ ہے۔

بارکشی کے عرابوں میں جرمانے کی نصف رقم مسترد کردی جاتی ہے۔
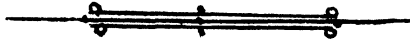
آئین (۸۱)

جانوروں کے کشتی لڑنے اور اس پر شرط لگانے کا

بادشاہ کی خواہش یہ ہے کہ طرح طرح کے اشخاص اتّفاق و اتّحاد کے دلخوش کن مکان میں عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کریں اور اس طرح دوستی و یکدلی کی محفل آراستہ ہو۔ اس خواہش کا مقصد یہ ہے کہ تمام کام شائستگی کے ساتھ انجام پائیں اور انتظام میں استحکام پیدا ہو۔ ہر شخص کی عقل حقیقت تک نہیں پہنچتی اور واقعیت کی داستان سے ہر کان آشنا نہیں ہوتا اس لئے بادشاہ نے حصول مسرت کا بازار گرم کیا۔ اور بے شمار اشخاص کو اس کام میں لگایا۔ خیالات کی آبادی سے طبیعت کا خواہشمند میدان حقیقت کا جلوہ گاہ بن گیا اور اپنی ذات کی خوبیوں کو سمجھنا اور اپنی ہستی کو آراستہ کرنا خدائے برتر کی عبادت کا سرمایہ قرار پایا۔ ظاہر پرست اور صورت کے شیدائیوں کو دلبستگی اور سرگرمی کے گوہر مقصود ہاتھ آئے اور اس لگاؤ سے یہ افراد نیک بختی کی راہ طے کرنے لگے

ہرن کی لڑائی۔ ہرن کا رنگ اور اس کی چال دلنشیں ہوتی ہے اور اس کی رفت و خیز دیکھنے والوں کے دلوں کو خوش کرتی ہے۔ بادشاہ اس جانور پر بیحد توجہ فرماتے ہیں اور اس وحشی جانور کو رام کر کے اس کی طبیعت میں محبت پیدا کرتے ہیں۔

ایک سو ایک ہرن خاصے کے ہیں اور ان میں سے ہر جانور کسی نہ کسی نام و صفت سے موسوم ہے۔ ہر دس جانوروں پر ایک پاسبان مقرر ہے۔ ان جانوروں کی تین قسمیں ہیں (۱) ایک قسم کے جانور پالو اور جنگلی دونوں قسم سے خوب لڑتے ہیں (۲) دوسری قسم کے جانور پلے ہوئے ہرنوں سے جنگ کرتے ہیں (۳) تیسری قسم وہ ہے جو صحرائی جانوروں سے خوب لڑتی ہے۔

ان جانوروں کی لڑائی بھی تین قسم کی ہوتی ہے۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ یہ ہرن آپس میں ایک دوسرے سے اس طرح لڑتے ہیں کہ پہلی قسم دوسری قسم کے ساتھ اور تیسری قسم چوتھے گروہ کے جانور کے ساتھ اور اسی طرح سب جانوروں کی باری آتی ہے جب دوسری قسم بازی جیت لیتی ہے تو پہلا گروہ تیسرے کے ساتھ اور دوسرا چوتھے کے ساتھ لڑایا جاتا ہے اور اس طرح برابر دورہ ہوا کرتا ہے۔ اور جو جانور مذکورۂ بالا طریقۂ جنگ میں بھاگ جاتا ہے وہ مرتبے میں آخری نمبر کا ہرن شمار ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی جانور تین بار حریف کے سامنے سے منھ موڑ لیتا ہے تو اُسے خاصے کے گروہ سے علیٰحدہ کر دیا جاتا ہے۔ ان ہرنوں کی لڑائی میں شرط بھی لگائی جاتی ہے اور بازی کی رقم پانچ دام سے زیادہ نہیں ہوتی۔

دوسرا طریقہ جنگ کا یہ ہے کہ خاصے کے جانور شاہزادوں کے ہرنوں سے جنگ کرتے ہیں۔ خاصے کے پانچ جوڑ پہلے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں اس کے بعد شکار خاصہ کے دو جوڑ آپس میں جنگ کرتے ہیں اس لڑائی کے بعد خاصے کے دوسرے پانچ جوڑ ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہوتے ہیں اور اس کے بعد شکار خاصہ کے دو جوڑ ایک دوسرے کے مقابلے میں لائے جاتے ہیں۔ اور پھر خاصے کے پانچ جوڑ شاہزادۂ بزرگ کے پانچ ہرنوں سے مقابلہ کرتے ہیں اور اس کے بعد خاصے کے چودہ جوڑ آپس میں لڑتے ہیں اور آخر میں اسی قدر ہرن شاہزادوں کے جانوروں سے جنگ کرتے ہیں۔ یہ مقابلہ اُس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک کہ شاہزادوں کے ہرن ختم نہ ہو جائیں۔ خاصے کی لڑائی کے بعد شاہزادوں کے ہرن ایک دوسرے سے لڑتے ہیں۔ اس لڑائی میں بازی کی رقم ایک مُہر سے زیادہ نہیں بڑھتی۔

تیسرا طریقہ جنگ یہ ہے کہ خاصے کے ہرن دوسرے درباریوں کے جانوروں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ بادشاہ نے اپنے ہمنشینوں میں سے بیالیس ممتاز اشخاص کو منتخب کیا ہے۔

اور ہر دو امیروں کا ایک حریفانہ جوڑ مقرر کیا۔ اس طرح اکیس جوڑ بازی لگانے والے حریفوں کے تیار ہو گئے۔ پہلی جوڑ میں ہر شخص کو تیس تیس ہرن عنایت ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ایک ایک کم ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ سب سے اخیر والے جوڑ کو گیارہ گیارہ ہرن عطا ہوتے ہیں۔ ہر جوڑ کو ایک مُل ایک بھینس ایک گائے ایک مینڈھا ایک بکری اور ایک مرغ عنایت ہوتا ہے۔ قدیم زمانے میں گائے اور بکریوں کی لڑائی کا کم پتا چلتا ہے۔

اس سے پہلے کہ لڑائی کا بازار گرم ہو، خاصے کے دو ہرن آراستہ کر کے لائے جاتے ہیں اور مذکورہ بالا جوڑوں کے دو ہرنوں سے ان کی جنگ ہوتی ہے۔ پہلے یہ ہنگامہ آرائی منصبداروں کے سامنے اور اس کے بعد بادشاہ کے حضور میں ہوتی ہے۔ اگر دربار عام ہوتا ہے تو بھی جانوروں کی لڑائی کا تماشا ہوتا ہے۔ بشرطیکہ ہرن بھی ایک ہزاری امیر کی ملکیت ہو۔ خاصے کے ہرن پر جو بازی لگائی جاتی ہے اُن کی رقم عموماً آٹھ مہر ہوتی ہے اور امیروں کے ہرن کی بازی اٹکل پر پانچ مُہر اور آئین پر چار مُہر کی لگائی جاتی ہے۔

چونکہ تمام جانور طاقت و جنگی اہمیت میں برابر نہیں ہوتے اس لئے بازی لگانے والوں کے لئے یہ قاعدہ مقرر کر دیا گیا ہے کہ وہ باری باری سے اپنے جانوروں کو منتخب کریں اور انھیں ایک ایک کر کے جنگی باڑھ میں مقابلے کے لئے لے جائیں۔ انھی ہرنوں کو آئین کہتے ہیں جب کوئی امیر اس طرح اپنے جانور کو باڑھ میں لاتا ہے تو دوسرا حریف اپنے مدمقابل کے جانور کی طاقت کا اندازہ کر کے اپنا ہرن اُس کے مقابلے میں لے کر آتا ہے۔ اس طرح کے جانور کو اٹکل کہتے ہیں۔ مل کی بازی پانچ مہر پر اور بھینسوں اور مرغوں کی بازی چار مہر پر لگائی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ گائے جنگلی مینڈھے اور بکروں کی ہار جیت دو مہر پر لگائی جاتی ہے۔

ایک ہزاری امیر کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خاصے کے ہرن پر چھ مُہر کی اور اپنے ہم پلہ امیر کے مقابلے میں اٹکل پر ۴ مُہر اور آئین پر تین مُہر اور اسی قدر مل اور بھینسوں اور مرغ پر بھی بازی لگا سکتا ہے۔ لیکن گائے جنگلی مینڈھے اور بکروں پر اسے دو مُہر سے زیادہ بازی لگانے کا اختیار نہیں ہے۔ نوصدی امیر خاصے کے ہرن پر

پچاس روپے، اپنے ہم پلّہ امیر کے انکل پر سوا اکتیس روپے اور آئین پر پچیس روپے، مُل پر ۳ ۱/۸ مُہر اور بھینسے اور مرغ پر ۳ ۱/۴ مُہر اور دوسرے جانوروں پر ۱ ۱/۲ مہر کی بازی لگانے کا مجاز ہے۔

آٹھ صدی امیر خاصے کے ہرن پر اڑتالیس روپے، اپنے ہم پلّہ امیر کی انکل پر تیس روپے، آئین پر چوبیس روپے، مُل پر ۳ ۱/۴ مُہر بھینسے اور مرغ پر ۲ ۱/۴ مہر اور دوسرے جانوروں پر ۱ ۱/۲ مُہر کی بازی لگا سکتا ہے۔

ہفت صدی امیر خاصے کے ہرن پر چوالیس روپے، اپنے ہم مرتبہ امیر کے انکل پر ۲۷ ۱/۴ روپے اور آئین پر بائیس روپے کی بازی لگاتا ہے اور اُسے مُل اور دوسرے جانوروں پر آٹھ صدی امیروں کی طرح بازی لگانے کا اختیار ہے۔

چھ صدی امیر خاصے کے جانور پر چالیس اور اپنے حریف کے انکل پر پچیس اور آئین پر دس روپے اور دوسرے جانوروں پر ہفت صدی امرا کی طرح ہار جیت مقرر کر سکتا ہے۔

پانچ صدی امیر خاصے کے جانور پر ۴ مہر اور اپنے ہم مرتبہ حریف کے انکل پر ۳ ۱/۲ مہر اور آئین پر دو مُہر کی بازی مقرر کر سکتا ہے۔ دوسرے جانوروں پر وہی رقم لگا سکتا ہے جو چھ صدی امیر کے حالات میں بیان کی جا چکی ہے۔

چار صدی امیر خاصے کے ہرن پر چھتیس روپے اور اپنے مدمقابل امیر کی انکل پر ۲۱ ۱/۴ روپے اور آئین پر سترہ روپے کی ہار جیت مقرر کر سکتا ہے اور مل پر ۲ ۱/۴ مہر بھینسے اور مرغ پر ۲ مہر، گائے اور جنگلی مینڈھے اور بکرے پر ایک ایک مہر کی بازی لگاتا ہے۔

سہ صدی امیر خاصے کے ہرن پر تیس روپے اور اپنے ہم پلّہ امیر کے انکل پر ۸ ۳/۴ روپے اور آئین پر پندرہ روپے، مُل پر ۲ ۱/۴ مہر اور دوسرے جانوروں پر چار صدی امیروں کی رقم کے برابر بازی مقرر کر سکتا ہے۔

دو صدی امیر خاصے کے ہرن پر چوبیس روپے اور اپنے ہم مرتبہ حریف کے انکل پر پندرہ روپے اور آئین پر بارہ روپے اور دوسرے جانوروں پر تین صدی امیروں کی طرح بازی لگاتا ہے۔

یک صدی امیر خاصے کے ہرن پر دو مہر اور اپنے ہم مرتبہ حریف کے

اٹکل پر ½ ۱ مُہر اور آئین پر ایک مُہر کی رقم لگا سکتا ہے۔ دوسرے جانوروں پر اُسے وہی اختیار ہے جو دو صدی امیروں کو حاصل ہے۔

ہشتاد سوار امیر خاصے کے جانور پر سولہ روپے اور اپنے ہم مرتبہ امیر کے اٹکل پر دس اور آئین پر آٹھ روپے اور بل پر سترہ روپئے بھینسے اور مرغ پر ½ ۱ مہر کی بازی لگا سکتا ہے۔ دوسرے جانور پر اُسے وہی اختیار ہے جو یک صدی امیر کو حاصل ہے۔

چہل سوار امیر خاصے کے ہرن پر بارہ روپے اور اپنے حریف کے اٹکل پر ½ ۷۔ اور آئین پر چھ روپے کی بازی لگاتا ہے۔ دوسرے جانوروں پر اُسے ہشتاد سوار امیروں کی طرح اختیار حاصل ہے۔

بست سواری امیر خاصے کے ہرن پر دس روپے اور اپنے حریف کے اٹکل پر ½ ۶ اور آئین پر پانچ روپے کی بازی لگاتا ہے۔ دوسرے جانوروں پر اُسے بھی وہی اختیار ہے جو چہل سواری امیروں کو حاصل ہے۔

دہ سوار امیر خاصے کے جانور پر آٹھ روپے اور اپنے ہم رتبہ امیر کے اٹکل پر پانچ اور آئین پر چار روپے کی رقم مقرر کر سکتا ہے۔ دوسرے جانوروں کی نسبت وہی قاعدہ ہے جو بست سواری امیروں کے لئے مقرر ہے۔

جو اشخاص منصبدار نہیں ہیں وہ خاصے کے جانور پر چار روپے کی اور اپنے ہم مرتبہ حریفوں کے اٹکل پر ½ ۲ روپے اور آئین پر دو روپے کی بازی لگا سکتے ہیں۔ دوسرے جانوروں پر انہیں بھی وہی حق حاصل ہے جو دہ سواری اور بست سواری منصبداروں کو حاصل ہے۔

اگر کسی جوڑ میں ایک حریف دوسرے سے کم مرتبہ ہوتا ہے تو بازی کی وہی رقم مقرر کی جاتی ہے جو عالی رتبہ حریف اپنے ہم پلہ امیر کی آئین پر لگا سکتا ہے جب آخری جوڑ مقابلے کے لئے آتا ہے تو جنگ ہر جگہ ہرن کی ہوتی ہے۔ بل کی لڑائی میں جو رقم جیتنے والوں کو ایک دوسرے سے ملتی ہے اس کا چوتھائی حصہ اس کشتی گیر کو دیا جاتا ہے جو سب پر فتحیابی حاصل کرتا ہے۔

جو انعامات کہ خود بادشاہ کی طرف سے اس موقع پر عطا کئے جاتے ہیں اُن کا کوئی اندازہ اور کوئی حد نہیں ہے۔

عام قاعدہ یہ ہے کہ ہر شخص جو بازی کے جانور پالتا ہے وہ ہر مہینے کی چودھویں رات کو ایک ہرن مقابلے کے لئے لاتا ہے۔ اس محکمے کا ناظم ان ہرنوں میں آدھے جانوروں کو اٹکل کے گروہ میں اور آدھے کو آئین کے حلقے میں داخل کرتا ہے۔ اس کے بعد اٹکل کے جانوروں کے نام کاغذ کے پرچوں پر لکھ کر کاغذ کو لپیٹ دیتا ہے اور بادشاہ کے حضور میں پیش کرتا ہے۔ بادشاہ ان پرچوں سے ایک اٹھا لیتا ہے اور جس جانور کا اس پر نام نکلتا ہے وہ آئین کے ہرن سے مقابلہ کرتا ہے۔ چونکہ ہر ماہ کی چودھویں رات روشن ہوتی ہے اس لئے جانوروں کی لڑائی عام طور پر اسی رات مقرر کی جاتی ہے۔

ان ہرنوں کے علاوہ دو قسم کے ہرن اور موجود ہیں جن کو کوتل اور نیم کوتل کہتے ہیں۔ ہر قسم کی تعداد معین ہے۔ اگر خالصے کے ہرن کم ہو جاتے ہیں تو کوتل سے خالصے کی تعداد پوری کی جاتی ہے اور اگر کوتل کی تعداد میں کمی ہو جاتی ہے تو نیم کوتل کے ہرنوں سے کمی پوری کر دی جاتی ہے۔ کوتل کا بھی ایک جوڑا ہمیشہ آزمائش کی خاطر مقابلے کے لئے لایا جاتا ہے۔ شکاری ہمیشہ جنگلی ہرن لایا کرتے اور بادشاہ کے حضور میں پیش کرتے ہیں۔ بادشاہ ان جانوروں کی قیمت مقرر فرماتے ہیں۔ خوبصورت فربہ ہرن کی قیمت دو مہر اور لاغر کی ایک مہر سے پندرہ روپے تک دی جاتی ہے۔ اوسط درجے کے فربہ ہرن کی قیمت بارہ روپے اور لاغر کی آٹھ روپے ادا کی جاتی ہے۔

تیسرے درجے کے فربہ ہرن کی قیمت سات روپے اور لاغر کی پانچ روپے مقرر ہے۔ چوتھے درجے کا فربہ ہرن چار روپے میں اور لاغر ڈھائی روپے سے دو روپے تک میں خریدا جاتا ہے۔

ان کی حفاظت اور خوراک کے لئے مندرجۂ ذیل قواعد ہیں۔

خاصے کے ان ہرنوں کو جو بادشاہ کے سامنے لڑنے کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں دو سیر غلہ دو سیر آٹا جو پک کر روٹی کی شکل اختیار کرتا ہے۔ پون سیر گھی اور ایک دام کی گھاس دی جاتی ہے۔ جو جانور بادشاہ کی شکارگاہ میں پالے جاتے ہیں ان میں سے اور ہر کوتل اور دیگر لڑنے والے جانور کو پونے دو سیر غلہ اور اسی قدر دوسری چیزیں ملتی ہیں جو خاصے کے جانوروں کو دی جاتی ہیں۔ گھاس ہر پاسبان خود مہیا کرتا ہے۔

خاصہ۔ خانہ زاد کوتل اور شکارگاہ خاص کے جانوروں میں سے ہر ہرن پر ایک آدمی مقرر کیا جاتا ہے۔ لڑائی کے ہرنوں میں ہر جوڑ پر ایک نگہبان ہوتا ہے اور اگر اسطرح کوئی ہرن تنہا رہ جاتا ہے تو اس کے لئے ایک جدا پاسبان مقرر کیا جاتا ہے لیکن گھاس کے لئے اُسے کوئی رقم نہیں دی جاتی۔ فربہ کرنے کے لئے جو ہرن کسی پاسبان کے سپرد کیا جاتا ہے اُسے پونے دو سیر دانہ اور نصف دام گھاس کے لئے دیا جاتا ہے۔ اور ایسے ہر چار جانوروں پر ایک پاسبان مقرر کیا جاتا ہے۔ نوگرفتار ہرن کے۔ لئے سات دن تک خوراک کا کوئی انتظام نہیں کیا جاتا اور اس طرح ایک ہفتہ گزرنے کے بعد دو ہفتے تک روزانہ آدھ سیر دانہ دیا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد ایک سیر۔ اور اسی طرح ایک مہینہ گزرنے کے بعد ڈیڑھ سیر دانہ دیا جاتا ہے۔ ہرن خانے میں منصبدار احدی و دیگر سپاہی ملازم ہیں۔ پیادوں کی تنخواہ چار سو دام سے زیادہ اور اسی دام سے کم نہیں ہوتی ہے۔

اس طرح اعلیٰ قسم کے بارہ ہزار ہرن پلے ہوئے ہیں اور ان کے مختلف گروہ ہیں اور ہر گروہ کے لئے خاص قاعدے مقرر ہیں۔ ہرنوں کا ایک باڑہ ایسا بھی ہے جہاں نئی نسل حاصل کی جاتی ہے۔ بڑی ہرنی کو ڈیڑھ سیر دانہ اور نصف دام کی گھاس ملتی ہے۔ نوزائیدہ بچہ دو ماہ تک اپنی ماں کا دودھ پیتا ہے اس کے بعد اُسے پاؤ سیر دانہ دیا جاتا ہے اور ہر دو ماہ بعد پاؤ بھر دانے کا اضافہ ہوتا جاتا ہے اور اس طرح دو برس بعد بچے کی خوراک اپنی ماں کے برابر ہو جاتی ہے۔ گھاس کے لئے ساتویں مہینے سے دسویں مہینے تک نصف دام دیا جاتا ہے۔ نر بچوں کا بھی دو مہینے کے بعد دودھ چھڑا دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اُنھیں ڈیڑھ پاؤ دانہ دیا جاتا ہے اور ہر دو ماہ بعد اسی قدر اضافہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ دو برس میں انھیں سوا دو سیر دانہ ملنے لگتا ہے۔ پانچویں مہینے سے آٹھویں مہینے تک پاؤ دام کی گھاس دی جاتی ہے اور اس کے بعد نصف دام کی گھاس پاتا ہے

میں نے جانوروں کی لڑائی کا مختصر حال کہہ دیا ہے۔ میرا بیان خود بادشاہ کے اُن احکام کے موافق ہے جو مجمع کے لئے جاری ہوا کرتے ہیں۔ بادشاہ ایسے مجمعوں کو دن میں یکجا ہونے کا حکم صادر فرماتا ہے۔ جب کبھی کہ دن میں کوئی اور ضروری عبادت کرنی ہوتی ہے

تو یہ جلسے رات کے وقت منعقد ہوا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بادشاہ کو ہر وقت یادِ خدا کا خیال رہتا ہے۔

بادشاہ ان کاموں کو سرانجام دینے میں گرمی اور سردی کا خیال نہیں کرتے۔ یہ حقیقت شناس فرماں روا ان اوقات میں جبکہ دوسرے لوگ آرام کرتے ہیں رعایا کی بہبودی میں مشغول رہتا ہے اور ہمیشہ محنت کو آرام و آسائش پر ترجیح دیتا ہے۔

آئین (۸۲)
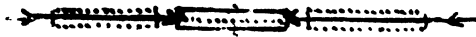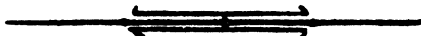
عمارت

عمارتوں کے تعمیر کرانے کے لئے قواعد و احکام جاری کرنا عام طور پر ضروری ہے۔ تعمیرِ عمارت فوج کی آسائش میں اضافہ اور سلطنت کی شان و شوکت کا سرچشمہ ہے۔ جن اشخاص کو دُنیا کے کاروبار سے تعلّق ہے وہ شہروں میں جمع ہوتے ہیں۔

اگر بلند عمارتیں نہ ہوں تو مُلک میں کسی طرح کی ترقّی و رونق نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ بادشاہ بیحد شاندار عمارتیں تعمیر کرانے میں اپنے دل و دماغ کی عظیم الشّان قوّت کو عملی جامہ پہنا کر دُنیا میں رونما کرتا ہے۔ اسی بنا پر مضبوط اور سربفلک قلعے تعمیر کرائے گئے جن سے کمزوروں کو اطمینان حاصل ہو، باغیوں کی سرکوبی اور فرماں برداروں کے دلوں کو خوش کریں۔

دلکش عمارات سے شہر کو زیب و زینت حاصل ہوئی اور روح افزا منظر قائم ہوئے۔ یہ عمارتیں گرمی اور سردی کی آفتوں سے بچاتی ہیں اور حرم کی شاہزادیوں کو اُن سے آرام و آسائش حاصل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ان عمارتوں سے اُس عظمت و شان کا پتا لگتا ہے جو دُنیاوی شان و شوکت قائم رکھنے کے لئے بیحد ضروری ہے۔

ہر جگہ سرائیں تعمیر کرائی گئیں جو مسافروں کی جائے امن اور غریب الوطن اور ناداروں کے پناہ لینے کی جگہ ہیں۔ مُلک میں ہزاروں کنوئیں اور تالاب کھودے گئے ہیں

جن سے رعایا کو فائدہ اور کاشت کی زمین کو سیرابی حاصل ہوئی۔ مدرسے اور ریاضت خانے تعمیر کرائے گئے اور علم کی مقدس محراب نئی زیب وزینت سے آراستہ کی گئی ہے۔

دانشمند فرماں روا کو اس محکمے کے رطب ویابس سے جس کا انتظام بیحد مشکل اور جس کے اخراجات بہت زیادہ ہیں کامل واقفیت وآگاہی حاصل ہے اور اس سررشتے کا حسن انتظام برقرار رکھنے کے لئے بہت سے آئین وقوانین بناکر چراغ راستی کو روشن کیا اور نادار اور ناتجربہ کار رعایا کے دامن کو علم وعمل کے جواہرات سے بھر دیا۔

آئین (۸۳)

نرخ
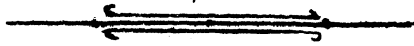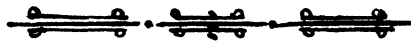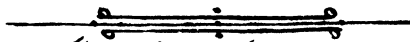
بیشمار اشخاص مکان بنانے کے خواہشمند ہیں لیکن دیانت و راستی سے اس زمانے میں کام کرنا کمیاب ہے۔ خاصکر سوداگروں میں تو یہ دونوں باتیں تقریباً ناپید ہیں۔ جہاں پناہ نے سوداگروں کے نفع و نقصان کی پوری تحقیق کی اور عمارت کے مسالے کی قیمت، مزدوروں کی اجرت کی شرح وغیرہ کے لئے ایسے آئین و قوانین بنائے اور ہر چیز کی ایسی قیمت مقرر کردی کہ خریدنے اور بیچنے والے دونوں بالکل مطمئن و آسودہ حال ہوگئے۔

سنگ سرخ۔ اس کی قیمت فی من تین دام ہے۔ یہ دارالحکومت فتح پور کی پہاڑیوں سے لایا جاتا ہے۔ اس کی سلیں جس قدر لانبی اور چوڑی درکار ہوتی ہیں پہاڑیوں کی چٹانوں سے کاٹ لی جاتی ہیں۔ ہوشیار سنگ تراش ان سلوں کو اس سلیقے سے تراشتے ہیں کہ بڑھئی لکڑیوں کو اس خوبی سے نہیں بنا سکتے۔ ان سنگ تراشوں کا کام مرقع مانی کے نقش و نگار سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

سنگ گلولہ کے ٹکڑے جو چٹانوں سے مختلف وضع کے کاٹے جاتے ہیں پھری کے حساب سے بکتے ہیں۔ اس میں مٹی کی آمیزش نہیں ہوتی اور ہر پھری تین گز لانبی ڈھائی گز چوڑی اور ایک گز اونچی ہوتی ہے اور اس کا وزن

ایک سو بہتّر من اور قیمت دو سو پچاس دام ہوتی ہے۔

اینٹیں ۔ اینٹیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔ پختہ، نیم پختہ، خام۔ پختہ اینٹیں بہت بھاری بنائی جاتی ہیں لیکن عموماً ایک اینٹ کا وزن تین سیر سے زائد ہوتا ہے اور تیس دام فی ہزار کے حساب سے بکتی ہیں۔ دوسری قسم کی قیمت چوبیس دام فی ہزار اور تیسری دس دام فی ہزار مقرر ہے۔

لکڑی ۔ آٹھ قسم کی لکڑی عام طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ (۱) شیشم۔ یہ لکڑی خوبصورتی اور پائداری میں بے مثل ہے شیشم کا ایک لٹھا ایک گز لانبا اور سات آٹھ طسوج چوڑا اور اونچا ہوتا ہے اور ½ ۱۵ دام کو ملتا ہے۔ اگر اس لٹھے کی اونچائی پانچ یا چھ طسوج ہوتی ہے تو اس کی قیمت ¾۳ ۱۱ دام ہوتی ہے۔ دوسرے عرض وطول کے لٹھے کی قیمت اسی شرح سے دی جاتی ہے۔

(۲) ناژو (چیڑ) جسے ہندی میں جیڈھ کہتے ہیں ایک شہتیر دس طسوج چوڑی اور اونچی پانچ دام پونے چودہ جیتل فی گز کے حساب سے بکتی ہے اور نصف شہتیر کی لکڑی کی جو قیمت سات سے نو طسوج اونچی اور چوڑی ہوتی ہے پانچ دام پونے چار جیتل فی گز مقرر ہے

(۳) دسنک (کری) ایک لٹھا تین طسوج چوڑا اور چار گز لانبا پانچ دام ساڑھے سترہ جیتل کو ملتا ہے۔

(۴) بیر۔ ایک دھنی ایک طسوج چوڑی اور اونچی اور چار گز لانبی پانچ دام پونے اٹھارہ جیتل کو خریدی جاتی ہے۔ توت کی لکڑی بھی اسی شرح سے بکتی ہے۔

(۵) مغیلاں (ببول) ایک لٹھا تین طسوج چوڑا اور چار گز لانبا پانچ دام کو بکتا ہے۔

(۶) سیری کے بھی مندرجہ بالا عرض وطول والے لٹھے کی قیمت دس دام ادا کی جاتی ہے۔

(۷) دیال کے اسی لانبائی اور چوڑائی رکھنے والی اول نمبر کی قیمت آٹھ دام سوا بائیس جیتل مقرر ہے۔ یہ لکڑی دوسرے نمبر کی اسی عرض وطول کی دس دام چار جیتل کو فروخت ہوتی ہے۔

(۸) ٹیکا بند۔ یہ لکڑی بھی مندرجۂ بالا عرض وطول کی پانچ دام و جیتل کو بکتی ہے۔
گچ شیرہ۔ اس کی کان بھیرہ کے قریب ہے۔ جب سوداگر اس کو لے کر آتے ہیں تو یہ روپیے کا تین من خریدا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے ذاتی ملازموں کو سالا لانے کے لئے بھیجتا ہے تو ایک من کے لئے ایک دام ادا کرنا ہوتا ہے۔ قلعی سنگین ایک من سات دام اور پانچ صدفی کی قیمت پانچ دام اور چونے کی دو دام فی من ہے۔ چونہ زیادہ تر کانگر سے پکا کر بنایا جاتا ہے۔ کانگر ایک قسم کی مٹی ہے جو سختی میں پتھر کے قریب قریب ہوتی ہے۔
آہنی جامہ۔ اگر یہ قلعی دار ہے تو تیرہ عدد اٹھارہ دام کو خریدا جاتا ہے اور اگر سادہ ہے تو یہی تعداد چھ دام کو ملتی ہے۔
حلقۂ زنجیر۔ (دروازے کی زنجیر یا کنڈی) ایرانی و نوزانی قلعی دار بڑے فی جوڑ آٹھ دام اور چھوٹے فی جوڑ چار دام کو، ہندوستانی قلعی دار کلاں ساڑھے پانچ دام کو اور ساڑھے چار دام خرد کو ملتے ہیں۔
گل میخ۔ لانبی سلاخ اور چوڑے سرے والی بارہ دام فی سیر۔ گوگھ۔ چھوٹے سلاخ والی قلعی دار اوّل نمبر سات دام فی سیکڑہ، دوم نمبر پانچ دام فی سیکڑہ اور سب سے چھوٹی چار دام فی سیکڑہ بکتی ہیں۔ نرادے جو خاص کر دروازوں اور صندوقوں میں لگائے جاتے ہیں قلعی دار بارہ دام فی سیر اور سادے ساڑھے چار دام فی سیر بکتے ہوتے ہیں۔
کھپریل۔ یہ عموماً ایک ہاتھ لانبے اور دس اُنگل چوڑے ہوتے ہیں۔ کھپریل آگ میں پکائے جاتے ہیں اور مکان کی چھتوں پر گرمی اور سردی سے بچنے کے لئے بچھائے جاتے ہیں۔ سادے کھپریل چھیاسی دام فی ہزار بکتے ہیں۔ اور رنگین تیس پینتیس کو دس عدد ملتے ہیں
قلابے۔ تین عدد دو دام میں ملتے ہیں۔
بانس۔ یہ نے اور نیزہ بنانے کے کام میں آتے ہیں۔ بانس کوڑی کے حساب سے بکتے ہیں۔ قسم اوّل کی قیمت پندرہ دام۔ دوم کی بارہ اور سوم کی دس دام مقرر ہے۔

بعض قسم کے بانس گراں قیمت ہوتے ہیں یہاں تک کہ بہت نادر بانس کا ایک عدد آٹھ اشرفی کو ملتا ہے اس قسم کے بانس شاہی تخت تیار کرنے میں استعمال کیئے جاتے ہیں لیکن عام طور پر ایک بانس ایک روپے کو ملتا ہے۔ تپل۔ (ایک قسم کی چٹائی) ان سرکنڈوں سے تیار کی جاتی ہے جن سے عام طور پر قلم بنائے جاتے ہیں۔ تپل سے چھت بنائی جاتی ہے۔ قسم اول کی صاف تپل ڈیڑھ دام فی مربع گز اور دوسری قسم کی ایک دام مربع فی گز بکتی ہے۔ بعض اوقات دو دام میں دو گز لانبی اور ڈیڑھ گز چوڑی چٹائی مل جاتی ہے۔

سرکی۔ قلم کی نے یعنی سینٹھے سے پتلی، خوش رنگ اور زیادہ صاف ہوتی ہے۔ سرکی کی چٹائی فی جوڑ سوا تیس کو ملتی ہے اور ہر عدد ڈیڑھ گز لانبی اور چودہ گرہ چوڑی ہوتی ہے۔ مکان کی چھت اور دیواریں اس سے ڈھانکی جاتی ہیں۔

خس۔ خس ایک قسم کی گھاس کی خوشبودار جڑ ہے جو دریا کے کنارے اگتی ہے۔ گرمی کے موسم میں اس کی ٹٹیاں بنائی جاتی ہیں۔ یہ ٹٹیاں دروازوں پر لٹکائی جاتی ہیں اور ان پر پانی چھڑکا جاتا ہے اور اس ترکیب سے ہوا ٹھنڈی اور خوشبودار ہو جاتی ہے۔ خس فی من ڈیڑھ روپے کے حساب سے فروخت ہوتا ہے۔

کاہ چھپر جسے ہندی میں پولا کہتے ہیں، گٹھے کے حساب سے بکتا ہے ایک گٹھے کا وزن ایک سیر اور قیمت سو دام سے دس دام تک ہوتی ہے۔

بھوسہ۔ کہگل کے کام میں آتا ہے اور فی من تین دام کے نرخ سے بکتا ہے۔

کاہ ڈابہ۔ یہ مکان کی چھت پر بچھایا جاتا ہے اور فی من تین دام کو فروخت ہوتا ہے۔

مونج۔ یہ سینٹھے کی چھال ہے۔ اس سے رسیاں بنائی جاتی ہیں اور ان رسیوں سے چھپر کے بند باندھے جاتے ہیں۔ بیس دام فی من کے حساب سے ملتی ہے۔

سن۔ یہ ایک قسم کا پودا ہے۔ کسان [illegible] سن کے گارے میں ملاتے ہیں اس کی رسیاں بھی بنائی جاتی ہیں جس سے کنوئیں سے ڈول کھینچے جاتے ہیں۔ اس کی قیمت تین دام فی من ہے۔

گم۔ ادنی درجے کا چونے کے گارے میں ملایا جاتا ہے اور فی من ستر دام کے

حساب سے ملتا ہے۔
سریش کاہی۔ اسے پلاسترو چونے میں ملاتے ہیں اور فی من چار دام اس کی قیمت ہے۔
لک۔ سرکنڈے کے بالوں کے گچھے کو کہتے ہیں جو چٹائی بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے جو شمع کی طرح جلتا ہے، چونے اور قلعی میں ملایا جاتا ہے فی من ایک روپے کو بکتا ہے۔
سجگیل (نقرئی مٹّی) یہ ایک سفید اور چکنی مٹّی ہے جو فی من ایک دام کے حساب سے فروخت ہوتی ہے۔ یہ دُکانوں کو قلعی کرنے میں استعمال کی جاتی ہے۔ اس سے مکان ٹھنڈا اور خوش منظر ہوتا ہے۔
گِل سرخ۔ جسے ہندی میں گیرو کہتے ہیں فی من چالیس دام کو بکتا ہے۔ گوالیار کی پہاڑیوں میں گیرو کی ایک کان ہے۔
شیشے۔ کھڑکیوں میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ سوا سیر شیشے کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ نیز یہ کہ چار دام میں ایک ٹکڑا ملتا ہے۔

مزدوروں کی شرح اجرت

گِل کار (چنائی کا کام کرنے والا) اعلیٰ درجے کے گِل کار کی اجرت سات، دوسرے درجے کی چھ اور تیسرے درجے کی پانچ دام مقرر ہے۔
سنگ تراش۔ پتھر پر نقاشی کرنے والے کو چھ فی گز اور سادہ کام کرنے والے کو پانچ دام فی گز کے حساب سے اجرت دی جاتی ہے۔ کان کنوں کو ایک من وزنی پتھر توڑنے کی اجرت میں دام دو چیتل ادا کی جاتی ہے۔
بڑھئی۔ اوّل درجے کے بڑھئی کی اُجرت سات، دوسرے درجے کی چھ، تیسرے درجے کی چار، چوتھے درجے کی تین اور پانچویں درجے کی اجرت دو دام ہے۔ سادے اور معمولی کام کرنے والے بڑھئی کی اجرت فی گز ایک دام سترہ چیتل مقرر ہے اور دوسرے درجے کے بڑھئی کو ایک گز کام کرنے پر

ایک دام چھ جیتل دئے جاتے ہیں۔
پنجارہ۔ غیر وصلی دو گز کستر کام کرنے والے اول نمبر کے پنجارے کو اڑتالیس دام اور نمبر دوم کو چالیس دام دئے جاتے ہیں۔
آرہ کش۔ آرہ کش کو اجرت پر کام کے لئے شیشم کی لکڑی کی اجرت فی گز ڈھائی دام اور ناژو کی لکڑی کی فی گز دو دام دی جاتی ہے۔ جو مزدور کہ تمام دن کے لئے لگائے جاتے ہیں اُن کو دو دام اجرت دی جاتی ہے۔ ہر آرے کے لئے تین آدمی مقرر کئے جاتے ہیں۔ ایک شخص اوپر اور دو نیچے مل کر آرے کو چلاتے ہیں بعض کے لئے صرف دو کافی ہوتے ہیں۔
بیلدار۔ اول نمبر کے بیلدار کو ساڑھے تین دام دوسرے درجے کے بیلدار کو تین دام روزانہ دئے جاتے ہیں۔ جو بیلدار قلعے کے کنگرے بنانے کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں انھیں ایک گز دیوار بنانے کی اجرت چار دام ادا کی جاتی ہے اور نیُور رکھنے والوں کو ایک گز کے لئے ڈھائی دام اور دوسری دیواریں بنانے کے لئے دو دام دئے جاتے ہیں۔ خندق کھودنے والے بیلداروں کو ایک گز زمین میں کام کرنے کی اجرت نصف دام ملتی ہے۔ ان مزدوروں کا گز بائیس طسوج کا ہوتا ہے۔
چاہ کن۔ اول نمبر کے چاہ کن ایک گز کھدائی کی اجرت دو درم پاتے ہیں۔ اور دوسرے تیسرے درجے کے چاہ کن کو ایک گز کے لئے ڈیڑھ دام ملتے ہیں۔
غوطہ خور۔ کنویں میں غوطہ لگانے والے۔ یہ لوگ کنویں صاف کرتے ہیں۔ سردی کے زمانے میں چار دام اور گرمی کے موسم میں ۳ دام روزانہ ادا کئے جاتے ہیں۔ اگر یہ کام ٹھیکے پر کرایا جاتا ہے تو ایک گز گہرائی کے صاف کرنے کی اجرت دو روپے دئے جاتے ہیں۔
خشت تراش۔ اینٹ تراشنے والے۔ کھپریل بنانے والا۔ سنو چکنے کھپریل بنانے کی اجرت آٹھ دام مقرر ہے۔
تابدان تراش (جالی تراشنے والے) فی گز سو دام اُسے دئے جاتے ہیں۔
بانس تراش۔ دو دام فی روزانہ اُس کی اجرت ہے۔

پچھیر بند - تین دام روزانہ کے حساب سے اجرت پاتا ہے - اگر یہ کام ٹھیکے پر کرایا جاتا ہے تو سوگز چھپیر باندھنے کی اجرت چوبیس دام ادا کی جاتی ہے۔
پاتل بند - چار گز کام کرنے کی اجرت ایک دام مقرر ہے۔
لکھیرے - یہ لکڑی کی چیزوں پر لاکھ چڑھاتے ہیں - ان کی اجرت دو دام روزانہ مقرر ہے۔
آبکش - اوّل درجے کے آبکش کو تین دام اور دوسرے درجے کو دو دام دئے جاتے ہیں۔
جو آبکش کہ معماروں کو چونہ اور گارا بنانے کے لئے دئے جاتے ہیں، انھیں روزانہ دو دام ادا کئے جاتے ہیں۔

مکان تعمیر کرانے کی شرح اور اُس کا اندازہ

پتّھر کی عمارت - بارہ گز کے لئے ایک پھری پتّھر اور چھتر من چونہ خرچ ہوتا ہے - اگر دیواروں پر سنگ سرخ چڑھاتے ہیں تو ایک گز کے لئے تیس من چونہ زائد صرف ہوتا ہے۔
خشتی عمارت - ایک گز تعمیر میں دو سو پچاس اینٹیں صرف ہوتی ہیں - ہر اینٹ کا وزن تین سیر کا ہوتا ہے - اس کے علاوہ آٹھ من چونہ اور دو من ستّائیس سیر اینٹ کا چورہ خرچ ہوتا ہے۔
گلی عمارت - ایک گز تعمیر میں تین سو کچّی اینٹیں لگائی جاتی ہیں - ہر اینٹ میں ایک سیر مٹّی اور آدھ سیر پانی صرف ہوتا ہے۔
استر کاری - ایک گز استر کاری کرنے میں ایک من چونہ، دس سیر قلعی، چودہ سیر سرخی اور پاؤ بھر سن خرچ ہوتا ہے۔
سفید کاری - ایک گز سفید کاری کرنے میں دس سیر قلعی کا خرچ ہوتا ہے۔
گچ کاری - دیواروں اور چھتوں کے گچ کرنے میں دس سیر فی گز اور چینی خانے میں چھ سیر اور باورچی خانے میں دس سیر چونہ صرف ہوتا ہے - کھڑکیوں میں چوبیس سیر چونہ

ڈھائی سیر شیشہ اور چار سیر کا ہی سریش خرچ ہوتی ہے۔

دیواروں پر کہگل چڑھانے اور چھتوں اور فرش زمین میں دس گز کے لئے اور اندرونی چھتوں اور دیواروں میں پندرہ گز کے لئے ایک من بھوسہ اور بیس من مٹی صرف ہوتی ہے

لاک۔ لاک اگر چغ پر چڑھائی جاتی ہے (چغ سے مراد جوایازی ہے) اگر سرخ رنگ کی ہوتی ہیں تو فی گز چار سیر لاک اور ایک سیر شنجرف خرچ ہوتی ہے اور اگر اس کا رنگ زرد ہوتا ہے تو چار سیر لاک اور ایک سیر ہڑتال صرف ہوتا ہے۔ اور اگر سیاہ رنگ سے رنگی جاتی ہے تو چار سیر لاک اور آٹھ سیر نیل صرف میں آتا ہے۔

تراشے کا اندازہ۔ ایک گز میں چوبیس طسوج ہوتے ہیں اور ایک طسوج چوبیس تسوانسہ کا اور ایک تسوانسہ چوبیس خام کا اور ایک خام چوبیس ذرّے کا ہوتا ہے۔

جس قدر مقدار میں لکڑی خرچ ہوتی ہے اس میں نیم سوائی تراشہ سمجھا جاتا ہے

شیشم کی لکڑی میں ۲۶½ سیر پندرہ ٹانک میں ایک طسوج۔ ببول ۲۳½ سیر پانچ دام۔ سرس ۲۱½ سیر و پندرہ ٹانک، ناژو بیس سیر، بیر میں ۲۸½ سیر۔ دیال میں سترہ سیر بیس ٹانک۔

مختلف قسم کی لکڑیوں کا وزن

جہاں بانی کی ہمہ گیر گوہر افزائی، شناسائی، قوت عملی نے بیشمار دانشمندانہ خیالات کی بنا پر مختلف قسم کی لکڑیوں کے وزن کا اندازہ کرنے پر توجہ فرمائی اور اس طرح دنیا کے بازار میں ایک نئی سرگرمی اور ترتیب و زینت پیدا کر دی۔ ہر قسم کی سوکھی لکڑی کا ایک گز لانبا اور ایک گز چوڑا تختہ علیحدہ علیحدہ ترازو پر رکھ کر تولا گیا سب سے بھاری خنجک کا ٹکڑا اور سب سے ہلکا سفیدار کا پایا گیا۔ بہتر قسم کی ایک مکعب گز لکڑی کا وزن جو تعمیر کے کام میں آتی ہے، مندرج ذیل ہے۔

نام	من	سیر	ٹانک	نام	من	سیر	ٹانک
۱۔ خنجک	۲۵	۱۴	۰	۲۔ املی	۲۴	۸¾	۲۵

نام	من	سیر	ٹانک	نام	من	سیر	ٹانک
۳۔ زیتون	۲۱	۲۴	۰	۲۶۔ سال	۱۵	۴¾	۷
۴۔ بلوط	۲۱	۲۴	۰	۲۷۔ آلبوس	۱۴	۳۶½	۱۰
۵۔ کھیر	۲۱	۱۶	۰	قبلۂ عالم اس لکڑی کو شاہ آلو کہتے ہیں اور ولایت			
۶۔ کھرنی	۲۱	۱۶	۰	میں یہ لکڑی آلو بالو کے نام سے موسوم ہے۔			
۷۔ پرسدہ	۲۰	۱۴	۱۷	۲۸۔ کیلاس	۱۴	۳۵½	۰
۸۔ آبنوس	۲۰	۹	۲۰	۲۹۔ نیب	۱۴	۳۲¼	۳۱
۹۔ سین	۱۹	۳۲	۰	۳۰۔ ڈارہرد	۱۴	۳۲¼	۱۹
۱۰۔ یقم	۱۹	۲۱½	۱۰	۳۱۔ مین	۱۴	۲۲¾	۰
۱۱۔ کھرہر	۱۹	۱۱¼	۲۵	۳۲۔ ببول	۱۴	۲۲¾	۰
۱۲۔ جھوہ	۱۸	۳۲½	۲	۳۳۔ ساگون	۱۴	۱۰	۲۰
۱۳۔ چندنی	۱۸	۲۰½	۱۰	۳۴۔ بجی سار	۱۳	۳۴	۰
۱۴۔ پھلاہی	۱۸	۲۰½	۱۰	۳۵۔ پیلو	۱۳	۳۴	۰
۱۵۔ صندل سرخ	۱۸	۴½	۱۰	۳۶۔ توت	۱۳	۲۸½	۱۵
۱۶۔ پچمری	۱۸	۲	۷½	۳۷۔ وھامن	۱۳	۲۵	۲۰
۱۷۔ چمرمری	۱۷	۱۶¼	۰	۳۸۔ یان براس	۱۳	۱۰ سیر میں	۲۹ کم
۱۸۔ عناب	۱۷	۵	۴	۳۹۔ سرس	۱۲	۳۸	۲۱
۱۹۔ سیون چتنگ	۱۷	۱¾	۲۷	۴۰۔ سیسون	۱۲	۳۴¼	۵
۲۰۔ ساندن	۱۷	۱	۲۸	۴۱۔ فندق	۱۲	۲۶	۴
۲۱۔ شمشاد	۱۶	۱۸	۲۵	۴۲۔ چھوکر	۱۲	۱۷½	۲۲
۲۲۔ دھو	۱۶	۱	۱۰	۴۳۔ ددھی	۱۲	۱۷½	۲۲
۲۳۔ آنولہ	۱۶	۱½	۱	۴۴۔ ہلدی	۱۲	۱۳½	۳۰
۲۴۔ کوبل	۱۶	۱	۱۰	۴۵۔ کیم	۱۲	۱۲½	۳۰
۲۵۔ صندل	۱۵	۱۷	۲۰	۴۶۔ جامن	۱۲	۸	۲۲

نام	من	سیر	ٹانک	نام	من	سیر	ٹانک
۴۷ - فراس	۱۲	۸	۲۲	۶۰ - پیپل	۱۰	۱۰ ۱/۴	۲۱
۴۸ - بڑ	۱۲	۳ ۱/۴	۲۵	۶۱ - سرکٹسل	۱۰	۷ ۱/۲	۳۴
۴۹ - کھنڈو	۱۱	۲۹	۰	۶۲ - گروین	۱۰	۷ ۱/۲	۳۴
۵۰ - چنار	۱۱	۲۹	۰	۶۳ - رہیرا	۱۰	۷	۳۰
۵۱ - چارمغز	۱۱	۹ ۱/۴	۱۷	۶۴ - پلاس	۹	۳۴	۱۰
۵۲ - چمپا	۱۱	۹ ۱/۴	۱۷	۶۵ - سرخ بید	۸	۲۵	۲۰
۵۳ - بیر	۱۱	۴	۰	۶۶ - آک	۸	۱۹ ۱/۴	۲۵
۵۴ - انب	۱۱	۲	۲۰	۶۷ - سینبل	۸	۱۳	۳۴
۵۵ - پاپری	۱۱	۲	۲۰	۶۸ - بکائن	۸	۹	۳۰
۵۶ - دیار	۱۰	۲۰	۰	۶۹ - لسھوڑا	۸	۹	۲۰
۵۷ - بیلہ	۱۰	۲۰	۰	۷۰ - بہ ماکھ	۸	۹	۲۰
۵۸ - کنبھیر	۱۰	۱۹ ۱/۲	۲	۷۱ - اند	۷	۷	۳۱
۵۹ - چڈہ	۱۰	۱۹ ۱/۲	۲	۷۲ - سفیدار	۶	۷ سیر میں	۳۱ ۱/۲ کم

مذکورہ بالا اوزان میں ایک سیر ۲۸ دام کا سمجھا گیا ہے۔
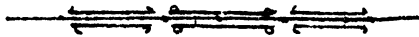
دفتر دوم

در سپاہ آبادی

آئین (۱)

شاہی فوج کے مختلف مدارج اور سپاہ کی تقسیم

جہاں پناہ اپنی بہترین رائے وعمدہ مشورے سے شاہی فوج کی رہنمائی فرماتے رہتے ہیں اور مختلف طریقوں سے ان میں نافرمانی کا مادہ پیدا نہیں ہونے دیتے۔ دولت آرائی فوج کی کثرت کی وجہ سے قبلۂ عالم نے اس طبقے کو مختلف مدارج میں تقسیم فرما کر فتنہ انگیز دنیا کو سکون وامان کی برکات سے مستفید فرمایا۔

فوج کے بعض حصے راست بادشاہ سلامت کی نگرانی میں رہتے ہیں، جن سے وہ بہت زیادہ خدمت نہیں لیتے اور بے شمار وحشی قبائل کو تہذیب و نیک بختی کی راہ پر لے آئے ہیں

ممالک محروسہ کے صرف زمینداروں کی فوج کی تعداد چار لاکھ چار سو سے کچھ زائد ہے جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا۔ فوج کے چند رسالوں کے گھوڑوں پر

شاہی داغ لگائے گئے۔ قبلۂ عالم نے ان دستوں کو مختلف مدارج میں تقسیم فرمایا اور چہرہ نویسی کا قانون جاری فرماکر تازہ رونق بخشی۔

سپاہیوں کا ایک گروہ ایک ہی افسر کی ماتحتی و اطاعت گزاری میں رکھا گیا۔ چونکہ یہ جماعت خوش اسلوب یکجہتی کے لئے بیحد موزوں ہے اس لئے مذکورہ جماعت کے افراد احدی کے نام سے موسوم کئے گئے۔ قبلۂ عالم نے ایک گروہ میں سرداری کی قابلیت دیکھ کر اُن کو افسر و حاکم مقرر کیا۔

بے شمار اشخاص فوجی خدمتوں کے لائق تھے لیکن مفلسی و ناداری کی وجہ سے یہ کام انجام نہ دے سکتے تھے۔ قبلۂ عالم نے ان کی سواری کے اخراجات کا انتظام کیا اور ان کے مصارف کے لئے زمینیں عطا کیں اور یہ سوار گھوڑوں پر شاہی داغ لگانے سے مستثنیٰ کئے گئے۔

ایرانیوں اور تورانیوں کو پچّیس روپے اور ہندوستانیوں کو بیس روپے ماہوار عطا کئے گئے۔ جو اشخاص خالصے کی خدمت پر مامور کئے گئے اُن کو پندرہ روپے ماہوار مرحمت ہوئے اور ان فوجیوں کا نام برآوردی رکھا گیا۔

بعض افسروں کے لئے سپاہیوں کا جمع کرنا مشکل و تکلیف دہ کام تھا ایسے حکّام کو نقش پذیر سپاہی عطا کئے گئے اور یہ گروہ داخلی کے نام سے موسوم کیا گیا۔

دس ہزاری امیروں کی ماتحتی میں ایک ہزاری تک اور ہشت ہزاری کی ماتحتی میں آٹھ صدی تک اور ہفت ہزاری کی ماتحتی میں سات صدی تک اور پنج ہزاری کی ماتحتی میں پانچ صدی تک اور پنج صدی کی ماتحتی میں یک صدی امرا تک فوجی خدمات انجام دینے کے لئے مقرر کئے گئے۔ مذکورۂ بالا امیروں سے کم مرتبہ منصبدار اعلیٰ امیر نہیں سمجھے جاتے۔ بعض منصبداروں کو امدادی سپاہی عطا ہوئے اور یہ سوار کمکی کے نام سے موسوم ہوئے۔ آجکل داغ اندوزی کا بہت رواج ہے اور جو سپاہی داغ شدہ گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں اُنھیں کو فوقیت دی جاتی ہے اور یہی سوار لشکر کے بہترین سپاہی سمجھے جاتے ہیں۔

جہاں پناہ کی اصل غرض یہ ہے کہ سپاہی گھوڑوں کو نہ عاریت دے سکیں اور نہ اُن کو کسی کم درجہ مرتبہ جانور سے بدل سکیں اور نیز یہ کہ شاہی گھوڑوں کی پوری خدمت

اور اُن کی حفاظت کریں۔

قبلۂ عالم کو معلوم ہے کہ طمع انسان کو اس قدر اندھا کر دیتی ہے کہ وہ نقصان کو نفع سمجھنے لگتا ہے۔ جہاں پناہ کے ابتدائی عہد حکومت میں جبکہ قبلۂ عالم عام طور پر رعایا کے سامنے جلوہ فرما نہ ہوتے تھے، بیشمار شاہی ملازمین نے خیانت و بے ایمانی کو اپنا شعار بنا رکھا تھا، خدام پر کوئی نگرانی نہ تھی اور شاگرد پیشہ ملازمت میں داخل ہونے کے بعد ہر قسم کی نگرانی اور نقصان کے خوف سے آزاد رہ کر بدکردار بن جاتے تھے۔

کمینہ و طمع دار اشخاص اپنے عمدہ گھوڑے فروخت کر کے یا تو پیادوں میں شامل ہو کر زندگی بسر کرتے تھے یا عمدہ جانور کے عوض کم مرتبہ گھوڑا جو بظاہر خچر معلوم ہوتا تھا خرید کر لاتے اور سواروں میں شامل ہو جاتے تھے۔

یہ اشخاص بے وفائی میں کامل اور تنخواہ طلب کرنے میں بعید لفاظ و بیہودہ گو تھے، یہاں تک کہ بعض وقت معاملہ اس قدر بڑھ جاتا کہ یا تو اپنی ناخوشی کا اظہار کرتے یا جنگ آزمائی کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔

جہاں پناہ نے آئین چہرہ نویسی جاری کیا اور اسی قاعدے کی بنا پر تنخواہوں کا ادا کرنا منحصر رکھا۔ اس آئین نے نافرمانی و خودغرضی کو دور کیا اور فوجی کاروبار میں تنظیم پیدا ہوئی۔

پیشتر جانوروں کی داغ اندوزی کا آئین نہ تھا کیونکہ لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے داغ دہی کو جانوروں کی آزار رسانی سمجھتے تھے۔

قاعدہ ہے کہ حریص و طمع دار اشخاص نیک و بد میں تمیز نہیں کر سکتے۔ ان افراد میں نہ خودداری پائی جاتی ہے اور نہ اُن کو مالک کی عزت اور اُس کے ساتھ وفاداری کا خیال ہوتا ہے، اس طرح کے انسان اپنے ذاتی اغراض کو مدنظر رکھ کر ہر بد کام کو اس طرح رونق دیتے ہیں کہ وہ ترقی دراصل تباہی ثابت ہوتی ہے۔ اسی بنا پر بعض شامت زدہ اشخاص نے بُری عادات اختیار کر کے کج روی کو اپنا شعار بنایا جس کی وجہ سے فوج میں بدانتظامی و بے قاعدگی پیدا ہو گئی۔ اور گھوڑوں کو عاریتاً ایک دوسرے کو دینا سواروں کا عام مشغلہ ہو گیا۔

جہاں پناہ نے یہ حال دیکھ کر چہرہ نویسی کے علاوہ داغ اندوزی کا قانون بھی

جاری فرمایا۔ نادان و گم کردہ راہ افراد کو حقیقت کا راستہ ملا اور اس طرح یہ اشخاص بھی انجام بین و عاقبت اندیش ہو گئے۔ کمینہ خصلت افراد کو خود داری کی تعلیم دی گئی اور ان میں انسانیت و مہر و محبت پیدا ہوئی۔ افسردہ دل حریص لوگ تونگر بن گئے فوج میں جدید تنظیم ہوئی اور شاہی خزانہ بھی معمور ہوا۔ یہ ہیں وہ نتائج جو فہم و فراست اور قوتِ عمل کے ذریعے سے پیدا کئے جاتے ہیں۔

گھوڑوں کو داغنا بظاہر تو اُن کے لئے تکلیف دہ معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے فوائد پر غائر نظر ڈالنے سے عقلمند افراد کے دل و دماغ کو سکون و مسرت حاصل ہوتی ہے۔
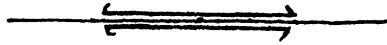
آئین (۲)

لشکر کے جانور

سنہ جلوس کے اٹھارھویں سال جہاں پناہ نے داغ اندوزی کا طریقہ جاری فرمایا۔ مختلف اشخاص کے مراتب میں پسندیدہ امتیاز پیدا ہوا اور جانوروں کے مدارج مقرر کئے گئے۔ ہر جاندار کی ضروریات زندگی کی فہرست مرتّب کی گئی۔ اور بہترین قانون اس بارے میں نافذ ہوا۔

قبلۂ عالم نے ہر شے کی گرانی و ارزانی کو پیش نظر رکھ کر ہر امر میں میانہ روی اختیار کی، حساب و کتاب کی باضابطہ نگرانی شروع ہوئی اور اس کے لئے عمدہ قوانین وضع فرمائے گئے، فوج کے بخشی سفارش کے گراں بوجھ سے آزاد ہوئے۔ اور ہر طرف چین و آرام کا دور دورہ ہوا۔

گھوڑے سات قسموں میں تقسیم کئے گئے اور ہر قسم کی روزانہ خوراک مقرر کی گئی۔ گھوڑوں کی سات قسمیں مندرجہ ذیل ہیں۔

عربی، عراقی، مجنس، ترکی، یابو، تازی اور جنگلہ۔

پہلا درجہ عربی گھوڑوں کا یا ان جانوروں کا ہے جو رفتار و نزاکت۔ و قد و قامت میں عربی گھوڑوں کی مثل ہیں۔ ان کے اخراجات کے لئے ۷۲۰ دام ماہوار مقرر کئے گئے۔ ان گھوڑوں کو چھ سیر دانہ روزانہ دیا جاتا ہے (ہر جانور کی برآورد خوراک میں

دانے کی قیمت فی من بارہ دام لکھی گئی) ۲½ دام گھی کے لئے۔ ۲ دام شکر کے لئے۔ اور تین دام گھاس کے لئے مقرر کئے گئے۔ اس کے علاوہ جل، ارتنگ، ایال پوش، تنگ، جسے جہاں پناہ (فراخی) کہتے ہیں گدی، تختہ بند، قیضرہ، جسے عام لوگ قائزہ کہتے ہیں۔ مورچھل، تولیہ، پائے بند، تسبیح وغیرہ کے لئے ستر دام ماہوار کا خرچ منظور رہوا۔ یہ رقم خرچ یراق اسپ کے نام سے درج کی گئی۔ ۶۰ دام ہر مہینے زین ولگام کے لئے اور ہر دوسرے مہینے دیچی ونعل بندی کے لئے، ۷ دام ماہوار ادا کرنے کا حکم ہوا۔ سائیس کی تنخواہ ۳/ ۶ دام ماہوار مقرر کی گئی۔ لیکن اگر کوئی شخص دو گھوڑوں کی خدمت کرتا ہے تو اُسے دُگنی تنخواہ ملتی ہے۔ اس گھوڑے کے اخراجات میں جملہ ۹۷۴ دام خرچ ہوتے ہیں۔

اس کے بعد جہاں پناہ نے سپاہیوں کی فارغ البالی اور اُن کے اطمینان پر نظر فرمائی اور تنخواہوں میں ۱۸ دام کا مزید اضافہ فرمایا جس زمانے میں کہ روپے کی قیمت ۳۵ دام ہو جاتی ہے اور شاہی حکم سے اُس کی قیمت وہی چالیس دام سمجھی جاتی تھی تو ۸۰ دام کا اضافہ اور منظور کیا جاتا ہے۔ یہ چاندی کا سکہ غلے کے لین دین میں ہمیشہ چالیس دام کا سمجھا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہر قسم کے گھوڑے کے لئے اخراجات میں دو روپے اسی دام کا اور اضافہ کیا جاتا ہے۔ اس اضافے سے جنگلے کی قسم محروم رہتی ہے اور اس زمانے میں جنگلہ گھوڑوں کے حساب وکتاب کا داخلہ ہی نہیں ہوتا۔

دوسری قسم کا گھوڑا عراق عجم سے آتا ہے، اس گھوڑے کو عراقی کہتے ہیں عراقی گھوڑے یا ان سے رفتار وصورت میں مشابہ جانور کے اخراجات کے لئے ۶۸۰ دام ماہوار عطا ہوتے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اس رقم میں چار سو اٹھاون دام کے ضروری اخراجات ہیں۔ یہ رقم عراقی گھوڑے کی رقم سے ۲۱ دام کم ہے۔ اس طرح پر کہ ۱۰ دام کی کمی یراق میں ہے اور دس دام زین ولگام اور ایک دام نعل بندی میں کم ہے۔ پہلا اضافہ ۶۷ دام کا دوسرا ۷۵ دام اور تیسرا ۸۰ دام کا منظور رہوا۔

تیسری قسم گھوڑوں کی مجنس ہے۔ یہ جانور قد وقامت وغیرہ میں عراقی گھوڑوں کے

مشابہ ہوتے ہیں ان میں سے اکثر ترکی و عراقی نسل کے میل سے تیار ہوتے ہیں۔ ان کا ماہوار خرچ ۵۶۰ دام ہے۔ اس رقم میں ۳۵۸ دام ضروریات زندگی کے لئے ہیں۔ ان گھوڑوں کے اخراجات میں عراقی جانوروں کے مصارف سے ستّو دام کی کمی ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ تیس تیس دام شکر اور زین و لگام میں کم ہیں، اور پندرہ دام کی روغن میں، اور تین دام کی سائیس کی تنخواہ میں، دو دام کی نعل بندی میں کمی ہے۔ ان جانوروں کے لئے ۷۲ دام کا پہلی مرتبہ اور پچاس دام کا دوسری بار اور ۸۰ دام کا تیسری بار اضافہ منظور کیا گیا۔

چوتھی قسم ترکی۔ اس قسم کے گھوڑے توران سے لائے جاتے ہیں۔ ترکی گھوڑے اگرچہ طاقتور و بلند قامت ہوتے ہیں، لیکن پھر بھی مجنس جانوروں کے ہم پلّہ نہیں ہوتے۔ اس گھوڑے کا ماہوار خرچ ۴۸۰ دام ہے، جس میں ۲۹۸ دام مایحتاج زندگی کے لئے ہیں۔ مجنس جانوروں کے ماہواری مصارف سے یہ رقم ۶۰ دام کم ہے، یعنی تیس تیس دام کی شکر اور گھاس میں کمی ہے، اور دس دام یراق کے اخراجات میں، چار دام زین و لگام میں، دو دام نعل بندی اور گھی میں کم ہیں۔ لیکن ان جانوروں کی خوراک میں دو سیر غلّے کا اضافہ کیا گیا ہے، جس سے ۱۸ دام ماہوار کا خرچ بڑھ گیا ہے اور شکر میں کمی کر دی گئی ہے۔

مصارف میں پہلا اضافہ ۵۲ دام کا، دوسرا پچاس دام کا اور تیسرا ۸۰ دام کا منظور ہوا ہے۔

پانچویں قسم یابو کی ہے۔ یہ گھوڑے بھی توران میں تیار کئے جاتے ہیں۔ لیکن وہ طاقت اور قد و قامت میں مجنس سے کم رتبہ ہوتے ہیں اور ان کے حرکات و سکنات بھی اکثر خراب ہوتے ہیں۔ یہ گھوڑے ترکی نر اور راس سے کم مرتبہ مادہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس گھوڑے کے ماہواری اخراجات میں ۴۰۰ دام صرف ہوتے ہیں، جن میں سے ۲۳۹ دام ضروریات زندگی کے لئے ناگزیر ہیں، اس کے اخراجات ترکی گھوڑے کے مصارف سے ۵۹ دام کم ہوتے ہیں یعنی اٹھائیس دام کی کمی گھی میں اور پندرہ دام کی سائیس کی تنخواہ میں، اس کے علاوہ یراق میں دس دام اور زین و لگام میں چھ دام کم ہوتے ہیں۔

اس گھوڑے کے مصارف ہیں اول مرتبہ ۴۱ دام کا، دوسری دفعہ چالیس دام اور تیسری بار ۸۰ دام کا اضافہ منظور کیا گیا۔

چھٹی اور ساتویں قسمیں ہندی نژاد ہیں جس میں سے بہترین کو تازی، متوسط کو جنگلہ اور سب سے کم مرتبہ جانور کو ٹٹو کہتے ہیں۔

عمدہ گھوڑیاں تازی جانوروں میں شمار کی جاتی ہیں اور دوسری قسم کی گھوڑیاں جنگلے کی قسم میں داخل کی جاتی ہیں۔

تازی کا ماہوار خرچ ۳۲۰ دام ہے جس میں سے ۱۸۰ احتیاج کے لئے ہیں۔ اس کے مصارف یابو سے ۱۵ دام کم ہیں، یعنی ۱۸ دام کی غلے میں (اس لئے کہ ان کی خوراک کی قیمت فی دام چھ سیر ہے) پندرہ دام کی گھاس میں، دس دام کی گھی اور شکر میں اور آٹھ دام کی یراق میں کمی ہے۔ اس کا پہلا اضافہ ۲۲ دام کا اور دوسرا اتیس دام اور تیسرا اسّی دام کا منظور فرمایا گیا۔

جنگلہ کے مصارف میں ۲۴۰ دام ہر ماہ صرف ہوتے ہیں جن میں سے ۱۴۵ ½ دام ضروریات زندگی کے لئے لازمی ہیں۔ اس گھوڑی کے مصارف میں تازی جانور کے اخراجات سے ۴۲ ½ دام ماہوار کی کمی ہے یعنی (پانچ سیر دانہ اُسے روزانہ دیا جاتا ہے) گھاس میں پندرہ دام، دانے میں نو دام، گھی اور گڑ میں چھ دام۔ ساز و سامان میں ۴ ½ دام اور نعل بندی میں دو دام کم ہیں۔ اس جانور کا پہلا اضافہ ۲۹ ½ دام، اور دوسرا پچیس دام کا اور تیسرا چالیس دام کا منظور کیا گیا ہے۔

پہلے زمانے میں خچر تازی گھوڑوں میں شمار کئے جاتے تھے لیکن اب انھیں جنگلے میں داخل کر دیا گیا ہے۔ ٹٹو کا ماہوار خرچ ۶۰ دام ہے لیکن اب یہ قسم قطعاً نظر انداز کر دی گئی ہے۔

ہاتھی۔ داغ اندوزی کے لحاظ سے شاہی ہاتھیوں کی سات قسمیں ہیں۔ مست، شیر گیر، سادہ، منجھولہ، کرہہ، پھندرکیہ، موکل۔

فیل خانے سے زیادہ کسی دوسرے شاہی سررشتے میں جانوروں کی اس قدر شاخ در شاخ قسمیں نہیں ہیں۔

مست۔ اس جانور کا ماہوار خرچ ۱۳۲۰ دام ہیں، اسے روزانہ

ڈھائی من غلہ دیا جاتا ہے۔ کسی ہاتھی کی خدمت کے لئے تین سے زیادہ ملازم مقرر نہیں ہیں یعنی مہاوت، بھوئی اور میٹھ۔ مہاوت کی تنخواہ ۱۲۰ دام ماہوار ہے، اور بھوئی اور میٹھ دونوں کو نوّے نوّے دام ہر مہینے دئے جاتے ہیں۔ اس جانور کے اخراجات میں ۱۲۰ دام کا اضافہ منظور کیا گیا ہے۔ شروع میں ہاتھی کو داغ دیا جاتا تھا، لیکن آجکل اس آئین میں تغیّر کر دیا گیا ہے۔

شیر گیر۔ اس ہاتھی کے مصارف میں ۱۱۱۰ دام ماہوار خرچ ہوتے ہیں۔ یہ رقم اوّل قسم کے مصارف سے ۲۲۰ دام کم ہے۔ شیر گیر کو دو من غلّہ روزانہ دیا جاتا ہے جس سے ۱۸۰ دام ماہوار کا خرچ کم ہو جاتا ہے، اسی طرح مہاوت اور بھوئی وغیرہ کی تنخواہوں میں بھی پندرہ پندرہ دام کی کمی ہے۔ جہاں پناہ نے اس جانور کے اخراجات میں ۱۲۰ دام کا اضافہ منظور فرمایا ہے۔

سادہ۔ اس جانور کا ماہوار خرچ ۸۰۰ دام ہے جو شیر گیر کے اخراجات کی رقم سے ۳۰۰ دام کم ہے۔ سادہ ہاتھی کو ۱½ من غلّہ روزانہ دیا جاتا ہے، جس سے ۱۸۰ دام کی ہر مہینے بچت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ۳۰ دام میٹھ کی تنخواہ میں اور پندرہ پندرہ داموں کی بھوئی اور مہاوت کی تنخواہوں میں کمی ہے۔ اس کے اخراجات میں ۵۰ دام کا اضافہ منظور ہوا ہے۔

منجھولہ۔ اس جانور کے اخراجات ۶۰۰ دام ماہوار ہیں۔ منجھولہ ہاتھی کو ایک من غلّہ روزانہ دیا جاتا ہے۔ منجھولہ اور سادہ ہاتھیوں کے اخراجات میں کمی و بیشی کا وہی معیار ہے جو سادہ اور شیر گیر کے درمیان قرار دیا گیا ہے۔

کرہیہ ہاتھی۔ اس کے اخراجات ۴۲۰ دام ہیں اور اس کی خوراک ۳۰ سیر روزانہ ہے۔ اس لئے اس کے اخراجات میں منجھولہ ہاتھی کے مصارف سے ۳۰ دام ماہوار کی کمی غلّے میں اور پندرہ دام کی کمی مہاوت کی تنخواہ میں ہے۔ کرہیہ کے لئے بھوئی مقرر نہیں کیا گیا ہے۔ اس جانور کے مصارف میں ۶۰ دام ماہوار کا اضافہ منظور کیا گیا ہے۔

پھندرکیہ۔ اس کا خرچ ۳۰۰ دام ماہوار ہے اور اس کو پندرہ سیر غلّہ روزانہ دیا جاتا ہے جس سے ۱۳۵ دام ماہوار کی کمی ہوتی ہے۔ اس جانور کی خدمت کے لئے

صرف ایک ملازم مقرر ہے، جسے ۶۰ دام ماہوار دیئے جاتے ہیں۔ اس کے اخراجات میں ۱۰۵ دام کا اضافہ منظور ہے۔

موکل پہلے کسی شمار میں نہ تھے، لیکن اب یہ بھی ہاتھی کے مختلف مدارج میں داخل کرنے کے لائق سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے اخراجات میں ۲۸۰ دام ماہوار صرف ہوتے ہیں۔

ہاتھیوں کے عام مصارف اور اخراجات دام میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور روپے سے حساب و کتاب نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ شمار و تعداد میں کسی طرح کی کمی نہیں واقع ہوتی۔

اونٹ۔ ہر اونٹ کا ماہوار خرچ ۲۴۰ دام ہیں اور چھ سیر غلّہ روزانہ دیا جاتا ہے۔ گھاس کے لئے ایک دام ساز و سامان کے لئے ۲۰ دام اور شتربان کی تنخواہ کے لئے ۶۰ دام کی منظوری ہے۔ اس کے اخراجات میں ۸۵ دام کا اضافہ کر دیا گیا ہے، اور جب روپے کی قیمت ۴۰ دام ہو جاتی ہے تو ۲۰ دام کا مزید اضافہ منظور کیا جاتا ہے۔

بیل۔ اس کا ماہوار خرچ ۱۲۰ دام ہے اور چار سیر روزانہ غلّہ دیا جاتا ہے۔ گھاس کے لئے ایک دام اور ساز کے واسطے چھ دام مقرر ہیں۔ اس کے اخراجات میں ۳۸ دام کا اضافہ منظور کیا گیا ہے۔ جب روپے کی قیمت بڑھ جاتی ہے تو ۱۰ دام اور زیادہ کر دیئے جاتے ہیں۔

عرابہ (بیل گاڑی یا چھکڑہ) ہر عرابے کا ماہوار خرچ ۶۰۰ دام ہے۔ یعنی ۴۸۰ دام کی چار بیلوں کے لئے منظوری دی گئی ہے اور ۱۲۰ دام مصالح اور گاڑی کی مرمت و آسائش کے سامان کے لئے منظور کئے گئے ہیں۔ ہاتھی اور عرابے سوا منصبداروں کے اور کسی شخص کو نہیں دیئے جاتے۔

(٭)

آئین (۳)

منصبدار

تمام عقلمند صاحب بصیرت ایک ہی اصول کے پابند ہیں، اور ہمارے ہمعصر حضرات عہد قدیم کے دور اندیش افراد سے کسی طرح کا اختلاف نہیں رکھتے جب تک ہم کثرت پر وحدت کی روشنی ڈال کر تمام مخلوق کو ایک ہی نگاہ سے نہ دیکھیں گے دُنیا فتنہ و فساد کی آندھیوں سے محفوظ اور نافرمانی اور خودسری کے طوفان سے مامون نہ رہے گی۔

جب تک کہ عناصر میں رشتۂ اتحاد مضبوط و مستحکم نہ ہوگا اُن کے مردہ جسم میں جان نہ رہے گی اور حیوانات و نباتات و جمادات کسی موجود کے چہرے پر زندگی کے درخشاں آثار نمایاں نہ ہوں گے۔

جانور بھی اپنی گروہ بندی کرتے ہیں اور خودسری اُن کے درمیان میں ہی ناپید ہو جاتی ہے، اور اس طرح آرام و آسائش کے ساتھ زندگی بسر کرتے اور اپنے نفع و نقصان کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔

انسان اپنے متلوّن نفس کی خرابی کی وجہ سے حیوانات سے کہیں زیادہ ایک انصاف پسند حاکم اور رہنما کا محتاج ہے۔ انسانی ہستی کی بقا اسی رہبر کے دبدبۂ حکمرانی پر موقوف ہے یعنی انسان کی معاشرتی بقا اسی پر منحصر ہے کہ وہ کسی

حکمران کے تابع رہ کر دنیا میں آباد ہو۔

نفس انسانی کی غیر معمولی اور عجیب و غریب شوخیاں اور برائی کی طرف اُس کا فطری میلان ہر وقت اُس کے جذبات کو تازہ شورشوں اور سیہ کاریوں کی دل خوش کن راہیں بتاتا رہتا ہے بلکہ خوں ریزی و مردم آزاری کو مذہبی پابندی بناکر انسان کو ان افعال میں مصروف رکھتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ خدائے برتر ایک روشن ضمیر انسان کو فرماں روائی کے لئے منتخب کر کے جہالت کی تاریک گھٹاؤں کو آسمان سے دور کرتا ہے۔

خدا اس حکمران کی پوری مدد کرتا ہے اور اُس کو اس امر کی توفیق دیتا ہے کہ وہ اپنے ذاتی تجربے، اپنی جرأت اور اپنی اولوالعزمی سے دُنیا کے فتنہ و فساد کو فرو کر کے عالم کی کھیتی کو سرسبز و شاداب کرے۔

لیکن چونکہ تنہا ایک شخص ایسے اہم کام کو انجام نہیں دے سکتا اس لئے اپنی بصیرت اور روشن دماغی سے چند بہترین افراد کو اپنی مددگاری کے لئے نامزد کرتا ہے۔ اور ان مددگاروں کی خدمت گزاری کے لئے چند ملازم مقرر کرتا ہے۔

مذکورۂ بالا وجوہات کی بنا پر جہاں پناہ نے منصبداروں کے چند مدارج دہ باشی سے لے کر دس ہزاری تک مقرر فرمائے جن میں پنج ہزاری سے بلند مناصب شاہزادوں کے لئے مخصوص کر دئے گئے ہیں۔

دوربین انجام اندیش اور اہل علم و کمال کو پروردگار عالم کے مقدس نام کے اعداد میں سعادت کا نشان) و اشارہ نظر آیا اور ان حضرات نے اس پاک نام کی بابرکت روشنی میں اس عصر کی اقبال مندی کا مژدہ پڑھا۔ اور اُس کو اس عصر کے پُرامن ہونے کا شگون نیک سمجھا۔ منصبوں کی تعداد اسم الٰہی (اللہ) کے اعداد کے موافق ۶۶ قرار پائی اور دائمی برکتوں کے نازل ہونے کی خوشخبری سنائی دی۔

جہاں پناہ نے منصبداروں کے انتخاب میں زمانہ شناسی سے کام لیا اور امتیازی قوت کی بابرکت روشنی نے قبلۂ عالم کی خداداد عقل و دانش میں چار چاند لگا دئے۔ بے شمار اشخاص کو پہلی ہی نظر میں جانچ لیا۔ اور انھیں یکبارگی بلند مرتبوں پر فائز کیا۔

قبلۂ عالم کبھی کبھی منصب میں اضافہ کر کے منصبدار کے سواروں کی تعداد میں کمی فرما دیتے ہیں۔ باربردار جانوروں کی تعداد بھی سرکار شاہی سے مقرر کی جاتی ہے۔

سواروں کی تعداد کے لحاظ سے منصبداروں کی ماہانہ منصب میں کمی و زیادتی ہوتی ہے۔ جن منصبداروں کے سوار اُن کے منصب کے مطابق ہوتے ہیں وہ اوّل درجے کے امرا میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور اگر سواروں کی تعداد مقررہ منصب کی نصف یا اس سے زیادہ ہوتی ہے تو منصبدار درجۂ دوم کا امیر سمجھا جاتا ہے۔ اور اگر سواروں کی تعداد نصف سے بھی کم ہوتی ہے تو منصبدار کا تیسرے درجے کے امیروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ مذکورۂ بالا تفصیل ذیل کی جدول سے واضح ہوگی۔

یوزباشی منصبداروں (یک صدی امیر) کی گیارہ قسمیں ہیں۔ اوّل وہ منصبدار جس کے پاس پورے سو سوار ہوں، ایسے امیر کو سات سو روپے ماہوار ملتے ہیں۔ گیارھواں وہ منصبدار جس کے ساتھ سوار بالکل نہ ہوں ایسے منصبداروں کا شمار زیادہ تر داخلی فوجوں میں ہوتا ہے اور انھیں پانسو روپے فی کس تنخواہ دی جاتی ہے۔ درمیان کی نو قسموں کا حساب یہ ہے کہ ہر دس سواروں کے اضافے کی صورت میں بیس روپے کا اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

دو بیستی امیر میں ترکی اور جنگلہ گھوڑے اور ہاتھی رکھنے پر مجبور نہیں کئے جاتے اور ترکش بند (سی سواری) اور بیستی امیروں کے حساب میں چار گھوڑوں کا داخلہ کیا جاتا ہے لیکن یہ گھوڑے مجنس یا بو نہیں ہوتے ہیں۔

دہ باشی امیر ترکی گھوڑا رکھنے سے معاف کر دیا گیا لیکن اس کی ماہوار میں کوئی فرق نہیں آیا۔

جدول مناصب

مناصب		دہ ہزاری	ہشت ہزاری	ہفت ہزاری	پنج ہزاری	صاحب چہار ہزار و پانصدی	صاحب چہار ہزاری	صاحب سہ ہزار و پانصدی	صاحب سہ ہزاری	صاحب دو ہزار و پانصدی	صاحب دو ہزاری
اسپ	عراقی	۶۸	۵۴	۴۹	۳۴	۳۳	۳۲	۳۱	۳۱	۳۱	۳۰
	مجنس	۶۸	۵۴	۴۹	۳۴	۳۳	۳۲	۳۱	۳۱	۳۰	۲۹
	ترکی	۱۳۶	۱۰۸	۹۸	۶۸	۶۷	۶۶	۶۵	۶۳	۶۱	۶۰
	یابو	۱۳۶	۱۰۸	۹۸	۶۸	۶۷	۶۶	۶۵	۶۳	۶۱	۶۰
	تازی	۱۳۶	۱۰۸	۶۸	۶۷	۶۶	۶۵	۶۳	۶۲	۶۱	۵۹
	جنگلہ	۱۳۶	۱۰۸	۶۸	۶۶	۶۵	۶۵	۶۳	۶۲	۶۱	۵۹
فیل	شیرگیر	۴۰	۳۵	۳۰	۲۰	۲۰	۲۰	۱۹	۱۸	۱۸	۱۸
	سادہ	۶۰	۵۰	۴۲	۳۰	۳۰	۲۹	۲۹	۲۸	۲۸	۲۸
	منجولہ	۴۰	۳۶	۲۷	۲۰	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹
	کربیہ	۴۰	۳۴	۲۷	۲۰	۱۹	۱۹	۱۸	۱۸	۱۷	۱۶
	پھندرکیہ	۲۰	۱۵	۱۲	۱۰	۱۰	۹	۹	۹	۸	۷
بار برداری	شتر	۱۶۰ قطار	۱۳۰	۱۱۰	۸۰	۷۸	۷۷	۷۵	۷۴	۷۲ و ۳/۴	۷۱
	خچر	۴۰	۳۴	۲۷	۲۰	۱۹ و ۳/۴	۱۹ و ۱/۲	۱۹ و ۱/۴	۱۸ و ۳/۴	۱۸ و ۱/۲	۱۸ و ۱/۴
	عرابہ	۳۲۰	۲۶۰	۲۲۰	۱۶۰	۱۵۷	۱۵۴	۱۵۱	۱۴۸	۱۴۵	۱۴۲
ماہانہ	اول	۶۰۰۰۰	۵۰۰۰۰	۴۵۰۰۰	۳۰۰۰۰	۲۷۰۰۰	۲۶۰۰۰	۲۳۰۰۰	۲۲۴۰۰	۲۱۸۰۰	۲۰۰۰۰
	دوم	۵۰۰۰۰	۴۳۰۰۰	۴۳۰۰۰	۲۹۰۰۰	۲۶۸۰۰	۲۵۸۰۰	۲۲۶۰۰	۲۲۲۰۰	۲۱۶۰۰	۲۰۰۰۰
	سوم	۴۸۰۰۰	۴۱۰۰۰	۴۲۵۰۰	۲۸۰۰۰	۲۶۷۰۰	۲۵۷۰۰	۲۲۵۰۰	۲۲۱۰۰	۲۱۵۰۰	۲۰۰۰۰

بقیہ جدول مناصب

	مناصب	چار ہزار و سہ صدی	چار ہزار و دو صدی	چار ہزار و یک صدی	چار ہزاری	سہ ہزار و نہ صدی	سہ ہزار و ہشت صدی	سہ ہزار و ہفت صدی	سہ ہزار و ششصدی	سہ ہزار و پانصدی	سہ ہزار و چارصدی
اسپ	عراقی	۲۹	۲۸	۲۷	۲۷	۲۶	۲۶	۲۵	۲۵	۲۴	۲۳
	مجنس	۲۸	۲۷	۲۷	۲۷	۲۶	۲۶	۲۵	۲۵	۲۴	۲۳
	ترکی	۵۹	۵۸	۵۶	۵۴	۵۳	۵۱	۵۰	۴۹	۴۷	۴۶
	یابو	۵۹	۵۸	۵۶	۵۴	۵۳	۵۱	۵۰	۴۸	۴۷	۴۶
	تازی	۵۸	۵۷	۵۶	۵۴	۵۳	۵۱	۵۰	۴۸	۴۷	۴۶
	جنگلہ	۵۸	۵۶	۵۵	۵۴	۵۳	۵۱	۴۹	۴۷	۴۶	۴۴
فیل	شیرگیر	۱۷	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶
	سادہ	۲۷	۲۶	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳	۲۲
	منجھولہ	۱۹	۱۹	۸	۱۸	۱۸	۱۸	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷
	کرہیہ	۱۶	۱۶	۱۶	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	۱۴	۱۴	۱۴
	پھندرکیہ	۷	۷	۶	۶	۶	۶	۶	۶	۵	۵
باربرداری	شتر	۶۹ و ۳ قطار	۶۸	۶۵	۶۵	۶۳ و ۳	۶۲	۶۰ و ۳	۵۹	۵۷ و ۳	۵۶
	خچر	۱۸ قطار	۱۷ و ۳	۱۷ و ۲	۱۷	۱۶ و ۴	۱۶ و ۲	۱۶ و ۱	۱۵ و ۴	۱۵ و ۳	۱۵ و ۱
	عرابہ	۱۳۹ قطار	۱۳۶	۱۳۳	۱۳۰	۱۲۷	۱۲۴	۱۲۱	۱۱۸	۱۱۵	۱۱۲
ماہانہ	اوّل	روپے ۲۴۴۰۰	۲۳۹۰۰	۲۲۸۰۰	۲۲۰۰۰	۲۱۴۰۰	۲۰۸۰۰	۲۰۲۰۰	۱۹۶۰۰	۱۹۰۰۰	۱۸۶۰۰
	دوم	روپے ۲۴۰۰۰	۲۳۴۰۰	۲۲۴۰۰	۲۱۸۰۰	۲۱۲۰۰	۲۰۶۰۰	۲۰۰۰۰	۱۹۴۰۰	۱۸۸۰۰	۱۸۴۰۰
	سوم	روپے ۲۳۷۰۰	۲۳۲۰۰	۲۲۲۰۰	۲۱۶۰۰	۲۱۱۰۰	۲۰۵۰۰	۱۹۹۰۰	۱۹۳۰۰	۱۸۷۰۰	۱۸۳۰۰

بقیۂ جدول مناصب

	مناصب	سہ ہزار و سہ صدی	سہ ہزار و دو صدی	سہ ہزار و یک صدی	سہ ہزاری	دو ہزار و نہ صدی	دو ہزار و ہشت صدی	دو ہزار و ہفت صدی	دو ہزار و شش صدی	دو ہزار و پانصدی	دو ہزار و چہار صدی
اسپ	عراقی	۲۲	۲۱	۲۰	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷
	مجنس	۲۲	۲۱	۲۰	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۷	۳۴	۳۳
	ترکی	۴۵	۴۴	۴۳	۴۰	۳۹	۳۸	۳۷	۳۶	۱۷	۱۷
	یابو	۴۵	۴۴	۴۳	۴۰	۳۹	۳۸	۳۷	۳۶	۳۴	۳۳
	تازی	۴۴	۴۲	۴۱	۴۰	۳۹	۳۸	۳۷	۳۵	۳۴	۳۳
	جنگلہ	۴۳	۴۲	۴۰	۴۰	۳۹	۳۸	۳۷	۳۵	۳۴	۳۳
فیل	شیرگیر	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۲
	سادہ	۲۲	۲۱	۲۰	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۵	۱۴	۱۳
	منجھولہ	۱۷	۱۷	۱۷	۱۶	۱۶	۱۴	۱۳	۱۲	۱۲	۱۱
	کربیہ	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۱	۱۰	۱۰
	پھندرکیہ	۵	۵	۵	۵	۴	۳	۳	۳	۲	۲
باربرداری	شتر	۵۴ و ۳ قطار	۵۳	۵۱ و ۳	۵۰	۴۸	۴۶	۴۴	۴۲	۴۰	۳۸
	خچر	۱۵	۱۴ و ۳	۱۴ و ۲	۱۴	۱۳ و ۱	۱۲ و ۲	۱۱ و ۳	۱۰ و ۴	۱۰	۹ و ۲
	عرابہ	۱۰۹	۱۰۶	۱۰۳	۱۰۰	۹۶	۹۲	۸۸	۸۴	۸۰	۷۶
ماہانہ	اوّل	۱۸۲۰۰ روپے	۱۷۸۰۰	۱۷۴۰۰	۱۷۰۰۰	۱۶۴۰۰	۱۵۸۰۰	۱۵۲۰۰	۱۴۶۰۰	۱۴۶۰۰	۱۳۶۰۰
	دوم	۱۸۰۰۰	۱۷۶۰۰	۱۷۲۰۰	۱۶۸۰۰	۱۶۲۰۰	۱۵۶۰۰	۱۵۰۰۰	۱۴۴۰۰	۱۴۴۰۰	۱۳۴۰۰
	سوم	۱۷۹۰۰	۱۷۵۰۰	۱۷۱۰۰	۱۶۷۰۰	۱۶۱۰۰	۱۵۵۰۰	۱۴۹۰۰	۱۴۳۰۰	۱۴۳۰۰	۱۳۳۰۰

بقیۂ جدول مناصب

مناصب		دو ہزار سہ صدی	دو ہزار و دو صدی	دو ہزار و یکصدی	دو ہزاری	ہزار و نہصدی	ہزار و ہشت صدی	ہزار و ہفت صدی	ہزار و شش صدی	ہزار و پانصدی	ہزار و چہار صدی
اسپ	عراقی	۱۶	۱۶	۱۵	۱۵	۱۴	۱۴	۱۴	۱۳	۱۲	۱۲
	مجنس	۱۶	۱۶	۱۵	۱۵	۱۴	۱۳	۱۳	۱۳	۱۲	۱۲
	ترکی	۳۳	۳۲	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۴	۲۴
	یابو	۳۳	۳۲	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۴	۲۴
	تازی	۳۲	۳۱	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۵	۲۴	۲۳
	جنگله	۳۲	۳۱	۳۱	۳۰	۳۰	۲۹	۲۷	۲۵	۲۴	۲۳
فیل	شیرگیر	۱۲	۱۱	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۹	۹	۸	۸
	ساده	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۱	۱۱	۱۰	۱۰	۱۰
	منجهوله	۱۰	۹	۹	۹	۹	۹	۹	۹	۸	۸
	کربیه	۱۰	۹	۹	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷
	پهندرکیه	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
باربرداری	شتر	قطار ۳۶	۳۴	۳۲	۳۰	۲۸ و ۴	۲۷ و ۹	۲۶ و ۲	۲۵ و ۱	۲۴	۲۳ و ۲
	خچر	۸ و ۴	۸ و ۱	۷ و ۱	۷	۶ و ۳	۶ و ۱	۵ و ۴	۵ و ۲	۵	۴ و ۴
	عرابه	۷۲	۶۸	۶۴	۶۰	۵۸	۵۶	۵۴	۵۲	۵۰	۳۹
ماہانہ	اول	۱۳۲۰۰ روپے	۱۲۸۰۰	۱۲۴۰۰	۱۲۰۰۰	۱۱۷۵۰	۱۱۴۰۰	۱۱۲۲۵	۱۰۶۰۰	۱۰۰۰۰	۹۶۰۰
	دوم	۱۳۰۰۰	۱۲۶۰۰	۱۲۲۰۰	۱۱۹۰۰	۱۱۶۵۰	۱۱۳۵۰	۱۱۰۰۰	۱۰۴۰۰	۹۸۰۰	۹۴۰۰
	سوم	۱۲۹۰۰	۱۲۵۰۰	۱۲۱۰۰	۱۱۸۰۰	۱۱۴۵۰	۱۱۳۰۰	۱۰۸۰۰	۱۰۲۰۰	۹۷۰۰	۹۳۰۰

بقیۂ جدول مناصب

	مناصب	ہزار و سیصدی	ہزار و دویستی	ہزار و صدی	ہزاری	نہصدی	ہشت صدی	ہفت صدی	شش صدی	پانصدی	چہار صد و پنجاہی
اسپ	عراقی	۱۲	۱۱	۱۱	۱۰	۱۰	۱۰	۶	۵	۴	۴
	مجنس	۱۲	۱۱	۱۱	۱۰	۱۰	۹	۸	۷	۷	۶
	ترکی	۲۳	۲۲	۲۲	۲۱	۲۰	۱۷	۱۳	۱۱	۸	۸
	یابو	۲۳	۲۲	۲۲	۲۱	۲۰	۱۷	۱۳	۹	۸	۸
	تازی	۲۳	۲۲	۲۱	۲۱	۲۰	۹	۱۴	۴	۴	۴
	جنگلہ	۲۲	۲۲	۲۱	۲۱	۲۰	۱۳	۷	۴	۳	۳
فیل	شیرگیر	۸	۷	۷	۷	۷	۷	۴	۴	۴	۳
	سادہ	۱۰	۹	۹	۸	۸	۸	۵	۳	۱	۲
	منجھولہ	۷	۷	۷	۶	۶	۶	۵	۵	۲	۲
	کربیہ	۷	۷	۷	۷	۷	۵	۴	۲	۲	۲
	پھندرکیہ	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱
باربرداری	شتر	۲۳ قطار	۲۲ و ۲	۲۲	۲۱	۲۰	۱۷ و ۳	۱۵ و ۲	۱۴	۱۳	۱۰
	خچر	۴ و ۳	۴ و ۳	۴ و ۲	۴ و ۱	۴	۳ و ۲	۳	۲ و ۲	۲	۰
	عرابہ	۴۸	۴۶	۴۴	۴۲	۴۰	۳۴	۲۷	۲۱	۱۵	۱۲
ماہانہ	اول	۹۲۰۰ روپے	۹۰۰۰	۸۰۰۰	۸۲۰۰	۷۷۰۰	۵۰۰۰	۴۰۰۰	۳۵۰۰	۲۸۰۰	۲۵۰۰
	دوم	۹۱۰۰	۸۹۰۰	۸۵۰۰	۸۱۰۰	۷۴۰۰	۴۰۰	۳۷۰۰	۳۲۰۰	۲۷۲۰	۲۳۰۰
	سوم	۹۰۵۰	۸۸۰۰	۸۴۰۰	۸۰۰۰	۷۱۰۰	۴۴۰۰	۳۶۰۰	۳۰۰۰	۲۷۰۰	۲۱۰۰

بقیۂ جدول مناصب

مناصب		چہار صدی	سہ صد و پنجاہی	سہ صدی	دو صد و پنجاہی	دو صدی	صد و پنجاہی	صد و بیست و پنجی	صدی
اسپ	عراقی	۳	۳	۳	۳	۲	۲	۲	۲
	مجنس	۴	۴	۳	۳	۳	۳	۲	۲
	ترکی	۵	۴	۳	۳	۳	۳	۲	۲
	یابو	۶	۴	۴	۴	۳	۳	۳	۳
	تازی	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
	جنگلہ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
فیل	شیرگیر	۲	۱	۱	۱	۱	۱	۰	۰
	سادہ	۳	۱	۱	۱	۱	۲	۱	۱
	منجھولہ	۲	۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱
	کربیہ	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
	پھندرکیہ	۱	۱	۱	۰	۰	۰	۰	۰
باربردار	شتر	۵ قطار	۴ و ۲	۴	۳ و ۲	۳	۳	۲ و ۱	۲ و ۱
	خچر	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
	عرابہ	۱۲	۱۱	۱۰	۸	۷	۶	۵	۵
ماہانہ	اوّل	۲۰۰۰ روپے	۱۴۵۰″	۱۳۰۰″	۱۱۵۰″	۹۷۵″	۸۷۵″	۷۸۰″	۷۴۵″
	دوم	۱۷۰۰″	۱۳۷۵″	۱۲۵۰″	۱۱۰۰″	۹۵۰″	۸۵۰″	۷۶۰″	۷۴۰″
	سوم	۱۵۰۰″	۱۳۵۰	۱۲۰۰″	۱۰۰۰″	۹۰۰″	۸۰۰″	۷۵۰″	۷۳۰″

بقیہ جدول مناصب

	مناصب	دوازدہ باشی	چہار بیستی	سہ بیستی	پنجاہی	دو بیستی	یک نیم بیستی	بیستی	دہ باشی
اسپ	عراقی	۲	۲	۱	۱	۱	۰	۰	۰
	مجنس	۲	۱	۱	۱	۲	۱	۱	۰
	ترکی	۲	۲	۲	۲	۲	۱	۱	۲
	یابو	۲	۲	۲	۲	۱	۲	۱	۲
	تازی	۲	۱	۱	۱	۱	۱	۲	۰
	جنگلہ	۰	۱	۱	۱	۱	۱	۰	۰
فیل	شیرگیر	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
	سادہ	۱	۰	۰	۰	۱	۰	۰	۰
	منجھولہ	۱	۱	۱	۱	۰	۰	۰	۰
	کرہیہ	۱	۲	۱	۱	۰	۱	۱	۰
	پھندرکیہ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
بار برداری	شتر	۲ قطار	۲ ″	او۲ ″	او۲ ″	او۲ ″	او۲ ″	او۲ ″	۰
	خچر	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
	عرابہ	۵	۳	۲	۲	۱	۱	۱	۰
تنخواہ	اول	۷۰۰ روپے	۴۱۰ ″	۳۰۱ ″	۲۵۰ ″	۲۲۳ ″	۱۷۵ ″	۱۳۵ ″	۱۰۰ ″
	دوم	۶۰۰ ″	۳۸۰ ″	۲۸۵ ″	۲۴۰ ″	۲۰۰ ″	۱۶۵ ″	۱۲۵ ″	۸۲½ ″
	سوم	۵۰۰ ″	۳۵۰ ″	۲۷۰ ″	۲۳۰ ″	۱۸۵ ″	۱۵۵ ″	۱۱۵ ″	۷۵ ″

آئین (۴)

احدی

جہاں پناہ اپنے ذاتی تجربے سے بعض جری و قابل قدر اشخاص کو منصبداری کا عہدہ نہیں دیتے، لیکن ان افراد کو دوسروں کی ماتحتی سے بھی سبکدوش فرما دیتے ہیں۔ یہ سوار صرف شاہی فرماں بردار ہوتے ہیں اور اس طرح اپنی خاص خدمت کی وجہ سے دوسرے ملازموں میں ممتاز نظر آتے ہیں یہ اشخاص انکی خدمات کے لحاظ سے انھیں تعلیم دی جاتی ہے اور ان کی استعداد و قابلیت کی جانچ کی جاتی ہے؎

چونکہ بادشاہ کا مقصد یہ ہے کہ ظاہر بھی باطن کی طرح جلوہ نما ہو اس لئے ان ملازمین کو احدی کا خطاب دیا گیا ہے۔ ان سواروں کے لقب سے خدائے واحد کی یاد ہر وقت دلوں میں تازہ رکھی گئی اور مرتبہ شناسی کے لئے ایک تازہ قانون نافذ ہوا۔

احدیوں کی نگرانی کے لئے دیوان و بخشی جدا مقرر کئے گئے اور ایک عالی مرتبہ امیر ان کا سردار مقرر ہوا اور ایک ہوشیار افسر کا تقرر اس لئے عمل میں آیا کہ وہ اس فوج میں داخل ہونے والے امیدواروں کو بادشاہ کے ملاحظے میں پیش کرے۔ یہ اہلکار بلا کسی قسم کی رشوت ستانی و احسان کے چند امیدواروں کو روزانہ جہاں پناہ کے حضور میں لاتا ہے اور قبلۂ عالم ان اشخاص کی آزمائش کرتے ہیں۔

جب ان امیدواروں کی حالت سے اطمینان ہو جاتا ہے تو یادداشت اور تعلیقہ ہونے کے بعد چہرہ نویسی و برآورد کی نوبت آتی ہے۔ ان تمام مراتب کے طے ہونے کے بعد بخشی ان امیدواروں سے ضمانت لیتا ہے۔ اور انھیں دوبارہ بادشاہ کے حضور میں پیش کرتا ہے۔

جہاں پناہ امیدواروں کی ماہانہ تنخواہ میں ہر مرتبہ کچھ نہ کچھ اضافہ کرتے ہیں جو چوتھائی و نصف تنخواہ تک ہو جاتا ہے لیکن زیادہ تر سات روپے سے دس تک کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اکثر احدیوں کی تنخواہ پانچ سو روپے ماہوار سے بھی زیادہ ہے۔

ان سواروں کے گھوڑوں پر ۹ کے ہندسے سے داغ ڈالا جاتا ہے۔ ابتدائی زمانۂ حکومت میں اکثر گھوڑوں پر داغ ڈالنے کی ضرورت ہو جاتی تھی یعنی ایک سوار آٹھ گھوڑوں تک رکھ سکتا تھا، لیکن اب پانچ سے زیادہ پر داغ نہیں پڑتا۔

اپنے سرخط کی بنا پر ہر شخص ایک پروانہ حاصل کرتا ہے جسے دیکھ کر افسر خزانہ تمام سال سوار کو تنخواہ دیتا رہتا ہے۔ ہر چوتھے مہینے احدیوں کا چہرہ نویسی کے لئے مجمع ہوتا ہے۔ اس جلسے میں ایک سند جس پر دیوان اور بخشی کے دستخط ثبت ہوتے ہیں خزانے کے اہلکار کو دی جاتی ہے، اور وہ اس سند کی بنا پر جسے اصطلاح میں تصحیحہ کہتے ہیں، ایک رسید لکھتا اور اس پر اپنے دستخط کرتا ہے؛ اسکے بعد رسید وزیر سلطنت کی مہر سے مزیّن کی جاتی ہے اور خزانچی اس رسید کو اپنے پاس رکھ کر رقم ادا کر دیتا ہے۔

قبل اس کے کہ چار ماہ کی مدت ختم ہو احدی کو ایک مہینے کی تنخواہ پیشگی دی جاتی ہے۔ پورے سال میں اُسے ماہانہ تنخواہ کی $\frac{19}{20}$ رقم دس مہینے تک ہر ماہ ادا کر دی جاتی ہے۔ ان دس مہینوں کی بچت اور بقیہ دو ماہ کی پوری تنخواہ کی مجموعی تعداد گھوڑے اور دیگر ضروری مصارف میں صرف کی جاتی ہے۔

ملازمت میں داخل ہونے کے وقت احدی عموماً اپنا گھوڑا آپ لاتا ہے، لیکن اس کے ضائع ہونے کے بعد سرکار سے اُسے گھوڑا دیا جاتا ہے۔ گھوڑے کے مرنے کے بعد وہ متعلقہ عہدہ دار کی سند پیش کرتا ہے جسے اصطلاح میں سقط نامہ کہتے ہیں۔ اس کے مطابق اس کی تنخواہ جاری کی جاتی ہے۔ کیونکہ جب تک

اس قسم کی سند پیش نہیں ہوتی اُس کی تنخواہ جاری نہیں ہوسکتی۔ اگر سوار سقط نامہ پیش نہیں کرتا تو ماقبل کی چہرہ نویسی سے لے کر اس وقت تک کے گھوڑے کے اخراجات کی رقم اُسے مطلق نہیں دی جاتی۔

جن سواروں کو گھوڑے کی ضرورت ہوتی ہے وہ برابر بادشاہ کے حضور میں پیش ہوتے رہتے ہیں اور قبلۂ عالم ان اشخاص کو بطور انعام یا بطور جزو تنخواہ گھوڑے عنایت فرماتے ہیں۔ اگر گھوڑا جزو تنخواہ کے معاوضے میں عطا کیا جاتا ہے تو گھوڑے کی نصف قیمت انعام کی مد میں مجری ہو جاتی ہے، اور نصف رقم چار قسطوں میں وصول کی جاتی ہے۔ اگر سپاہی قرضدار ہے تو بجائے چار کے آٹھ قسطوں میں رقم وصول کی جاتی ہے۔

آئین (۵)

دوسری قسموں کے سوار

منصبداروں اور احدیوں کے مختصر حالات معرض تحریر میں لانے کے بعد تیسرے درجے کے سواروں کا بھی کچھ ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کو اس سررشتے سے کامل واقفیت ہو جائے۔

گھوڑے کی نوعیت خود سوار بیان کرتا ہے اور بخشی نہایت احتیاط کے ساتھ جانور کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ اس آزمائش کے بعد چہرہ نویسی ہوتی ہے۔ اگر سوار کے پاس ایک سے زیادہ جانور ہیں تو اُس کے حساب میں علاوہ گھوڑے کے ایک گائے یا اونٹ کے اخراجات کا بھی داخلہ ہوتا ہے۔ اس مزید داخلے کے لئے سوار کو اس مقدار کی نصف رقم ملتی ہے جو اوّل درجے کے سوار کو گھوڑے کے مصارف کیلئے دی جاتی ہے۔ اگر یہ اضافہ نہیں دیا جاتا تو مقررہ رقم کا ۲/۵ حصّہ اصل مقدار پر بڑھا دیا جاتا ہے۔ یک اسپہ سوار کو حسب ذیل شرح سے رقم ادا کرتے ہیں۔

عراقی گھوڑے کے لئے تیس روپے۔

مجنّس کے لئے پچیس روپے۔

تُرکی کے لئے بیس روپے۔

یابو کے لئے اٹھارہ روپے۔
تازی کے لئے پندرہ روپے۔
جنگلہ کے لئے بارہ روپے۔
خالصہ کے عمل گزاروں کو ایک گھوڑے کے لئے پچیس روپے ملتے تھے لیکن اب صرف پندرہ روپے ملتے ہیں۔
ان سواروں کو پہلے چار گھوڑوں تک رکھنے کا حکم تھا لیکن اب تین سے زیادہ جانور رکھنے کا دستور نہیں۔ ہر دہ باشی امیر کے رسالے میں دو چہار اسپہ، تین سہ اسپہ، تین دو اسپہ اور دو یک اسپہ سوار رہتے تھے (دس سوار اور ۲۵ گھوڑے) اور دوسرے منصبدار بھی اسی تناسب سے سواروں اور گھوڑوں کے سردار مقرر ہوتے ہیں۔ لیکن اب دہ یا تین امیر کی ماتحتی میں تین سہ اسپہ، چار دو اسپہ اور تین یک اسپہ سوار رہتے ہیں (یعنی دس سوار اور بیس گھوڑے)۔
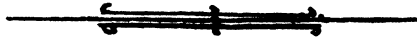
آئین (۶)
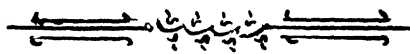
پیادہ فوج

سواروں کا مختصر حال لکھنے کے بعد پیادہ فوج کا بھی کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔
پیادوں کی مختلف قسمیں ہیں اور یہ گروہ بھی قابل قدر خدمتیں انجام دیتا ہے۔ جہاں پناہ نے اپنی قدر دانی سے ان کے مختلف مدارج کے لئے بہترین قانون وضع اور نافذ کئے ہیں جن کی بنا پر اس طبقے کا ہر خاص و عام آرام و آسائش کے ساتھ اپنی خدمتوں کے انجام دینے میں مصروف ہے۔ چونکہ ادارہ نویس کا گروہ بھی اپنی خدمات کی وجہ سے اہمیت رکھتا ہے اس لئے پیادوں کے زمرے میں شامل ہے۔ ان پیادوں کے کئی مدارج ہیں۔ درجہ اوّل کے ملازم پانچ سو دام ماہوار پاتے ہیں۔ درجۂ دوم کے پیادوں کو ۴۰۰، درجۂ سوم کے ملازموں کو ۳۰۰، اور درجہ چہارم کے نوکروں کو ۲۴۰ دام ماہوار ملتے ہیں۔

بندوقچی۔ بارہ ہزار بندوقچی شاہی ملازم ہیں جو ہر وقت خدمت کے لئے کمربستہ رہتے ہیں۔ اس گروہ کی آسائش کے لئے ایک تجربہ کار بتیکچی، ایک ایماندار خزانچی اور ایک جفاکش داروغہ بھی مقرر کئے گئے ہیں۔ اگرچہ یہ جدا جدا عہدے ہیں لیکن اکثر تینوں عہدوں پر ایک ہی شخص مامور ہوتا ہے۔ ان میں جو اشخاص تجربہ کار و منتظم ہیں اُن کو دوسروں کا سردار مقرر کیا جاتا ہے۔ ان تمام انتظامات کا

مقصد یہ ہے کہ تمام اشخاص ایک ہی رنگ میں رنگ جائیں اور کام سمجھداری اور حسن و خوبی کے ساتھ انجام پائے۔

افسر کی تنخواہ کے چار مدارج ہیں ۳۰۰، ۲۸۰، ۲۷۰، اور ۲۶۰ دام۔

افسروں کے علاوہ دوسرے بندوقچیوں کے پانچ مدارج ہیں۔ اور ہر درجے میں تین شاخیں ہیں۔ اول درجے کے بندوقچی ۲۵۰، ۲۴۰، اور ۲۳۰ دام ماہوار پاتے ہیں دوسرے درجے کے ملازمین کو ۲۲۰، ۲۱۰، اور ۲۰۰ دام ماہوار ملتے ہیں۔ تیسرے درجے کے بندوقچیوں کو ۱۹۰، ۱۸۰، اور ۱۷۰ دام دئے جاتے ہیں۔ چوتھے درجے کے ملازمون کو ۱۶۰، ۱۵۰، اور ۱۴۰ دام ماہوار ملتے ہیں۔ اور پانچویں طبقے کو ۱۳۰، ۱۲۰، اور ۱۱۰ دام ماہوار دئے جاتے ہیں۔

دربان۔ ایک ہزار ہوشیار اور مستعد دربان کمر باندھے شاہی آستانے کی پاسبانی کرتے ہیں۔ ان کے میر دھے کی تنخواہ کے پانچ مدارج ہیں۔ پہلا درجہ ۲۰۰ کا ہے، دوسرا ۱۶۰ کا اور بقیہ تین مدارج ۱۴۰، ۱۳۰، اور ۱۲۰ دام کے مقرر کئے گئے ہیں۔ غرضکہ دوسرے دربانوں کو عام طور پر ۱۲۰ دام سے زاید اور سو دام سے کم ماہوار نہیں دیئے جاتے۔

خدمتیہ۔ یہ گروہ بھی پیادہ فوج میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ بھی تعداد میں ایک ہزار ہیں۔ یہ اشخاص محل شاہی کے قرب وجوار اور اس کے اطراف میں پہرہ دیتے ہیں اور راستوں کی نگرانی احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔

ان میں پنجاہی سے لے کر دوبیستی تک ۲۰۰ دام ماہوار پاتے ہیں اور دہ باشیوں کو ۱۸۰ سے لے کر ۱۴۰ دام تک ماہانہ دیے جاتے ہیں۔ دوسرے خدمتی ۱۲۰ - ۱۱۰ اور ۱۰۰ داموں تک تنخواہ پاتے ہیں۔

یہ گروہ بیشتر چوری اور ڈاکہ زنی میں شہرۂ آفاق تھا۔ قدیم فرماں روا ان کو راہ راست پر نہ لا سکے لیکن جہاں پناہ کے نتیجہ خیز احکام نے ان اشخاص کو دیانتدار اور راستباز بنا دیا ہے یہ اشخاص پیشتر ماوی کہلاتے تھے۔ جہاں پناہ کے عہد معدلت میں ان کا سردار خدمت رائے کے خطاب سے سرفراز کیا گیا ہے۔ جو اپنے تقرب کی وجہ سے آرام و آسائش کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اور

اس کے ماتحت اب خدمتیہ کے نام سے موسوم ہیں۔
میوڑہ۔ یہ گروہ میوات کا باشندہ ہے جو اپنی تیز رفتاری میں بےمثل ومشہور زمانہ ہے۔ یہ اشخاص دور و دراز فاصلے سے ہر مطلوبہ شے بجد احتیاط وہوشیاری سے لے آتے ہیں۔
میورے بہترین جاسوس بھی ہیں جو پیچیدہ پیچیدہ فرائض کو انجام دیتے ہیں۔ ان کی تعداد بھی ایک ہزار ہے جو بروقت خدمات کی بجاآوری کے لئے تیار رہتے ہیں۔
ان کی ماہوار تنخواہیں خدمتیوں کے مساوی ہیں۔
شمشیر باز۔ اس سرفروش گروہ کے بھی مختلف مدارج ہیں۔ یہ پیادے عجیب وغریب قابل قدر خدمتیں انجام دیتے ہیں۔ حریف سے مقابلہ کرنے میں بڑی پھرتی اور ہاتھ کی صفائی سے کام کرتے ہیں اور پیترا بدلنے میں مشّاقی اور اور بہادری کے جوہر دکھاتے ہیں۔ ان میں ایک گروہ سپر بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو لاٹھیوں کو استعمال کرتے ہیں۔ ان جاں بازوں کو لکرایت کہتے ہیں۔
بعض شمشیر باز ایسے ہیں جو ایک ہاتھ خالی حریف سے مقابلہ کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو یک ہاتھ کہتے ہیں۔
پہلا گروہ مشرقی ممالک کے باشندے ہیں۔ ان کی ڈھال معمولی سپر سے کچھ چھوٹی ہے، جسے یہ لوگ چرؔدہ کہتے ہیں۔ جو شمشیر باز اضلاع دکن کے رہنے والے ہیں ان کی سپر اس قدر لانبی ہوتی ہے کہ ایک سوار ان کی آڑ میں چھپ جاتا ہے۔ دکھنیوں کی سپر کو تلوہؔ کہتے ہیں۔ دوسرا گروہ پھرایت کہلاتا ہے۔ ان کی سپر اتنی بڑی نہیں ہوتی جو ایک سوار کو چھپا سکے بلکہ صرف ایک گز چوڑی ہوتی ہے۔
بعض بانایت کہلاتے ہیں۔ ان کی تلوار بہت لانبی ہوتی ہے جس کا قبضہ ایک گز سے زیادہ لانبا ہوتا ہے۔ یہ گروہ دونوں ہاتھوں سے تلوار کو پکڑ کر عجیب وغریب ہنر اور کرتب دکھاتا ہے۔

اسی طرح بنگولی گروہ بھی شہرۂ آفاق ہے۔ بنگولی ایک قسم کی خاص تلوار استعمال کرتے ہیں جو سرے پر خمدار لیکن قبضے کے قریب بالکل سیدھی ہوتی ہے۔ یہ گروہ سپر نہیں استعمال کرتا۔ ان کی ہنرمندیاں حد بیان سے باہر ہیں۔

بعض شمشیر باز ایسے ہیں جو طرح طرح کے خنجر اور چھرے بناتے ہیں، اور ان ہتھیاروں سے نادرۂ روزگار ہنر اور کرتب دکھاتے اور عجیب وغریب کام انجام دیتے ہیں۔ اس گروہ کے مختلف طبقے ہیں اور ہر طبقہ ایک خاص نام سے معروف ہے۔ ہر طبقے کے ہنر بھی دوسرے طبقے والوں کے کرتبوں سے بالکل مختلف ہیں۔ ان کے کام اور ان کی ہنرمندیوں کو مفصل بیان کرنا تقریباً ناممکن ہے اور نہ صرف سننے سے ان کے تیر اور کمال کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ یہ اشخاص تعداد میں ایک لاکھ سے زائد ہیں جن میں ایک ہزار شمشیر باز ہر وقت آستانۂ شاہی پر کمربستہ موجود رہتے ہیں۔ ان کا ایک صدی افسر احدی کے عہدے پر یا اس سے بھی برتر مرتبے پر فائز ہے۔ ان کی تنخواہ اسّی دام سے ۶۰۰ دام تک مقرر ہے۔

پہلوان۔ بیشمار ایرانی اور تورانی کشتی گیر اور مشت زن، نشانہ باز، سنگ انداز، ہندوستانی بازیگر اور گجرات کے اہل ہنر جن کو مل کہتے ہیں اور دوسرے لڑنے والے کثیر تعداد میں آستانۂ شاہی پر ملازم ہیں۔ ان کی تنخواہیں ستر دام سے لے کر ۴۵۰ دام تک مقرر ہیں

ہر روز ایک جوڑ بے مثل پہلوانوں کی کشتی لڑتی ہے اور طرح طرح کے انعام ان لڑنے والوں کو دئے جاتے ہیں۔ اس زمانے کے بہترین پہلوانوں کے نام حسب ذیل ہیں :۔ میرزا جان گیلانی، محمد علی تبریزی (جسے جہاں پناہ شیر حملہ کے نام سے یاد فرماتے ہیں) صادق بخاری، علی تبریزی، مراد ترکستانی محمد علی تورانی فولاد تبریزی، قاسم تبریزی، مرزا کہنہ سوار تبریزی۔ شاہ قلی گرد۔ بلال حبشی، سدھو دیال، علی، سری رام کنھیا، منلوک، گنیش، اینانا، نانکا، بلبھدر، وبجرناتھ۔

چیلہ۔ جہاں پناہ اپنی مذہبی پابندی و جذبۂ خداپرستی کی وجہ سے بناہ گرفتہ غریب الوطنوں کو بندہ یا غلام کہنا بے ادبی خیال کرتے ہیں۔ بادشاہ کا خیال ہے کہ

کہ انسان کا حقیقی مالک خالق عالم ہے اور اسی کو یہ لقب زیبا ہے۔ اسی خیال سے یہ افراد چیلے کے نام سے مشہور ہیں۔

ہندی زبان میں عقیدتمند مرید کو چیلہ کہتے ہیں۔ جہاں پناہ کی مہربانی سے ان میں سے اکثر اشخاص اس مرتبے پر فائز ہو کر سعادتمندی سے بہرہ اندوز ہوئے۔

بندے کے مختلف معنیٰ مراد لیئے گئے ہیں اور ہر معنیٰ کے اعتبار سے ایک گروہ موسوم ہے۔ پہلا مفہوم وہی ہے جو عام اشخاص سمجھتے ہیں۔ بعض افراد غیر قوم ومذہب کے کمزور اشخاص پر غلبہ حاصل کر کے انھیں بیچتے اور خریدتے ہیں اور یہ غریب افراد بندے یا غلام کہلاتے ہیں۔ عقلمند طبقہ اس طریقے کو قطعاً ناپسند کرتا ہے۔

اس لفظ کے دوسرے معنیٰ یہ ہیں کہ ایک شخص خود غرضی و نفس پرستی کو چھوڑ کر اطاعت شعاری اختیار کرتا ہے اور عقیدتمندی کے ساتھ روحانی تعلیم حاصل کرتا ہے۔ تیسرے معنیٰ وہ ہیں جو اولاد کے لیئے استعمال کیئے جاتے ہیں۔ چوتھے معنیٰ یہ ہیں کہ قاتل مقتول کے وارث کا غلام ہو جاتا ہے۔ پانچویں یہ کہ چور اپنے ناشائستہ افعال سے توبہ کر کے صاحب مال کی خدمتگزاری اختیار کرتا ہے۔ چھٹویں یہ کہ قاتل جس کا جرم روپے کے ادا کرنے سے معاف کیا جاتا ہے اور اپنے محسن کا جو اُسے رہائی دلواتا ہے بندہ اور غلام ہو جاتا ہے۔ ساتویں جو شخص اپنی خوشی سے آزاد زندگی پر غلامی کو ترجیح دے کر بندہ کہلائے۔

ان ملازمین کے لیئے ایک روپے سے ایک دام روزانہ تک مقرر ہے۔ جہاں پناہ نے چیلوں کے مختلف گروہ بنادئے ہیں اور ہر گروہ کو ایک تجربہ کار اور جفاکش افسر کی ماتحتی میں دے دیا ہے۔ ہر افسر اپنے گروہ کو مختلف ہنروں کی تعلیم دیتا ہے اور اس طرح یہ اشخاص علم حاصل کرتے اور شائستگی و تہذیب و انسانیت سیکھ کر خدمات انجام دیتے ہیں۔

جہاں پناہ اپنی جوہر شناسی سے ملازمین کے حسن کارگزاری کی قدر فرماتے ہیں اور بیشمار اشخاص سپاہیوں کے مختلف گروہ میں داخل کیئے جاتے ہیں جن میں سے اکثر ملازم پیادگی کی خدمت سے امارت کے مرتبے تک ترقی کر جاتے ہیں۔

کہار۔ یہ ملازم بھی ایک قسم کے پیادے ہیں جو خاص ہندوستان میں

پائے جاتے ہیں۔ کہار بھاری بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں اور اونچے نیچے ہر طرح کے راستوں کو طے کرتے ہیں۔ یہ لوگ پالکی، سنگھاسن، چوڈول اور ڈولی اپنے کاندھوں پر اٹھاکر اس خوش رفتاری سے چلتے ہیں کہ سوار کو کوئی جھٹکا محسوس نہیں ہوتا۔ اس ملک میں کہار بہت ہیں لیکن ان میں بہترین لوگ دکن اور بنگالے کے باشندے ہیں۔ شاہی آستانے پر کئی ہزار کہار خدمت کے لئے موجود رہتے ہیں۔ ان کے سرداروں کی تنخواہ تین سو چوراسی دام سے زیادہ اور ایک سو بانوے دام سے کم نہیں ہوتی معمولی کہار ایک سو بیس سے لے کر ایک سو ساٹھ دام تک ماہوار تنخواہ پاتے ہیں۔

پیادہ داخلی ۔ ان ملازمین کی ایک کثیر تعداد امرا کے سپرد کی جاتی ہے لیکن ان کو تنخواہ خالصے سے ادا کی جاتی ہے۔ چہرہ نویسی کے دفتر میں یہ اشخاص شاہی حکم کے موافق نیمچہ سوار لکھے جاتے ہیں۔ داخلی پیادوں کا چوتھائی حصہ بندوقچیوں کی خدمت پر مامور ہے باقی تیرانداز ہیں۔

بڑھئی، لوہار، بہشتی اور بیلدار بھی اسی گروہ میں شامل سمجھے جاتے ہیں بندوقچیوں کے سردار کو ایک سو ساٹھ دام اور ماتحتوں کو ایک سو چالیس دام ماہوار دئے جاتے ہیں۔ تیراندازوں کے میر دھہ کو ایک سو بیس سے لے کر ایک سو اسی دام تک ماہوار ملتے ہیں اور دوسرے ماتحت سو سے لے کر ایک سو بیس دام تک ماہوار پاتے ہیں۔

ان پیادوں کا تفصیلی بیان بیحد طویل ہے۔ ان کے خاص خاص طبقوں کا اس جگہ مجمل تذکرہ کر دیا گیا ہے۔ ان پیادوں کا قدرے حال مولف نے کارخانوں کے حالات میں بھی بیان کیا ہے۔

آئین (۷)

جانوروں کی داغ دہی کے قوانین

جہاں پناہ نے سپاہیوں کے مختلف مدارج مقرر فرما کر جانوروں کی نوعیت اور ان کے حالات سے بھی کامل واقفیت حاصل کی اور چند راستباز نیکبختوں کو مقرر کیا تاکہ وہ چہرہ نویسی کی بابت اُن کے لئے خاص خاص علامات بھی مقرر کریں۔ اس طرح ہر ملازم کی عمر، اُس کے باپ کا نام، اُس کی ذات اور اُس کی سکونت تحریر کی جاتی ہے۔ حالات سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے ایک داروغہ کا تقرر بھی عمل میں آیا تاکہ وہ اس امر کی نگہداشت کرے کہ لوگ بلاوجہ امید و بیم میں گرفتار نہ رہیں۔ ان اہلکاروں کو حکم ہے کہ ایسی خدمات انجام دینے میں رشوت و محنتانے کی طمع میں گرفتار نہ ہوں۔

ہر شخص جو فوجی ملازمت کا آرزومند ہوتا ہے بادشاہ کے حضور میں لایا جاتا ہے۔ بادشاہ کے سامنے امیدوار کی ملازمت کی نوعیت قرار دی جاتی ہے اور اس کے بعد ملازمین سررشتۂ تعلیقہ لکھتے ہیں۔ داخلی سوار اپنے سردار کے دستخط سے سند حاصل کرتے ہیں۔ جہاں پناہ نے اس سررشتے کی نگرانی کے لئے پانچ تجربہ کار اور انجام اندیش افسروں کو مقرر کیا ہے تاکہ یہ اشخاص سپاہیوں اور گھوڑوں کے حالات معلوم کر کے تنخواہ مقرر کریں۔

داخلی پیادے بادشاہ کے حکم سے ایک کھلے میدان میں جمع ہوتے ہیں۔ چہرہ نویسی کے کاغذات شاہی ملاحظے میں پیش کیے جاتے ہیں اور سپاہی مع اپنے گھوڑوں کے مقررہ پانچ عہدہ داروں کے سپرد کر دئے جاتے ہیں۔ فرد چہرہ نویسی کے اخیر میں سپاہی کی تنخواہ کی تعداد لکھی جاتی ہے اور اس کے بعد ہر عہدہ دار متعلقہ کے دستخط کرائے جاتے ہیں۔ اس کارروائی کا مقصد یہ ہے کہ حالات معین میں کسی طرح کی تبدیلی نہ ہو اور ہر نوشتہ قابل اعتبار سمجھا جائے۔ اس کے بعد تحریر داروغہ کے پاس جانچ کے لئے بھیجی جاتی ہے۔ داروغہ اسی طریقے کے مطابق جیساکہ مذکور ہوا، شاہی ملاحظے میں پیش کرتا ہے۔ قبلۂ عالم ہر شخص کے مناسب حال تنخواہ میں کمی یا اضافہ فرماتے ہیں۔

جہاں پناہ ہر شخص کی اصلیت اور اُس کے جوہر فطرت کا پیشانی کے خطوط سے اندازہ فرما لیتے ہیں اور اسی اندازے کے مطابق ہر سپاہی کی تنخواہ میں کمی و بیشی کا حکم صادر ہوتا ہے۔ بادشاہ چہرے کے خط وخال سے پیشہ وروں اور سپاہیوں میں تمیز کر کے ایک گروہ کو دوسرے سے بالکل علٰحدہ کر دیتے ہیں۔ جہاں پناہ کی اس قیافہ شناسی سے بڑے بڑے تجربہ کار حیران ہوتے ہیں اور اس شناخت کو بادشاہ کی کرامت و روشن ضمیری پر محمول کرتے ہیں۔ جب فرد تقرر کی اس طرح توثیق ہو جاتی ہے تو واقعہ نویس، میر عرض اور سردار کشک بھی دستخط ثبت کر دیتے ہیں اور اسی سند کی بنا پر سر رشتۂ نقش پذیری کا داروغہ جانوروں کو داغ دیتا ہے۔

ابتداءً جب داغ ڈالنے کا رواج ہوا تو گھوڑے کی گردن کی داہنی جانب صرف سین کے دندانوں کی شکل کا ایک نقش بنا دیا جاتا تھا۔ بعد ازاں تھوڑے زمانے تک نشان کی شکل دو الفوں کی ہوتی تھی جو ایک دوسرے کو زاویۂ قائمہ پر قطع کرتے تھے (⊥) الف کے سرے بنے ہوتے تھے اور یہ نشان جانور کی داہنی ران پر ڈالا جاتا تھا۔ اس کے بعد نشان ایک کمان کی شکل کا بنایا گیا جس کا چلّہ اترا ہوا ہوتا تھا لیکن اخیر میں راستی کی تعلیم دینے کے لیے ہندسوں سے داغ ڈالنے کا طریقہ جاری کیا گیا۔ لوہے کے ہندسے تیار کیے گئے اور اس طرح کسی شک وشبہ کے واقع ہونے کی گنجائش باقی نہ رہی۔ یہ نشانات بھی گھوڑے کی داہنی ران پر لگائے گئے۔

پہلی مرتبہ جانور کے داغ لگانے میں ایک کے ہندسے کا نشان گھوڑے کی ران پر بنایا جاتا تھا، اور دوسری مرتبہ دو کے ہندسے سے داغ دیا جاتا تھا اور اسی طرح جس قدر داغ ڈالے جاتے اُسی اعتبار سے ہندسوں میں بھی اضافہ ہو جاتا تھا۔ لیکن اب بادشاہ نے انجام اندیشی اور مہربانی سے حکم دیا کہ شہزادوں، شاہی قرابتداروں، سپہ سالاروں اور دوسرے درباریوں کے مختلف طبقوں میں سے ہر طبقے کے جانور جدا جدا نشانات سے داغے جائیں۔ جس ہوشیاری سے یہ کام انجام دیا جاتا ہے اُس کا نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ گھوڑوں کی موت کے حالات معلوم ہونے لگے۔ عام طور پر داغ مکرر کے وقت اگر سوار بدلا ہوا گھوڑا لاتا تھا تو سوار تو اس بات کی درخواست کرتا تھا کہ اُسے آخری تنخواہ پانے کے بعد سے گھوڑا لانے کے وقت تک کی کُل بقایا رقم دی جائے اور بخشی سوار کو دوسرا گھوڑا لانے کے وقت سے تنخواہ دلانے کی سفارش کرتا تھا جس زمانے سے کہ داغ اندوزی کا یہ طریقہ جاری کیا گیا۔ یہ قرار پایا کہ سپاہی مردہ گھوڑے کی بجائے جو نیا جانور لائے تو اُس کی چہرہ نویسی کر کے نئے جانور کو اُسی نشان سے داغ اندوز کریں جو مردہ گھوڑے کے لگایا گیا تھا اور داغ مکرر کے موقع پر بخشی اسی داغ و چہرہ نویسی کے مطابق عملدرآمد کریں۔ سواروں کا یہ بھی دستور تھا کہ چہرہ نویسی کے وقت کرائے کے جانور لے آتے تھے لیکن اب چونکہ جانوروں کی داغ اندوزی باضابطہ جاری ہے کرائے کے جانور بے داغ ہونے کی وجہ سے پہچان لئے جاتے ہیں۔

اس طریقے نے خیانت کا خاتمہ کیا اور سواروں کو راستبازی کی تعلیم دی گئی۔

آئین (۸)

داغ مکرر

جہاں پناہ کے تمام عقیدتمند خدام ہر تیسرے سال نقش پذیری کی تجدید کراتے اور اس طرح فوج کی آرائش اور زیبائش کو برقرار رکھتے ہیں۔ ان امرا کی تقلید میں بے اصول افراد اس رسم کو تازہ رکھ کر راہ راست پر چلنے کی ہدایت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی عہدہ دار اپنے جانوروں پر داغ ڈلوانے میں تاخیر کرتا ہے تو اُس کی جاگیر کا دسواں حصہ ضبط کرلیا جاتا ہے۔

پیشتر جب داغ پذیری مکرر کی جاتی تھی تو نقش پذیری کے مرتبے کے موافق ہندسے کا جانور کی ران پر بنا دیا جاتا تھا۔ مثلاً اگر داغ دہی مکرر کی جاتی تھی تو ۲ کا ہندسہ بنا دیا جاتا تھا اور اسی طرح داغ پذیری کے ساتھ ہی ساتھ ہندسوں میں بھی تغیر و تبدل ہوتا رہتا تھا۔ مگر اب جبکہ ہر طبقے کے لئے ایک خاص نشان مقرر کر دیا گیا ہے تو جب کبھی کہ تازہ داغ دہی عمل میں آتی ہے تو اُسی خاص نشان سے جانور کو مکرر داغ دے دیتے ہیں۔

احدی سپاہیوں کے لئے وہی پرانا قاعدہ اب تک مستعمل ہے۔ بہت سے تیکچی اور جہاں پناہ کے وہ ملازم جن کو اپنی جاگیر کے کام انجام دینے کی مہلت نہیں ملتی، اور اپنی ماہوار سرکاری خزانے سے نقد وصول کر لیتے ہیں۔ ڈیڑھ برس کے بعد

اپنے جانوروں کو بار دگر نقش پذیر کراتے ہیں۔ جو امیر کہ دارالخلافت سے دور ہیں بارہ برس کے اندر داغ کی تجدید کر لیتے ہیں۔ لیکن اگر نقش پذیری کو مسلسل چھ سال گزر جاتے ہیں تو جاگیر کا دسواں حصہ ضبط کر لیا جاتا ہے۔

اگر کسی امیر کے منصب میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے جانوروں کی نقش پذیری کو تین برس گزر چکے ہوتے ہیں تو اس امیر کی ذاتی تنخواہ میں تو اضافہ کر دیا جاتا ہے لیکن اُس کے اضافہ شدہ سوار و سپاہیوں کی تنخواہیں داغ پذیری کے بعد جاری کی جاتی ہیں۔ اس داغ پذیری کے بعد ترقی یافتہ امیر کے نئے اور پرانے ملازم اپنی مقررہ تنخواہ وصول کرتے ہیں۔ اگر تجدید کے وقت کوئی سوار کسی نقش پذیر جانور کے عوض دوسرا گھوڑا لاتا ہے تو نیا جانور بادشاہ کے ملاحظے میں پیش ہوتا ہے اور شاہی حکم کے موافق قبول کر لیا جاتا ہے۔

آئین (۹)

کشک (چوکی)
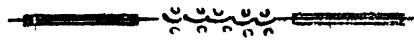
کشک کو آجکل کی اصطلاح میں چوکی کہتے ہیں۔ چوکی کی تین قسمیں ہیں۔ فوج کے مدارج سات شعبوں میں تقسیم کئے گئے ہیں اور ہر طبقے کو ایک دن کی خدمت دی گئی ہے۔

ایک معتبر اور کارکردہ امیر ہر گروہ کا سردار مقرر کیا گیا ہے اور ایک دوسرا امیر جو شاہی بارگاہ کے تمام آداب و قواعد سے واقف ہے' میر عرض کے عہدے پر مامور ہے۔ جہاں پناہ کے تمام احکام انھی کے ذریعے سے دوسروں تک پہنچتے اور تعمیل کئے جاتے ہیں۔

یہ دونوں عہدہ دار دن رات شاہی آستانے پر موجود اور تعمیل ارشاد کے لئے کمربستہ تیار رہتے ہیں۔ شام کے وقت شاہی تور یادشاہی مجلس میں حاضر کیا جاتا ہے۔ نئے سواروں کا دستہ داہنی جانب کھڑا ہو جاتا ہے، اور جو گروہ خدمت سے سبکدوش کر دیا جاتا ہے وہ دوسری جانب صف بستہ کھڑا ہو جاتا ہے۔

جہاں پناہ ان دستوں کا خود معائنہ کر کے سواروں کی حاضری یا غیر حاضری کا بخوبی اندازہ فرما لیتے ہیں۔ داہنے اور بائیں دونوں جانب کے سوار آداب و کورنش بجا لاتے ہیں۔ اگر جہاں پناہ کسی خاص ضرورت کی وجہ سے کسی دن ان سواروں کو ملاحظہ نہیں فرماتے تو کوئی شاہزادہ ان دستوں کے معائنہ کرنے کے لئے نامزد کیا جاتا ہے۔

قبلۂ عالم ان سپاہیوں کی وفاداری، خدمتگزاری اور اپنی گوہر شناسی و نیز خوبی انتظام کو مد نظر رکھ کر اس طبقے پر بہت زیادہ توجہ فرماتے ہیں۔ جو سوار کسی عذر لنگ یا کاہلی کی وجہ سے پہرے پر حاضر نہیں ہوتا تو اُس کی ایک ہفتے کی تنخواہ ضبط کر لی جاتی ہے، بلکہ کبھی کسی ایسے غافل ملازم کو آئندہ ہوشیار رہنے کے لئے مناسب سزا بھی دے دی جاتی ہے۔

شاہی فوج بھی بارہ گروہ میں تقسیم کی گئی ہے اور ہر دستہ ایک ماہ محافظت کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اس انتظام سے دور نزدیک ہر مقام کے رہنے والے سپاہیوں کو شاہی حضور میں حاضر رہنے کا موقع مل جاتا ہے اور اس طرح فوج کا ہر طبقہ شاہی نوازش سے سرفراز ہوتا ہے۔ شاہی فوج کا وہ حصہ جو سرحد کی حفاظت یا کسی خاص مہم پر مامور ہوتا ہے اپنی حقیقت سے آگاہ کرتا رہتا ہے اور جو حکم ہوتا ہے اُس پر کاربند رہتا ہے۔

ہر شمسی مہینے کی پہلی تاریخ ان سپاہیوں کے دستے ہفتہ واری طریقے کے موافق آداب بجالانے کے لئے حاضر حضور ہو کر قبلۂ عالم کی عنایتوں سے ممتاز و سرفراز ہوتے ہیں۔ اسی طرح فوج شاہی کے بارہ حصے اور بھی کئے گئے ہیں، اور ہر حصہ ایک سال خدمت کرنے پر مامور کیا گیا ہے۔ ہر گروہ اپنے مقررہ سال پر شاہی آستانے پر حاضر ہوتا ہے اور بادشاہ کی حضوری میں اپنی خدمتیں انجام دیتا ہے۔

آئین (۱۰)
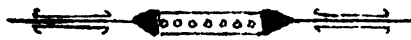
واقعہ نویسی
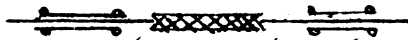
واقعات سلطنت کو قلمبند کرنا نہ صرف ملک و دولت کی ترقی اور انتظام برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے، بلکہ ہر طبقے اور ہر مجلس کی رونق بحال رکھنے کے لئے بھی لازمی ہے۔ اگرچہ قدیم زمانے میں بھی اس طریقے کا کچھ پتا چلتا ہے، لیکن اس کی اصل حقیقت سے اہل زمانہ کو اسی مبارک عہد میں آگاہی ہوئی۔

قبلۂ عالم نے چودہ جفاکش دیانت شعار و تجربہ کار تبکچی مقرر کئے ہیں جن میں سے ہر روز نوبت بہ نوبت دو شخص اس خدمت کو انجام دیتے ہیں اس طرح چودہ دن کے بعد ایک تبکچی کی باری آتی ہے۔

قبلۂ عالم نے اپنی دوراندیشی سے ان کے علاوہ چند دیگر اشخاص بھی متعین فرمائے ہیں جو اس خدمت کو منصرمانہ انجام دیتے ہیں۔ ان میں سے ہر شخص ایک روز کام کرتا ہے۔ اگر مقررہ تبکچی کسی خاص ضرورت سے خدمت پر حاضر نہیں ہوسکتا تو کوئی منصرم اس کی خدمت انجام دیتا ہے۔ ان منصرموں کو کوتل واقعہ نویس کہتے ہیں۔

جہاں پناہ کے احکام و حضرت کے روزانہ معمولات و کارہائے ضروری اور بینر کار پردازان سلطنت کے معروضات کو قلمبند کرنا ان کا فریضۂ منصبی ہے۔

واقعہ نویس قبلۂ عالم کے خور و نوش کی نوعیت، حضرت کی بیداری و خواب و نیز جہاں پناہ کے محل سرا میں قیام فرمانے کے اوقات، دربار خاص و عام میں برآمد ہونے کی کیفیت، جہاں پناہ کی صید افگنی کے حالات، جانوروں کے ذبح ہونے کی کیفیت، حضرت کے کوچ و مقام کے واقعات، بادشاہ کی روحانی پیشوائی و نیز اس صیغے میں نذر وغیرہ گزرنے کے واقعات، حضرت کے ارشادات، جہاں پناہ کا صحیفے کو پڑھنا، قبلۂ عالم کی روزانہ و ماہانہ ورزش، حضرت کے انعام عطا فرمانے اور عطیات مرحمت کرنے کی تفصیل، جہاں پناہ کے روزینہ، سالانہ و ماہانہ وظائف عطا فرمانے کی کیفیت، جاگیر و منصب، افواج کا تذکرہ، ارماس و سیورغال کی نوعیت، محاصل کی کمی و زیادتی کے تقرر، معاہدات، خرید و فروخت، تحویل، پیشکش، تحائف و انعامات کی روانگی، فرمان مبارک کے صدور و نیز اس کے مہر مبارک سے مزین ہونے کے حالات، عرائض کا بارگاہ عالی میں پہنچنا، معروضات کا جواب ادا ہونا، عہدہ داروں کا ملازمت حاصل کرنا، امرا کا بارگاہ عالی سے رخصت ہونا، کارہائے سلطنت کے انصرام کی مدت کا تعین، رسالۂ محافظ، وچوکیداروں کا معائنہ، جنگ فتح و صلح کی تفصیل، جانوروں کی آویزہ کشی اور اس پر شرط لگانے کی کیفیت، گھوڑوں کی موت، قبلۂ عالم کی سیاست و سزادہی، مجرموں کے قصور معاف فرمانے کی کیفیت، دربار عام کا جلوس، شادی و بیاہ و نیز ولادت وغیرہ کے حالات، چوگان بازی، چوپڑ، نرد، شطرنج اور گنجفہ بازی کے مفصل حالات، غیر معمولی واقعات کا ظہور، سال کی فصل کی کیفیت اور واقعات کا حضرت کے حضور میں عرض کیا جانا وغیرہ، امور کو بھی روزنامچے میں درج کرتا ہے۔

اس کے بعد ایک خاص ملازم شاہی روزنامچے کی صحت کرتا ہے اور کاغذ قبلۂ عالم کے حضور میں پیش کرتا ہے، جہاں پناہ روزنامچے کو منظور فرماتے ہیں۔ تبلچی ہر واقعے کی ایک نقل کر لیتا ہے اور اس پر اپنی مہر کرتا ہے اور جو اشخاص اس کو بطور سند حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو دیتا ہے ایسی صورت میں کاغذ پر پروانچی اور میر عرض کی بھی مہریں کی جاتی ہیں اور اس کے بعد جس ملازم نے جہاں پناہ سے روزنامچے کی منظوری لی ہے وہ اپنی مہر ثبت کرتا ہے۔

ان تمام مراحل کے طے ہونے کے بعد نوشتہ یا دداشت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

جہاں پناہ نے ایک جداگانہ شیریں قلم انشا پرداز خوشنویس مقرر فرمایا ہے۔ یادداشت مذکور اس خوشنویس کے حوالے کی جاتی ہے۔

خوشنویس یادداشت کا خلاصہ اپنی زبان میں قلمبند کرتا ہے اور یادداشت کو اپنے پاس محفوظ رکھ کر خلاصہ واقعہ نویس کے حوالے کر دیتا ہے۔

اس خلاصے پر واقعہ نویس، رسالہ دار، میر عرض اور داروغہ کی مہریں ہوتی ہیں اور اب خلاصے کو تعلیقہ اور اُس کے قلمبند کرنے والے کو تعلیقہ نویس کہتے ہیں۔

ان مراحل کے طے ہونے کے بعد جس طریقے پر کہ مذکور ہوا تعلیقے پر دوسرے عہدہ داران سلطنت کی مہریں ہوتی ہیں اور نوشتہ مکمل ہو جاتا ہے۔

جہاں پناہ کا مقصد یہ ہے کہ ہر فریضہ حسن وخوبی کے ساتھ انجام پائے اور کسی سررشتے میں ناروا اضافہ و ناجائز کمی نہ واقع ہو۔

معتبر اشخاص کی قدر افزائی ہو اور جفاکش خدام درگاہ اطمینان کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دیں اور بدگمان و فراموش کار اشخاص کی نگہداشت و چارہ جوئی کی جائے۔

آئین (۱۱)

سرانجام سند

داد وستد کا ہر معاملہ اُسی وقت اطمینان کے ساتھ طے ہو سکتا ہے جبکہ فریقین اپنے مدعائے قلبی کو دل سے زبان تک لائیں اور زبان کی ادا کردہ تقریر قلم کی امداد سے معرض تحریر میں آئے اور متعلقہ راستباز عہدہ داروں کے دستخط سے درست ہو۔ اس قسم کی تحریر کو سند کہتے ہیں اور اسی کے ذریعے سے لوگ اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ سند ہی کے ذریعے سے خزانچی اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوتا ہے اور اسی کی بنا پر اہل احتیاج اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔

قاعدہ یہ ہے کہ تجربہ کار و امانتدار اشخاص جن کی پیشانی انوار راستی سے منور و تاباں ہے۔ طرفین کے حالات اوراق وصفحات پر تحریر کرتے ہیں تاکہ فیصل شدہ معاملات گوشۂ خاطر سے فراموش نہ ہوں۔ انھی اوراق وصفحات کے مجموعے کو دفتر (رجسٹر) کہتے ہیں۔

قبلۂ عالم نے اس سررشتے کے معاملات سے بخوبی واقفیت حاصل کی اور سررشتے کو باقاعدہ نظام کے تحت میں داخل فرمایا۔

دیانتدار و تجربہ کار و راستباز و سیرچشم افراد کا اس سررشتے میں تقرر فرماکر

دفتر کا انتظام بے غرض افسروں کے سپرد فرمایا اور اُن کے حالات سے خود آگاہ رہتے ہیں

دفتر (رجسٹر) تین قسم کے ہیں۔

(۱) **ابواب المال**۔ ممالک محروسہ کی آمدنی کی تعداد، محال میں کمی یا زیادتی کی تفصیل و نیز ہر شعبے کی آمدنی میں کمی و زیادتی واقع ہونے کا مفصل تذکرہ اسی میں موجود و مکمل رہتا ہے۔

(۲) **ارباب التحاویل**۔ اس دفتر میں حرم سرائے شاہی کے تمام اخراجات کا اندراج ہوتا ہے اور نیز یہ کہ خزانہ داروں کے داخل کردہ حسابات کی تنقیح اور روزانہ خرید و فروخت کے خرچ و آمدنی کا سیاہہ اسی حصے سے متعلق ہے۔

(۳) **توجیہ**۔ اس دفتر میں فوج کے تمام مصارف کا اندراج ہوتا ہے اور نیز یہ کہ ان کی داد و ستد کا کیا انتظام ہے۔

بعض اسناد پر صرف مُہر شاہی ثبت کی جاتی ہے۔ بعض اسناد ارکان دولت کی مہروں سے مکمل ہونے کے بعد مُہر مبارک سے مزیّن کی جاتی ہیں اور اکثر ایسی ہیں جن پر صرف اعیان سلطنت کی مہریں کافی خیال کی جاتی ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

فرمان ثبتی۔ یہ فرمان تین اغراض کے لئے صادر ہوتا ہے۔

(۱) اعلیٰ تقررات۔ تقرر وکیل سلطنت و اتالیق شاہزادگان، تقرر امیر الامرا و صوبہ دار (ناجیتی) تقرر وزرا و بخشی، تقرر مشرف و صدارت۔

(۲) عطائے جاگیر بلا خدمت فوج، نو مفتوحہ مُلک کا ممالک محروسہ میں شمول اور اُن پر حکام کا تقرر اور عطیہ مملکت۔

(۳) سیورغال و روزانہ اخراجات کے عطیے و نیز مقامات متبرکہ کے مصارف کے لئے عطیات۔

تعلیقہ کی تکمیل کے بعد دیوان جاگیر عطیہ کی رقومات ادا کرتا ہے۔

اگر جاگیر فوجی خدمات کے صلے میں دی گئی ہے اور فرمان مبارک کا منشا یہ ہے کہ گھوڑے بھی چہرہ نویسی کے لئے حاضر کئے جائیں تو تعلیقے کی تنقیح کے لئے

بخشیوں کے پاس بارِ دگر روانہ کیا جاتا ہے۔

عہدہ دار تعلیقہ کی پشت یا اُس کے حاشیے پر یہ عبارت تحریر کر دیتے ہیں۔
"خاصہ مردم برآورد نمایند، کارگزاران آئین شغل چہرہ نویسی کنند" (یعنی تنخواہ کی برآورد تیار کی جائے، حکّام متعلقہ چہرہ نویسی کے لئے آمادہ رہیں)

گھوڑوں کی داغ اندوزی کے بعد بخشی بزرگ تعلیقے کو اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے اور اس کے عوض ایک نوشتہ دیتا ہے جس میں ماہانہ تنخواہ کا اندراج ہوتا ہے۔ نوشتۂ مذکور بخشی کے دستخط اور اس کی مہر سے مزیّن ہوتا ہے۔ اس نوشتے کو عرفِ عام میں سرخط کہتے ہیں۔

یہ سرخط تمام ماتحت بخشیوں کے دفاتر میں داخل ہوتے ہیں اور مختلف نشانات سے متمائز کئے جاتے ہیں۔

دیوان سرخط کو اپنے سامنے رکھ کر ایک تختہ تیار کرتا ہے جس میں سالانہ و ماہانہ تنخواہ کا تمام حساب سرخط کی رو سے درج کر کے اپنا تیار کردہ تختہ بادشاہ کے حضور میں پیش کرتا ہے۔

اگر قبلۂ عالم جہانگیر عطا فرمانے کا حکم صادر فرماتے ہیں تو کاغذ کی پیشانی پر یہ فقرہ تحریر کیا جاتا ہے "تعلیقۂ تن قلمی نمایند" (یعنی تعلیقہ تن (تنخواہ کی سند) تحریر کیا جائے۔

یہ حکم تبکچی بطور سند کے اپنے پاس رکھ لیتے ہیں اور اس مضمون کے مطابق ایک مسودہ تیار کرتے ہیں۔

دیوان اس مسودے کی تنقیح کرتا ہے اور اس مسودے پر الفاظ "ثبت نمایند" (دفتر میں داخل کیا جائے) لکھ کر مسودے کی تصدیق کرتا ہے۔

اس کے بعد نوشتے پر نشان دفتر بنایا جاتا ہے اور دیوان بخشی و مشرف دیوان کی مُہریں ترتیب وار لگائی جاتی ہیں اور حاشیے پر شاہی عطیے کی نوعیت لکھ کر نوشتے کو تکمیل کے لئے دیوان کے پاس روانہ کرتے ہیں اور دیوان اُس پر دستخط کر دیتا ہے۔

صاحب توجیہ (مشرف فوج) تعلیقۂ آخر کو اپنے پاس رکھ لیتا ہے اور تعلیقے کے تمام تفصیلی واقعات فرمان کے ضمن میں لکھ کر دستخط اور اپنی مُہر لگاتا ہے۔

اس کے بعد فرمان مستوفی کے ملاحظے میں آتا ہے اور وہ اُس پر اپنے دستخط اور مہر

ثبت کرتا ہے۔

مستوفی کے بعد ناظر و بخشی اپنی اپنی مہریں لگاتے اور دستخط کرتے ہیں اور سب کے آخر میں فرمان مذکور دیوان و وکیل و مشرف کی مہروں سے مزین ہوتا ہے۔

اگر فرمان نقد تنخواہ کے متعلق ہوتا ہے تو اسی طریقے کے مطابق پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے اور اس قسم کے فرمان کو عام طور پر برآت کہتے ہیں۔

معاملۂ متعلقہ کی انجام دہی کے واقعات فرمان کے ذیل میں تفصیل کے ساتھ لکھے جاتے ہیں۔

ناظر کے بعد دیوان بیوتات اپنی دستخط اور مُہر ثبت کرتا ہے اور بخشیوں اور دیوان کی مہروں کی تکمیل کے بعد نوشتے پر خانساماں کی مُہر ہوتی ہے۔

کارخانجات شاہی کے اخراجات اور اُس کی رسیدیں، تحویل و ملازم جن کی تنخواہ کی ادائی (جن میں فوج اور فیل خانہ و اصطبل و عرابہ خانہ کا عملہ بھی داخل ہے) کی تمام کارروائیاں برات نامے کے ذریعے سے انجام پاتی ہیں۔

ہر سررشتے کا مشرف سال میں دو بار برات تیار کرتا ہے۔ ایک برات فروردین سے شہریور تک اور دوسری مہر سے اسفندار تک بنائی جاتی ہے۔ مشرف اس کاغذ میں دانہ و گھاس وغیرہ کی قیمت و مقدار جنس اور نیز خدمتگاروں کی ماہوار تنخواہ وغیرہ کی تمام رقوم کا اندراج کر کے نوشتے پر اپنی مُہر کرتا اور اُس کو آگے بڑھاتا ہے۔ مشرف کی مُہر و دستخط کے بعد دیوان بیوتات نوشتے کی تنقیح کرتا اور ادائی رقوم کے احکام صادر کرتا ہے اور کمی و زیادتی کی صورت میں ہر رقم کی بخوبی تفتیش کرتا ہے اور نوشتے پر یہ فقرہ تحریر کر دیتا ہے "از تحویل فلانی برات نویسند" (یعنی فلاں برات نے فلاں فلاں مشرف رقم ادا کریں)۔

دیوان بیوتات کی ہدایت کے مطابق مشرف متعلقہ اس نوشتے پر کاربند ہوتا ہے اور احکام ادائی و رسائد لکھ کر اُن پر اپنے دستخط و مُہر ثبت کرتا ہے۔

نقد ادائی کی صورت میں ایک ربع رقم مہیا کر لی جاتی ہے جس کے لئے دوسری سند دی جاتی ہے۔

دیوان بیوتات نوشتے پر "ثبت نمایند" (یعنی توثیق کی جائے) کے الفاظ تحریر کرتا ہے۔

اس کے بعد مشرف اس حکم کی تعمیل کرتا ہے اور برات و رسید پر اپنی مہر و دستخط کرتا ہے۔

اس مرحلے کے بعد برات پر صاحب توجیہ و مشرف، ناظر، دیوان بیوتات، دیوان کُل، خانساماں اور مشرف دیوان اور وکیل اپنے اپنے دستخط کرتے اور مُہر لگاتے ہیں۔

ہر صورت اور ہر مرحلے میں برات کے ہمراہ بر آورد بھی رہتی ہے تاکہ رقم میں شک وشبہ نہ واقع ہو۔

ان تمام کارروائیوں کے بعد براءت نامہ مہر مبارک کے نشان سے مزین و آراستہ کیا جاتا ہے اور بعد ازاں مشرف اُس کی رسید لکھتا ہے جو مذکورۂ بالا طریقے کے مطابق مختلف دفاتر میں داخل ہوتی ہے۔

ادائی رقم کی تفصیل اور اُس کا طریقہ نوشتے کی پشت پر تحریر کیا جاتا ہے جس کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

ایک ربع رقم اشرفیوں میں، نصف رقم روپیوں میں اور ایک ربع دام میں ادا کی جاتی ہے۔ رقم کی ادائی میں ہر سکّے کی مقرّر قیمت کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

فرمان منصب بھی اسی طریقے کے مطابق تحریر و اجرا ہوتا ہے لیکن اس کے کاغذات صرف خاص مبارک کے عہدہ داروں کے پاس نہیں جاتے۔

سیورغال کی صورت میں فرمان مشرف کے دستخط کے بعد دیوان سعادت کے دفتر میں داخل ہوتا ہے اور صدر الصدور دیوان کُل کی مُہر و دستخط کے بعد فرمان پر اپنے دستخط و مُہر ثبت کرتا ہے۔

بعض اوقات فرامین کے عنوان طغری میں لکھے جاتے ہیں اور ایسی صورت میں پہلی دو سطریں دیگر سطور سے چھوٹی ہوتی ہیں

اس فرمان کو اصطلاح عام میں پَروانچہ کہتے ہیں۔

پروانچے عام طور پر خواتین حرم و نیز شاہزادگان کی مقررہ تنخواہوں کے اجرا کرنے کے لئے جاری ہوتے ہیں بیگمات اور شاہزادوں کے علاوہ احدی اور چیلوں کی تنخواہیں اور بارگیر گھوڑوں کے اخراجات کی ادائی کے لئے بھی عموماً پروانچے صادر ہوتے ہیں۔

خزانچی ہر سال نئے اسناد نہیں طلب کرتے بلکہ صرف رسائد کے داخلے پر، جو وزرائے سلطنت کی مُہروں سے مزیّن ہوتی ہیں، رقم ادا کر دیتے ہیں۔ مشرّف رسائد لکھتا ہے اور ان رسیدوں پر صاحب تحویل اپنے دستخط کرتا ہے اور اس کے بعد رسائد اجرائے احکام کے لئے دیوان کے پاس روانہ کر دی جاتی ہیں۔

اس مرحلے میں رسائد پر مشرّف، مستوفی، ناظر بیوتات، دیوان کُل، خانساماں اور مشرّف دیوان کے دستخط لئے جاتے اور مُہریں ثبت ہوتی ہیں اور رسائد مکمّل ہو جاتی ہیں۔

جو پروانچے کہ احدیوں کی اجرائی تنخواہ کی بابت صادر ہوتے ہیں۔ اُن پر مستوفی، دیوان اور بخشی کی مُہروں اور دستخط کے بعد احدی باشی کی منظوری اور اُس کی مُہر اور دستخط بھی ضروری خیال کی جاتی ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ قبلۂ عالم نے از راہ نوازش شاہانہ و نیز اس خیال سے کہ ادائی رقوم میں زیادہ تاخیر نہ ہو، پروانچوں کو اپنے ملاحظے کی شرط سے بری فرما دیا ہے۔

پروانچوں کے علاوہ سرخطوں اور خرید و فروخت کی رسیدوں اور نرخ ناموں، عرض ناموں (رقومات کی تفصیلی یادداشت جو خالصے کے تحصیلدار و ناظم رقم کے ہمراہ روانہ کرتے ہیں) قرار نامجات (وہ نوشتہ جس کے محاصل جمع کرنے والوں کی فراہم کردہ رقوم کی تصریح و توثیق ہوتی ہے) اور مقالے (تختۂ حساب جو تنقیح کے بعد تحویلدار مستوفی سے وصول کرتا ہے) پر بھی شاہی مُہر نہیں لگائی جاتی۔

آئین (۱۲)

پایۂ نگین ہا

(مہروں کے مراتب و مدارج)

فرمان، پروانچہ اور برات کے کاغذات چند تہوں میں موڑے جاتے ہیں۔ موڑ کی ابتدا صفحے تہ کے آخر سے ہوتی ہے۔ پہلی تہ دوسری تہوں سے کم چوڑی ہوتی ہے۔ اس تہ کے کنارے پر جہاں کہ کاغذ قطع کیا جاتا ہے، وکیل اپنی مُہر ثبت کرتا ہے۔ وکیل کی مُہر کے مقابل، مگر قدرے اُس سے نیچے مشرفِ دیوان کی مُہر ہوتی ہے۔ اس مُہر کا ایک حصّہ دوسرے پرت پر ثبت ہوتا ہے۔ اسی طرح مگر اس سے کچھ نیچے صدر کی مُہر ہوتی ہے لیکن شیخ عبدالنبیؒ اور سلطان خواجہ اپنی مُہریں وکیل کی مُہر کے مقابل ثبت کرتے تھے۔

اس تہ کے وسط میں اُس شخص کی مُہر ہوتی ہے جس کا مرتبہ وکیل کے عہدے سے زیادہ قریب ہوتا ہے، جیسا کہ منعم خاں اور ادہم خاں کے زمانے میں اتکہ خاں کا حال تھا۔

میرمال، خانساماں، وپیروانچی وغیرہ دوسری تہوں میں اپنی مُہریں ثبت کرتے ہیں، اس طرح کہ مُہروں کا قلیل حصّہ پہلی تہ پر ثبت ہوتا ہے۔ دیوان اور بخشی کی مُہریں دوسری تہ کی سطح سے کم و بیش نہیں ہوتیں۔

دیوان جزو اور بخشئ جزو اور دیوان بیوتات تیسری تہ پر اپنی مہریں ثبت کرتے ہیں۔
چوتھی تہ پر مستوفی اور پانچویں تہ پر صاحب توجیہ کی مہریں ہوتی ہیں۔
جہاں پناہ کی مہر سطر طغرا کے اوپر فرمان کی پیشانی پر ثبت کی جاتی ہے۔
تعلیقہ کی پیشانی پر شاہزادوں میں سے بھی ایک کی مہر لگائی جاتی ہے۔

آئین (۱۳)

فرمان بیاضی

ملک کے اکثر اہم معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ نہ تو اُن میں تاخیر کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ وہ ہر خاص و عام پر ظاہر کئے جاسکتے ہیں۔ اس قسم کے امور کی بابت جو فرامین جاری ہوتے ہیں وہ صِرف مُہر مبارک شاہی سے مزین کئے جاتے ہیں اور انھیں فرمان بیاضی کہتے ہیں۔

ان فرامین کو لپیٹ کر ان کے دونوں سروں کو باہم ملا دیتے ہیں۔ کاغذ کی ایک گرہ سروں میں دے کر گرہ پر لاکھ کی مُہر کر دیتے ہیں۔ اس سے فرمان کے سرے ایسے باہم جڑ جاتے ہیں کہ مضمون نظر نہیں آتا۔ لاکھ کنار، بڑ اور پیپل وغیرہ کے گوند سے بنائی جاتی ہے۔ یہ موم کی طرح آگ میں پگھل جاتی ہے اور ٹھنڈی ہوکر بستہ و سخت ہو جاتی ہے۔

مُہر کردہ فرمان زرّیں خریطوں میں رکھے جاتے ہیں اس لئے کہ قبلۂ عالم ظاہری مرتبہ افزائی کو بھی پرستش الٰہی کا ایک ضمیمہ خیال فرماتے ہیں۔ اس فرمان کو منصبدار و احدی و پیادے مکتوب الیہ تک پہنچاتے ہیں۔

جب بندگان سعادتمند کے پاس فرمان پہنچتا ہے تو وہ

استقبال کے لئے آتا اور منشور شاہی کی تعظیم و تکریم بجالا کر اس کو سر پر رکھتے اور سجدۂ شکر بجالاتے ہیں۔ فرمان پہنچانے والے شاہی عطیہ و نوازش کے مناسب حال یا اپنی حیثیت کے مطابق انعام و اکرام پاتے ہیں۔ قبلۂ عالم کے حکم سے فرمان کی طرح خریطوں پر بھی لاکھ بندی کی گئی جس کی وجہ سے مضمون میں کمی و بیشی کی گنجائش نہیں رہی اور اس جدت طرازی سے بیشمار تکالیف و انواع و اقسام کی بے عنوانیوں کا سدباب ہوگیا۔

آئین (۱۴)

برگرفتن مواجب

(طریقہ وصولیابی تنخواہ)

جو شخص اپنی خوش نصیبی سے فوج میں داخل ہوتا ہے اور جب گھوڑے کی داغ اندوزی ہو جاتی ہے تو بغیر کسی انتظار کی تکلیف برداشت کئے و نیز بلا کسی خرچ کے اُسے سند مل جاتی ہے۔

تنخواہوں کے تمام حسابات دام میں کئے جاتے ہیں۔

برآورد کی تیاری میں نصف تنخواہ روپے میں ادا کی جاتی ہے۔ ہر روپیہ اڑتالیس دام کا ہوتا ہے۔ اور بقیہ نصف کے دو حصّے کئے جاتے ہیں۔ ایک حصّہ اشرفیوں میں ادا کیا جاتا ہے اور ہر اشرفی نو روپے کے برابر ہوتی ہے۔ دوسرا حصّہ یعنی کُل تنخواہ کا ربع دام میں ادا کیا جاتا ہے۔ جب روپیہ چالیس دام کا قرار پایا تو جہاں پناہ کی شاہانہ نوازش سے سواروں کو تنخواہ بھی اُسی حساب سے ملنے لگی۔

ہر سال ایک ماہ کی تنخواہ گھوڑے و نیز ساز و سامان کے معاوضے میں منہا کی جاتی ہے۔ گھوڑے کی قیمت اصل قیمت سے دس پندرہ روپے زائد قرار دی جاتی ہے۔ لیکن چونکہ گھوڑوں کی خریداری میں بے حد احتیاط سے

کام لیا جاتا ہے اس لیئے قیمت میں اس قلیل اضافے سے سواروں کا کوئی مالی نقصان نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ احدی سوار ضروری امور سلطنت کے انصرام و نیز جہاں پناہ کے احکام و فرامین پہنچانے میں ہمیشہ مصروف رکھے جاتے ہیں۔ ان سواروں کو مکتوب الیہ اُن کے حسن خدمت کے لحاظ سے انعام عطا کرتے ہیں۔ اگر سوار خدمات کو بخوبی بجالاتے ہیں تو انعامات کی تمام رقوم احدیوں کو عطا ہوتی ہے ورنہ اس انعام کا ایک حصہ ماہوار تنخواہ میں محسوب ہوتا ہے۔

جہاں پناہ نقش کاہلی کو مٹانے اور فرائض خدمات کی تعلیم دینے کی غرض سے سواروں پر غیر حاضری کی صورت میں جرمانہ عائد فرماتے ہیں۔ سزایابی کی صورت میں احدی پر نصف ماہ کی تنخواہ اور دیگر سواروں پر ایک ہفتے کی تنخواہ کے مساوی جرمانہ کیا جاتا ہے۔

تابین باشی کو اختیار ہے کہ اپنے سواروں کی تنخواہ کا بیسواں حصہ ہمیشہ اپنے پاس رکھے اور ضرورت کے وقت اس رقم میں سے اخراجات کو پورا کرے۔
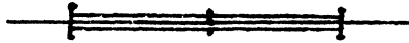
آئین (۱۵)

مساعدت

(فوجی عہدہ داروں کو مالی امداد)
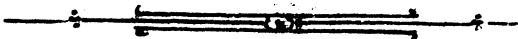
جاگیردار و ماہوار تنخواہ یاب عہدہ داروں کو اتفاق سے مالی مشکلات سے سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس صورت میں ان لوگوں کو یہ سزاوار نہیں ہے کہ وہ کسی شخص سے تحفے یا ہدیے کے خواستگار ہوں۔

قبلۂ عالم نے اس پریشانی کو رفع کرنے کی غرض سے ایک خزانچی جداگانہ مقرر فرمایا ہے اور ایک میر عرض کا تقرر بھی عمل میں آیا ہے۔

جو اشخاص ضرورت کے وقت قرض لینا چاہتے ہیں وہ بلا کسی توہین و تکلیف انتظار کے اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ سال اوّل قرضہ کی رقم میں مطلق اضافہ نہیں ہوتا۔ دوسرے سال قرضے میں ۱/۱۶ کا اور تیسرے سال ۱/۸ چوتھے سال ۱/۴ کا اور پانچویں سال سے ساتویں سال تک پندرہ فی صدی اور آٹھویں سال سے دسویں سال تک ساڑھے تیرہ فی صدی کا اور دس کے بعد قرضے کی دگنی مقدار وصول کی جاتی ہے اس مدت کے گذرنے کے بعد مزید اضافہ نہیں ہوتا۔

جہاں پناہ کا منشا اس سررشتے کے قیام و نیز اس کے آئین الکلام سے

یہ ہے کہ داد وستد میں راستبازی پیدا ہو ورنہ ظاہر ہے کہ تجارتی کار و بار کی نوعیت انسان میں باہمی مساوات نیز باہمی قدر شناسی کے جذبات کو ترقی نہیں دے سکتی۔ اس آئین سے خائن سودخواروں کو راہ راست کی رہنمائی ہوئی اور ملک میں بہترین انتظام رائج ہوا۔
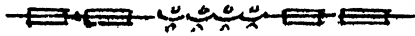
آئین (۱۶)

انعام

قبلۂ عالم بنی نوع انسان کی عادات اور اُن کی مختلف طبائع سے بخوبی واقف ہیں۔ جہاں پناہ انھی امور کو مدنظر رکھ کر مختلف طریقوں پر انعام و اکرام عطا فرماتے ہیں۔ ظاہر میں بھی عطا کرتے ہیں اور پوشیدہ طور پر بھی بخشش کرتے ہیں۔ بعض مرتبہ قرض کے نام سے بھی انعام عطا ہوتا ہے، وہ واپس نہیں لیا جاتا۔

دور و نزدیک، دولتمند و محتاج، ہر طبقہ جہاں پناہ کے انعام و بخشش سے فیضیاب ہوتا ہے۔

قبلۂ عالم علاوہ نقد کے اسپ و فیل و نیز دیگر بیش قیمت اشیا بطور انعام عطا فرماتے ہیں۔

ہر روز بخشیان بارگاہ، چوکیداروں اور دوسرے سواروں کے نام کی فہرست پڑھتے ہیں اور جن اشخاص کو ہنوز بخشش و انعام عطا نہیں ہوئے بیشتر انھی کا نام لیتے اور انکو ملاحظۂ عالی میں پیش کرتے ہیں۔

جہاں پناہ اُن کو گھوڑے بھی عطا فرماتے ہیں۔

جو سوار کہ انعام میں گھوڑا پاتے ہیں وہ تاریخ انعام سے ایک سال تک عطائے بخشش کے لئے قبلۂ عالم کے حضور میں نہیں پیش کئے جاتے۔

آئین (۱۷)

خیرات

جہاں پناہ محتاج و تہی دست افراد کو نقد رقم و نیز دیگر ضروریات زندگی عطا فرماتے اور اس طرح خفیہ و علانیہ ہر طریقے پر اپنی بخشش سے قلوب انسانی کو اپنا گرویدہ بناتے ہیں۔

بیشمار اشخاص روزینہ، ماہانہ اور سالانہ نقد و انعام پاتے اور بغیر انتظار کی تکلیف برداشت کیئے ہوئے کامیاب ہوتے ہیں۔

حاضرین بارگاہ کے معروضات کے مطابق جس قدر رقم روزانہ اہل احتیاج کو عطا ہوتی ہے وہ حدّ حساب سے باہر ہے جو تحریر میں نہیں آسکتی۔ اور جو رقم کہ روزانہ فقرا کو بطور خیرات و نیز محتاج خانوں کے اخراجات طعام کے لیئے دی جاتی ہے اُس کو بتفصیل معرض بیان میں لانا دشوار ہے۔

ایک جداگانہ خزانچی ہمیشہ جہاں پناہ کے حضور میں حاضر رہتا ہے اور جو تہی دست ملاحظۂ عالی میں پیش ہوتا ہے اسی وقت کامیاب و دلشاد واپس آتا ہے۔

آئین (۱۸)

وزنِ مقدس

عظمت و شان کو برقرار رکھنے اور نیز تہی دست اشخاص کو عطیہ و بخشش سے فیضیاب فرمانے کی غرض سے جہاں پناہ کے تولنے کی رسم سال میں دو بار ادا کی جاتی ہے اور ہر قسم کی جنس اور اشیا ترازو میں رکھی جاتی ہیں۔ اوّل بار یکم آبان کو جہاں پناہ کی شمسی سالگرہ کا روز ہے۔

اس مرتبہ قبلۂ عالم مندرجہ ذیل بارہ چیزوں میں بارہ دفعہ تولے جاتے ہیں۔ سونا، چاندی، ابریشم، خوشبو، تانبا، روح توتیا، گھی، لوہا، دودھ، چانول، سات قسم کا اناج اور نمک۔ وزن میں تقدیم و تاخیر ان اشیا کی قیمت پر منحصر ہے، جو شے زیادہ گراں قیمت ہے وہ وزن میں کم قیمت شے سے اوّل تولی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ جہاں پناہ کی عمر گرامی کا جو سال ہوتا ہے اُسی تعداد میں بکرے، بکریاں اور مرغیاں مفلس اشخاص کو (جو ان جانوروں کو پالتے اور ان کی نسل بڑھا کر فائدہ اُٹھاتے ہیں) دی جاتی ہیں اور بے شمار پرند قفس سے اڑا دئے جاتے ہیں۔

دوم پانچویں رجب کو (جو جہاں پناہ کی قمری سالگرہ کا روز ہے) قبلۂ عالم آٹھ چیزوں میں جدا جدا تولے جاتے ہیں۔
چاندی، رانگ، پارچہ، سیسہ، میوہ، شیرینی، روغن کنجد، سبزی۔

شمسی و قمری دونوں سالگرہ میں تولنے کی رسم کے علاوہ عظیم الشان جشن سالگرہ منعقد ہوتا ہے اور بادشاہ کی ہمہ گیر بخشش سے اہل عالم فیضیاب ہوتے ہیں۔

شاہزادگان بلند اقبال اور اُن کے فرزندان سعادتمند سال میں ایک بار یعنی شمسی سالگرہ کے روز تولے جاتے ہیں۔

شاہزادوں کی رسم دو برس کے سن سے شروع ہوتی ہے اور پہلی مرتبہ وہ صرف ایک ہی چیز سے تولے جاتے ہیں۔ ہر سال ایک شے کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

جوان ہونے کے بعد سات یا آٹھ اشیا میں تولنے تک نوبت آتی ہے لیکن بارہ سے زائد چیزوں میں کبھی نہیں تولے جاتے۔ شاہزادوں کی سالگرہ میں بھی اُسی طرح جانور صدقے میں دئے جاتے ہیں۔

ایک خزانچی اور ایک محاسب اس سر رشتے کے لئے بھی جداگانہ مقرر ہیں تاکہ سر رشتے کے اخراجات میں بدعنوانی نہ ہونے پائے۔

آئین (۱۹)

سیورغال

قبلۂ عالم اپنی روشن ضمیری و رعیت نوازی سے بیشمار افراد کو اپنے عطیات شاہانہ سے فیضیاب فرماتے ہیں اور اپنی خداداد فہم و فراست سے اس بخشش و عطیہ کو عبادت الٰہی خیال فرماتے ہیں۔

قبلۂ عالم ہمیشہ اس امر پر توجہ فرماتے ہیں کہ بنی نوع انسان کی قدر شناسی و عزت افزائی کے مدارج میں ترقی و تمایز پیدا ہو۔ بادشاہ رعیت نواز چار طبقوں کو عطیۂ زمین اور وظائف سے مالامال فرماتے ہیں۔

اوّل حقیقی علوم کے پرستار، جنھوں نے دُنیا کی ہر شے سے کنارہ کشی کر لی ہے اور شبانہ روز ایک ہی عالم تحقیق و جفاکشی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

دوم وہ گروہ، جو تمام عالم سے بے نیاز ہو کر خلوت کدۂ عبادت میں اپنے نفس کی آراستگی میں مصروف ہے۔

سوم وہ گروہ جو کمزور و غریب ہیں اور حصول معاش میں کوشش و دوادوش کرنے سے عاجز و لاچار ہیں۔

چہارم معزز بزرگ زادے، جو کمی علم و فراست کی وجہ سے حصول معاش کا کوئی ذریعہ نہیں رکھتے۔

زبان وقت میں نقد عطیے کو وظیفہ اور عطیۂ زمین کو مِلک اور مدد معاش کہتے ہیں۔

اس عنوان کے نام سے بھی کرور ہا روپیہ اور بیگھے شمار کئے جا سکتے ہیں۔ اور اس پر بھی عطا و بخشش کا بازار اسی طرح گرم ہے۔

چونکہ حاجتمندوں کے حالات کا علم اور اُن کی حاجت روائی و نیز اُن کی ضروریات کا اندازہ ایک اہم و ضروری کام ہے، اس لئے ایک تجربہ کار، نیک نیت شخص کا جس کے اقوال و افعال میں راستبازی و دائمی جفاکشی کے آثار روشن و ظاہر ہوتے ہیں، اس خدمت پر تقرر فرمایا جاتا ہے اور اسے صدر کہتے ہیں۔ قاضی و میر عدل اس کے ماتحت ہوتے ہیں۔

صدر کو اُس کے فرائض منصبی میں مدد دینے کے لئے ایک تبکچی عطا کیا گیا ہے جو سررشتۂ حساب کو درست رکھتا ہے۔ اس شخص کو دیوان سعادت کہتے ہیں۔

جہاں پناہ نے رحم دلی سے ملازمین سررشتہ کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ قابل توجہ حاجتمندوں کو حاضر کریں اور اس طرح بیشمار اشخاص اپنی تمناؤں میں کامیاب ہوتے ہیں۔

جہاں پناہ نے جب اس سررشتے کے حالات کی تفتیش کی تو قدیم صدر رشوت ستانی اور خیانت کے مجرم ثابت ہوئے۔

قبلۂ عالم نے اپنے مقرب اراکین کے مشورے سے شیخ عبدالنبی کو عہدۂ صدارت پر مامور کیا۔

جو زمینیں کہ افغانوں اور چودھریوں کے قبضے میں تھیں وہ ضبط کر کے خالصے میں داخل کر دی گئیں۔

ان کے علاوہ دیگر اشخاص جو مدد معاش کے عطیات سے سرفراز تھے، اُن کی اسناد کی تصدیق و تصحیح کی گئی اور اس کے مطابق اُن کی املاک واگذاشت کی گئیں۔

قلیل مدت کے بعد قبلۂ عالم کے حضور میں اس مضمون کا ایک معروضہ پیش ہوا کہ جو افراد مدد معاش کے عطیات سے سرفراز کئے گئے ہیں اُن کی زمین ایک ہی قصبے اور ایک ہی سلسلے میں واقع نہیں ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کمزور و کم طاقت افراد

جن کی زمین خالصہ یا کسی منصبدار کی جاگیر کے قریب واقع ہے زبردست حریف کی زور آوری سے بیحد تکلیف اُٹھاتے اور طرح طرح کی پریشانیوں میں گرفتار ہوتے ہیں۔

قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ ایسے اشخاص مدد معاش کی زمینیں ایک ہی مقام پر منتخب کر سکتے ہیں۔ تنخواہ ایسی اراضی پر اُتاری جائے جو ایک ہی جگہ واقع ہو اور ہر دو گروہ کا اطمینان کیا جائے۔

کارپردازان سلطنت نے اس حکم کی بنا پر چند قریئے اس غرض کے لئے جدا کر دئیے۔

سعادت مند ناتوان گروہ کو آرام نصیب ہوا اور بد طینت لوگوں کو دست درازی کرنے کا موقع نہ رہا۔

زمانے نے اپنی دیرینہ عادت کے مطابق بار دگر پردہ دری کی اور موجودہ صدر کے افسانے بھی جہاں پناہ تک پہنچے۔ قبلۂ عالم نے فرمان صادر فرمایا کہ جو اشخاص پانچ سو بیگے سے زائد کے معافی دار ہیں وہ اپنی اسناد بذات خود جہاں پناہ کے ملاحظے میں پیش کریں۔ جو معافی دار احکام شاہی کی تعمیل نہ کریں گے اُن کی زمین ضبط کر لی جائے گی۔ ان احکام کے باوجود بھی معافی داروں کے اعمال و کردار قبلۂ عالم کی مرضی کے مطابق درست نہ ہوئے اور جہاں پناہ نے حکم صادر فرمایا کہ ایک سو بیگے سے زائد کی زمینوں میں اگر اضافے کی تصریح فرمان میں نہیں کی گئی ہے تو اضافے کا $\frac{3}{5}$ حصّہ خالصۂ مبارک میں شامل کر دیا جائے۔

ایرانی و تورانی عورات ان احکام سے بری سمجھی گئیں۔

بعد میں قبلۂ عالم کو معلوم ہوا کہ بعض حریص و گستاخ معافی دار اپنی قدیم زمینوں کو چھوڑ کر اُن کی بجائے نئی زمین حاصل کرتے ہیں۔ جہاں پناہ نے حکم دیا کہ جو شخص اس فعل کا مرتکب ہو اُس کی معافی کا $\frac{1}{4}$ حصّہ ضبط کر کے اُس کو از سر نو سند عطا کی جائے۔ قبلۂ عالم کو یہ بھی معلوم ہوا کہ قاضی رشوت ستانی کے خوگر ہو گئے ہیں اور معافی داروں سے روپیہ وصول کر کے اپنی جیب گرم کرتے ہیں جہاں پناہ نے رضائے الٰہی کا حاصل کرنا مقدّم خیال فرمایا اور ان ظاہردار عمامہ بند، دراز آستین جبہ پوش اور کوتاہ عقل اشخاص سے بدظن ہو گئے۔

قبلۂ عالم نے معاملات کی ازسرنو تحقیق کی اور بجز اُن تمام اشخاص کے جو سلطان خواجہ کے عہد صدارت میں قاضی مقرر ہوئے تھے، بقیہ قاضیوں کو برطرف فرمادیا۔

ایرانی و تورانی عورات بھی خائن ثابت ہوئیں۔ لہذا حکم ہوا کہ ان میں سے جو عورت سو سے زاید بیگوں کی معافی دار ہے، وہ ازسرنو اپنی اسناد کی تجدید کرائے۔

عضد الدولہ میر فتح اللہ شیرازی کے عہد صدارت میں مندرجۂ ذیل حکم صادر ہوا۔

اگر کوئی معافی دار مدد معاش کی زمین پر کسی دوسرے فرد کا شریک ہے اور فرمان مبارک میں ہر دو فریق کے حصّوں کی صراحت نہیں ہے تو کسی شریک کی وفات کی صورت میں تاوقتیکہ متوفی کے ورثا بذات خود جہاں پناہ کے حضور میں حاضر نہ ہوں صدر بغیر کسی مزید تفتیش کے زمین تقسیم کرے اور اس نصف کو خالصے میں شامل کرلے۔

جدید صدر کو اختیار دیا گیا کہ وہ صرف پندرہ بیگے زمین اپنے اقتدار سے عطا کرے اور اس سے زائد کے لئے جہاں پناہ کے حضور میں معروضہ پیش کرکے قبلۂ عالم کی منظوری حاصل کرے۔

چونکہ مُلک امن و امان کی برکات سے معمور و مرفہ الحال ہو رہا ہے اس لئے معافیداروں نے اپنی زمینوں کے بیشتر حصّوں میں باغات نصب کرکے بیشمار فائدہ حاصل کیا۔ سلطنت کے عمّال کو کفایت شعاری اور سلطنت کے مفاد کا خیال پیدا ہوا اور انھوں نے سیورغال کے منافع کا اندازہ لگاکر معافی داروں سے محاصل طلب کئے

عمّال کا یہ فعل جہاں پناہ کو پسند نہ آیا اور قبلۂ عالم نے حکم دیا کہ اس قسم کے منافعوں میں کسی طرح کی دست اندازی نہ کی جائے۔

بعد میں جب یہ ثابت ہوا کہ سو بیگے بلکہ اس سے کم کے معافی دار بھی خیانت کے مجرم ہیں تو میر صدر جہاں کو حکم ہوا کہ وہ ان اشخاص کو قبلۂ عالم کے حضور میں پیش کرے

آخر کار یہ طے پایا کہ صدر جہاں راقم الحروف کے مشورے سے عطیات میں زیادتی و کمی کرے اور اسی بنا پر فی الحال مندرجۂ ذیل اصول پر عملدرآمد

ہوتا ہے۔

معافی کی زمین نصف مزروعہ اور نصف قابل کاشت ہونی چاہیئے اور اگر نصف آخر بھی مزروعہ ہو تو کُل زمین کا ایک ربع ضبط کیا جائے اور بقیہ کے لئے جدید اسناد اجرا کیئے جائیں۔

مختلف قصبات میں ایک بیگھے کا محصول مختلف ہے لیکن کسی مقام پر ایک روپیہ سے کم نہیں ہے۔

جہاں پناہ کے عقل و دانش سکھانے اور رعایا کو جفاکشی کا عادی بنانے کی بنا پر اس سررشتے پر خاص توجّہ فرماتے ہیں اور بے لوث و بے غرض اشخاص کو صدارت کل و جزو کے عہدوں پہ مقرر فرماتے رہتے ہیں۔
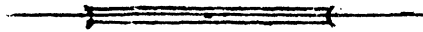
آئین (۲۰)

گردون گرداں

(جہاں پناہ کے ایجاد کردہ چرخ اور گاڑیاں)

قبلۂ عالم نے اپنی بہترین دور اندیشی سے ایک عجیب وغریب گاڑی ایجاد فرمائی ہے۔ اس جدت طرازی سے اہل عالم کو بیحد آرام وآسائش حاصل ہے۔

گاڑی سفر میں سواری یا بارکشی کے لئے استعمال کی جاتی ہے اور اسی کے ساتھ چکی کا کام بھی دے سکتی ہے لوراناج کا آٹا تیار ہوجاتا ہے۔

اس کے علاوہ ایک دوسری بڑی گاڑی تیار کرائی جس کو ایک ہاتھی کھینچتا ہے۔ گاڑی میں اس قدر وسعت ہے کہ اس میں مختلف حمام بنے ہوئے ہیں گویا کہ یہ گاڑی خود ایک سفری حمام ہے جس سے بیحد آرام ونشاط حاصل ہوتا ہے۔

تعجب یہ ہے کہ اس گاڑی کو بیل بھی آسانی کے ساتھ کھینچ سکتے ہیں۔

اونٹ اور گھوڑے بھی گاڑیوں کے چلانے میں استعمال کئے جاتے ہیں جن سے بنی آدم کے آرام وآسائش میں ایک معتدبہ اضافہ ہوگیا ہے۔

عمدہ اور سبک گاڑی کو بہل کہتے ہیں۔ یہ گاڑی ہموار زمین پر چلتی ہے اور چند اشخاص اس میں بیٹھکر آرام سے سیر وتفریح کرسکتے ہیں۔ پانی کے چرخ اور دولابے بھی

ایجاد فرمائے جو زمین کی انتہائی گہرائی سے بھی پانی کھینچتے ہیں۔

چار چرخ کو دو بیل اور دو چرخ کو ایک بیل آسانی سے چلاتا ہے۔

ایک دوسری مشین ایسی تیار فرمائی جو ایک ہی وقت میں دو کنوؤں سے پانی کھینچتی ہے اور اسی کے ساتھ چکی کا بھی کام دیتی ہے۔

آئین (۲۱)

دہ سیری

قبلۂ عالم نے خداداد فہم و فراست کی بنا پر ابتدائے عہد معدلت سے یہ قاعدہ مقرر فرمایا کہ ممالک محروسہ میں ہر مقام پر ایک بیگھہ مزروعہ کی پیداوار میں سے دس سیر غلہ بطور حق شاہی سرکار میں جمع کیا جائے۔

اس حکم کی بنا پر ملک میں ہر چہار طرف غلے کے انبار کے انبار لگ گئے۔

سرکاری چوپایوں کی خورش کا بہترین انتظام ہوا اور غلہ بازار سے خریدنے کی نوبت نہ آئی۔

سرکاری گودام (غلہ خانے) رعایا کے لئے بھی بیحد مفید ثابت ہوئے اس لئے کہ غریب کسان کاشتکاری کے لئے سرکار سے بہ آسانی غلہ حاصل کر سکتے ہیں اور قحط کے زمانے میں رعایا انہی گودام سے غلہ ارزاں قیمت پر خرید کرتی ہے لیکن غلہ خریدار کی ضرورت سے زاید نہیں دیا جاتا۔ علاوہ ازیں یہ ذخیرہ کار خیر میں صرف ہوتا ہے۔

قبلۂ عالم نے ممالک محروسہ میں اکثر مقامات پر طعام خانے قائم کئے ہیں جہاں غربا و محتاج رعیت کو کھانا تقسیم ہوتا ہے۔

جہاں پناہ نے جابجا تجربہ کار ملازمین کا تقرر فرمایا اور ان کے علاوہ جفاکش داروغہ اور ہوشیار تحویلچی مقرر فرمائے جو آمد و خرچ کا حساب مرتب کرتے ہیں۔

آئین (۲۲)
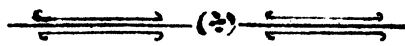
جشن آرائی

(مختلف تہواروں کا آئین)
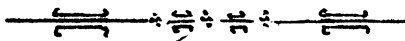
بادشاہ قدرشناس گزشتہ زمانے کے رسوم کی نوعیت پر غور فرماتے اور اہل رسوم کے ذاتی حالات سے قطع نظر کر کے خود اُن رسموں کی نیکی وبدی کا اندازہ فرما کر جو رسم عمدہ ہوتی ہے اُس کو گراں سے گراں مصارف کے باوجود اختیار فرماتے ہیں۔

بادشاہ سلامت لوگوں کی پرورش کی طرف خاص توجہ فرماتے ہیں اور بخشش کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ بہانہ تلاش کر لیتے ہیں۔

اسی بنا پر جب قبلۂ عالم کو جشن جمشیدی اور پارسی تہواروں کا حال معلوم ہوا تو حضرت نے بلا تامل ان رسوم کو اختیار فرمایا اور داد و دہش اور جود و عطا کی گرم بازاری ہونے لگی۔

پہلا جشن، جشن نوروزی کے نام سے موسوم ہے، جب آفتاب سال کا دورہ تمام کر کے برج حمل میں داخل ہوتا اور اپنی برکات سے اہل عالم کو مستفید کرتا ہے تو انیس روز کامل عشرت ونشاط کی ہنگامہ آرائی ہوتی ہے

اس زمانے میں دو روز عید کا تہوار منایا جاتا ہے اور بیشمار نقد و طرح طرح کی اشیا بطور صدقے اور تحفے اور ہدیئے کے تقسیم کی جاتی ہیں۔

یکم فروردین اور اُنیس فروردین جو یوم شرف ہیں عید کے لئے مخصوص ہیں۔

پارسیوں کا دستور ہے کہ ہر ماہ کے اُس روز جو ماہ کا ہمنام ہوتا ہے بعید مبارک خیال کرتے ہیں اور اس روز جشن عشرت منعقد کرکے بعد نغمہ نوازی وسامان ضیافت وغیرہ کرتے ہیں۔ قبلۂ عالم نے بھی اس رسم کی تقلید کی اور ہر شمسی ماہ ایک خاص جشن کے لئے مخصوص ہوگیا۔ ان ایام کی فہرست مندرج ذیل ہے۔

اُنیس[۱۹] فروردین، تیسری[۳] اردی بہشت، چھٹی[۶] خورداد، تیرہ[۱۳] تیر، ساتویں[۷] امرداد، چوتھی[۴] شہریور، سولہ[۱۶] مہر، دس[۱۰] آبان، نویں[۹] آذر، آٹھویں[۸] پندرھویں[۱۵] اور تئیسویں[۲۳] دے، دوسری[۲] بہمن، پانچویں[۵] اسفندار،

ان ایام میں جشن منعقد ہوتا ہے اور ہر جشن میں انواع واقسام کی زیب وزینت وآرائش کی جاتی ہے۔

حاضرین فرط مسرت سے بے اختیار ہو کر نعرہ ہائے نشاط بلند کرتے ہیں۔

ہر پہر کے آغاز پر نقارہ نوازی ہوتی ہے اور ارباب نشاط اپنی نغمہ سرائی اور اپنے ساز سے ہنگامۂ عیش برپا کرتے ہیں۔

پہلے جشن کی تین راتیں اور دوسرے جشن کی ایک رات چراغان کے لئے مخصوص ہے جس سے رونق ونشاط میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

اس قسم کے جشنوں کا مختصر حال دفتر اوّل میں ہدیۂ ناظرین ہو چکا ہے۔

آئین (۲۴)
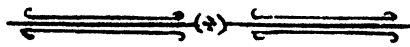
خوش روز

(مینا بازار)

قبلۂ عالم دُنیا کی عجیب و غریب صنعتوں سے واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے ماہانہ جشن کے تیسرے روز ایک بازار آراستہ کرنے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔

اس بازار میں عورتیں بے حد شوق کے ساتھ سوداگری کے لئے جمع ہوتی ہیں اور تمام بلاد و ممالک کی صنعتیں اور سازو سامان دُکانوں میں جمع کئے جاتے ہیں۔

خواتین حرم و دیگر پردہ نشین مستورات اس بازار میں آتی ہیں اور خرید و فروخت عام طور پر کی جاتی ہے۔ دوربیں بادشاہ بھی نقاب ڈال کر پہنچ جاتے ہیں اور سامان خرید کر کے نرخ سے واقفیت حاصل کرتے ہیں اور اس طرح سلطنت کے متعلق لوگوں کے خیال معلوم ہوتے ہیں اور ہر سر رشتے اور ہر کارخانے کے نیک و بد احوال سے قبلۂ عالم کو واقفیت حاصل ہوتی ہے۔

قبلۂ عالم ان ایّام کو خوش روز (یوم نشاط) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ نام قطعاً بامعنی و صحیح ہے۔ اس لئے کہ یہ ایّام رعایا کے لئے ہر طرح سرچشمۂ نشاط و سرور ہیں۔

زنانہ بازار کے اختتام کے بعد مردوں کے لئے بازار آراستہ ہوتا ہے۔

مختلف ممالک کے سوداگر اپنا مال فروخت کرتے اور اپنے مقاصد میں کامیاب

ہوتے ہیں۔

جہاں پناہ لین دین کی نگہداشت فرماتے ہیں اور اہل دربار خرید و فروخت سے مسرور و شادمان ہوتے ہیں۔

اس ہنگامۂ عشرت میں اہل بازار قبلۂ عالم کو اپنے درد دل کی داستان بھی سناتے ہیں اور اپنے مطالبات کو پیش کر کے مقاصد میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

اس گروہ کو چاؤش و دربانوں کی دورباش کی زحمت بھی گوارا نہیں کرنی پڑتی۔

یہ سوداگر قبلۂ عالم کے حضور میں اسباب پیش کرنے کو عرض حال کا ذریعہ بناتے اور اس طرح مسرور و شادکام ہوتے ہیں۔

نیک و سعادتمند افراد اپنی مراد حاصل کرتے ہیں اور بدبخت و سیہ کار اشخاص اپنے افعال بد کی سزا پاتے ہیں۔

جہاں پناہ نے خرید و فروخت کے کاروبار کو بحسن وخوبی انجام پانے کی غرض سے ایک جداگانہ خزانچی اور ایک خاص مشرف کا تقرر فرمایا ہے جس کی وجہ سے سوداگر فروخت کردہ اسباب کی قیمت بلا تاخیر وصول کر لیتے ہیں اور اس طرح انھیں بےحد فائدہ پہنچتا ہے۔

آئین (۲۴)

کدخدائی

ظاہر ہے کہ اس عجیب و غریب پیوند زندگانی کی نگہداشت کرنا درحقیقت بقائے انسانی کو بحال و محفوظ رکھنا اور دنیا کی ترقی و آبادی میں اضافہ ہونے کے ذرائع کو فراہم کرنا ہے۔

یہ رشتہ بُرے جذبات نفس کا محافظ و نگہبان اور خانہ آبادی کا بہترین سرمایہ ہے۔

قبلۂ عالم چونکہ ہمہ تن خیر ہیں اور حضرت کا فیض تمام عالم کے لئے یکساں ہے، جہاں پناہ ہر خاص و عام کی دستگیری فرماتے ہیں اور امیر و غریب، ہر طبقے کے حالات سے باخبر ہیں۔

قبلۂ عالم رشتۂ عقد و مناکحت میں فریقین کے حسب و نسب میں مساوات اور اُن کی ہمسری وغیرہ کا بیحد لحاظ فرماتے ہیں اور اس رشتے کے مساوی تعلقات کا کوئی پہلو فروگزاشت نہیں فرماتے۔

عورت و مرد ہر دو فریق کے قبل بلوغ نکاح کو جہاں پناہ ناپسند فرماتے ہیں۔ اس رشتے سے کوئی ثمرہ نہیں حاصل ہوتا بلکہ قبلۂ عالم کی رائے میں ایسا قبل از وقت رشتہ دائمی مضرت و نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جب زن و شوجوان و صاحب فہم ہو جاتے ہیں تو اکثر اوقات اُن میں باہمی اتفاق نہیں ہوتا اور بجائے آبادی کے خانہ ویرانی ہو جاتی ہے۔

ہندوستان کے ایسے حیا پرور ملک میں جہاں کہ عقد سے پیشتر شوہر و زوجہ

ایک دوسرے کی صورت نہیں دیکھ سکتے، قبل بلوغ کی شادی اور بھی زیادہ نقصان رساں ہے۔
قبلۂ عالم کا خیال ہے کہ عقد سے پیشتر نوشہ وعروس کی رضامندی اور طرفین کے ماں اور باپ کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔
جہاں پناہ قریبی رشتہ داروں میں عقد نکاح کو مناسب خیال نہیں فرماتے۔
حضرت نے اکثر زبان مبارک سے ارشاد فرمایا ہے کہ قدیم زمانے کی صرف یہی ایک رسم کہ لڑکی توام برادر کو نہیں دی جاتی تھی تاریخ نقل پرست افراد کی زبان بند کرنے کے لئے کافی ہے۔
جو لوگ کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند ہیں اُن کو حقیقی بنی اعمام میں شادی بیاہ کرنا ناروا اور بیجا نہیں نظر آتا حالانکہ اس رسم کی پابندی کا مشابہ ہے کہ گویا مذہب کی ابتدا آفرینش عالم کی ابتدا سے مشابہ ہے۔ مہر بیں گراں قدر رقم مقرر کرنا جہاں پناہ کی رائے میں بہتر نہیں ہے اس لئے کہ ایسی رقم کمتر ادا ہوتی ہے اور عقد کے وقت دروغ بیانی سے کام لیا جاتا ہے اسی کے ساتھ قبلۂ عالم یہ بھی فرماتے ہیں کہ گراں قدر مہر سے ایک فائدہ یہ ضرور ہے کہ رشتۂ نکاح جلد نہیں ٹوٹ سکتا اور طلاق آسانی سے نہیں دی جاسکتی۔
جہاں پناہ ایک سے زاید عورت کو نکاح میں لانے کے سخت مخالف ہیں۔
حضرت کا خیال ہے کہ اس سے انسان کی صحت خراب اور اُس کی خانہ داری درہم وبرہم ہوجاتی ہے۔
قبلۂ عالم کی رائے میں بوڑھی عورت کا جوان سے شادی کرنا شرم وحیا سے دور اور ناشائستہ فعل ہے۔ جہاں پناہ نے دو صاحب فہم وبے لوث اشخاص کا تقرر فرمایا ہے جن میں سے ایک نوشہ کے ذاتی وخاندانی حالات دریافت کرتا ہے اور دوسرا عروس کی شکل وصورت، اُس کے مزاج نیز اُس کی خاندانی وجاہت کے متعلق معلومات حاصل کرتا ہے۔
ان ملازمین کو توی بیگی کہتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی شخص طرفین کے حالات معلوم کرلیتا ہے۔
جہاں پناہ اس دریافت حال کے معاوضے میں بطور نذر شکریہ ایک رقم وصول فرماتے ہیں۔
اس رقم کا ادا کرنا مبارک خیال کیا جاتا ہے۔

پنج ہزاری سے ہزاری امرا تک دس اشرفیاں اور ہزاری سے پانصدی تک چار اشرفیاں اور پانصدی سے دوصدی تک دو اشرفیاں اور دوصدی سے دوبیتی تک ایک اشرفی، دوبیتی سے دہ باشی تک چار روپے بطور نذرشکر سرکار میں داخل کرتے ہیں۔

دیگر دولتمند اشخاص سے چار روپے، متوسط طبقے سے ایک روپیہ اور عوام سے ایک دام وصول کیا جاتا ہے۔ اس رقم کی وصولیابی میں عروس کے باپ کے حالات اور اُس کی حیثیت کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

آئین (۲۵)

آموزش: تعلیم

تمام ممالک میں عموماً اور خاصکر ہندوستان میں لڑکے سالہا سال مکتب میں وقت گزارتے ہیں اور اس طویل مدت میں صرف حروف مفردات اور چند اعراب کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور بچّوں کی عمر کا ایک معتد بہ حصہ صرف و ضائع ہو جاتا ہے۔

جہاں پناہ نے حکم دیا کہ بیشتر لڑکوں کو حروف تہجّی کا لکھنا سکھایا جائے اور اس امر کی کوشش کی جائے کہ بچّے ہر حرف کی مختلف اشکال اور کشش سے بخوبی واقف ہو جائیں؛ اس طرح لڑکے ابتدا میں فقط حرف کی شکل اور اُس کا نام یاد کریں اور دو روز میں تمام حروف تہجّی کو ختم کر کے حروف کے جوڑ پیوند کو لکھنا اور پڑھنا سیکھیں۔

ایک ہفتہ اس پر عمل کرنے کے بعد طالب علم کو اس قدر استعداد و واقفیت ہو جاتی ہے کہ وہ کسی نثر یا نظم کا ایک حصہ، جو خدا کی حمد و ثنا اور حکمت و نصیحت کے متعلّق ہوتا ہے یاد کر لیتا ہے۔

اس امر کی بیحد کوشش کی جاتی ہے کہ بچّہ خود حرف کا جوڑ بند پہچانے اور اُن کو ملا کر الفاظ کو نکالے اور بخوبی ہجّے کر سکے اور ان امور میں استاد بہت کم مدد دیتا ہے۔
چند روز ایک مصرع یا ایک مقولہ اسی طرح پڑھایا اور یاد کرایا جاتا ہے اور لڑکا قلیل مدّت میں رواں پڑھنے لگتا ہے۔

اُستاد ہر روز پانچ امور پر توجہ رکھتا اور اُن کی نگہداشت کرتا ہے۔
حروف کی شناخت، الفاظ کے معانی، مصرع، شعر اور آموختہ۔
غرضکہ اس طریق تعلیم کے مطابق ایک سال کا نصاب ایک مہینے میں ختم ہو گیا اور اہل عالم حیرت زدہ ہوئے۔

ہر طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ اخلاق، حساب، سیاق، زراعت، اقلیدس، ہندسہ، نجوم، رمل، تدبیر منزل، سیاست مدن، طب، منطق، طبیعی، ریاضی اور دُنیا کی تاریخ وغیرہ، علوم و فنون کی بتدریج تعلیم حاصل کرے۔
سنسکرت کے طلبہ کے لئے بیاکرن تیائے، بیدانت اور پاتنجل کی تعلیم ضروری قرار دی گئی۔
ہر طالب علم کے لئے موجودہ ضروریات و علوم کی تعلیم حاصل کرنا فرض کیا گیا۔
ان قواعد سے مکتبوں میں تازہ رونق ہوئی اور مدرسوں میں علوم و فنون کو فروغ حاصل ہوا۔
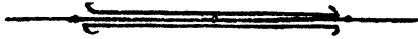
آئین (۲۶)

میر بحری

یہ سررشتہ فوج کی کارگزاری اور کامیابی اور ملک کے عام فوائد کی ترقی حاصل کرنے کے لئے بیحد ضروری ہے اس کے ذریعے سے کاشتکار اپنی کامیابی کا سامان مہیا کر لیتے اور اس طور سے جملہ آبادی کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔

جہاں پناہ اس سرچشمۂ اقبال کو چار چیزوں سے سیراب فرماتے اور اس خدمت کو خدا کی عبادت خیال فرماتے ہیں اوّل یہ کہ قبلۂ عالم نے اس قدر بڑی کشتیاں تیار فرمائی ہیں جن پر ہاتھی آسانی سے جا سکتے ہیں۔ بعض کشتیاں ایسی مستحکم اور اس وضع کی بنائی گئی ہیں جو قلعوں کے محاصرے میں کام آتی ہیں اور اُن کی مدد سے مضبوط ترین حصار فتح ہو جاتے ہیں۔

جو لوگ عادی ہیں وہ ان جہازوں کو بطور مکان کے استعمال کرتے ہیں اور سفر میں جو خاص طور پر ترکی افریقہ اور عیسائی ممالک کی طرف ہوتا ہے استعمال کرتے ہیں۔

ممالک محروسہ میں ہر چہار طرف جہاز بکثرت پائے جاتے ہیں لیکن بنگال، کشمیر اور ٹھٹھہ میں تو اس قدر کثرت ہے کہ ان صوبوں کی تجارت کا دار و مدار ہی جہازوں پر ہے۔

جہاں پناہ نے اکثر کشتیوں کے سر مختلف جانوروں کی شکل کے تیار کرائے ہیں اور اس طرح خوف و نشاط کو یکجا کر دیا ہے۔

غرضکہ بلند و عالی شان گنبد و دلکش عمارات و معمور و آباد بازار و سبزہ زار سطح دریا پر نمودار ہو گئے ہیں۔ ہندوستان کے مشرق و مغرب و جنوب کی سمت ساحل سمندر پر عظیم الشّان جہاز لنگر انداز رہتے ہیں جو دریائی سفر کرنے والوں کے لئے مایۂ نشاط و آرام ہیں۔

بندرگاہوں میں جدید رونق پیدا ہوئی اور ملاحوں اور جہازرانوں کے تجربات و واقفیت میں بیحد اضافہ ہوا۔ جہاں پناہ نے الٰہ آباد و لاہور میں دریا کے کنارے جہازوں کا ذخیرہ فراہم کیا اور ان مقامات سے جہاز براہ راست ساحل سمندر کو روانہ ہوتے ہیں۔

کشمیر میں ایک نمونے کا جہاز تیار ہوا جس کو دیکھ کر سب کو حیرت و استعجاب ہوا۔

دوم قبلۂ عالم نے تجربہ کار جہازرانوں کو مقرر فرمایا ہے۔ یہ ملازمین سمندر کے مدّ و جزر، اُس کی گہرائی، مختلف موسمی ہواؤں کی نوعیت اور اُن کے اوقات، بادِ مراد و بادِ طوفانی کے فوائد و نقصانات سے بخوبی آگاہ و واقف ہیں۔

جہازراں سمندروں کے سواحل کی نوعیت اور ہر سمندر و دریا کے نشیب و فراز کی شناخت میں بھی ماہر و کامل ہیں۔ اپنے پیشے میں کامل ہونے کے علاوہ ہر جہازراں کو صحیح و تندرست و قوی و مضبوط، نیک مزاج، جفاکش، محنتی و بردبار ہونا بھی ضروری ہے۔

مختصر یہ کہ ان ملازمین میں تمام عمدہ صفات کا پایا جانا ملازمت کے لئے اولین شرائط میں داخل ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے کامل فن و پسندیدہ صفات اشخاص کا میسّر آنا بیحد دقّت طلب ہے لیکن جہاں پناہ کی ہمہ گیر واقفیت اور حضرت کی قدر افزائی نے ان اشخاص کو کثیر تعداد میں آستانۂ والا پر جمع کر دیا ہے۔

بہترین جہازران و ملّاح مُلک مالابار کے باشندے ہیں۔

دریاؤں اور بڑی ندیوں اور نہروں میں بھی کشتیاں چلتی ہیں اور تجربہ کار ملّاح مسافروں و نیز ضروری سامان کو ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک بہ آسانی پہنچا دیتے ہیں۔

کشتیوں اور جہازوں میں ملازمین کی تعداد اُن کی وسعت و ساخت پر منحصر ہے۔

بڑے جہازوں میں بارہ اقسام کے ملازم کارگزار ہیں۔

(۱) ناخدا یعنی مالکِ جہاز، ناخدا کا لفظ ناوُخدا کا مخفف ہے

جہازوں کی سمت سفر و راہ کو متعین کرنا اسی ملازم کی رائے پر منحصر ہے۔

(۲) معلم، یہ شخص سمندر کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف اور علم نجوم کا ماہر ہوتا ہے۔ یہی شخص جہاز کو ہر سمت چلاتا اور اُس کو خطرناک راستوں سے گزرنے نہیں دیتا۔

(۳) تنڈیل، خلاّصیوں کا سردار، جہازرانوں کی اصطلاح میں ملاّح کو خلاّصی اور خاروہ کہتے ہیں۔

(۴) ناخدائے خشب، یہ شخص مسافروں کو لکڑی اور آگ بہم پہنچاتا ہے اور جہاز کو خالی کرنے میں مدد دیتا ہے۔

(۵) سرہنگ۔ جہاز کو لنگر انداز کرنا اور اُس کا لنگر اُٹھا کر جہازوں کو ساحل سے روانہ کرنا، اسی شخص کے فرائض منصبی میں داخل ہے۔ سرہنگ اکثر اوقات معلم کی خدمات بھی بجا لاتا ہے۔

(۶) بھنڈاری۔ جہازی ضروریات کے ذخیرے اس شخص کے سپرد کیے جاتے ہیں۔

(۷) کرانی، جہاز کے تمام اخراجات کو لکھتا اور مسافروں کو پانی بہم پہنچانا اس کا کام ہے۔

(۸) سکّان گیر، معلم کی ہدایت کے مطابق جہازوں کی سمت بدلتا رہتا ہے۔ جہازوں پر ان کا ایک گروہ ہوتا ہے اور کبھی کبھی ان کی تعداد بیس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

(۹) پنجری۔ جہاز کے مستول پر بیٹھتا اور راہ کی حفاظت کرتا ہے اور ساحل کے نمودار ہونے کی، دوسرے جہاز کی آمد اور باد طوفان کی برہمی وغیرہ سے اطلاع دیتا ہے۔

(۱۰) گنمتی، یہ شخص ایک قسم کا خلاّصی ہے جو جہاز سے اُس پانی کو نکالتا ہے جو جہاز کے سوراخوں کے ذریعے سے اندر آجاتا ہے۔

(۱۱) توپ انداز۔ یہ شخص بحری جنگ میں اپنی خدمات بجا لاتا ہے۔ ان کی تعداد کی قلت و کثرت جہازوں کی وسعت و ساخت پر منحصر ہے۔

(۱۲) خاروہ، متعدد اشخاص ملازم رکھے جاتے ہیں۔ بادبان کو کھینچنا اور اُس کو باندھنا انھی کے سپرد ہے۔ بعض اشخاص سمندر و دریا کی تہ تک غوطہ لگا کر جہازوں اور کشتیوں کے سوراخ کو بند کرتے اور فرو ماندہ لنگر کو کھولتے ہیں۔

جہازرانوں کی تنخواہیں ہر سفر میں، جسے اصطلاح میں کوش کہتے ہیں، مختلف ہوتی ہیں۔ مختلف بندرگاہوں کے ملازمین کی تنخواہیں حسب ذیل ہیں۔

بندرگاہ سات گاؤں (چٹگاؤں) ناخدا کی تنخواہ چار سو روپے ماہوار مقرر ہے۔ اس رقم کے علاوہ اُس کو جہاز میں چار ملیج یعنی حجرے بھی دئے جاتے ہیں۔ ناخدا ان کوٹھریوں میں طرح طرح کے اسباب جمع کرتا اور اُن کو فروخت کر کے بیشمار فوائد حاصل کرتا ہے۔

(ہر جہاز کو آدمیوں اور سامان کے لحاظ سے مختلف حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور ہر ایسے حصے کو ملیخ کہتے ہیں۔

اس بندرگاہ میں معلم کو دو سو روپے ماہوار دئے جاتے ہیں اور دو ملیخ اُس کے لئے مخصوص ہیں۔

ٹنڈیل کی تنخواہ ایک سو بیس روپے ماہوار ہے اور ایک ملیخ اُس کے سپرد ہے۔ ناخدائے خشب کو تیس روپے، سرہنگ کو پچیس، سکان گیر، پنجری اور بھنڈاری کو پندرہ پندرہ روپے، خاروہ کو چالیس، اور گنمتی کو دس روپے ماہوار دئے جاتے ہیں۔

خاروہ کو تنخواہ کے علاوہ روزانہ خوراک یا اُس کا بھتہ بھی دیا جاتا ہے۔ دیگ انداز (باورچی) کی تنخواہ دس روپے ماہوار مقرر ہے۔

بندرگاہ کنبایت (کیمبے) میں ناخدا کی تنخواہ آٹھ سو روپے ماہوار مقرر ہے دیگر ملازمین کو بھی اسی مناسبت سے تنخواہیں دی جاتی ہیں۔

لاہری میں ناخدا کو تین سو روپے ماہوار دئے جاتے ہیں اور اسی مناسبت سے دیگر ملازمین کی تنخواہیں مقرر کی گئی ہیں۔ جنوبی بندرگاہوں کے ملازمین کی تنخواہ اگر دس ہے تو بندرگاہ آچی کے ملازمین کی پندرہ، اور بندرگاہ پگال کے ملازمین کی پچیس روپے اور ملاکا (ملاکہ) کے ملازمین کی بیس ہے (یعنی جنوبی بندرگاہ آچی،

پرتگال اور ملاکا کے ملازمین کی تنخواہوں میں حسب ترتیب دس، پندرہ، پچیس اور تیس کی مناسبت ہے)۔ پیگو اور دھناسری کے ملازمین کو بندر کنبایت کے ملازمین سے ڈیوڑھی تنخواہ دی جاتی ہے۔

اسی طرح مقام و طول مسافت کے لحاظ سے ملازمین کی تنخواہوں میں اختلاف ہوتا ہے جس کی تفصیل دشوار ہے۔ ملاحوں کو دریاؤں اور ندیوں میں کشتی بانی کی اجرت ایک ماہ میں پانچ سو دام سے زائد اور ایک سو دام سے کم ادا نہیں کی جاتی۔

سوم، جہاں پناہ نے ایک تجربہ کار شخص کو دریاؤں کی نگہداشت پر مقرر فرمایا ہے۔

یہ شخص بلند قامت، وجیہ، باوقار، بلند آواز، جفاکش، ہوشیار، کارگزار، مہرپرور، سفردوست و شناور (تیرنے میں مشّاق) ہوتا ہے۔

چونکہ یہ شخص زمانہ شناس ہوتا ہے اس لئے گزرگاہ (گھاٹ) کی تمام مشکلات کو آسانی سے حل کر دیتا ہے اور اس امر کا لحاظ رکھتا ہے کہ نہ تو گزرگاہوں پر زیادہ مجمع ہو اور نہ گزرگاہوں کا راستہ تنگ و ناہموار و غلیظ رہے۔

ہر کشتی میں وہ مسافروں کی تعداد مقرر کرتا ہے اور بقیہ مسافروں کو گزرگاہ پر روک کر اُن کا وقت زیادہ ضائع نہیں کرتا۔ اس کا یہ بھی فریضہ ہے کہ غربا اور اہل احتیاج کو بلا محصول آسانی سے دریا یا نہر سے عبور کرادے۔

اہل مجمع کو تیرنے کی اجازت نہ دے اور اسباب کو سوا گزرگاہوں کے اور کسی مقام پر اُترنے نہ دے اور مسافروں کو سوا شدید ضرورت کے رات کے وقت دریا کو عبور کرنے سے باز رکھے۔

چہارم، معافی محصول، جہاں پناہ نے بیشتر محاصل جن کی مجموعی رقم دیگر ممالک کی آمدنی کے برابر ہے، اپنی شاہانہ نوازش سے معاف فرما دئیے ہیں۔

قبلۂ عالم نے صرف اُسی قدر محصول مقرر فرمایا ہے جو بحری ملازمین کی تنخواہوں کو کفایت کر سکے۔

سرکاری محاصل بیحد قلیل ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

بندرگاہوں پر ۲½ فی صدی محصول سے زائد نہیں لیا جاتا۔ یہ رقم قدیم محاصل کے مقابلے میں

اس قدر قلیل ہے کہ سوداگر اس رقم کا وجود و عدم برابر خیال کرتے ہیں۔

دریاؤں کے محاصل حسب ذیل ہیں۔

ہر کشتی پر جس میں ایک ہزار من کا بوجھ ہو فی کوس ایک روپیہ محصول مقرر ہے بشرطیکہ کشتی اور اُس کا بار ایک ہی شخص کی ملک ہوں۔

لیکن اگر کشتی کرائے کی ہے اور کشتی کا تمام مال و بار دوسرے شخص کا ہے جس نے کشتی کرائے پر لی ہے تو ڈھائی کوس کی مسافت پر ایک روپیہ محصول لیا جاتا ہے۔

گزرگاہوں کے محاصل کی تفصیل حسب مندرج ذیل ہے۔

فی ہاتھی دس دام لدا ہوا چھکڑا یا گاڑی چار دام، خالی گاڑی دو دام لدا ہوا اونٹ ایک دام، خالی اونٹ لدا ہوا گھوڑا و بیل نیم دام، خالی چوپائے ¼ دام، دوسرے بار برداری کے جانور یا بوجھ او گٹھے پر فی عدد ½ دام۔

بیس آدمیوں پر ایک دام محصول لیا جاتا ہے لیکن یہ محصول اکثر معاف بھی کر دیا جاتا ہے۔

قاعدہ یہ ہے کہ ان محاصل کا نصف یا ایک تہائی سرکار میں داخل ہوتا ہے۔

جہاں پناہ کے حسن انتظام سے سوداگروں کی تمنا پوری ہوئی اور درآمد مال میں بیحد اضافہ ہوا۔

آئین (۲۷)
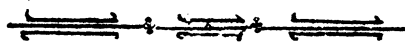
شکار
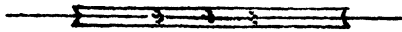
ظاہر بیں دُنیا پرست طبقہ جانوروں کی صید افگنی کو ایک مسرت خیز مشغلہ سمجھتا ہے اور اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس پر ناز کرتے ہیں لیکن حقیقت شناس افراد صید افگنی کو تحصیل علم کا ذریعہ اور اضافۂ معلومات کا واسطہ خیال کر کے اپنے خلوتکدۂ عبادت کو ایک خاص نورانی شمع سے روشن و درخشاں کرتے ہیں۔

حقیقت پرست افراد کا مقصد جہاں پناہ کے مشغلۂ صید افگنی سے ظاہر و روشن ہو گیا۔

جہاں پناہ اس مشغلے کو سرمایۂ دانش خیال فرما کر بغیر عمّال کو مطلع کئے ہوئے شکار کے بہانے سے رعیت و سپاہ کے حالات سے واقفیت حاصل کرتے ہیں اور ناشناسی کا لباس پہن کر مالی، ملکی اور خانگی واقعات سے آگاہ ہوتے ہیں مظلوم طبقے کی دستگیری کرتے اور ظالم افراد کو اُن کے افعال بد کی سزا دیتے ہیں۔

جہاں پناہ ان بہترین اغراض کو حاصل کرنے کے لئے صید افگنی کا مشغلہ فرماتے ہیں اور اس شغل میں اس قدر انہماک ظاہر فرماتے ہیں کہ ظاہر بیں طبقہ تو حضرت کو صرف جانورکشی کا شیدائی خیال کرتا ہے لیکن ارباب بصیرت اصل مقصد سے

آگاہ ہو کر یہ سمجھتے ہیں کہ قبلۂ عالم کا مشغلۂ صید افگنی اس سے کہیں زیادہ بلند و بالا مقاصد کے حاصل کرنے کا محض ایک ظاہری واسطہ ہے۔

قبلۂ عالم جب شکار کے لئے روانہ ہوتے ہیں تو تیز و چابکدست قراول شکارگاہ کو ہر چہار طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ قور شکار گاہ سے تقریباً چار پانچ کوس کے فاصلے پر خدمت کے لئے تیار رہتا ہے۔

امرائے سلطنت و دیگر اشخاص قور کے قریب قیام کر کے حضرت کی تشریف آوری کا انتظار کرتے ہیں۔

جو ملازم کہ اشیا کی حفاظت پر مقرر کئے جاتے ہیں وہ اپنے متعینہ مقام پر بیٹھتے اور اپنے فرائض کو انجام دیتے ہیں۔

ان ملازمین سے ایک گز پیچھے میر توزک کمر بستہ رہتا ہے اور ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر اکثر ملازمین و درباری حاضر رہتے ہیں۔ اس مقام کی خدمت، خدمتیہ گروہ کے سپرد ہے۔

اتنے ہی فاصلے پر ایک ہوشیار اور قابل اعتماد وفادار سردار مع چند ملازمین کے موجود رہتا ہے اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتا اور شکار گاہ خاصہ کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔

اس شخص کے عقب میں ایک تجربہ کار افسر تمام معاملات کی نگہبانی کے لئے موجود و حاضر رہتا ہے۔

قبلۂ عالم کے چند مقرب ملازمین کو بھی اس مقام پر حاضر رہنے کی اجازت مرحمت ہوتی ہے، لیکن ان میں خاصکر وہی اشخاص ہوتے ہیں جو شکار گاہ کے فرائض کو انجام دے سکیں۔

قبلۂ عالم تھوڑی دور چلنے کے بعد چند ہمراہیوں کو ساتھ لے کر آگے قدم بڑھاتے ہیں اور قدرے فاصلہ طے کرنے کے بعد اکثر تنہا اور بعض اوقات ایک یا دو ملازم کے ہمراہ اور آگے بڑھتے ہیں۔

آرام کے اوقات میں ہر دو ہمراہیوں کا گروہ خدمت مبارک میں حاضر رہتا ہے۔

مشغلۂ صید افگنی کی بابت قبلۂ عالم کے خیالات و مقاصد و نیز حضرت کے انتظامات شکار گاہ کو معرضِ تحریر میں لانے کے بعد جہاں پناہ صید افگنی کے مختلف طریقوں اور عجیب و غریب کارگزاریوں کا ذکر بھی کیا جاتا ہے۔

شیر کا شکار

(۱) لوہے کی سلاخوں کا ایک مضبوط پنجرہ شیر کی گزرگاہ میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اُس کا دروازہ کھلا رہتا ہے اور اُسی کے اندر ایک بکرے کو اس طرح باندھتے ہیں کہ شیر بکرے کو دیکھ تو سکتا ہے لیکن بغیر اندر جائے اُس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا پنجرہ ذرا سی حرکت میں بند ہو جاتا ہے۔

اس طور سے شیر طمع کا شکار ہو کر قفس کے اندر جاتا اور گرفتار ہو جاتا ہے۔

(۲) ایک زہر آلود تیر کو کمان میں لگا کر درخت کی شاخ سے اس طرح باندھتے ہیں کہ خفیف سی جنبش میں تیر چل جائے۔ شیر اس راہ سے گزرتا ہے اور کمان میں خفیف حرکت ہوتی ہے اور تیر چلّے سے نکل کر جانور کے جسم میں پیوست ہو کر اُسے ہلاک کر دیتا ہے۔

(۳) ایک بکرے کو شیر کی گزرگاہ پر مضبوط باندھتے ہیں اور بکرے کے ہر چہار طرف زمین پر خشک گھاس کے چھوٹے چھوٹے پولے رکھتے ہیں۔ ان پولوں کو سریش سے بالکل ڈھک دیتے ہیں۔ شیر جھپٹتا ہوا آتا ہے اور پولوں پر پنجہ مارتا ہے سریش اُس کے پنجوں میں چپک جاتی ہے اور وہ اُس کو چھڑانے کی کوشش کرتا ہے۔

جتنا بھی زیادہ وہ سریش کو چھڑانا چاہتا ہے اُس قدر وہ اُس کے ہاتھ پاؤں میں زیادہ چپک جاتی ہے۔ اس طور سے وہ پریشان ہو جاتا ہے اور شکاری یا تو اُس کا کام تمام کر دیتے ہیں یا زندہ گرفتار کر کے اُس کو سدھا لیتے ہیں

قبلۂ عالم اپنی صداقت پسندی و راستبازی سے اس قسم کے مکر و فریب سے شکار کرنا پسند نہیں فرماتے اور اس مردم آزار جانور کو تیر یا بندوق سے ہلاک کرنا زیادہ پسند فرماتے ہیں۔

(۴) ایک دلیر و تجربہ کار شکاری بھینسے کی پشت پر سوار ہو کر شیر کے سامنے آتا اور جانور کو شیر سے لڑاتا ہے بھینسا شیر کو اپنی سینگوں پر رکھ لیتا ہے اور اُس کو اس قدر اوپر اُچھالتا اور نیچے گراتا ہے کہ جانور ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس طریقہ شکار کا نظارہ اور اُس کا تعجب انگیز منظر حد بیان سے باہر ہے

سوار کی دلیری اور اُس کا بھینسے کی برہنہ پیٹھ پر اس طرح جم کر کھڑا رہنا حیرت انگیز ہے۔

ایک مرتبہ یہ معلوم ہوا کہ ایک مردم خوار شیر قصبۂ باڑی میں نمودار ہوا ہے۔
قبلۂ عالم ناہر خاں ہاتھی پر سوار ہو کر شیر کے جنگل کو تشریف لے گئے۔
شیر نے نکل کر ہاتھی کی پیشانی پر پنجہ مارا اور اُس کا سر زمین پر جھکا دیا۔ بادشاہ نے زبردست پہلوان کی طرح حملہ کر کے اُس قوی ہیکل اور خشم آلود جانور کا کام تمام کر دیا، جس سے تجربہ کار بہادر بھی حیرت میں رہ گئے۔

دوسرے موقع پر جہاں پناہ نے ٹودہ کے قریب ایک جانور کا شکار کیا۔
شیر نے ایک شخص کو پنجے میں دبوچا۔ جہاں پناہ نے تاک کر ایسا تیر مارا کہ وہ جانور کے پیوست ہو گیا اور آدمی اُس کی گرفت سے رہا ہو گیا۔

ایک مرتبہ قمرغہ کے شکار میں ایک شیر ببر ہانکا گیا۔ شیر نے جہاں پناہ پر حملہ کیا اور بادشاہ قادر انداز نے اپنے کمال جرأت سے جانور کے سر پر ایسا تیر لگایا کہ وہ وہیں ہلاک ہو گیا۔

ایک بار شیر نے ایک پیادے کو پنجے میں دبوچا۔ ہر شخص اُس گرفتار بلا کی زندگی سے مایوس ہو گیا، لیکن قبلۂ عالم نے جانور کے جسم پر ایسی گولی ماری کہ جانور ہلاک ہوا اور پیادہ رہا ہو گیا۔

ایک مرتبہ متھرا کے جنگل میں ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ ایک شیر ہانکا گیا اور شجاعت خاں جو بہت آگے نکل چکا تھا، سہم کر واپس ہوا۔ جہاں پناہ اپنی خداداد ہمّت کی بنا پر اپنی جگہ پر مستقل کھڑے رہے، شیر آپ کے قریب آیا اور آپ نے اسے تیز نظر سے دیکھا اس نگاہ ایزدی ہیبت نے جانور پر ایسا اثر کیا کہ وہ تھرّاتا ہوا واپس ہوا، اور قلیل عرصے میں تیر کی ضرب سے ہلاک کیا گیا۔

قبلۂ عالم کی ذات گرامی یگانۂ عصر اور حضرت کے کارنامے انسانی عقل و فہم سے بالاتر ہیں اور میرے لئے ہندی نژاد زبان میں ان کارناموں کا مناسب طریقے پر معرض بیان میں لانا ناممکن ہے

شیران جہاں شکار کردہ وز مور چۂ کنار کردہ
درمعرکہ کہ بستہ شمشیر
از بیم فتادہ ناخن شیر

ہاتھی کا شکار

اس جانور کو شکار کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔

(۱) کھیدہ، شکاری سوار اور پیادے موسم گرما میں اس عجیب و غریب جانوروں کی چراگاہ میں جاتے اور ڈھول اور بانسری بجاتے ہیں۔ باجے کی آواز سے جانور بیحد خوف زدہ ہوتا اور بے اختیار دوڑتا ہے۔

ہاتھی اپنی جسامت اور دوڑ دھوپ کی محنت سے تھک کر کسی درخت کے سائے میں پڑ جاتا ہے، اُس وقت چند تجربہ کار شکاری جانور کے قریب جاتے اور اُس کے پاؤں اور گردن میں رسّی ڈال کر رسّی کو درخت سے مضبوط باندھ دیتے ہیں۔ اس قسم کی رسیاں سَن یا کسی درخت کی چھال سے تیّار کی جاتی ہیں۔

جانور کو اس طرح مضبوط باندھ دینے کے بعد چند پالو ہاتھیوں کو اس نو گرفتار جانور کے پاس لاتے ہیں۔ اس طرح رفتہ رفتہ نو گرفتار جانور مانوس ہو جاتا ہے۔

گرفتار شدہ ہاتھی کی قیمت کا چوتھائی حصّہ گرفتار کرنے والوں کو بطور اُجرت دیا جاتا ہے۔

(۲) چور کھیدہ، شکاری ایک پالو ہاتھی کو جنگلی ہاتھیوں کی چراگاہ میں لے جاتے ہیں۔

فیلبان جانور کی پیٹھ سے ایسا چمٹ کر لیٹ جاتا ہے کہ کسی جنبش و حرکت سے اُس کا پتا نہیں چلتا۔ جنگلی ہاتھی اُس سے آویزہ کشی شروع کر دیتے ہیں اور اس درمیان میں فیلبان بیحد احتیاط کے ساتھ اُن میں سے ایک کے پاؤں میں رسّی ڈال کر اُس کو گرفتار کر لیتا ہے۔

(۳) گاؤ، ہاتھیوں کی گزرگاہ میں ایک گہرا گڑھا کھودا جاتا ہے، خندق کی سطح پر سوکھی گھاس بچھا دیتے ہیں۔

جانور اس گڑھے کے قریب آتا ہے اور شکاری جھاڑیوں کے اندر سے شور و غل مچاتے ہیں۔

ہاتھی شور و غل سے گھبرا جاتا ہے، جس سے اُس کی فطری ہوشیاری زائل ہو جاتی ہے اور چلاتا ہوا تیزی کے ساتھ دوڑتا اور گڑھے میں گر پڑتا ہے۔

گرفتار شدہ جانور کو چند روز بھوکا اور پیاسا رکھتے ہیں جس کے بعد وہ رفتہ رفتہ مانوس ہو جاتا ہے۔

(۴) بار، ہاتھیوں کی آرام گاہ کے تین طرف گڑھا کھود کر صرف ایک سمت ہموار زمین چھوڑ دیتے ہیں اور اسی جانب ایک دروازہ لگاتے ہیں، دروازہ کھلا رہتا ہے لیکن اُس کو اس طرح رسیوں سے باندھتے ہیں کہ جب چاہیں بند کر دیں۔

اس دروازے کے اندر اور باہر ہاتھی کی مرغوب غذا رکھتے ہیں۔

جانور اُس کو کھانا شروع کرتا ہے اور حرص و طمع میں ایسا گرفتار ہو جاتا ہے کہ بلا کسی خیال کے دروازے کے اندر چلا جاتا ہے۔

ایک بے خوف شکاری جو دروازے کے قریب کسی مقام پر چھپا رہتا ہے رسیاں کاٹ کر دروازہ بند کر دیتا ہے۔

ہاتھی اس حرکت سے چونکتا اور دروازہ توڑنے کی کوشش کرتا ہے ایسی حالت میں شکاری آگ روشن کرتے ہیں اور شور و غل مچاتے ہیں، جانور پریشان ہو کر اس قدر ہر چہار جانب دوڑتا ہے کہ آخر تھک جاتا ہے اور اُس میں قوت باقی نہیں رہتی۔ اس کے بعد پالو ہاتھی کے پاس باندھ دیا جاتا ہے اور اس طرح رفتہ رفتہ وہ مانوس ہو جاتا ہے۔

قدیم زمانے سے یہی دستور رہے کہ ہر ہاتھی کو مندرجۂ بالا طریقوں سے گرفتار کرتے ہیں لیکن جہاں پناہ نے اپنی جدت طرازی سے ایک نیا قاعدہ بھی ایجاد فرمایا ہے جس کی خوبی حد بیان سے باہر اور تعجب انگیز ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اس جانور کی گرفتاری کا بہترین طریقہ جہاں پناہ کی ایجاد ہے جو حسب ذیل ہے۔

جنگلی ہاتھیوں کے گلے کو شکاری تین طرف سے گھیر کر ہنکاتے ہیں، صرف ایک راہ محفوظ رکھی جاتی ہے، اس محفوظ راہ پر چند ہتھنیاں کھڑی کر دی جاتی ہیں، ہاتھی مادہ جانوروں کو دیکھ کر اُن کی طرف بڑھتے ہیں اور یہ ہتھنیاں رفتہ رفتہ آگے بڑھتی ہیں یہاں تک کہ حلقے میں داخل ہو جاتی ہیں اور ہاتھی بھی ان کے ساتھ ساتھ اس حلقے میں مذکورۂ بالا طریقے پر گرفتار ہو جاتے ہیں۔

چیتوں کا شکار

یہ جانور جنگل میں تین قسم کی زندگی بسر کرتے اور نہایت ہوشیاری سے رہتے ہیں۔ ایک جگہ شکار کرتے ہیں۔ دوسری جگہ آرام کرتے اور سوتے ہیں اور تیسری جگہ سیر کرتے اور باہم کھیلتے کودتے ہیں۔

چیتے اکثر اوقات پہاڑی کی چوٹی پر سوتے ہیں۔

چیتوں کے لئے درخت کا سایہ بہترین نعمت ہے۔ یہ جانور درخت کے تنے سے اپنے جسم کو رگڑتا ہے اور اُسی درخت کے گرد غلیظ کرتا ہے، جس کو ہندی میں آکھر کہتے ہیں۔

قدیم زمانے میں چیتوں کو گرفتار کرنے کا یہ قاعدہ تھا کہ گہرے گڑھے کھود کر اُن کو خس پوش کرتے تھے۔ ان گڑھوں کو اودی کہتے ہیں۔ چیتے ان گڑھوں کے قریب آتے اور اُن میں گر پڑتے تھے، لیکن اس طرح اُن کے دفعتًہ گرنے سے اُن کے پاؤں میں ضرب آجاتی تھی۔ گڑھے میں گرنے کے بعد اکثر جست لگا کر وہ باہر نکل جاتے تھے اور اس طرح کبھی کبھی ایک جانور سے زیادہ گرفتار نہیں ہوتا تھا۔

جہاں پناہ نے ان جانوروں کے گرفتار کرنے کا ایک نیا قاعدہ ایجاد فرمایا جس سے بڑے بڑے نامی شکاری حیرت زدہ ہو گئے۔ قبلۂ عالم نے گڑھا کھدوایا جو صرف دو یا تین گز گہرا ہوتا ہے اور اس خندق میں ایک چھوٹا دروازہ نصب کیا جاتا ہے جو جانور کے گڑھے میں گر جانے کے بعد خود بخود بند ہو جاتا ہے۔ اس طریقے پر جانور کے چوٹ نہیں لگتی اور نیز یہ کہ بعض اوقات ایک سے زیادہ جانور گرفتار ہو جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ سات چیتے بیک وقت گرفتار کئے گئے۔

موسم سرما میں، جو ان جانوروں کی مستی کا زمانہ ہے، ایک مادہ جانور جنگل میں گھوم رہی تھی، چھ نر چیتے اُس کے عقب میں ہمراہ آرہے تھے۔

اتفاق سے مادہ اس قسم کے ایک گڑھے میں چلی گئی اور اُس کے نر ساتھی اُس کی آرزو میں اُس کے پیچھے چلے گئے۔ اُس گڑھے میں کود پڑے جو درحقیقت ایک عجیب و دلکش نظارہ تھا۔

قبلۂ عالم اس جانور کو تھکا کر بھی اس کا شکار کرتے ہیں جو ہمراہیوں کے لئے بیحد نشاط انگیز تماشا ہوتا ہے۔ ایک طریقہ اس جانور کو شکار کرنے کا یہ ہے کہ جس درخت کے سائے میں چیتا آرام لیتا ہے اُس کی جڑ میں زنجیریں باندھتے ہیں، جانور جب اس درخت سے اپنے جسم کو رگڑتا ہے تو زنجیریں اُس کے پاؤں میں پھنس جاتی ہیں قبلۂ عالم دارالحکومت میں تیس یا چالیس کوس کے فاصلے پر اس جانور کا شکار کرتے ہیں۔ اس جانور کا شکار خاص کر پالم، سیاولی، الاپور، سنام، بھٹنڈا، بھٹنیر، پائن پنجاب، فتحپور، جھنجھانو، ناگور، میرٹھا، جودھپور، جیسلمیر اور امرسر تائن میں کھیلا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ بعض دیگر دور و دراز مقامات پر بھی شکارگاہیں تیار کی گئی ہیں۔ جہاں پناہ اکثر مذکورہ بالا مقامات میں سے (خود اوّل الذکر مقامات پر) تشریف لے جاتے ہیں اور جانوروں کو جو گڑھے میں گر کر گرفتار ہوتے ہیں، اپنے ہمراہ لاتے اور اُن کو یوزبانوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔

اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بادشاہ سلامت اس جانور کے شوق میں دور و دراز مقامات کا سفر کرتے ہیں اور راہ میں کسی مقام پر آسائش کے لئے قیام فرماتے ہیں کہ اسی اثنا میں ان جانوروں کی گرفتاری کی خبر کسی دوسرے مقام سے آتی ہے اور قبلۂ عالم پہلا ارادہ ملتوی فرما کر جلد سے جلد دوسری جگہ روانہ ہو جاتے ہیں۔

قدیم زمانے میں شکاری نوگرفتار چیتے کو تین ماہ میں شکارخانے کے لئے تیار کرتے تھے اور بعض اوقات محنت و مشقت کر کے صرف دو ماہ میں جانور تیار ہو جاتا تھا لیکن قبلۂ عالم کی خاص توجہ کی بنا پر اب یہ جانور بہترین طریقے پر صرف اٹھارہ روز میں تربیت پذیر ہو جاتے ہیں۔ قدیم و ہوشیار یوزبان حضرت کے ایجاد کردہ طریقے کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے اور قبلۂ عالم کی جدت طرازی و پایہ شناسی کی مدح میں تر زبان ہوئے۔

جہاں پناہ دربار کی زینت میں اضافہ فرماتے، نیز بہترین خیالات کو دل و دماغ میں جگہ دے کر کبھی کبھی چیتوں کی پرداخت و تربیت کی اور اس طرح جانوروں کو تعلیم دی کہ حضرت کے تعلیم کردہ چیتوں کو دیکھ کر بڑے بڑے تجربہ کار یوزبان تعجب کرنے لگے۔

ایک عجیب و حیرت انگیز واقعہ حسب ذیل ہے۔

ایک مرتبہ ایک چیتا گرفتار کیا گیا اور جہاں پناہ نے اس نوگرفتار جانور کو جو ہنوز تربیت یافتہ نہ تھا، شکار کا اشارہ کیا اور اس جانور نے بہترین تربیت یافتہ چیتے کی طرح خدمت انجام دی۔

تماشائی اس امر کو دیکھ کر بیحد حیران ہوئے اور اُن کی چشم حقیقت واہوگئی تجربہ کار یوزبان سجدۂ عقیدت میں گر پڑے اور حضرت کی تعریف میں رطب اللسان ہوئے۔

قبلۂ عالم کے مہر انگیز قلب مبارک کی سحر کاری کا ایک نمونہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک چیتا بلا پٹے اور زنجیر کے حضرت کے ہمرکاب تھا اور مثل دانا انسان کے حضرت کے اشارے پر چلتا تھا اور ہر شکار میں یہ جانور کمال دکھاتا اور اپنی کارگزاریوں سے دوسروں کو مسرور کرتا تھا۔

خاصے کے چیتوں پر دوسو یوزبان مقرر ہیں اور جانوروں کی تربیت کا باقاعدہ انتظام فرمایا گیا ہے۔

آئین (۲۸)

چیتوں کی خوراک اور یوز بانوں کی تنخواہ

اوّل درجے کے جانور کو پانچ سیر، دوم کو ساڑھے چار سیر، سوم کو چار سیر، چہارم کو پونے چار سیر، پنجم کو ساڑھے تین سیر، ششم کو سوا تین سیر، ہفتم کو تین سیر، ہشتم کو پونے تین سیر گوشت روزانہ دیا جاتا ہے۔

چونکہ یکشنبے کو جانوروں کی قربانی نہیں ہوتی، نیز دوشنبے کو ہر جانور کو دُگنا راتب دیا جاتا ہے۔

پیشتر ہر چھ ماہ کے بعد اور اب سال میں ایک بار چار سیر روغن اور $\frac{1}{10}$ سیر گندھک بدن پر مالش کے لئے دی جاتی ہے تاکہ جانور خارش کے مرض سے محفوظ رہیں۔

ہر چیتے کی خدمت و تیمارداری کے لئے چار ملازم مقرر تھے، چونکہ اب انھیں گھوڑے، گاڑی اور ڈولی بھی دی جاتی ہیں اس لئے ان کی تعداد دُو کر دی گئی ہے۔

یوز بانوں کو تین روپے سے پانچ روپے تک ماہوار تنخواہ دی جاتی ہے اور گاڑی کے بیلوں کی نگہداشت بھی انہی کو کرنی پڑتی ہے۔

یوز بان دو مدارج میں تقسیم کئے گئے ہیں اور ہر درجے کے پانچ مراتب ہیں جن کی تنخواہیں حسب ذیل ہیں۔

درجۂ اوّل میں اعلیٰ کو تین سو دام، دوم کو دو سو ساٹھ دام، سوم کو دو سو چالیس دام

چہارم، دو سو دام، پنجم ایک سو اسّی دام،

درجہ دوم میں اوّل کو ایک سو ساٹھ دام، دوم ایک سو چالیس دام، سوم ایک سو بیس دام، چہارم ایک سو دس دام، پنجم ایک سو دام۔

ظاہری شان و شوکت کو برقرار رکھنے کے لئے چیتوں کے لئے زربفت کی جھولیں، مرصع زنجیریں، اور ہر چیتے کی نگہداشت ایک امیر سے متعلق ہے جو اُس کی آرائش و زینت کا ہمیشہ خیال رکھتا ہے۔

ہر چیتے کا اُس کی صفات کے لحاظ سے نام رکھا جاتا ہے۔

ہر دس جانور کے ایک گروہ کو مشل یا توف کہتے ہیں

چیتے اپنے مدارج کے اعتبار سے بھی مختلف اقسام میں منقسم کئے گئے ہیں۔

شاہی شکارگاہ میں ایک ہزار چیتے فراہم کئے گئے ہیں جن سے ایک عجیب دلفریب لشکر تیار ہو گیا ہے۔

درجۂ اول کے تین چیتے خاص بادشاہ سلامت کے لئے مخصوص ہیں،

پہلے بارگاہ دولت پر پانچ چیتے حاضر رہتے تھے، تین خاصے کے اور دو دوسرے۔

چیتوں کی سواری کے لئے دو محافے ایک ہاتھی پر کسے جاتے ہیں، ہاتھی کے ہر طرف ایک محافہ ہوتا ہے اور ہر محافے میں ایک شکاری چیتا بٹھلایا جاتا ہے۔ جو نہایت خوبی سے جانوروں کا شکار کرتا ہے۔

اس طرح محافے اونٹوں، گھوڑوں، خچروں پر بھی کسے جاتے ہیں۔

چیتوں کی سواری کے لئے گاڑیاں بھی بنائی گئی ہیں جن کو بیل یا گھوڑے کھینچتے ہیں۔ بعض اوقات گھوڑے کی پیٹھ پر بھی ان کی نشست کا انتظام کیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ان کو کہار ڈولی میں بھی لے جاتے ہیں

بہترین چیتا سمند مانک نام چڈول پر سوار ہوتا ہے، اسے بیحد اہتمام کے ساتھ سوار کرایا جاتا ہے اور اس کی سواری کے گرداگرد ملازمین عمدہ پوشاک پہنے ہوئے دوڑتے ہیں اور سواری کے آگے نقارہ بجتا ہے۔

بعض اوقات اس جانور کو دو شخص گھوڑے پر لے جاتے ہیں اور چڈول کے

دونوں ڈنڈے گھوڑوں کی گردنوں پر رکھے رہتے ہیں۔
پیشتر ایک چیتے کے لئے دو گھوڑے مخصوص تھے لیکن اب دو چیتوں پر تین گھوڑے مقرر ہیں۔ بعض جانوروں کے لئے ڈولی اور بعضوں کے لئے بیل گاڑی مقرر ہے۔
اکثر جانور ایسے ہیں جو ایک خاص ڈولی میں تنہا سفر کرتے ہیں۔
پالوا ور تربیت یافتہ چیتے کی ڈولی کو دو اشخاص اور دوسرے جانوروں کی ڈولیوں کو تین کہار اٹھاتے ہیں۔

شکاری چیتے کی چالاکی و تیز دستی

چیتے ہوا کے ساتھ دوڑتے ہیں اور شکار کی بو سونگھتے اور اس کی آواز سنتے ہیں۔
شکار کا پتا چلانے کے بعد جانور کو پکڑنے کا خاکہ تیار کرتے اور شکاری کو جانور کے مقام سے آگاہ کرتے ہیں
شکاری چیتوں کو اپنے ہمراہ لے کر شکار پکڑنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں چیتوں کے ذریعے سے تین طریقوں پر شکار کیا جاتا ہے۔
(۱) اُپرَوگھیٹی۔ شکاری اس مقام کے جانب راست سے جہاں کہ ہرن نظر آتے ہیں اپنے چیتے کو ہرنوں پر چھوڑتے ہیں اور چیتا جھپٹ کر ہرن کو اپنے پنجے میں پکڑ لیتا ہے۔
(۲) رِگھینی، چیتا ہرن کی نگاہ سے چھپا رہتا ہے۔ شکاری چیتے کو دور سے ہرن دکھلاتے ہیں اور یہ مشاق وحیلہ گر جانور ایک جھاڑی سے دوسری جھاڑی کو پھاندتا ہوا ہرن کے قریب پہنچتا ہے اور اس کو پکڑ لیتا ہے۔
(۳) مُہاری، چیتے کو گاڑی سے اُتار کر ایک جھاڑی میں چھپا دیتے ہیں لیکن ہوا کا رخ چیتے کی طرف ہوتا ہے۔ گاڑی کو مخالف سمت لے جاتے ہیں۔ ہرن ہر دو جانب سے مشتبہ ہو کر پریشان ہوتا ہے، جانور کو ششدر دیکھ کر مکار چیتا

جھاڑی سے نکل کر اُس کو گرفتار کر لیتا ہے۔

اس شکاری جانور کی حیلہ سازی اور اس کی چالاکی کے حالات زبان و قلم سے ادا کرنا محال ہے اور اُس کی ہوشیاری اور صفائی کو تحریر کے ذریعے سے معرض بیان میں لانا ناممکن ہے۔ نر کی موجودگی میں مادہ کو شکار نہیں کرتا اور بڑے جانور کے ہوتے ہوئے بچوں کا شکار نہیں کرتا اور ہرنوں کے جھنڈ میں ہمیشہ نر جانور کو گرفتار کرتا ہے۔

اس جانور کا قاعدہ ہے کہ جب شکار پر دوڑتا ہے تو اپنے ہاتھ اور پاؤں سے مٹی اڑاتا ہوا چلتا ہے تاکہ گرد و غبار میں اپنے کو چھپائے رکھے اور ہرن کو ہوشیار دیکھ کر زمین پر اس طرح لیٹ جاتا ہے کہ اُس کا نام و نشان ہی نظر نہیں آتا۔

قدیم زمانے میں چیتے ایک حملے میں تین سے زیادہ جانوروں کا شکار نہیں کر سکتے تھے لیکن اب ایک مرتبہ میں بارہ ہرن تک پکڑ لیتے ہیں۔

قبلۂ عالم نے خود ہی شکار کا ایک طریقہ ایجاد فرمایا ہے جس کو چیتر منڈل کہتے ہیں۔

شکاری ہرنوں کی چراگاہ کے قریب مختلف جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھتے ہیں اور حلقہ بنا کر ہرنوں کو ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں، اس کے بعد چیتوں کو ہر چہار طرف چھوڑتے اور ایک ہی حملے میں متعدد جانوروں کا شکار کر لیتے ہیں۔ یوزبانوں اور تربیت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کے لئے جانوروں کی تیز دستی و بہترین حیلہ انگیزی کے موقع پر انعام دیا جاتا ہے اور اس طرح حسنِ خدمت کی قدر کی جاتی ہے۔

ہر جانور پر ایک خاص انعام بھی مقرر ہے جس کی تفصیل بیحد دشوار ہے۔

جہاں پناہ کے جذبۂ مہر انگیزی کا ایک عجیب و غریب کرشمہ یہ ہے کہ ایک چیتے اور ایک ہرن میں باہم اس قدر موافقت ہو گئی، کہ ہر دو جانور ہر وقت ساتھ رہتے اور ایک دوسرے سے بیحد محبت کرتے تھے۔

تعجب انگیز امر یہ ہے کہ یہی چیتا جب کبھی دوسرے ہرن پر چھوڑا جاتا تو مثل دیگر جانوروں کے اس کا شکار کرتا تھا۔

قدیم زمانے میں محض اس خوف سے کہ جانور اس سرکشی و صحرا پسندی کے غلبے سے بے قابو ہو کر بھاگ نہ جائیں، چیتے سرِ شام ہی سے باندھ دیے جاتے تھے

لیکن اس مبارک عہد میں قبلۂ عالم کے بہترین قوانین کی برکات سے یہ جانور اس قدر مانوس ہو گئے ہیں کہ شام کو بھی کھلے رہتے ہیں اور اُن کو جنگل کی یاد نہیں آتی اور ہر طرح فرماں برداری کرتے ہیں۔

قدیم زمانے میں یہ بھی دستور تھا کہ چیتوں کی آنکھوں پر بجز شکار کے موقع کے ہر وقت پٹی بندھی رہتی تھی تاکہ جانور بھڑک کر بیتابی کا اظہار نہ کر سکیں لیکن آجکل بے نقاب ہر طرف گھومتے اور آزاد رہتے ہیں۔

خاصے کے چالیس چیتے ایسے ہیں جن پر اُمرا بازی لگاتے ہیں، جس کا چیتا پہلے شکار کرتا ہے وہ دوسروں سے بازی جیت جاتا ہے اور اسی طرح جس کا چیتا تمام جانوروں سے قبل بیس ہرن شکار کرلاتا ہے تو وہ دوسروں سے فی کس پانچ روپے وصول کرتا ہے۔

سید احمد بارہہ، جو خاصے کے چیتوں کا سردار ہے ہر شرط میں ایک مہر اپنا حصہ لیتا ہے۔ اس طرح اُس نے بیشمار رقم حاصل کی ہے۔ اگر کوئی امیر بیس سیاہ ہرنوں کے سینگ جہاں پناہ کے ملاحظے میں پیش کرتا ہے تو اپنے ہم عصر امرا میں ہر ایک سے ایک اشرفی وصول کرتا ہے۔

اسی طرح قراولوں اور طرفداروں میں بھی بازی لگائی جاتی ہے۔

مختصر یہ کہ ہر شخص ہر موقع پر زیادہ سے زیادہ ہرن لانے کی کوشش کرتا ہے۔

ہرنوں کی کھالیں غربا کو انعام کے ضمن میں عطا ہوتی ہیں۔

حیرت انگیز امر یہ ہے کہ جہاں پناہ ہرنوں کی کھال دیکھ کر فوراً بتلا دیتے ہیں کہ ہرن کس شکارگاہ کا جانور ہے۔

جمعے کے روز قبلۂ عالم شکار نہیں کھیلتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شاہزادہ ولی عہد بہادر کی ولادت کی بابت جہاں پناہ نے اس قسم کی نذر کی تھی جس کو پورا فرماتے ہیں۔

سیاہ گوش

قبلۂ عالم اس کوتاہ قامت مگر جری و بہادر جانور سے شکار کرانا بہت پسند فرماتے ہیں۔

قدیم زمانے میں سیاہ گوش، لومڑی اور خرگوش کا شکار کرتے تھے لیکن اب سیاہ ہرن کو بھی پکڑاتے ہیں۔
ہر جانور کو روزانہ ایک سیر گوشت دیا جاتا ہے۔
ہر سیاہ گوش کے لئے ایک خاص ملازم مقرر ہے۔
ہر خدمتگار کو سو دام ماہوار تنخواہ دی جاتی ہے۔

کُتے

جہاں پناہ اس جانور کو اس کی بہترین عادات کی وجہ سے بے حد پسند کرتے ہیں۔ قبلۂ عالم مختلف ممالک سے کتے منگواتے ہیں جن میں بہترین قسم کا جانور کابل سے لایا جاتا ہے خاصکر اضلاع ہزارہ سے۔
کتوں کو زیورات سے آراستہ کرتے اور اُن کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔
کتے ہر قسم کے جانور پر حملہ آور ہوتے ہیں، جس میں زیادہ تعجب انگیز امر یہ ہے کہ بعض اوقات شیر پر بھی حملہ کرتے ہیں۔
بعض کتے دشمن پر حملہ کر کے اُس کو خاک و خون میں ملا دیتے ہیں۔
خلصے کے جانوروں میں ہر کتے کو روزانہ دو سیر گوشت دیا جاتا ہے۔
دوسرے کتوں کے لئے فی جانور ۱½ سیر گوشت مقرر ہے۔ ہر دو تازی جانوروں پر ایک نگہبان مقرر ہے۔ ہر خدمتگار کو سو دام ماہوار تنخواہ دی جاتی ہے۔

ہرن کا شکار ہرن سے

یہ فراری ہونے والا جانور بھی مانوس ہو کر اطاعت بجالاتا ہے۔ شکار کا طریقہ حسب ذیل ہے۔
ہرن کے سینگ پر ایک جال باندھ دیتے ہیں اور اُس کو جنگلی جانور کے مقابلے میں چھوڑ دیتے ہیں۔

دشتی ہرن خوف زدہ ہو کر پالو جانور سے جنگ آزمائی کرتا ہے۔
دوران جنگ میں جنگلی ہرن کے سینگ یا پاؤں یا کان جال میں پھنس جاتے ہیں، شکاری جو جھاڑیوں میں چھپے رہتے ہیں، دوڑ کر گرفتار شدہ ہرن کو پکڑ لیتے ہیں۔
نو گرفتار جانور رفتہ رفتہ مانوس ہو جاتا ہے۔
اگر جال ٹوٹ جاتا ہے یا یہ کہ ہرن اپنے حریف سے جنگ کرتے کرتے تھک جاتا ہے تو اپنی دانائی سے محافظ کے پاس واپس آتا ہے جو یا تو جال کو درست کر دیتا ہے یا دوسرے جانور کو آویزہ کشی کے لئے روانہ کرتا ہے۔
سلطان فیروز خلجی اس طرح کے شکار کو بیحد پسند کرتا اور ہمیشہ اس میں مشغول رہتا تھا، لیکن قبلۂ عالم نے شکار کے اس طریقے میں جدت پیدا کی اور اس کو بہتر بنایا۔
بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جنگلی ہرن صبح سے شام تک برابر آویزہ کشی جاری رکھتا ہے اور چار جانوروں تک کو شکست دیتا اور پانچویں ہرن سے گرفتار ہوتا ہے۔
اس زمانے میں ہرن اس درجہ فرماں پذیر بنا دئے گئے ہیں کہ شب کے وقت بھی جنگ آزمائی کرتے ہیں۔ اگر جال ٹوٹ جاتا ہے یا یہ کہ صحرائی جانور بھاگ جاتا ہے تو پالو ہرن اپنے نگہبان کے پاس واپس آتا ہے۔
ایسا بھی ہوتا ہے کہ آوازِ طلب سُن کر جنگ آزمائی سے باز آتا اور نگہبان کے پاس واپس آتا ہے اور دوبارہ جنگ کا اشارہ پاتا ہے تو حریف کے مقابلے میں جا کر جنگ شروع کر دیتا ہے۔
قدیم زمانے میں ہرن شب کو آزاد نہیں کئے جاتے تھے اور یہ خوف رہتا تھا کہ جانور کھلا رہنے سے ممکن ہے کہ جنگل کی راہ لے، اور اگر کبھی آزاد کرتے بھی تھے تو اس کے پاؤں میں ایک وزنی گیند باندھ دیتے تھے تاکہ فرار نہ ہو سکے۔
ہرن کی دانائی اور وفاداری کے بیشمار افسانے زباں زد ہیں۔
زمانِ حال میں ایک جانور کی حیرت انگیز داستان بیان کی جاتی ہے کہ صوبۂ الہ آباد کے ایک ہرن نے جنگل کی راہ لی اور مختلف دریاؤں اور میدانوں کو طے و عبور کرتا ہوا اپنے وطن، یعنی صوبۂ پنجاب میں پہنچ کر اپنے قدیم مالک کے در پر

جا کھڑا ہوا۔

قدیم زمانے میں ہرن کے شکار میں ایک دو سے زیادہ اشخاص شریک صید افگنی نہ ہوتے تھے۔ یہ اشخاص بھی ہرن کے رمیدہ مزاجی کے خوف سے بھیس بدل کر جھاڑیوں میں چھپے رہتے تھے اور سوا جنگلی ہرن کے پالو جانور سے شکار کا کام نہ لیتے تھے جن کو کسی نہ کسی طرح گرفتار کر کے صید افگنی کی تعلیم دیتے تھے۔

قبلۂ عالم نے اس زمانے میں ایک ایسا جدید طریقۂ شکار ایجاد فرمایا جس میں دو سے زائد اشخاص ایک مرتبہ شکار کھیلتے ہیں۔ صید افگنی کا قاعدہ یہ ہے کہ شکاری چالیس بیل سدھا کر آہستہ آہستہ آہو زار میں لئے جاتے ہیں اور خود اُن کے پیچھے چھپ جاتے ہیں اور قریب پہنچ کر جانوروں کا شکار کرتے ہیں۔

اس زمانے میں اس جانور کی نسل بھی بڑھائی جاتی ہے اور اس طرح خانہ زاد شکاری تیار ہو جاتے ہیں

ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ہرن کے خدمتگار خود جھک جاتے ہیں اور جانور اُن کے عقب سے اُن کو پھاندتا ہے، وحشی ہرن یہ خیال کرتے ہیں کہ جانور جفتی کھا رہا ہے اور اس کے قریب آکر لڑتے اور گرفتار ہوتے ہیں۔

قبلۂ عالم اس طریق شکار کو ناپسند کرتے ہیں اور مادہ ہرن کے ذریعے سے جنگلی جانوروں کو پالو ہرن سے آویزہ کشی کراتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک ہرن نے چیتے کو گرفتار کیا جس کا پاؤں ہرن کے جال میں پھنس گیا تھا۔ ہر دو جانور گجرات سے قبلۂ عالم کے حضور میں لائے گئے جیسا کہ پیشتر مذکور ہوا۔

گھنٹا بیرہ ایک دوسرے طریقۂ شکار کا نام ہے۔

شکاری ایک پیڑ یا ٹوکرے کو اُلٹا پکڑتے ہیں اور اس کی آڑ میں روشن چراغ رکھتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے گھنٹی بجاتے ہوئے دوڑتے ہیں، جانور چراغ کی روشنی دیکھ کر اور گھنٹیوں کی آواز سُن کر جمع ہو جاتے ہیں اور جو اشخاص تاک میں رہتے ہیں وہ ہرنوں کو تیر سے شکار کر لیتے ہیں، بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جانور باجے کی آواز سُن کر مست و مدہوش ہو کر گرفتار ہو جاتے ہیں۔

بعض شکاری خوش آوازی کے ساتھ گاتے ہیں اور جانور نغمہ سرائی سے مبہوت ہو کر قریب آکر کھڑے ہو جاتے ہیں تو سنگ دل شکاری اُن کا کام تمام کر دیتے ہیں۔ قبلۂ عالم نے عرصے سے دونوں طریقوں کو معیوب سمجھ کر ترک فرما دیا ہے۔

تھانگی، ایک برہنہ سر شکاری جنگلی جانور کے روبرو آتا ہے اور دیوانہ وار اپنے سر کو ہلاتا اور مجنونانہ حرکات کرتا ہے، جانور اس شخص کو پاگل سمجھ کر اس کے قریب آتا ہے اور متحیر ہوتا ہے، دوسرے شکاری جو چھپے رہتے ہیں، جھپٹ کر اس کا شکار کرتے ہیں۔

بُوکارہ، چند شکاری تیر و کمان ہاتھ میں لے کر دو رُویہ ایک دوسرے سے کسی قدر فاصلے پر آڑ میں بیٹھ جاتے ہیں اور ہرن اسی سمت ہانکے جاتے ہیں، ہانکنے والے اپنے ہاتھ میں سفید چادر لے کر ہوا میں اُڑاتے ہیں، ہرن خوف زدہ ہو کر بھاگتے ہیں اور شکاریوں کے قریب پہنچ کر اپنی جان کھو بیٹھتے ہیں

ڈُواؤن، بوکارہ سے مشابہ ایک قاعدہ ہے، دو کماندار سبز پوش اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں اور جانور ان تیر اندازوں کی طرف ہانکے جاتے ہیں۔ شکار کا یہ طریقہ بےحد نشاط انگیز ہے جس میں ہرن پریشان ہو کر گرفتار ہو جاتے ہیں۔

اَجَارہ، شکاری سر سے پاؤں تک سبز رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں اور تیر و کمان کو بھی سبز کپڑوں سے لپیٹ دیتے ہیں اور اس کے بعد آزادی سے آہو زار میں جاتے اور جانوروں کا شکار کرتے ہیں۔ یا یہ کہ ہرن کی کھال کی رسیاں بناتے ہیں اور رسیوں کو درخت سے مضبوط باندھ دیتے ہیں۔ یا یہ کہ رسیوں کو درخت کے اوپر باندھ کر اُن کو اُس مقام پر جہاں کہ ہرن ہوتے ہیں لٹکا دیتے ہیں اور ہوا کے رخ جال بچھاتے ہیں، شکاری ایک طرف سے نمودار ہوتے ہیں اور ہرن مجبور ہو کر اسی مقام کی طرف بھاگتے ہیں، جہاں جال بچھے ہوئے ہیں، اور اس طرح جال میں گرفتار ہو کر پکڑ لئے جاتے ہیں۔

بعض اوقات شکاری درخت کی آڑ میں چھپ کر ہرن کی بولی بولتا ہے، جانور اپنے ہمجنس کی آواز سن کر درخت کے قریب آتا اور گرفتار مصیبت ہو جاتا ہے۔

بعض شکاری مادہ ہرن کو میدان میں ایک جگہ باندھ دیتے ہیں، یا یہ کہ پالو ہرنوں کو

جنگلی ہرن کی چراگاہ میں چھوڑ دیتے ہیں، جنگلی ہرن پالو جانوروں کے پاس آتے اور گرفتار ہوتے ہیں۔

دہ انگلی۔ شکاری دیوانوں کی طرح برہنہ سر دوڑتے ہیں اور ان کے کپڑے پان کی پیک سے اس طرح تر رہتے ہیں کہ گویا جسم زخم آلود ہو گیا ہے، شکاری خود مجنونانہ حرکت کرتا ہے، جنگلی جانور اس خود ساختہ دیوانے کے گرد جمع ہو کر اُس کی موت کا انتظار کرتے ہیں اور اس طرح بیجا خواہش کی طمع میں گرفتار ہو کر نذر اجل ہو جاتے ہیں۔

شکار نر گاؤمیش (بھینسے کا شکار)

اس جانور کے شکار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک بڑی رسی زمین میں مضبوط دبا دیتے ہیں، اس رسی کا سرا اوپر رہتا ہے جس میں پھندا لگا رہتا ہے۔

اس رسی میں ایک دوسری رسی باندھتے ہیں اور دوسری رسی میں ایک مست بھینس کو باندھ کر شکاری چھپ جاتا ہے، جنگلی بھینسا مادہ کو دیکھ کر اس مقام پر آتا اور اُس سے جفتی کھاتا ہے۔ ایسی حالت میں شکاری جھاڑی سے نکل کر پھندا بھینسے کے پاؤں میں ڈال دیتا ہے۔

بعض اوقات شکاری بدحواس ہو جاتا ہے اور بھینسے کی ایک ہی لات میں اپنی جان سے ہاتھ دھوتا ہے۔

اس جانور کے شکار کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ شکاری اُن تالابوں پر جاتے ہیں جہاں جنگلی بھینسے نہانے کے لئے جمع ہوتے ہیں اور تالابوں کے ہر چہار طرف جال بچھا دیتے ہیں۔

شکاری پالو بھینسوں پر سوار ہاتھ میں نیزے لئے ہوئے پانی میں اُترتے ہیں جنگلی جانور اُن کو دیکھ کر قریب آتے ہیں جن میں سے بعض تو نیزوں سے ہلاک ہو جاتے ہیں اور چند جال میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

جنگلی بھینسوں کی چراگاہوں میں بھی جانوروں کو اسی طرح شکار کرتے ہیں۔

پرندوں کا شکار

قبلۂ عالم ان بلند پرواز جانوروں کو بیحد پسند فرماتے ہیں اور ان کے طرح طرح کے شکار سے مسرور و خوش ہوتے ہیں۔

جہاں پناہ اگرچہ باز و شاہین و شاہباز و برگت، تمام جانوروں کو پالتے اور ان کی تربیت فرماتے ہیں لیکن باشہ کو حد درجہ عزیز رکھتے اور اس کو مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔

خاکسار مؤلف کو تعجیل کے ساتھ اس کام کو ختم کرنا ہے اور ظاہر ہے خلاصہ نویسی میں اتنی گنجائش کہاں کہ اس دل آویز داستان کو تفصیل کے ساتھ معرض بیان میں لائے اور ہر جانور کی کارپردازی کے مفصل حالات جداگانہ لکھے۔

مؤلف اوّل تو ان جانوروں کی بابت بہت کم واقفیت رکھتا ہے، دوسرے یہ کہ فطرتاً جانور کشی سے نفرت رکھتا ہے، ان وجوہات کی بنا پر مفصل نظرانداز کرکے ناظرین کی واقفیت کے لئے چند سطور میں اس دراز قصّے کو ختم کرتا ہے۔

موسم بہار کے وسط میں پرندے ملاحظۂ عالی میں پیش ہوتے ہیں اور اس کے بعد اُن کو کُریز کے لئے (پر جھڑنا) بتلاتے اور شہروں میں روانہ کرتے ہیں۔

کُریز کا وقت ختم ہونے کے بعد جانور بار دگر جہاں پناہ کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں۔

معائنے کی ابتدا خاصے کے بازوں سے ہوتی ہے اور یہ پرند تاریخ خرید کے تقدّم و تاخر کے اعتبار سے یکے بعد دیگرے پیش کئے جاتے ہیں۔ دوسرے باز اپنے شکار کی تعداد کے لحاظ سے پیش ہوتے ہیں۔

ان کے بعد باشہ، شاہین، کھیلہ، چپک باشہ، بحری، بچہ بحری، شکرہ، چپک شکرہ، ترمتی، ایگی، بیسرہ، دھوتی، چرغ، چرغیلہ، لگر اور جھگر (چپک لگر) ملاحظۂ عالی میں ترتیب وار پیش کئے جاتے ہیں۔

مولچین یا موچین بھی ملاحظۂ عالی میں پیش ہوتا ہے، یہ ایک پرندہ ہے جو گویا سے

مشابہ نند درنگ کا ہوتا ہے۔ شاہین کی طرح یہ بھی کلنگ کا شکار کرتا ہے۔ اس کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ پرواز میں کلنگ کے پر کتر ڈالتا ہے، یا یہ کہ اُس کی آنکھوں کو زخمی کر دیتا ہے لیکن اس روایت کی ہنوز صحت نہیں ہوئی۔

آدیبہ پر بھی ایک قسم کا شکاری پرندہ ہے جو کشمیر سے لایا جاتا ہے۔ جانور سبز رنگ اور طوطے سے کسی قدر چھوٹا ہوتا ہے اس کی چونچ سرخ سیدھی اور لانبی اور دم زیادہ لانبی ہوتی ہے۔ یہ ہوا میں اڑتا اور چھوٹے پرندوں کا شکار کرتا اور مالک کے ہاتھ پر آکر بیٹھ جاتا ہے۔

ان کے علاوہ بے شمار اقسام کے پرندوں کو شکار کی تعلیم دی جاتی ہے جن کی تفصیل بیحد طویل ہے، مثلاً کوّے، کنجشک، پوونہ اور سارو کو بھی شکار کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے

قبلۂ عالم اپنی حوصلہ مندی اور اضافۂ شان و حشمت کے لئے باز کے شکار کو پسند فرماتے ہیں، اگرچہ ظاہر بیں افراد یہ خیال کرتے ہیں کہ جہاں پناہ کا منشا صرف جانور کشی ہے۔

اس سر رشتے میں بھی بشیار منصبدار احدی اور دیگر سوار ملازم ہیں۔

اس سر رشتے کے پیادے اکثر کشمیری و ہندی ہیں۔ پیادوں کی تنخواہ حسب ذیل ہے۔

کشمیری :-

درجۂ اول میں

(۱) اول رتبے والوں کو ساڑھے سات روپے ماہوار۔

(۲) دوم کو سات روپے ماہوار ״

(۳) سوم کو پونے سات روپے ״

درجہ دوم میں

(۴) دوم اوّل رتبے والوں کو ساڑھے چھ روپے ״

(۵) دوم کو سوا چھ روپے ״

(۶) سوم کو پونے چھ روپے ״

درجۂ سوم میں

(۷) سوم اول کو ساڑھے پانچ روپے ماہوار

(۸) دوم کو پانچ روپے

(۹) سوم کو ساڑھے چار روپے ”

ہندی

درجۂ اول میں

(۱) اوّل کو، پانچ روپے ”

(۲) دوم کو، پونے پانچ روپے ”

(۳) سوم کو، ساڑھے چار روپے ”

درجہ دوم میں۔

(۴) دوم اول کو، سوا چار روپے ”

(۵) دوم کو، چار روپے ”

(۶) سوم کو پونے چار روپے ”

درجۂ سوم میں

(۷) سوم اول کو ساڑھے تین روپے ”

(۸) دوم کو، سوا تین روپے ”

(۹) سوم کو تین روپے ”

پرندوں کی خوراک

اگرچہ کشمیر و دیگر بلاد ہندوستان کے چڑیا خانوں میں ان پرندوں کو ایک بار روزانہ گوشت دیا جاتا ہے لیکن قوش خانۂ شاہی میں پرند ایک روز میں دوبار گوشت پاتے ہیں، خوراک کا وزن مندرجۂ ذیل ہے۔
باز، سات دام۔ جرّہ، چھ دام۔ بحری، لاچین اور کہیلہ، پانچ پانچ دام۔ باشہ تین دام۔

چپک۔ باشہ و شکرہ، چپک شکرہ بسیرہ، دھوتی ر دیگر جانور، دو دام۔
شام کے وقت پرندوں کو کنجشک کا گوشت کھلاتے ہیں جن کی تعداد مندرج ذیل ہے۔
باز، سات چڑیاں۔ جرہ و بحری، سات سات چڑیاں، لاچین پانچ چڑیاں۔ باشہ، تین چڑیاں، دیگر جانور، دو چڑیاں۔ اس وقت چرغ و لگر کو بھی گوشت دیا جاتا ہے۔
شنقار، شاہباز و برکت کو روزانہ ایک سیر گوشت کھلایا جاتا ہے۔ شکار کے روز یہ جانور اپنے صید سے شکم سیر ہوتے ہیں۔

پرندوں کی قیمت

شوقین اپنی خواہش، نیز ناتجربہ کاری کی وجہ سے پرندوں کو گراں قیمت پر خرید کرتے ہیں۔
قبلۂ عالم اگرچہ چڑی ماروں کے منافع کا لحاظ فرماتے ہیں لیکن اس کے ساتھ اپنے عدل و انصاف سے قیمت میں یکسانی بھی پیدا کر دی ہے۔
جہاں پناہ نے پرندوں کا نرخ ایسا مقرر فرمایا کہ بیچنے والے نفع سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور خریداروں کو نقصان برداشت کرنا نہیں پڑتا۔ ان کی صفات کے لحاظ سے قیمتوں کے تین مدارج مقرر فرمائے ہیں۔
(۱) خانہ کریز جانور۔ یہ وہ جانور ہیں جن کے بال و پر شکار آموز ملازمین کی نگہداشت میں تیار ہوتے ہیں۔
(۲) چوز۔ وہ پرند جن کے ابھی بال و پر نہیں نکلے۔
(۳) تریناک۔ وہ پرند جو جنگل ہی میں تیار ہو چکے ہیں۔

قیمتوں کا تعین

(۱) بہترین باز درجۂ اوّل، بارہ اشرفی۔

بہترین باز درجۂ اول میں دوم کی نو اشرفی۔
ایضاً سوم کی چھ اشرفی۔
درجۂ دوم میں دوم اول کی دس اشرفی۔
دوم کی سات اشرفی
دوم سوم کی چار اشرفی۔
دوم چہارم کی دو اشرفی۔
تیسرے درجے کے باز کی قیمتیں درجۂ دوم سے کم ہیں۔
(۲) جرّہ یعنی سفید باز
درجۂ اول کی قیمتیں حسب مدارج آٹھ[۱]، پانچ[۲]، دو[۳]، اور ایک[۴] اشرفی ہے۔
دوسرے درجے کی قیمیں حسب مراتب چھ[۱]، چار[۲]، ڈیڑھ[۳]، ایک[۴] اشرفی اور پانچ[۵] روپے مقرر ہیں۔
باشہ۔
درجۂ اوّل تین[۱]، دو[۲]، ایک اشرفی[۳] اور چار[۴] روپے،
درجۂ دوم دو[۱]، ایک[۲] اشرفی اور پانچ[۳] روپے۔
(۳) شاہین ہر دو قسم، تین[۱]، دو[۲] اور ایک[۳] اشرفی۔
(۴) بحری، دو[۱]، ڈیڑھ[۲] اور ایک[۳] اشرفی۔
(۵) بچۂ بحری۔ اس کی قیمت جوان پرندوں سے قدرے کم ہے۔
(۶) چرغ، ڈھائی[۱]، دو[۲] اور ڈیڑھ[۳] روپیہ۔
(۷) چپک باشہ ایک[۱] روپیہ، آٹھ[۲] آنہ، چار[۳] آنے۔
(۸) خیلہ، ڈیڑھ[۱] روپیہ، ایک[۲] روپیہ، آٹھ[۳] آنہ۔
(۹) شکرہ، ڈیڑھ[۱] روپیہ، ایک[۲] روپیہ، آٹھ[۳] آنہ۔
(۱۰) بیسرہ، دو[۱] روپیہ، ڈیڑھ[۲] روپیہ، ایک[۳] روپیہ۔
چپک شکرے، لگر جھگر، ترمتی اور ریکی کی قیمتوں کے مدارج مقرر نہیں ہیں۔
قبلۂ عالم ہر میر شکار کو اُس کی حیثیت کے مطابق انعامات بھی عطا فرماتے ہیں

ہر شکار میں جو رقم بطور انعام مقرر ہے وہ ایک اشرفی سے لے کر ایک دام تک ہی جاتی ہے۔

اگر باز شکار کو مردہ یا زندہ پکڑ لاتے ہیں تو انعام شکار کی خوبیوں اور شکار کی جسامت کے اعتبار سے دیا جاتا ہے

پرند کا خاص ملازم انعام کا نصف حصہ خود لیتا ہے۔

اگر قبلۂ عالم خود شکار کرتے ہیں تو انعام پچاس فی صدی کم ہو جاتا ہے۔

اگر پرند بطور پیشکش ملاحظے میں گزرانا جاتا ہے تو فی پرند ڈیڑھ روپیہ قوش بیگی اور ایک روپیہ محاسب کو عطا ہوتا ہے۔ دیگر جانوروں میں انعامات کی تقسیم حسب ذیل ہے۔

جرہ کے شکار میں قوش بیگی کو ایک روپیہ اور محاسب کو ۱/۴ روپیہ۔

باشہ کے شکار میں قوش بیگی ۱/۴ اور محاسب ۱/۸ روپیہ۔

ہر لاچین، چرغ، چرغیلہ، خیلہ، بحری بچّہ کے شکار میں قوش بیگی ۱/۸ اور محاسب ۱/۱ روپیہ۔

ہر چپک باشہ و دھوتی وغیرہ کے شکار میں قوش بیگی ۱/۱ اور محاسب ۱/۴ روپیہ۔

سرکاری چڑیا خانے میں جانوروں کی کم از کم تعداد مندرج ذیل ہے۔

باز و شاہین چالیس چالیس۔

جرہ، بینار باز، تیس

باشہ، ایک سو

بحری و چرغ، بیس بیس،

لگر و شکرہ، دس دس۔

مرغابی

اس جانور کا شکار بیحد مسرت خیز ہے۔

اس کے شکار کرنے کا عجیب دل آویز طریقہ یہ ہے کہ ان کا ایک مصنوعی جسم

خود اسی چڑیا کے چمڑے سے تیار کرتے ہیں، جس میں پر و بازو و چونچ و دُم وغیرہ تمام اعضا ہوتے ہیں اور اس مصنوعی جسم میں دو سوراخ آنکھوں کی بجائے بنا دئے جاتے ہیں۔

شکاری اس جسم میں اپنا سر داخل کر کے پانی میں کھڑا ہوتا ہے، پانی اُس شخص کی گردن تک ہوتا ہے۔

شکاری نہایت ہوشیاری کے ساتھ آگے بڑھتا ہوا جانوروں کے پاس جاتا ہے اور ایک ایک کر کے اُن کو غرق آب اور گرفتار کرتا ہے۔ ان میں سے بعض اپنی ہوشیاری کی وجہ سے اُڑ کر نکل بھی جاتے ہیں۔

کشمیر میں باز کو ایسا سدھاتے ہیں کہ وہ اُس کو تیرنے کی حالت میں پکڑتا اور شکاری کے پاس کشتی میں لے آتا ہے، یا یہ کہ مرغابی کو پانی کے اندر ڈبو کر خود اُس کی پیٹھ پر بیٹھ جاتا ہے یہاں تک کہ ملّاح قریب پہنچ کر اُسے پکڑ لیتا ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بھینسوں کو پانی میں چھوڑ دیتے ہیں اور خود اُن کی آڑ میں چلتے اور قریب پہنچ کر ان کو گرفتار کر لیتے ہیں۔

درّاج

اس جانور کا شکار کرنے کے مختلف طریقے ہیں، جن میں سب سے زیادہ عجیب و غریب طریقہ یہ ہے کہ درّاج کے بچوں کو پکڑتے اور اُن کو شکار کی تعلیم دیتے ہیں۔

پرند تربیت پا کر دوسرے پرندوں سے لڑتا ہے۔ پالو درّاج کو ایک قفس میں بند کرتے ہیں اور پنجرے کے قریب جال بچھا دیتے ہیں، جانور شکاری کا اشارہ پا کر بولنا شروع کرتا ہے۔

نظر بند درّاج کی آواز سُن کر دوسرے جانور جذبۂ مہر و محبت سے متاثر ہو کر یا یہ کہ اُس سے جنگ کرنے کے لئے اُس کے قریب آتے ہیں اور جال میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

پودنہ

اس جانور کا شکار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ شکاری مٹی کا ایک بھونپو بناتا ہے جس کی گردن تنگ ہوتی ہے، شکاری رات کو اُس کو بجاتا ہے جس سے اُلّو کی آواز نکلتی ہے۔

جانور اس وحشی آواز کو سُن کر خوف زدہ ہوتے اور ایک ہی مقام پر جمع ہو جاتے ہیں۔
دوسرا شخص جس کا ایک گٹھا روشن کرتا ہے اور اُس کو تیزی کے ساتھ گردش دیتا ہے اور عزیب بے زبان آسانی سے گرفتار ہو جاتے ہیں۔

لگڑ

یہ شکل و صورت میں چرغ سے اور جسامت و قامت میں جُرّہ سے مشابہ ہے۔
تربیت شدہ پرند کے جسم کے چاروں طرف جال باندھتے ہیں اور پرندوں کے پَر اُس کے پنجوں میں دے دیتے ہیں۔ پالو لگڑ کو اس طرح تیار کر کے ہوا میں چھوڑتے ہیں۔
دوسرے جانور یہ خیال کر کے کہ پرند کے پنجے میں شکار ہے اُس کے قریب آتے اور جال میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور اس طرح زمین پر گر پڑتے ہیں۔

غوغائی

اہل شکار یا لو غوغائی کو اُلّو کے ساتھ ایک صلیب نما لکڑی کے اوپر مضبوط باندھتے ہیں اور ان کے چاروں طرف بالوں کے جال لگا دیتے ہیں۔
اُلّو مضطرب ہو کر پھڑ پھڑاتا ہے، غوغائی یہ سمجھ کر کہ اُس کا ہمنشین آویزہ کشی کرنا چاہتا ہے، چلانا شروع کرتا ہے۔ دوسرے ہمجنس جانور آواز سن کر امداد کو آتے اور جال میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

غوک (مینڈھک)

اس جانور کو بھی گوریا پکڑنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہ شکار بیحد عجیب و خوشنما ہوتا ہے۔
قبلۂ عالم مکڑیوں کی باہم جنگ آزمائی دیکھنے کے بھی بیحد شائق ہیں، چونکہ مکھی اس جانور سے بھاگتی ہے، جہاں پناہ مکھیوں کی گریز کی سعی و کوشش اور اُس کی اُچھل کود و نیز اُس کا دشمن سے لڑنا وغیرہ ملاحظہ فرماتے اور خوش ہوتے ہیں۔

بیت

عشق است و صد ہزار تمنا مرا چہ جرم ‌‌ ‌ ‌ گر خواہشے کند دلِ شیدا مرا چہ جرم

حقیقت یہ ہے کہ جہاں پناہ کا چیتوں سے اس درجہ مانوس ہونا حضرت کی محبت کا ایک ادنیٰ کرشمہ اور رقیلۂ عالم کی قوت پایہ شناسی کا کم ترین نمونہ ہے۔

میرے لئے ان مشاغل کی تفصیل بیان کرنا بیحد مشکل ہے، اس لئے جزئی حالات کو نظر انداز کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہوں اور دوسرا عنوان شروع کرتا ہوں۔
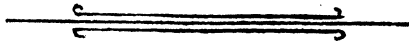
آئین (۲۹)

نشاط بازی

جہاں پناہ نے اپنی غائر نگاہ سے نشاط و مسرت حاصل کرنے کے مختلف ذرائع اختیار فرمائے ہیں۔

قبلۂ عالم مشغلۂ نشاط اندوزی کو بھی بنی نوع انسان کے افعال و کردار کے جانچنے کا ذریعہ خیال فرماتے ہیں۔

حصول نشاط کے مختلف طریقے ہیں جن میں سے بعض خاص مشاغل کا ذکر ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

چوگان بازی

ظاہر بیں حضرات اس مشغلے کو نشاط اندوزی و لہو و لعب کا ذریعہ خیال کرتے ہیں لیکن ارباب بصیرت اس میں بھی چستی و چالاکی استقلال و ثابت قدمی کے جذبات کو مخفی و پنہاں پاتے ہیں۔

اس کھیل سے انسان کی قدر و قیمت کا اندازہ اور باہمی محبت کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے۔

مضبوط و طاقتور انسان اس کھیل سے مشاق شہسوار ہوتے ہیں اور گھوڑوں میں

اطاعت پذیری و چستی و چالاکی پیدا ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جہاں پناہ اس مشغلے کو بیحد پسند فرماتے ہیں۔ قبلۂ عالم اس کھیل میں مشغول ہوکر بظاہر تو عظمت و جاہ میں اضافہ فرماتے ہیں لیکن حقیقت میں بنی نوع انسان کے مخفی خصائل و عادات سے واقفیت و آگاہی حاصل فرماتے ہیں۔

آپ جب میدان کو تشریف لے جاتے ہیں تو ایک خوش نصیب و ماہر فن کھلاڑی حضرت کا مد مقابل منتخب کیا جاتا ہے۔

چند چالاک چوگان باز جو تمام تر ایک ہی خیال میں مست رہتے ہیں، حضرت کے ہمراہ جاتے ہیں

ان سواروں کا بالاتفاق یہی ارادہ ہوتا ہے کہ قبلۂ عالم کی جانب سے حضرت کے حریف کے مقابلے میں اپنے جوہر چوگان دکھائیں۔

جہاں پناہ اپنی مہر و محبت کے اعتبار سے کھلاڑیوں کا بے وجہ تعین نہیں فرماتے بلکہ قرعہ ڈال کر جوڑ منتخب فرماتے ہیں اور اس کھیل میں دس آدمیوں سے زیادہ اشخاص کو شریک نہیں فرماتے لیکن ان کے علاوہ اور دیگر اراکین میدان سے علٰحدہ حکم کے منتظر کھڑے رہتے ہیں۔

ایک گھڑی گزرنے کے بعد کھلاڑی آرام لیتے ہیں اور دوسری جوڑ میدان میں آتی ہے۔

چوگان دو طریقے پر کھیلی جاتی ہے۔

پہلا طریقہ یہ ہے کہ گیند کو چوگان کے خم میں لے کر آہستہ آہستہ وسط میدان سے ہال تک لے جاتے ہیں۔ اس طریقے کو ہندی میں ڈول کہتے ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ گیند کو تاک کر چوگان زور سے مارتے ہیں اور وسط میدان سے دور پھینک دیتے ہیں، کھلاڑی گیند کے ساتھ ہی دوڑتا ہے اور دوسروں سے قبل گیند کے قریب پہنچ کر اُس کو بار دگر وسط میدان کی طرف واپس کرتا ہے۔ اس طریقے کو ہندی میں بیلہ کہتے ہیں۔

بیلہ مختلف طریقوں سے کھیلا جاتا ہے۔ کھلاڑی یا تو اپنے سیدھے ہاتھ میں چوگان پکڑتا ہے اور گیند پر ضرب لگا کر اُس کو داہنی جانب آگے یا پیچھے پھینکتا ہے

یا یہ کہ بائیں ہاتھ میں چوگان لے کر یہی عمل کرتا ہے اور یا یہ کہ گیند کو گھوڑے کے سینے کے سامنے لاکر اُس کو داہنی یا بائیں طرف پھینکتا ہے۔

جانور کے سینے کے علاوہ اُس کے پاؤں کے عقب یا اُس کے جسم کے نیچے سے بھی گیند اُس کی طرف پھینکی جاسکتی ہے۔ اگر گیند گھوڑے کے سامنے ہے تو بھی سوار اُس کو آگے پھینکتا ہے، یا یہ کہ گھوڑے کی پشت پر کچھ پیچھے ہٹ کر گیند کو آگے بڑھاتا ہے، قبلۂ عالم گیند پر ہر طرح ضرب لگانے میں بحید مشاق و یکتائے زمانہ ہیں۔ جہاں پناہ اکثر اوقات گیند پر اُس وقت بھی ضرب لگاتے ہیں جبکہ وہ بالائے ہوا ہوتی ہے۔ قبلۂ عالم کی یہ مشّاقی و تیز دستی دیکھ کر ناظرین محوِ حیرت ہوجاتے ہیں۔ گیند کے ہال میں پہنچنے کے بعد دور و نزدیک ہر مقام پر اطلاع دینے کے لئے نقّارہ بجایا جاتا ہے۔

اس کھیل کی رونق اور اس کے شوق میں اضافہ فرمانے کے لئے حضرت نے اس میں شرط و بازی لگانے کی بھی اجازت دی ہے۔

حریف باہم ایک دوسرے سے بازی جیتتے ہیں اور جو شخص گیند کو ہال تک پہنچاتا ہے شرط کی رقم میں اُس کا حصّہ دوسروں سے زیادہ ہوتا ہے۔

اگر گیند پر بالائے ہوا اس طرح ضرب لگائی جاتی ہے کہ گیند میل کی حد سے باہر گرتا ہے یا گرایا جاتا ہے تو بازی بُرد سمجھی جاتی ہے۔ اس موقع پر تیز دست کھلاڑی گیند کے قریب جمع ہوکر اُس کو لے جانے کی کدو کاوش کرتے اور عجیب ترین ہنر کرتب دکھلاتے ہیں۔

قبلۂ عالم تاریک شب میں بھی چوگان بازی کرتے ہیں جس کو دیکھ کر ہوشیار کھلاڑی بھی حیرت زدہ ہوجاتے ہیں۔

رات کو روشن گیند استعمال کی جاتی ہے۔ یہ گیند پلاس کی لکڑی کی بنائی جاتی ہے جو جلد آگ کو پکڑتی اور دیر تک روشن رہتی ہے

زیب و زینت میں ترقی دینے کے لئے جو جاہ و حشمت کے لئے لازم ہے، جہاں پناہ سونے اور چاندی کے گھونگرو چوگان کے سروں پر نصب کراتے ہیں۔

اگر کوئی گھونگرو چوگان سے ٹوٹ کر زمین پر گرجاتا ہے تو جو کھلاڑی اُس کو

پاتا ہے وہ اُسی کی مِلک خیال کیا جاتا ہے۔ اس کھیل کی نوعیت اور اُس کی خوبیاں معرضِ بیان میں نہیں آسکتیں، خصوصاً میرے ایسے ناواقف کے لئے اختصار نویسی بھی ایک مشکل خدمت ہے

عشق بازی (کبوتر بازی)

قبلۂ عالم کبوتر بازی کو عشق بازی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

یہ مشغلہ جو اغیار کو عالم بیخبری کی سیر کراتا ہے۔ جہاں پناہ کی فہم و فراست کی وجہ سے حضرت کے لئے بیداری کا سرمایہ ہے۔ قبلۂ عالم اس شغل میں بھی بشیمار ظاہر بین و بے اُصول اشخاص کو اطاعت پذیری کی تعلیم دیتے اور اس کھیل سے عالم میں اتحاد و مہر و موافقت کے جذبات پیدا فرماتے ہیں۔

کبوتروں کو اڑانے اور اس بازی گری کے رونما ہونے سے (رقص و پرواز سے) اہل دل کے وجد و سماع کا نقشہ نگاہوں کے سامنے پھر جاتا ہے اور اس مشغلے میں صانع باکمال کی قدرت کاملہ کو دیکھ کر بے اختیار زبان پر اُس کی حمد و ثنا جاری ہو جاتی ہے۔ غرضکہ جہاں پناہ کا اس معمولی مشغلۂ نشاط میں اس درجہ منہمک ہونا انھی وجوہ پر مبنی ہے جن کا ذکر اوپر کیا جاچکا۔ اس زمانے میں کبوتروں کی نوعیت و حالت پایۂ کمال کو پہنچ گئی۔ ایران و توران کے تحائف آنے لگے اور سوداگروں کے قافلے ان پرندوں کو لے کر درِ دولت پر حاضر ہوئے۔

جہاں پناہ اپنے بچپن کے زمانے میں کبوتر بازی کے بیحد شائق تھے لیکن عنفوانِ شباب میں حضرت نے اس مشغلے سے کنارہ کشی کی۔ اب جبکہ عقل و دانش کا آفتاب نصف النہار پر پہنچا تو قبلۂ عالم نے بار دگر اس شغل پر پوری توجہ فرمائی۔

ایک تربیت پذیر سبز کبوتری جو خان اعظم کوکلتاش کی ملکیت تھی حضرت کے ہاتھ آگئی۔ جہاں پناہ کے زیر تربیت اُس نے اپنے صفات میں بیحد ترقی کی یہاں تک کہ تمام جانوروں میں بہترین قرار پاکر مونینہ یا موہنہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

اس کبوتری کی نسل سے متعدد اعلیٰ قسم کے جانور پیدا ہوئے جو اشکی۔ الماس،

پریزاد اور شاہ عودی کے نام سے مشہور ہیں۔
مذکورۂ بالا اقسام کی اولاد بھی بیشمار بڑھی اور یہ جانور تمام عالم کے بہترین کبوتر قرار پائے جنھوں نے عمر شیخ مرزا اور سلطان حسین مرزا کے کبوتروں کی یاد دل سے بھلا دی۔
جہاں پناہ کے کبوتر خانے میں جانوروں کو اس درجہ بہتر و عجیب تربیت دی گئی کہ ایرانی و تورانی کبوتر باز حیرت زدہ ہوئے اور اُنھوں نے اس فن کی تعلیم از سر نو شروع کی۔
قدیم زمانے میں ہر قسم کے جانور باہم جوڑا کھاتے تھے، حضرت نے کبوتروں کی رعنائی، حسن، پرواز وغیرہ، صفات کے لحاظ سے اُن کے جوڑے منتخب فرمائے۔ حضرت کے انتخاب سے چیدہ و بہترین بچے پیدا ہوئے
قاعدہ یہ ہے کہ بیگانہ نر و مادہ کو پانچ یا چھ روز ایک جگہ رکھتے ہیں، اس زمانے میں دونوں آپس میں ایسے مانوس ہو جاتے ہیں کہ زمانۂ دراز کی مفارقت کے بعد بھی ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔
مادہ جفتی کھانے کے بعد کم از کم آٹھویں اور زیادہ سے زیادہ بارھویں روز انڈے دیتی ہے۔ اگر کبوتری چھوٹی یا بیمار ہوتی تو کچھ روز اور زیادہ گور تے ہیں۔ یہ جانور پھر سے جفتی شروع کرتے ہیں اور فروردین میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ انڈے تعداد میں اکثر دو اور کمتر ایک ہوتے ہیں۔ دن کو نر انڈوں کو سیتا ہے اور رات کو مادہ اُن پر بیٹھتی ہے اور اس طرح انڈوں میں گرمی و نرمی پہنچاتے ہیں۔
سرما میں اکیس روز میں بچے نکل آتے ہیں اور اگر موسم گرم ہوتا ہے تو سترہ یا اٹھارہ دن میں بچہ برآمد ہو جاتا ہے۔ تقریباً چھ روز بچہ قَلَہ کھاتا ہے (یعنی دانہ جس کو ماں باپ پانی کی طرح قوام آسا کر کے بچے کو کھلاتے ہیں) اس مدت کے بعد نر و مادہ اپنے پوٹے سے غیر ہضم شدہ دانہ نکال کر بچوں کے منہ میں ڈالتے ہیں۔ ایک ماہ کے بعد بچے دانہ چگنے لگتے ہیں اور اس حالت کو پہنچ کر ماں باپ سے علیحدہ کر لئے جاتے ہیں۔
کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک کبوتری کے انڈے دوسرے جانور کے نیچے بٹھاتے ہیں اور یہی غیر کبوتری بچوں کو نکالتی اور اُن کی پرورش کرتی ہے۔

خانہ پرور جواں بچے تربیت کے لئے منتخب کیے جاتے ہیں۔ بعض ان میں سے
تو اپر رکھ کر طاقتور و مقام آشنا کیے جاتے ہیں۔

ان ہر دو مراتب کے طے ہونے کے بعد ان کی معمولی خوراک کا ۱/۴ یا ۱/۲ حصہ
دانہ روزانہ دیا جاتا ہے۔

جانور جب بھوک کے کچھ عادی ہو جاتے ہیں تو اُن کو اُڑنا سکھایا جاتا ہے اور
روزانہ چالیس پرواز کرتے ہیں۔ اُڑ کر بیٹھنے تک ایک پرواز شمار کی جاتی ہے۔ اس زمانے میں
چرخ و بازی پر چنداں لحاظ نہیں کیا جاتا۔

ابتداءً دس پروں کے نکلنے کے بعد کبوتروں کی پرواز شروع ہوتی ہے اور جب
آٹھ پر گر جاتے ہیں تو پرواز سے روک لئے جاتے ہیں اور اُن کو آرام پہنچایا جاتا ہے۔
اس روک اور آرام رسانی کو اصطلاح میں خوابانیدن کہتے ہیں۔

ایسے جانوروں کے جدید پر دو ماہ میں نکل آتے ہیں اور اب بہ نسبت پیشتر کے
بہت زیادہ طاقتور ہو جاتے ہیں۔ یہی زمانہ اُن کی ہنر آموزی کی آزمائش کا سمجھا جاتا ہے
اور جب کبوتر چرخ و بازی بخوبی کرنے لگتے ہیں تو قبلہ عالم کے ملاحظے میں پیش کیے جاتے ہیں
اور چار ماہ کامل پرواز کرتے اور چرخ و بازی کے کرشمے دکھاتے ہیں۔

کبوتر کا شوق پرواز اور اُس کی حرکت پرواز (جو ایک دورہ تمام کر لیتی ہے) کو چرخ
(چکر) کہتے ہیں۔

اگر گردش درست نہ ہوئی تو اس پرواز کو تقتق کہتے ہیں۔ پرواز کی یہ قسم ناقص
خیال کی جاتی ہے۔ بازی سے مراد "معلق زدن" ہے یعنی قلابازی کھانا۔

ایک گروہ کی رائے ہے کہ حالت پرواز میں جانور کے دونوں بازو باہم
مل جاتے ہیں اور دیکھنے والے یہ خیال کرتے ہیں کہ جانور قلابازی کھا رہا ہے۔

قبلۂ عالم نے اس رائے کی آزمائش کے لئے جانوروں کا ایک پر سیاہ
رنگوا دیا اور معلوم ہو گیا کہ یہ رائے قطعاً غلط ہے۔

بعض جانور چرخ و بازی کے عالم میں بھی اس درجہ بیخود ہو جاتے ہیں کہ مدہوش
ہو کر زمین پر گر پڑتے ہیں۔ اس حالت کو تکاولہ کہتے ہیں اور جانور کے عیوب میں شمار کرتے ہیں
بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جانور حالت پرواز میں چوٹ کھا کر نیچے آتا ہے لیکن

زمین کے قریب پہنچ کر اُس کو اپنے گرنے کا ادراک ہوتا ہے اور اسی عالم میں بار دگر پرواز کر جاتا ہے۔

خاصے کے کبوتر خانے میں ہر کبوتر پندرہ چکر لگاتا اور ستر قلا بازیاں کھاتا ہے جس کو دیکھ کر تماشائی حیران ہو جاتے ہیں۔

قدیم زمانے میں گیارہ یا اکیس کبوتروں کی جماعت ایک ساتھ اُڑائی جاتی تھی، لیکن فی الحال ایک سو ایک جانور تک ایک ساتھ اُڑائے جاتے ہیں۔

قبلۂ عالم کی خاص توجّہ سے جانور اس درجہ تربیت یافتہ ہو گئے ہیں کہ رات کو بھی بلند پروازی کرتے اور قلابازیاں کھاتے ہیں۔ ان جانوروں کی یہ حالت ہے کہ سفر و کوچ کے وقت کبوتر بھی ساتھ ساتھ پرواز کرتے ہیں، کہار ان کے آشیانے ہاتھ میں لے کر دوڑتے ہیں اور جانور سفر میں بھی پرواز کرتے کرتے نیچے اُترتے اور تھوڑی دیر آشیانوں میں آرام لے کر پھر پرواز کرتے ہیں۔

ان کی صحیح تعداد معرض تحریر میں لانا بیحد دشوار ہے لیکن اندازہ یہ ہے کہ سرکاری کبوتر خانے میں بیس ہزار سے زائد کبوتر موجود ہیں، ان میں سے پانچ سو کبوتر خاصے کے ہیں۔

کبوتر اپنے ہنر و صفات میں بیحد مشہور ہیں اور بیشمار افسانے ان کی بابت زباں زد عوام ہیں۔

قدیم کبوتر باز جانور کے پاؤں کو مروڑ یا یہ کہ شگاف چشم و سوراخ بینی کو دیکھ کر اُس کی نوعیت کا اندازہ لگاتے تھے لیکن اس سے زیادہ خوبی نسل کے نشانات کی شناخت سے محروم تھے۔

قبلۂ عالم نے اس قسم کے بے شمار نشانات کا اندازہ فرمایا اور کبوتر کی نوعیت و قیمت کا مقرر کرنا جو قدیم زمانے میں مشکل کام تھا اب قطعاً آسان ہو گیا۔

جہاں پناہ نے قدیم کبوتر بازوں کے نشانات شناخت میں اپنی جدت طرازی سے مختلف قسمیں کر دیں۔

(۱) ہر دو چشم و بالائی و پائین نشانات۔ آٹھ ناخن، چونچ کے دونوں اطراف یعنی بالائی و زیریں، ان نشانات کو باہم ایک دوسرے سے ملا کر مختلف مدارج حسن و خوبی کے پیدا کر لئے گئے۔

(۲) یہ کہ قبلۂ عالم نے کبوتروں کے پاؤں کے چھلّہ وار گرہوں کے مختلف الوان سے اُن کی صفات اور اُن کی اقسام کی شناخت فرمائی۔ ایک جداگانہ دفتر تیار کیا گیا ہے جس میں یہ نشانات ترتیب وار مندرج ہیں۔

مذکورۂ بالا نشانات کی بنا پر قبلۂ عالم نے کبوتر کے دس مدارج قرار دئے ہیں اور ہر درجے کے جانوروں کے لئے مخصوص کبوتر خانے قائم فرمائے ہیں۔

پہلے کبوتر خانے میں جانوروں کی قیمت مقرر نہیں ہے اور ان کا نرخ بدلتا رہتا ہے۔ بے شمار مفلس افراد بہترین کبوتروں کو تربیت پذیر کر کے دولتمند ہو گئے ہیں۔

اوّل کبوتر خانے کے علاوہ دیگر خانوں کے کبوتروں کی قیمت مندرجۂ ذیل ہے۔

دُوم، ایک جوڑا تین روپے۔
سوم، ایضاً ڈھائی روپے۔
چہارم، ایضاً دو روپے۔
پنجم، ایضاً ڈیڑھ روپیہ۔
ششم، ایضاً ایک روپیہ۔
ہفتم، ایضاً $\frac{3}{4}$ روپیہ
ہشتم، ایضاً $\frac{1}{2}$ روپیہ
نہم و دہم ایضاً تین اشرفی۔

معائنے کے وقت بیشتر موہنہ نژاد کبوتر ملاحظے سے گزرتے ہیں اور اس کے بعد

اشکی خیل

اگرچہ اشکی خیل موہنہ کی نسل سے ہیں لیکن ہر دو قسم میں ایک اعتباری فرق پیدا کر دیا گیا ہے۔

اشکی خیل کے بعد چہار رہی کبوتر ملاحظے میں پیش ہوتے ہیں (ان کبوتروں کا باپ حاجی علی سمرقندی کا مگسی کبوتر ہے اور ان کی ماں عودی ہے جس کے مالک کا نام مولّف کو معلوم نہیں ہے۔ اس جوڑے سے بہترین و نامی کبوتر پیدا ہوئے (اور ان کا ذخیرہ دُنیا میں نام آور ثابت ہوا۔

دیگر کبوتروں کی قدر و قیمت اُن کی عمر یا خریداری کے اوقات کی بنا پر مقرر

کی جاتی ہے۔

خاصے کے کبوتروں کے رنگ

گمسی، زرہی، آمیری، زمیری (جہاں زرہی و امیری) قبلۂ عالم نے اس رنگ کو زمیری کے نام سے موسوم کیا) چینی، تفتی، شفقی، عودی، سرمئی، کشمشی، حلوائی، صندلی، جگری، نباتی، دوغی، وشکی، جیلانی، نیلوفری، ازرق (میان زرد و نخودی) جہاں پناہ نے اس رنگ کو ازرق کے نام سے موسوم کیا) آتشی، شفتالو، گل گز، زرد، کاغذی، زاغی، اگری (میان نباتی و کشمشی) محرقی، خضری (میان سبز و عودی جس کو قبلۂ عالم اس نام سے یاد فرماتے ہیں) آبی، سرنگ (میان سرمئی و گمسی یہ نام جہاں پناہ کا مقرر کردہ ہے) ان میں سے ہر رنگ کے کبوتروں کے مختلف نام ہیں جو مندرجۂ ذیل ہیں۔

گلر، دم غازہ، یک رنگ، حلقوم سفید، پرسفید، کلہ، غزغاز، ماگھ، باری، آل پر، کلتہ پر، مہدم، طوق دار، مروارید سر، مشغلہ دم وغیرہ

زمانۂ حال میں اکثر کبوتر باز جانوروں کا ایسا نام رکھتے ہیں جن سے اُن کے رنگ کا اندازہ ہوتا تھا، جہاں پناہ نے اُن کے صفات کے اعتبار سے اُن کے نام مقرر کئے، چند نام حسب ذیل ہیں۔

بغر، قرہ پلک، ابیاری، پلنگ نگاری و ریختہ پلک

ان کے علاوہ بے شمار کبوتر ایسے بھی ہیں جو چرخ و بازی تو نہیں کرتے لیکن اپنے دلفریب رنگ و خوش آیند کرشموں کی وجہ سے بیحد محبوب و ہر دل عزیز ہیں ان کبوتروں کے نام و نیز اُن کے صفات مندرجۂ ذیل ہیں،

(۱) کوکہ کبوتر۔ اس کی آواز سے خدا کی یاد دل میں تازہ ہوتی ہے (یعنی اذاں کی آواز سے مشابہہ ہے)

(۲) بغہ۔ یہ جانور عجیب دلکش آواز سے صبح کو بیدار کرتا ہے۔

(۳) لقان۔ بیحد تازہ و کرشمہ کرتا، اپنے سر و گردن و دم کو بہترین طریقے پر حرکت دیتا ہے۔

(۴) لوٹن کبوتر باز اس جانور کو گھما کر زمین پر پھینک دیتے ہیں اور یہ مرغ نیم بسمل کی طرح رقص کرنے لگتا ہے۔ بعض جانور کبوتر باز کے زمین پر ہاتھ پٹکنے سے اور بعض کابک سے باہر نکل کر چونچ مارنے سے بھی یہ تماشہ شروع کر دیتے ہیں۔

(۵) کھیرنی۔ اس قسم کے جانوروں میں نر کو مادہ کے ساتھ بے حد محبت ہوتی ہے۔ نر اڑتا ہے اور اس قدر بلند ہو جاتا ہے کہ دکھائی نہیں دیتا، مادہ کو ایک قفس میں بند کر کے اس کو دکھاتے ہیں، مادہ پر نگاہ پڑتے ہی بیقرار ہو جاتا ہے اور اور فوراً زمین پر گر پڑتا ہے۔ جو بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔

بعض جانور دونوں پر کھولے ہوئے اور بعض ایک پر اور بعض دونوں پروں کو بند کر کے زمین پر گر پڑتے ہیں۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جانور انتہائے پرواز میں ایک پر بند کر کے دوسرا کھول دیتا ہے اور اسی حالت میں زمین پر آ جاتا ہے۔

(۶) یہ کبوتر نامہ بری کی خدمت انجام دیتا ہے۔ کبوتر کی ہر قسم کو اس قسم کی تعلیم دیتے ہیں اور تربیت یافتہ کبوتر دور دراز مقامات پر خطوط لے جاتے اور جواب لاتے ہیں۔

(۷) نشاوری۔ یہ اپنی کابک کو بخوبی پہچانتا ہے اور آشیانے کے برابر ہی اُڑتا ہے، اس قدر بلند پرواز کرتا ہے کہ نگاہ سے چھپ جاتا ہے اور دو ایک روز متواتر اسی عالم میں رہتا ہے، لیکن جب کبھی کہ زمین پر اُترتا ہے تو اپنے ہی آشیانے میں قیام کرتا ہے۔

(۸) پریا۔ اس کبوتر کے پاؤں بالوں سے ڈھکے رہتے ہیں اور یہ ٹھنڈی سانسیں بھرتا ہے۔

بعض کبوتر ایسے ہیں جو صرف پر و بال اور اپنے رنگ کی خوبی کی وجہ سے پالے جاتے ہیں اور مختلف رنگ کی وجہ سے مختلف اسما سے یاد کئے جاتے ہیں ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

شیرازی، شوشتری، کاشانی، جوگیہ، ریحہ دہن، نکسی قمری

(۹) گولہ۔ یہ جنگلی ہیں۔ ان کا خاصہ یہ ہے کہ اگر چند پکڑ لئے جاتے ہیں تو دوسرے

جنگلی کبوتران کے گرد اس قدر کثرت سے جمع ہوتے ہیں کہ اُن کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے۔

گولہ کبوتر ہر روز جنگل کو جاتے ہیں اور جب آشیانے کو واپس آتے ہیں تو ان کو کھاری پانی پلایا جاتا ہے۔ جس قدر دانہ جنگل میں چگتے ہیں اُگل دیتے ہیں جو دوسرے کبوتروں کو دیا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ کبوتر تیس سال سے زیادہ زندہ نہیں رہتا۔

سو پرواز کرنے والے کبوتروں کے لئے چار سیر دانہ کافی ہے۔

سو کبوتروں کو روزانہ پانچ سیر دانہ دیا جاتا ہے۔ اور جفتی شدہ کو ساڑھے سات سیر روزانہ دانہ دیا جاتا ہے۔ پرواز کرنے والے کبوتروں کو خالص باجرا دیا جاتا ہے اور دوسروں کو ساتوں اناج ملے ہوئے یعنی چاول، چنا، مونگ، باجرا، نہدرہ، اور جوار اگرچہ اکثر ملازمان شاہی کبوتروں کی خدمت کرتے اور اُن کو تعلیم دیتے ہیں لیکن چند اشخاص نے اس فن میں خاص کمال پیدا کر کے ناموری حاصل کی ہے۔

ان افراد کے نام حسب ذیل ہیں۔

قلی علی بخاری، مستی سمرقندی، ملا زادہ، پور ملا احمد چاند، مقبل خاں چیلہ، خواجہ صندل چیلہ، موہن ہروی، عبداللطیف بخاری، حاجی قاسم بلخی، حبیب شہر سبزی سکندر چیلہ، مالتو، مقصود سمرقندی، خواجہ بہلول، چیلہ بھیرانند۔

اس سر رشتے کے خدمتگار سپاہیوں کے مد سے تنخواہ پاتے ہیں۔

پیادوں کو دو روپے سے لے کر اڑتالیس روپے تک ماہوار دئے جاتے ہیں۔

چوپڑ بازی (چوسر بازی)

اہل ہند قدیم زمانے سے اس کھیل کے دلدادہ و شیدائی ہیں۔

چوسر میں سولہ مہرے ہوتے ہیں۔ ان مہروں کی شکل بالکل یکساں ہوتی ہے۔ ہر چار مہرے ایک رنگ کے ہوتے ہیں۔ تمام مہرے ایک ہی طرح کی چالیں چلتے ہیں۔ چوسر پانسوں سے کھیلی جاتی ہے۔ پانسے تعداد میں تین اور شکل میں شش پہلو

ہوتے ہیں۔

پانسوں کے چار طولانی پہلوؤں پر ایک، دو، پانچ، اور چھ نقطوں کے نشانات رہتے ہیں۔

بساط کی شکل دو مستطیل کی ہے جو ایک دوسرے کو زاویۂ قائمہ پر قطع کرتے ہیں۔

بساط ہر چہار جانب برابر ہوتی ہے اور ہر ضلع میں تین قطاریں اور ہر قطار میں آٹھ خانے ہوتے ہیں۔ درمیان میں ایک چھوٹا مربع چھوڑ دیا جاتا ہے۔

اکثر چار اشخاص اس کھیل میں شریک ہوتے ہیں۔ دو دو آدمیوں کی دو جوڑ ہوتی ہیں۔

ہر شخص کے پاس چار مہرے ہوتے ہیں اور ہر کھلاڑی اپنے سامنے والے ضلع میں مہروں کو بٹھاتا ہے، اس طرح کہ دو مُہرے درمیانی قطار کے ساتویں اور آٹھویں خانے میں اور دو مُہرے دست راست کی قطار کے خانۂ ہفتم و ہشتم میں رکھے جاتے ہیں بائیں قطار خالی چھوڑ دیتے ہیں اور داہنی جانب سے کنارے کنارے چال چلتے ہیں۔

مہرہ اسی طرح داہنی جانب چالیں چلتا اور تمام بساط کی بیرونی قطاروں کو طے کرتا ہوا اور اپنے ضلع کی بائیں قطار میں آتا ہے اور اس قطار کے بھی تمام خانوں کو طے کر کے اپنے ضلع کی درمیان قطار میں داخل ہوتا ہے۔ اس حالت میں مُہرے کو پختہ (پکّی گوٹ) کہتے ہیں۔

درمیانی قطار کے کسی خانے میں پہنچنے کے بعد کھلاڑی کے لئے ضروری ہے کہ اب ایسا پانسہ پھینکے کہ پختہ مہرہ بقیہ تمام خانوں کو طے کر کے درمیانی مربع میں پہنچ جائے اور اس حالت کو پہنچ کر مہرہ رسیدہ کہلاتا ہے۔

مہرہ پختہ ہو یا رسیدہ، ہر صورت میں کھلاڑی کو اختیار ہے کہ اُس مُہرے سے کھیل کو دوبارہ شروع کرے۔ ایسی حالت میں عجیب خوش آیند چالیں چلی جاتی ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ جب تک کہ کھلاڑی اپنے دو مُہروں کو ایک ہی خانے میں رکھتا ہے، حریف اُس کے مُہروں کو پیٹ نہیں سکتا۔

اگر کھلاڑی چھ کے دو پانسے پھینکتا ہے تو اُس کے دونوں پیوستہ مہرے

بارہ بارہ خانے آگے بڑھتے ہیں لیکن اگر کھلاڑی خود چاہے تو مہروں کو صرف چھ چھ خانے بھی آگے بڑھا سکتا ہے

پانچ کے دو پانسے پھینکنے میں بھی اسی قاعدے پر عملدرآمد ہوتا ہے۔

اگر تین پانسے چھ، پانچ اور ایک کے پڑتے ہیں تو ان کے مجموعے کو بارہ خام کہتے ہیں۔ ایسی صورت میں پیوستہ دو مہرے تو جا ایک ہی خانے میں ہوتے ہیں تو چھ خانے آگے بڑھتے ہیں اور تنہا ایک مہرہ بارہ گھر چلتا ہے۔

اگر تین پانسے چھ کے پڑتے ہیں اور تین مہرے یک جا ایک ہی خانے میں ہوتے ہیں تو ہر مہرہ بارہ گھر آگے بڑھتا ہے۔

اگر پانسے تین، دو یا تین ایک کے پڑتے ہیں تو بھی یہی قاعدہ برتا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ خاص مواقع کے لئے دیگر قواعد اور ہیں جن کا ذکر طوالت سے خالی نہیں ہے۔

اگر کھلاڑی اپنے چاروں مہروں کو درمیانی مربع میں پہنچا دیتا ہے تو اپنی چال کے وقت اپنے ساتھی کے لئے پانسے پھینکتا ہے۔ قدیم زمانے میں قاعدہ تھا کہ مہرہ آخر میں قطار کے آٹھویں خانے کو طے کر کے جب مربع میں پہنچ جاتا تھا اس وقت مربع سے نکل کر اپنے کسی حریف کی پختہ گوٹ کو پیٹتا اور خام مہرے کی طرح از سر نو چالیں شروع کرتا تھا، لیکن جہاں پناہ نے یہ قاعدہ اضافہ فرمایا کہ مہرہ آخری قطار کے آٹھویں خانے سے بھی اسی طرح جدید کھیل شروع کر سکتا ہے۔

اگر ایک جوڑ کے پانسوں کی تعداد دوسری جوڑ کے پانسوں کے برابر ہے تو جہاں پناہ اس بازی کو قائم قرار دیتے ہیں۔ قدیم زمانے میں اس قسم کا قاعدہ نہ تھا اور بازی اس طرح قائم نہیں سمجھی جاتی تھی۔ اگر کسی کھلاڑی کے چاروں مہرے پختہ ہیں اور اس پر بھی وہ شرط ہارتا ہے تو دوسرے کھلاڑی ایسے شخص سے شرط کی دوگنی رقم وصول کرتے ہیں۔

اگر کوئی کھلاڑی دوران بازی میں کسی ضرورت سے کھیل کو چھوڑتا اور اپنی بجائے کسی دوسرے شخص کو مقرر کرتا ہے تو بازی کی ہار جیت کا وہی شخص اوّل ذمہ دار سمجھا جاتا ہے جس نے کھیل کی ابتدا کی ہے، لیکن جیت کی صورت میں

قائم مقام کو دو فی صدی رقم دی جاتی ہے اور ہار میں یہ شخص ایک فی صدی رقم ادا کرتا ہے۔

اگر کسی شخص کے ہاتھ سے کوئی مُہرہ گر جائے یا یہ کہ کوئی شخص دیر تک غیر حاضر یا غیر متوجہ رہے تو ان صورتوں میں ایسے اشخاص پر ایک روپیہ جرمانہ کیا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کھلاڑی کو چال بتاتا یا مُہرے کو اصل چال سے آگے بڑھاتا یا پانسے کو دوبار پھینکتا ہے تو ایسے شخص سے ایک اشرفی بطور جرمانہ وصول کی جاتی ہے۔

پیشتر امرا کی ایک کثیر تعداد اس کھیل میں شریک ہوتی تھی یہاں تک کہ بعض موقعوں پر دوسو سے زائد اشخاص کا مجمع ہو جاتا تھا اور ہر شخص پر لازم تھا کہ بغیر سولہ بازیوں کے پورا کئے ہوئے اپنے مکان نہ جائے۔ بعض مرتبہ سولہ بازیوں کے اختتام میں تین ماہ تک گزر جاتے تھے۔

جو شخص تھک جاتا یا یہ کہ اُس کی طبیعت اُکتا جاتی وہ ایک جام شراب پی کر تازہ دم ہوتا تھا۔

بظاہر تو اس لہو و لعب سے نشاط انگیزی مقصود ہے لیکن قبلۂ عالم کا مقصد حصول مسرت سے کہیں بلند و بالا ہے۔ حضرت مختلف اشخاص کے محاسن اور ان کے جوہر طبیعت کا اندازہ فرماتے اور مجمع کو خیر و نیکی کی تعلیم دیتے ہیں۔

چندل مندل

چندل مندل خود جہاں پناہ کی ایجاد ہے جس نے عیش و نشاط کی گرم بازاری کی۔ اس کی بساط گول ہے جس میں سولہ متوازی الاضلاع حصّے ہیں، ہر ضلع میں تین قطاریں ہیں اور ہر قطار میں آٹھ خانے ہیں اور چونسٹھ مُہرے استعمال کئے جاتے ہیں۔ چار پانسے ہیں جن کے چار طولانی پہلوؤں پر ایک، دو، دس اور بارہ ۱۲ نقطے نقش ہیں۔

سولہ آدمی اس کھیل میں شریک ہوتے ہیں۔ ہر شخص کے پاس چار مُہرے

ہوتے ہیں۔

مُہرے وسط میں جمائے جاتے ہیں۔ چوسر کی طرح چنڈل میں بھی داہنی جانب سے چال شروع کرتے ہیں۔

ہر مہرے کو پوری بساط طے کرنی پڑتی ہے۔

جس کھلاڑی کے مُہرے سب سے پیشتر تمام بساط طے کر لیتے ہیں وہ بقیّہ پندرہ اشخاص سے شرط کی رقم وصول کرتا ہے اور دوسرا شخص جو کھیل سے فارغ ہوجاتا ہے، چودہ اشخاص سے بازی جیت لیتا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اوّل شخص کو فائدہ ہی فائدہ ہوتا ہے اور آخری شخص سوا نقصان کے فائدے کی صورت ہی نہیں دیکھتا۔ دوسرے کھلاڑی نفع بھی اُٹھاتے ہیں اور نقصان بھی برداشت کرتے ہیں۔

قبلۂ عالم اس کھیل کو مختلف طریقوں سے کھیلتے ہیں۔ ایک طریقہ جس میں مُہرے اس طرح چلے جاتے ہیں جیسا کہ بساط شطرنج میں اکثر اوقات کھیلا جاتا ہے۔

چند طریقے اس کھیل کے درج کئے جاتے ہیں۔

کوئی مُہرہ دوسرے مُہرے کو نہیں مار سکتا بلکہ خود مُہرے کے ساتھ ہو کر آگے بڑھتا ہے۔

تنہا مُہرے پیٹے جاتے ہیں، جس کھلاڑی کا مُہرہ مارا جاتا ہے وہ اس مہرے سے نئی چالیں شروع کرتا ہے۔

ہر قرعہ اندازی پر دو مُہرے ایک ساتھ چالیں چلتے ہیں خواہ باردگر پانسے پھینکے جائیں یا نہیں۔

یہی قاعدہ تین میں اور چار چار مہروں کے لئے بھی عمل میں لایا جاتا ہے۔

پانسے چار مرتبہ پھینکے جاتے ہیں اور ہر مرتبہ چار مُہرے سے چالیں چلتے ہیں یہ مختلف طریقے بدلتے رہتے ہیں بعض کھلاڑی داہنی جانب سے اور بعض بائیں سمت سے چالیں چلتے ہیں اور بعض اوقات تمام اشخاص ایک ہی سمت سے مہروں کو آگے بڑھاتے ہیں۔

کھلاڑی جب اپنے مدمقابل کے ضلعے میں اپنا مُہرہ پہنچاتا ہے تو حریف کے

ضلعے کی درمیانی قطار میں مُہرہ لے جاکر مرتج میں پہنچ جاتا ہے اور رسیدہ سمجھا جاتا ہے۔
یا یہ کہ جب کھلاڑی اپنے مُہرے کو اُس مقام تک پہنچا دیتا ہے جہاں سے اُس کے
بائیں ہمنشین نے شروع کیا ہے تو اُسی وقت بازی ختم سمجھی جاتی ہے۔
ہر شخص اپنے مُہروں کو اپنے سامنے رکھتا اور تین بار پانسے پھینکتا ہے۔
پہلی قرعہ اندازی میں اپنے دو مہروں کو آگے بڑھاتا ہے۔ دوسری بار ایک مہرہ
اپنا چلتا ہے اور ایک مہرہ اپنے داہنے ہمنشین کا آگے بڑھاتا ہے۔ تیسری مرتبہ
اپنا کوئی مہرہ آگے بڑھا کر اپنے بائیں ہمنشین کو ایک مہرہ چلنے کی اجازت دیتا ہے۔
اس طریقے میں کوئی شخص اپنے ہمنشین کے عوض قرعہ نہیں پھینک سکتا اور جبکہ
بازی پوری طرح جم جاتی ہے تو ہر شخص اُس مُہرے کو جو اُس کی قطار میں آجاتا ہے
مہمان سمجھ کر اپنے پانسوں کے عوض چال چلنے کی اجازت دیتا ہے۔
دو پیوستہ مُہرے، دوسرے اسی طرح کے دو مُہروں کو مار سکتے ہیں
لیکن تنہا مُہرہ کسی تنہا مُہرے کو نہیں پیٹ سکتا۔
چار پیوستہ مُہرے تین پیوستہ مہروں کو اور تین اس طرح کے مُہرے
دو پیوستہ مہروں کو اور دو پیوستہ مُہرے ایک تنہا مُہرے کو مار سکتے ہیں لیکن
تنہا مُہرے کسی دوسرے مُہرے کو نہیں پیٹ سکتے۔
ہر کھلاڑی اپنے پھینکے ہوئے پانسوں کے نقوش کی تعداد کے موافق
چالیں چلتا ہے لیکن اُسی کے ساتھ وہ شخص جو اُس کے مقابل میں بیٹھا ہوتا ہے
اُس شخص کے پانسوں کے اُلٹے نقوش کے موافق اور جو شخص داہنی جانب
ہوتا ہے وہ اُن پانسوں کے داہنے نقوش کے مطابق اور جانب چپ کا
ہمنشین پانسوں کے بائیں نقوش کے موافق چالیں چلتا ہے۔
کھلاڑی پانچ پانسے اور چار مُہروں سے کھیلتے ہیں۔ قرعہ اندازی کے بعد
جو شخص پانسہ پھینکتا ہے وہ اپنے اندوختہ پانسوں کے دو سب سے بڑے
نقوش کے مجموعے کے مطابق اپنے مُہروں کو چلتا ہے اور جو شخص اس کے
مقابلے میں ہوتا ہے وہ اس کے بعد کے دو بڑے نقوش کے مجموعے کے موافق
اپنے مُہروں کو آگے بڑھاتا ہے اور دو کمترین نقوش کے موافق اس کے

دست راست و دست چپ کے ہمنشین چالیں چلتے ہیں۔

ہر کھلاڑی پانچ مہروں اور پانچ پانسوں سے بازی شروع کرتا ہے۔ ہر قرعہ اندازی میں یہ شخص ایک پانسے کا موقع اپنے ماہینے ہمنشین کو دیتا ہے، اور بقیہ نقوش کے مطابق خود اپنے مہروں کو چلتا ہے۔

بعض اوقات کھلاڑی قرعہ اندازی سے قبل اُن چار اشخاص کو معیّن کردیتا ہے جن کو وہ چار پانسوں کے نقوش دینا چاہتا ہے اور پانچویں پانسے کو اپنے لئے مخصوص کرلیتا ہے۔

اگر کھلاڑی کو پختہ ہونے کے لئے صرف چند گھروں کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اپنی ضرورت کے مطابق نقوش لے کر بقیہ اپنے اُن ہمنشینوں کو دے دیتا ہے جن کے حق میں پانسہ پڑتا ہے۔

چندل مندل میں پندرہ یا اس سے بھی کم اشخاص شریک ہوتے ہیں۔ جتنے کھلاڑی کم ہوتے ہیں اسی مناسبت سے مُہرے بھی کم کردئے جاتے ہیں، اور اسی طرح پانسوں کی تعداد میں بھی کمی و زیادتی کردی جاتی ہے۔

گنجفہ

گنجفہ مشہور و معروف کھیل ہے جس میں قبلۂ عالم نے چند تغیّر فرمائے ہیں۔

قدیم اُستادوں نے بارہ کا عدد اس کھیل کا منتہا قرار دیا ہے اور ہر رنگ میں بارہ پتّے مقرّر کئے ہیں لیکن ان عقلا نے یہ امر فراموش کردیا کہ بارہ بادشاہوں کو بارہ مختلف اقسام کے فرماں روا ہونا لازم ہے۔

جہاں پناہ مندرجۂ ذیل رنگ پتّوں سے گنجفہ کھیلتے ہیں۔

(۱) اَشْوَپت (گھوڑوں کا بادشاہ) اس رنگ کے اعلیٰ ترین پتّے پر بادشاہ کی تصویر ہوتی ہے جو گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔ یہ بادشاہ فرمانروائے دہلی کی طرح صاحب تاج و علم و نشان و نقّارہ ہوتا ہے۔

اسی رنگ کے دوسرے اعلیٰ پتّے پر وزیر گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔

ان دو پتّوں کے بعد دس پتّے دوسرے ہوتے ہیں جن پر ایک سے لے کر دس گھوڑوں تک کی تصویر بنی ہوتی ہے۔

(۲) گج پت۔ یعنی وہ بادشاہ جس کے پاس ہاتھی بکثرت ہوں، جیسے شاہ اُڑلیسہ۔ دوسرے گیارہ پتّے مثل سابق رنگ کے وزیر کی تصویر اور ایک سے لے کر دس ہاتھیوں تک کے نقوش سے مزیّن ہوتے ہیں۔

(۳) نرپت، یعنی وہ بادشاہ جو اپنی پیادہ فوج کی کثرت و قوّت کے لحاظ سے مشہور ہے جیسے شاہ بیجاپور۔ اعلیٰ پتّے پر بادشاہ کی تصویر ہوتی ہے، جو تختِ شاہی پر بصد شان و شوکت کے ساتھ بیٹھا ہے، دوسرا پتّہ وزیر کی تصویر سے منقش ہوتا ہے، جو ایک صندلی پر بیٹھا ہوا ہے بقیہ دس پتّوں پر ایک سے لے کر دس پیادوں تک کی تصویریں بنی رہتی ہیں۔

(۴) گڈھ پت۔ اس پتّے پر بادشاہ قلعے کے اوپر تخت نشین ہے۔ دوسرے پتّے پر وزیر صندلی پر قلعے میں بیٹھا ہوا ہے اور بقیہ دس پتّوں پر ایک سے لے کر دس تک قلعوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔

(۵) دھن پت۔ یعنی خزانے کا بادشاہ اس کے رنگ اعلیٰ پتّے پر بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اُس کے روبرو چاندی اور سونے کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ دوسرے پتّے پر وزیر اس طرح صندلی پر متمکن ہے کہ گویا خزانے کا جائزہ لے رہا ہے۔

بقیہ دس پتّوں پر سونے اور چاندی کے ظروف کی ایک سے لے کر دس تک تصویریں نقش کی گئی ہیں۔

(۶) دَل پت۔ جنگ کا بادشاہ، اعلیٰ پتّے پر بادشاہ تمام اسلحۂ جنگ سے آراستہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اُس کے گرد سپاہی لباس جنگ پہنے ہوئے کھڑے ہیں۔

دوسرے پتّے پر وزیر بکتر پہنے ہوئے صندلی پر متمکن ہے۔

بقیہ دس پتّوں پر ایک سے لے کر دس تک سپاہیوں کی جو لباس جنگ پہنے ہوئے ہیں، تصویریں منقش ہیں۔

(۷) ناؤپت، جنگی بیڑوں کا بادشاہ، اعلیٰ پتے پر بادشاہ جہاز کے اندر تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔
دوسرے پتے پر وزیر جہاز کے اندر صندلی پر بیٹھا ہے اور بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک کشتیوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔

(۸) تی پت۔ اعلیٰ پتے پر ملکہ تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اور اُس کی سہیلیاں چاروں طرف کھڑی ہیں۔
دوسرے پتے پر ایک عورت بطور وزیر صندلی پر متمکن ہے اور بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کے دس تک عورتوں کی تصویریں منقش ہیں۔

(۹) سور پت۔ اعلیٰ پتے پر دیوتاؤں کا بادشاہ یعنی راجہ اندر تخت پر جلوس فرما ہے۔
دوسرے پتے پر وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا ہے بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک دیوتاؤں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔

(۱۰) اسر پت۔ جنوں کا بادشاہ، اعلیٰ پتے پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا سا ایک بادشاہ تخت پر جلوس فرما ہے، دوسرے پتے پر وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا ہے۔
بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک جنوں کی تصویریں منقش ہیں۔

(۱۱) بن پت۔ جنگلی جانوروں کا بادشاہ، اعلیٰ پتے پر شیر کی تصویر ہے جس کے گرد دوسرے جانور کھڑے ہیں۔ دوسرے پتے پر وزیر یعنی چیتے کی تصویر بنی ہوئی ہے، بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک جنگل کے جانوروں کی مورتیں نقش ہیں۔

(۱۲) اَہی پت، سانپوں کا بادشاہ، اعلیٰ پتے پر شاہ ماراں اژدہے پر سوار ہے دوسرے پتے پر وزیر بھی ایک سانپ ہے جو اسی قسم کے دوسرے سانپ پر سوار ہے بقیہ دس پتوں پر ایک سے لے کر دس تک سانپوں کی تصویریں نقش ہیں۔
پہلے چھ رنگ بیش بر اور دوسرے چھ کم بر کہلاتے ہیں۔
قبلۂ عالم نے مشہور گنجفے میں بھی معقول تغیر فرمائے ہیں سرخ رنگ کے بادشاہ کی تصویر اس طرح بنائی گئی ہے کہ گویا تخت پر بیٹھا ہوا زر افشانی کر رہا ہے، دوسرے

پتے میں وزیر صندلی پر جلوس فرما ہے اور خزانے کا جائزہ لے رہا ہے اور بقیہ دس صفحوں میں عملۂ زر کی مختلف تصویریں بنائی گئی ہیں مثلاً سنار، گدازگر، مطلس ساز، وزان، تیلچی، مہرکن، تیلچی دھن، تیلچی، من، خریدار، فروشندہ، قرض گیر۔

بادشاہ برات کی تصویر یہ ہے کہ تخت پر جلوس فرما ہے اور فرامین و اسناد و دیگر کاغذات دفتر کو ملاحظہ کر رہا ہے۔ وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا دفتر کا کام کر رہا ہے، بقیہ دس پتوں پر عملے کی تصویریں نقش ہیں مثلاً کاغذگر، مہرہ کش، مسطرکش نویسندہ دفتر، مصور، نقاش، جدول کش، فرمان نویس، مجلد، رنگریز۔

بادشاہ قماش بصد جاہ و جلال کے ساتھ تخت پر رونق افروز ہے اور بیش قیمت مال و اسباب، مثلاً زر و جواہر و ابریشم و ریشمی پارچہ جات کا ملاحظہ کر رہا ہے۔

دوسرے پتے میں وزیر صندلی پر بیٹھا ہے جس نے مال و اسباب کا بیشتر خود معائنہ کر کے اُس کو بادشاہ کے ملاحظے میں پیش کیا ہے۔

بقیہ دس صفحات پر بارکش جانوروں کی تصویریں بنی ہیں۔

بادشاہ چنگ تخت پر جلوس فرما ہو کر نغمہ سُن رہا ہے، وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا ارباب نغمہ کے احوال کی پرسش کر رہا ہے، بقیہ دس پتوں پر مختلف مزامیر کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔

بادشاہ زر سفید تخت پر متمکن ہے اور روپیہ اور چاندی مخلوق خدا کو تقسیم کر رہا ہے۔ وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا ہے اور اہل حاجت کے احوال کی پرسش کر رہا ہے۔ بقیہ دس پتوں پر سرخ رنگ کے پتوں کی طرح عملۂ خزانہ کی تصویریں نقش ہیں۔

بادشاہ شمشیر تخت پر جلوس فرما ہے اور تلوار کے لوہے کی جانچ کر رہا ہے۔ وزیر صندلی پر بیٹھا ہوا اسلاح خانے کا معائنہ کر رہا ہے۔ بقیہ دس پتوں پر آہن گر و صیقل گر وغیرہ عملے کی تصویریں نقش ہیں۔

بادشاہ تاج مختلف حکام کو شاہی تمغے تقسیم کر رہا ہے۔ وزیر صندلی پر بیٹھا ہے جو اعلیٰ ترین عطیۂ شاہی ہے۔ بقیہ دس صفحوں پر درزی و اتوکش وغیرہ عملے کی تصویر نقش ہیں۔

بادشاہ غلام ہاتھی پر سوار ہے اور وزیر گاڑی پر سوار ہے بقیہ دس پتوں پر

ایک سے لے کر دس غلاموں تک کی تصویریں نقش ہیں جن میں بعض مؤدب کھڑے ہیں،
اور بعض دو زانو ادب سے بیٹھے ہیں اور بعض مست ہیں اور بعض ہوشیار۔
قبلۂ عالم گنجفۂ مشہور و نیز شطرنج صغیر و کبیر سے بھی شوق فرماتے ہیں، جہاں پناہ کا
مقصد صرف یہی ہے کہ بنی نوع انسان کے جوہر طبیعت کا اندازہ فرمائیں اور
ان میں اتحاد و یک جہتی پیدا ہو۔

بزرگان جاوید دولت

(اعیان سلطنت)

پیشتر میرا ارادہ تھا کہ اعیان سلطنت کے تذکرے میں ان بزرگوں کے وہ کارنامے بھی معرض تحریر میں لاؤں جن کے صلے میں اُن کو مراتب عالیہ نصیب ہوئے ہیں۔ اور نیز یہ کہ اُن کے پسندیدہ خصائل کا مختصر ذکر کر کے اُن کی کاردانی و تجربہ کاری کی نوعیت و کیفیت بھی ہدیۂ ناظرین کروں۔ لیکن صرف ثناگری دل نے قبول نہ کی۔ اس کے ساتھ ہی قبلۂ عالم کے مدّاح کے قلب میں سوا جہاں پناہ کے کسی فرد بشر کے پاکیزہ خصائل اور اُس کی مدح خوانی کے جذبات کی کیونکر سمائی ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں میری صداقت پرستی نے اس امر کی اجازت نہ دی کہ قابل مدح شے کا تذکرہ کروں اور جو شے مرغوب نہ ہو اُس کو نظر انداز کر دوں اور ہر مرد کا تذکرہ کرنا آئین شرم و حیا کے خلاف سمجھا۔ ان وجوہ کی بنا پر میں نے ہر امیر کا صرف نام اور اُس کا مشہور خطاب جدول میں تحریر کر کے اس دراز قصّے کو اس طرح ختم و کوتاہ کیا۔

نام منصبداران عہد معدلت

دہ ہزاری	ہشت ہزاری
۱۔ شاہزادۂ سلطان سلیم فرزند اکبر حضرت جہاں پناہ	۲۔ شاہزادۂ مراد فرزند میانہ حضرت جہاں پناہ

ہفت ہزاری

۳- شہزادہ دانیال فرزند خرد حضرت جہاں پناہ

پنج ہزاری

۴- سلطان خسرو پسر کلاں شاہزادہ سلطان سلیم
۵- مرزا سلیمان پسر خان مرزا ابن سلطان محمود بن مرزا سلطان ابوسعید مرزا۔
۶- مرزا ابراہیم پسر مرزا سلیمان۔
۷- مرزا شاہرخ پسر میرزا ابراہیم۔
۸- مرزا مظفر حسین پسر سلطان حسین مرزا بن بہرام مرزا ابن شاہ اسمٰعیل صفوی۔
۹- مرزا رستم برادر مرزا مظفر۔
۱۰- بیرام خاں جن کا رشتہ تین واسطوں سے میر علی شکر بہارلو سے ملتا ہے۔
۱۱- منعم خاں پسر بیرم بیگ۔
۱۲- تردی بیگ خاں ترکستانی۔
۱۳- خان زماں شیبانی۔
۱۴- عبداللہ خاں اوزبک۔
۱۵- اتکہ خاں نام شمس الدین محمد۔
۱۶- خان کلاں نام میر محمد برادر کلاں اتکہ خاں۔
۱۷- مرزا شرف الدین حسین پسر خواجہ معین۔
۱۸- یوسف محمد خاں پسر خاں۔
۱۹- ادہم خاں پسر ماہم اتکہ۔
۲۰- پیر محمد خاں شروانی۔
۲۱- خان اعظم میرزا عزیز کوکہ پسر اتکہ خاں
۲۲- بہادر خاں شیبانی برادر خان زماں۔
۲۳- راجہ بہاری مل پسر پرتھی راج کچھواہہ
۲۴- خان جہاں حسین قلی خاں پسر ولی بیگ ذوالقدر۔
۲۵- سعید خاں پسر یعقوب خاں بن ابراہیم خاں۔
۲۶- شہاب الدین احمد خاں جو سادات نیشاپور سے ہے۔
۲۷- راجہ بھگوان داس ملو پسر راجہ بہاری مل۔
۲۸- قطب الدین خاں برادر خرد اتکہ خاں۔
۲۹- خان خاناں میرزا عبدالرحیم پسر بیرام خاں۔
۳۰- راجہ مان سنگھ پسر بھگوان داس۔
۳۱- محمد قلی خاں برلاس جو برمق کی اولاد سے ہے۔
۳۲- ترسون خاں خواہرزادہ شاہ محمد سیف الملک
۳۳- قیا خاں گنگ۔

چار ہزار و پانصدی

۳۴- زین خاں پسر خواجہ مقصود ہروی۔
۳۵- مرزا یوسف پسر میر احمد رضوی۔

چار ہزاری

۳۶- مہدی قاسم خاں

۳۷- مظفر خاں تربتی۔
۳۸- سیف خاں کوکہ برادر کلاں زین خاں کوکہ۔
۳۹- راجہ ٹوڈر مل کھتری۔
۴۰- محمد قاسم خاں نیشاپوری۔
۴۱- وزیر خاں برادر خواجہ عبدالمجید آصف خاں۔
۴۲- قلیچ خاں
۴۳- صادق خاں پسر باقر ہروی۔
۴۴- رائے رائے سنگھ پسر رائے کلیان مل بیکانیری۔

سہ ہزار و پانصدی

۴۵- شاہ قلی محرم بہارلو۔
۴۶- اسماعیل قلی خاں برادر خان جہاں۔

سہ ہزاری

۴۷- مرزا جانی بیگ حاکم ٹھٹھہ۔
۴۸- سکندر خاں اولاد جو سلاطین ازبک کی اولاد ہے۔
۴۹- آصف خاں نام عبدالمجید پسر شیخ ابوبکر تائیبادی۔
۵۰- مجنون خاں قاقشال۔
۵۱- شجاعت خاں مقیم عرب
۵۲- شاہ بداغ خاں۔
۵۳- حسین خاں خواہرزادہ مہدی قاسم خاں۔
۵۴- مراد خاں پسر امیر خاں مغل بیگ۔
۵۵- حاجی محمد خاں سیستانی۔
۵۶- افضل خاں خواجہ سلطان علی تربتی۔
۵۷- شاہ بیگ خاں پسر ابراہیم بیگ چریک یا حریک۔
۵۸- خان عالم علیم بیگ پسر ہمدم مرزا کوکہ۔ مرزا کامران
۵۹- قاسم خاں میر بحر چمن آرائے خراسان۔
۶۰- باقی خاں برادر کلاں ادہم خاں۔
۶۱- میر معزالملک موسوی مشہدی
۶۲- میر علی اکبر برادر خرد معزالملک۔
۶۳- شریف خاں برادر خرد اتکہ خاں۔

دو ہزار و پانصدی

۶۴- ابراہیم خاں شیبانی۔
۶۵- خواجہ جلال الدین محمد خراسانی۔
۶۶- حیدر محمد خاں اختہ بیگی۔
۶۷- اعتماد خاں گجراتی۔
۶۸- پایندہ خاں برادرزادہ حاجی محمد خاں کوکہ۔
۶۹- جگناتھ پسر راجہ بہاری مل۔
۷۰- مخصوص خاں برادر سعید خاں۔
۷۱- راقم اقبال نامہ یعنی ابوالفضل پسر شیخ مبارک۔

دو ہزاری

۷۲- اسمٰعیل خاں دولدی۔
۷۳- میر ابوس یا بوس ایغور۔

۷۴۔ اشرف خاں نام محمد اصغر سبزواری۔
۷۵۔ سید محمود بارہہ۔
۷۶۔ عبداللہ خاں مغل۔
۷۷۔ شیخ محمد بخاری۔
۷۸۔ سید حامد بخاری۔
۷۹۔ دستم خاں پسر رستم خاں ترکستانی۔
۸۰۔ شہباز خاں کنبو۔
۸۱۔ درویش محمد ازبک۔
۸۲۔ شیخ ابراہیم پسر شیخ موسیٰ و برادر کلانِ شیخ سلیم سیکری۔
۸۳۔ عبدالمطلب خاں پسر شاہ بداغ خاں۔
۸۴۔ اعتبار خاں خواجہ سرا۔
۸۵۔ راجہ بیربر برہمن۔
۸۶۔ اخلاص خاں اعتبار خواجہ سرا۔
۸۷۔ بہادر خاں اصغر غلام حضرت جنت آشیانی
۸۸۔ شاہ فخرالدین پسر میر قاسم مشہدی
۸۹۔ راجہ رام چند ربھگیلہ۔
۹۰۔ لشکر خاں محمد حسین خراسانی۔
۹۱۔ سید احمد بارہہ۔
۹۲۔ کاکر علی خاں چشتی۔
۹۳۔ رائے کلیان مل زمیندار بیکانیر۔
۹۴۔ طاہر خاں میر فراغت پسر میر خُرد اتالیق ہندال مرزا۔
۹۵۔ شاہ محمد خاں قلاتی۔
۹۶۔ رائے سرجن ہاڈا۔
۹۷۔ شاہم خاں جلائر۔
۹۸۔ آصف خاں نام جعفر بیگ پسر بدیع الزّماں قزوینی۔

ہزار و پانصدی

۹۹۔ شیخ فرید بخاری
۱۰۰۔ سانجی خاں پسر علیم بیگ۔
۱۰۱۔ تردی بیگ پسر قیا خاں گنگ۔
۱۰۲۔ مہتر خاں نام انیس غلام ہمایوں بادشاہ۔
۱۰۳۔ رائے درگا سسودیہ۔
۱۰۴۔ مادھو سنگھ پسر بھگوانداس۔
۱۰۵۔ سید قاسم پسر سید محمود خاں۔

ہزار و دوصدی

۱۰۶۔ رائے سال درباری شیخاوت۔

ہزاری

۱۰۷۔ محب علی خاں پسر میر خلیفہ۔
۱۰۸۔ سلطان خواجہ نام عبدالعظیم پسر خواجہ دوست خاوند۔
۱۰۹۔ خواجہ عبداللہ پسر خواجہ عبداللطیف۔
۱۱۰۔ خواجہ جہاں نام امینائے ہروی۔
۱۱۱۔ تاتار خاں خراسانی۔
۱۱۲۔ حکیم ابوالفتح پسر ملّا عبدالرزّاق گیلانی۔
۱۱۳۔ شیخ جمال پسر شیخ محمد بختیار۔

۱۱۴۔ جعفر خاں پسر قزاق خاں۔
۱۱۵۔ شاہ فنائی پسر میر نجفی۔
۱۱۶۔ اسد اللہ خاں تبریزی۔
۱۱۷۔ سعادت علی خاں بدخشانی۔
۱۱۸۔ روپسی بیراگی برادر راجہ بہاری مل۔
۱۱۹۔ اعتماد خاں خواجہ سرا۔
۱۲۰۔ باز بہادر پسر شجاول خاں۔
۱۲۱۔ موٹہ راجہ نام اودے سنگھ پسر رائے مالدیو
۱۲۲۔ خواجہ منصور شیرازی۔
۱۲۳ قتلق قدم خاں اختہ بیگی
۱۲۴۔ علی قلی خاں اندرابی
۱۲۵۔ عادل خاں پسر شاہ محمد قلاتی۔
۱۲۶۔ غیاث الدین خاں۔
۱۲۷۔ فرخ حسین پسر قاسم حسین۔ اس کا باپ ازبکان خوارزم سے ہے اور اس کی ماں سلطان حسین مرزا کی بہن ہے۔
۱۲۸۔ معین خاں فرنخودی۔
۱۲۹۔ محمد قلی توقبائی۔
۱۳۰۔ مہر علی خاں سلدوز۔
۱۳۱۔ خواجہ ابراہیم بدخشی۔
۱۳۲۔ سلیم خاں کاکر۔
۱۳۳۔ حبیب علی خاں کولابی۔
۱۳۴۔ جگمال برادر خرد راجہ بہاری مل۔
۱۳۵۔ الغ خاں بدخشی پروردہ سلطان محمود گجراتی
۱۳۶۔ مقصود علی خاں کور۔
۱۳۷۔ قبول خاں۔

نہ صدی

۱۳۸۔ کوچک علی خاں کولابی۔
۱۳۹۔ سید لخاں نام سنبل غلام حضرت جنّت آشیانی۔
۱۴۰۔ سید محمد میر عدل سادات امروہہ سے ہے۔
۱۴۱۔ رضوی خاں نام میرزا میرک سید رضوی مشہدی۔
۱۴۲۔ مرزا نجابت خاں برادر سید برکہ۔
۱۴۳۔ سید ہاشم پسر سید محمد محمود بارہہ۔
۱۴۴۔ غازی خاں بدخشی۔
۱۴۵۔ فرحت خاں میر شکار غلام حضرت جنّت آشیانی
۱۴۶۔ رومی خاں نام استاد چلپی رومی۔
۱۴۷۔ سماجی خاں قورغوچے
۱۴۸۔ شاہ بیگ خاں پسر کوچک علی خاں بدخشی۔
۱۴۹۔ مرزا حسین خاں برادر مرزا نجابت خاں۔
۱۵۰۔ حکیم زنبیل برادر مرزا محمد طبیب شیرازی
۱۵۱۔ خداوند خاں دکھنی۔
۱۵۲۔ مرزا علی خاں پسر محرک بیگ
۱۵۳۔ سعادت مرزا پسر خضر خواجہ خاں۔
۱۵۴۔ شمال خاں چیلہ۔

۱۵۵۔ شاہ غازی خاں سید تبریزی۔
۱۵۶۔ فاضل خاں پسر خان کلاں۔
۱۵۷۔ معصوم خاں پسر معین خاں فرنخودی
۱۵۸۔ تولک خاں قوچین۔
۱۵۹۔ خواجہ شمس الدین خافی
۱۶۰۔ جگت سنگھ پسر کلاں مان سنگھ۔
۱۶۱۔ نقیب خاں میر عبداللطیف قزوینی۔
۱۶۲۔ میر مرتضیٰ خاں سید سبزہ واری۔
۱۶۳۔ شمسی پسر خان اعظم مرزا کوکہ۔
۱۶۴۔ میر جمال الدین سادات انجوئے۔
۱۶۵۔ سید راجو بارہہ۔
۱۶۶۔ میر شریف آملی۔
۱۶۷۔ حسن بیگ شیخ عمری
۱۶۸۔ شیرویہ خاں پسر شیر افگن خاں
۱۶۹۔ نظر بے اُزبک۔
۱۷۰۔ جلال خاں پسر محمد خاں بن سلطان آدم گکر۔
۱۷۱۔ مبارک خاں پسر کمال خاں گکر۔
۱۷۲۔ تاش بیگ خاں مغل
۱۷۳۔ شیخ عبداللہ پسر شیخ محمد غوث گوالیاری
۱۷۴۔ راجہ راج سنگھ پسر راجہ اسکرن کچھواہہ
۱۷۵۔ رائے بھوج پسر رائے سرجن ہاڈہ۔

ہشت صدی

۱۷۶۔ شیر خواجہ۔
۱۷۷۔ مرزا خرم پسر خان اعظم میرزا کوکہ۔

ہفت صدی

۱۷۸۔ قریش سلطان پسر عبداللطیف خاں حاکم کاشغر۔
۱۷۹۔ قرابہادر برادر زادۂ مرزا حیدر پسر مرزا محمود۔
۱۸۰۔ مظفر حسین مرزا پسر ابراہیم حسین مرزا۔
۱۸۱۔ قوندوق خاں اُزبک برادر بیرام اوغلان۔
۱۸۲۔ سلطان عبداللہ برادر علاتی قریش سلطان۔
۱۸۳۔ مرزا عبدالرحمٰن برادر زادۂ مرزا حیدر۔
۱۸۴۔ قیا خاں پسر صاحب خاں۔
۱۸۵۔ دربار خاں نام عنایت پسر تکلتو خاں قصہ خوان۔
۱۸۶۔ عبدالرحمٰن پسر موید دولدی۔
۱۸۷۔ قاسم علی خاں
۱۸۸۔ باز بہادر پسر شریف خاں۔
۱۸۹۔ سید عبداللہ خاں پسر میر خوانندہ۔
۱۹۰۔ دھارو پسر ٹوڈرمل۔
۱۹۱۔ احمد بیگ کابلی۔
۱۹۲۔ حکیم علی گیلانی۔
۱۹۳۔ گوجر خاں پسر قطب الدین خاں انکہ۔
۱۹۴۔ صدر جہاں مفتی
۱۹۵۔ تختہ بیگ کابلی (سردار خاں)۔

۱۹۶۔ رائے پتر داس کھتری۔
۱۹۷۔ شیخ عبدالرحیم لکھنوی۔
۱۹۸۔ میدنی رائے چوہان۔
۱۹۹۔ میر ابوالقاسم تمکین
۲۰۰۔ وزیر بیگ جمیل۔
۲۰۱۔ طاہر پسر سیف الملوک۔
۲۰۲۔ بابو منکلی۔

شش صدی

۲۰۳۔ محمد قلی خاں ترکمان۔
۲۰۴۔ بختیار بیگ و گرد شاہ منصور۔
۲۰۵۔ حکیم ہمام پسر مولانا عبدالرزاق گیلانی۔
۲۰۶۔ میرزا انور پسر خان اعظم میرزا کوکہ۔

پانصدی

۲۰۷۔ بالتو خاں ترکستانی۔
۲۰۸۔ میرک بہادر ارغون۔
۲۰۹۔ لعل خاں کولابی۔
۲۱۰۔ شیخ احمد پسر شیخ سلیم۔
۲۱۱۔ اسکندر بیگ بدخشی۔
۲۱۲۔ بیگ نورین خاں قوچین۔
۲۱۳۔ جلال خاں قورچی۔
۲۱۴۔ پر مانند کھتری۔
۲۱۵۔ تیمور خاں یکہ۔
۲۱۶۔ ثانی خاں ہروی

۲۱۷۔ سید جلال الدین پسر سید احمد بارہہ۔
۲۱۸۔ جگمال پنوار۔
۲۱۹۔ حسین بیگ برادر حسین خان بزرگ۔
۲۲۰۔ حسن خاں تبتی
۲۲۱۔ سید چھجو بارہہ۔
۲۲۲۔ منصف خاں نام سلطان محمد ہروی۔
۲۲۳۔ قاضی خاں بدخشی۔
۲۲۴۔ حاجی یوسف خاں۔
۲۲۵۔ راول بھیم جیسلمیری۔
۲۲۶۔ ہاشم بیگ پسر قاسم خاں۔
۲۲۷۔ میرزا فریدوں فرزند مرزا قلی خاں برلاس۔
۲۲۸۔ یوسف خاں حاکم کشمیر۔
۲۲۹۔ نور قلیج پسر التون قلیچ۔
۲۳۰۔ میر عبدالحی میر عدل۔
۲۳۱۔ شاہ قلی خاں نارنجی۔
۲۳۲۔ فرخ خاں پسر خان کلاں۔
۲۳۳۔ شادمان خاں پسر خان اعظم میرزا کوکہ۔
۲۳۴۔ حکیم عین الملک شیرازی۔
۲۳۵۔ جانش بہادر مغل۔
۲۳۶۔ میر طاہر موسوی۔
۲۳۷۔ میرزا علی بیگ علم شاہی۔
۲۳۸۔ رام داس کچھواہہ۔
۲۳۹۔ محمد خاں نیازی۔
۲۴۰۔ ابوالمظفر پور اشرف خاں۔

۲۴۱- خواجگی محمد حسین میر بر۔
۲۴۲- ابوالقاسم برادر عبدالقادر اخوند۔
۲۴۳- قمر خاں پسر عبداللطیف قزوینی۔
۲۴۴- ارجن سنگھ پسر راجہ مان سنگھ۔
۲۴۵- سبل سنگھ پسر راجہ مان سنگھ۔
۲۴۶- مصطفیٰ غلزی۔
۲۴۷- نظر خاں فرزند سعید خاں۔
۲۴۸- رام چند پسر مدھکر۔
۲۴۹- راجہ لکھمن بھدرویہ۔
۲۵۰- راجہ رام چندر زمیندار اوڈیسہ۔
۲۵۱- سید ابوالقاسم پسر محمد میر عدل۔
۲۵۲- دلپت پسر رائے سنگھ۔

چار صدی

۲۵۳- شیخ فیضی فرزند شیخ مبارک ناگوری
۲۵۴- حکیم مصری۔
۲۵۵- ایرج میرزا پسر میرزا خاں خانخاناں۔
۲۵۶- سکت سنگھ پسر راجہ مان سنگھ۔
۲۵۷- عبداللہ پسر خان اعظم میرزا کوکہ۔
۲۵۸- علی محمد اسپ۔
۲۵۹- میرزا محمد۔
۲۶۰- شیخ بایزید پسر شیخ سلیمان۔
۲۶۱- عزنی خاں جالوری۔
۲۶۲- کچک خواجہ پسر خواجہ عبداللہ۔
۲۶۳- شیر خاں مغل۔

۲۶۴- فتح اللہ پسر محمد وفا۔
۲۶۵- رائے منوہر پسر لون کرن۔
۲۶۶- خواجہ عبدالصمد شیریں قلم۔
۲۶۷- سلہدی پسر راجہ بہارامل۔
۲۶۸- رام چند کچھواہہ۔
۲۶۹- بہادر خاں قور دار۔
۲۷۰- بانکہ کچھواہہ۔

سہ صدو پنجاہی

۲۷۱- میرزا ابوسعید پسر سلطان حسین میرزا۔
۲۷۲- میرزا سنجر برادر میرزا ابوسعید۔
۲۷۳- علی مردان بہادر۔
۲۷۴- رضا قلی پسر خان جہاں۔
۲۷۵- شیخ خوبو (قطب الدین چشتی) فتح پوری۔
۲۷۶- ضیاء الملک کاشی۔
۲۷۷- حمزہ بیگ فراغلی۔
۲۷۸- مختار بیگ پسر آقا ملا۔
۲۷۹- حیدر علی عرب۔
۲۸۰- پیشرو خاں
۲۸۱- قاضی حسن قزوینی۔
۲۸۲- میر مراد جوینی۔
۲۸۳- میر قاسم بدخشی۔
۲۸۴- بندہ علی میدانی۔
۲۸۵- خواجگی فتح اللہ پسر حاجی حبیب اللہ کاشی

۲۸۶۔ زاہد پسر صادق خاں۔
۲۸۷۔ دوست محمد اُس کا بھائی۔
۲۸۸۔ یار محمد اُس کا بھائی۔
۲۸۹۔ عزت اللہ غجدوانی۔

صدی

۲۹۰۔ التون قلیچ۔
۲۹۱۔ جان قلیچ۔
۲۹۲۔ سیف اللہ پسر قلیچ خاں۔
۲۹۳۔ چین قلیچ اُس کا بھائی۔
۲۹۴۔ ابوالفتاح اتالیق۔
۲۹۵۔ سید بایزید بارہہ۔
۲۹۶۔ بلبد صدر الطور۔
۲۹۷۔ ابوالمعالی پسر سید محمد میر عدل۔
۲۹۸۔ باقر انصاری۔
۲۹۹۔ بایزید بیگ ترکمان۔
۳۰۰۔ شیخ دولت بختیار۔
۳۰۱۔ حسین پکھلی وال۔
۳۰۲۔ کیشو داس پسر جمیل۔
۳۰۳۔ میرزا خاں نیشاپوری
۳۰۴۔ مظفر برادر خان عالم۔
۳۰۵۔ تلسی داس جادون۔
۳۰۶۔ رحمت خاں پسر مسند عالی۔
۳۰۷۔ احمد قاسم کوکہ۔
۳۰۸۔ بہادر گو بلوٹ۔
۳۰۹۔ دولت خاں لودی۔
۳۱۰۔ شاہ محمد پسر قریش سلطان۔
۳۱۱۔ حسن خاں میانہ۔
۳۱۲۔ طاہر بیگ پسر خان کلاں۔
۳۱۳۔ کشن داس تونور۔
۳۱۴۔ مان سنگھ کچھواہہ۔
۳۱۵۔ میر گدائی پسر میر ابو تراب
۳۱۶۔ قاسم خواجہ پسر خواجہ عبد الباری۔
۳۱۷۔ نادعلی میدانی۔
۳۱۸۔ تیل کنٹھ زمیندار اوڈیسہ۔
۳۱۹۔ غیاث بیگ طہرانی۔
۳۲۰۔ خواجہ اشرف پسر خواجہ عبد الباری۔
۳۲۱۔ شرف بیگ شیرازی۔
۳۲۲۔ ابراہیم قلی پسر اسمٰعیل قلی خاں۔

دو صد و پنجاہی

۳۲۳۔ ابوالفتح پسر مظفر مغل۔
۳۲۴۔ بیگ مغل توقبائی۔
۳۲۵۔ امام قلی شقالی۔
۳۲۶۔ صفدر بیگ پسر محمد خاں۔
۳۲۷۔ خواجہ سلیمان شیرازی۔
۳۲۸۔ برخوردار پسر عبد الرحمن دولدی۔
۳۲۹۔ میر معصوم بھکری۔
۳۳۰۔ خواجہ ملک علی میر شب۔
۳۳۱۔ رائے رام داس دیوان۔

۳۳۲- شاہ محمد پسر سعید خاں ککر۔

۳۳۳- رحیم قلی پسر خان جہاں۔

۳۳۴- شیر بیگ یساول باشی۔

دو صدی

۳۳۵- افتخار بیگ پسر بایزید بیگ۔

۳۳۶- پرتاب سنگھ پسر بھگوانداس۔

۳۳۷- حسین خاں قزوینی۔

۳۳۸- یادگار حسین پسر قبول خاں۔

۳۳۹- کامران بیگ گیلانی۔

۳۴۰- محمد خاں ترکمان۔

۳۴۱- نظام الدین احمد پسر شاہ محمد خاں۔

۳۴۲- جگت سنگھ پسر راجہ مان سنگھ

۳۴۳- عماد الملک۔

۳۴۴- شریف سرمدی۔

۳۴۵- قرابحری پسر قراتاق

۳۴۶- تاتار بیگ پسر علی محمد اسپ۔

۳۴۷- خواجہ محب علی خوافی۔

۳۴۸- حکیم مظفر اردستانی۔

۳۴۹- عبدالسبحان پسر عبدالرحمن دولدی

۳۵۰- قاسم بیگ تبریزی۔

۳۵۱- شریف پسر خواجہ عبدالصمد۔

۳۵۲- تقیا شستری۔

۳۵۳- خواجہ عبدالصمد کاشی

۳۵۴- حکیم لطیف اللہ پسر ملا عبدالرزاق گیلانی۔

۳۵۵- شیر افگن پسر سیف خاں کوکہ۔

۳۵۶- امان اللہ اُس کا بھائی۔

۳۵۷- سلیم قلی پسر اسمٰعیل خاں۔

۳۵۸- خلیل قلی اُس کا بھائی۔

۳۵۹- ولی بیگ پسر پاینده خاں۔

۳۶۰- بیگ محمد ایغور۔

۳۶۱- میر خاں یساول۔

۳۶۲- سرمست خاں پسر رستم خاں

۳۶۳- سید ابوالحسن پسر سید محمد میر عدل۔

۳۶۴- سید عبدالواحد برادر زادۂ میر عدل۔

۳۶۵- خواجہ بیگ میرزا پسر معصوم بیگ۔

۳۶۶- سکرا برادر پرتاب رانا۔

۳۶۷- شادی بے اوزبک پسر نذر بے۔

۳۶۸- باقی پسر نذر بے۔

۳۶۹- یونان بیگ برادر میرزا خاں

۳۷۰- شیخ کبیر چشتی۔

۳۷۱- میرزا خواجہ پسر میرزا اسد اللہ۔

۳۷۲- میرزا شریف پسر میرزا علاء الدین۔

۳۷۳- شکر اللہ پسر زین خاں کوکہ۔

۳۷۴- میر عبدالمومن پسر میر سمرقندی۔

۳۷۵- لشکری پسر میرزا یوسف خاں۔

۳۷۶- آغا ملا قزوینی۔

۳۷۷- محمد علی جامی۔

۳۷۸- متھراداس کھتری۔

۳۷۹- ستھراداس پسر متھراداس۔

۳۸۰۔ میر مراد برادر شاہ بیگ کولابی
۳۸۱۔ کلا کچھواہہ۔
۳۸۲۔ سید درویش پسر شمس بخاری۔
۳۸۳۔ جنید مرل۔
۳۸۴۔ سید ابو اسحٰق پسر میرزا رفیع صفوی۔
۳۸۵۔ فتح خاں چیتہ بان۔
۳۸۶۔ مقیم خاں پسر شجاعت خاں۔
۳۸۷۔ لالہ پسر راجہ بیربر۔
۳۸۸۔ یوسف کشمیری۔
۳۸۹۔ حبی یساول۔
۳۹۰۔ حیدر دوست برادر قاسم علی خاں۔
۳۹۱۔ دوست محمد پسر بابا دوست۔
۳۹۲۔ شہرخ دنتوری۔
۳۹۳۔ شیر محمد۔
۳۹۴۔ علی قلی۔
۳۹۵۔ شاہ محمد پسر سید علی
۳۹۶۔ سانول داس جادون۔
۳۹۷۔ خواجہ ظہیر الدین پسر خلیل اللہ
۳۹۸۔ میر ابو القاسم نیشاپوری۔
۳۹۹۔ حاجی محمد اردستانی۔
۴۰۰۔ محمد خاں ہمشیرہ زادۂ ترسون خاں۔
۴۰۱۔ خواجہ مقیم پسر خواجہ میرکی۔
۴۰۲۔ قادر علی کوکہ میرزا شاہرخ۔
۴۰۳۔ فیروز خاں غلام ہمایوں بادشاہ۔
۴۰۴۔ تاج خاں کتھریہ۔
۴۰۵۔ زین الدین علی۔
۴۰۶۔ میر شریف کولابی۔
۴۰۷۔ پہاڑ خاں بلوچ۔
۴۰۸۔ کیشو داس راٹھور۔
۴۰۹۔ سید لاڈ بارہہ۔
۴۱۰۔ نصیر من۔
۴۱۱۔ سانگہ پنوار۔
۴۱۲۔ قابل پسر عتیق۔
۴۱۳۔ ادوند زمیندار اوڑیسہ۔
۴۱۳۔ سندر زمیندار اوڑیسہ۔
۴۱۴۔ نورم کوکہ میرزا ابراہیم

قبلۂ عالم کے ابتدائے عہد معدلت سے لے کر سنہ ۴۰ الٰہی تک یعنی جس سال یہ دفتر بحسن و خوبی پایۂ تکمیل کو پہنچا پانصدی سے بالاتر امرا میں متوفی و زندہ دونوں مذکورۂ صدر جدول میں شامل ہیں لیکن پانصدی سے دوصدی تک کے امرا میں صرف الٰہی امیروں کے نام جدول مذکور میں مرقوم ہیں جو سنہ ۴۰ تک بقید حیات تھے۔

دوصدی سے کم مرتبہ امیروں کی صرف تعداد مندرجۂ ذیل ہے۔

۱۔ صدی پنجاہی	۵۳	۲۔ صدی بیستی۔	۱

۳- یوز باشی۔	۲۵۰	۷- دو بیستی۔	۲۶۰
۴- چہار بیستی۔	۹۱	۸- جرکش بند	۳۹
۵- سہ بیستی	۲۰۴	۹- بیستی۔	۲۵۰
۶- پنجاہی	۱۶	۱۰- دہ باشی	۲۲۴

شاید ہی کوئی روز ایسا گزرتا ہو کہ قبلۂ عالم اہل استحقاق و کار فرما افراد کو جدید مناصب نہ عطا فرماتے ہوں اور نیز یہ کہ کم مرتبہ منصبداروں کو اعلیٰ مناصب پر فائز فرما کر قدر افزائی نہ کرتے ہوں۔ اسی طرح ترک و تاجیک کے گروہ کے گروہ دور دراز مقامات سے آکر شرف آستانہ بوسی حاصل کرتے اور مرتبۂ سپہگری پر پہنچ کر اپنی خواہش کے مطابق کامیاب و بامراد ہوتے ہیں۔ بیشمار قدیم و جدید نمک خواران سلطنت جو ان مناصب پر فائز نہیں ہیں اور اُن کو روزینہ اور انعام عطا ہوئے ہیں۔

موجودہ و گذشتہ امرا کا مختصر حال معرض تحریر میں لانے کے بعد مناسب ہے کہ گذشتہ و موجودہ ارکان دولت کے نام بھی ہدیۂ ناظرین کئے جائیں تا کہ ان کو بھی حیات جاودانی حاصل ہو۔

وکلائے سلطنت

(۱) بیرم خاں۔
(۲) منعم خاں۔
(۳) اتکہ خاں۔
(۴) بہادر خاں۔
(۵) خواجۂ جہاں۔
(۶) خانخاناں۔
(۷) میرزا خاں۔
(۸) خان اعظم میرزا کوکہ۔

وزرائے سلطنت

(۱) میر عزیز اللہ تربتی۔
(۲) خواجہ جلال الدین مسعود خراسانی۔
(۳) خواجہ معین الدین فرنخودی۔
(۴) خواجہ عبد المجید آصف خاں۔
(۵) وزیر خاں۔
(۶) مظفر خاں۔
(۷) راجہ ٹوڈرمل۔
(۸) خواجہ شاہ منصور شیرازی۔

(۹) قلیچ خاں۔
(۱۰) خواجہ شمس الدین خافی۔

بخشیاں

(۱) خواجہ جہاں۔
(۲) خواجہ طاہر سجستانی۔
(۳) مولانا حاجی بہزادی۔
(۴) مولانا درویش محمد مشہدی۔
(۵) مولانا عشقی مقیم خراسانی۔
(۶) سلطان محمود بدخشی۔
(۷) لشکر خاں۔
(۸) شہباز خاں۔
(۹) رائے پرکھوتم۔
(۱۰) شیخ فرید بخاری۔
(۱۱) قاضی علی بغدادی
(۱۲) جعفر بیگ آصف خاں۔
(۱۳) خواجہ نظام الدین احمد۔
(۱۴) خواجگی فتح اللہ۔

صدور

(۱) میر فتح اللہ۔
(۲) شیخ گدائی پسر شیخ جمال کنبو۔
(۳) خواجگی محمد صالح بد دو واسطہ پسر خواجہ عبد اللہ مروارید۔
(۴) مولانا عبد الباقی۔
(۵) شیخ عبد الغنی۔
(۶) سلطان خواجہ۔
(۷) صدر جہاں۔

دانش اندوزان جاوید دولت

(علما و فضلائے مملکت)
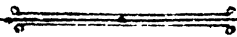
خاکسار مؤلف اب علما و فقرا کے حالات معرض تحریر میں لاتا ہے۔

واضح ہو کہ ان بزرگان ملک کے حالات قلمبند کرنے میں مؤلف فرقے یا مذہب کی پابندی کو نظر انداز کر کے ہر عقیدے اور ہر ملت کے علما و فقرا کو اُن کے علم ظاہری و عرفان باطنی کے لحاظ سے مختلف اقسام میں منقسم کر کے ہدیۂ ناظرین کرتا ہے۔

قبلۂ عالم چونکہ ملک ظاہر و باطن ہر دو عالم کے پیشوا و فرماں روا ہیں حضرت پانچ اقسام کے بزرگان ملک کو قابل تعظیم و تکریم و مستحق عنایت و نوازش خیال فرماتے ہیں۔ ہر طبقے کے علما ان میں سے ہر ایک اپنی رسائی کے مطابق جمال جہاں آرا کے لیے یعنی بادشاہ سلامت کے محاسن کے علم سے حیران و متحیر رہتے ہیں۔ ان علما کے مختلف طبقات مندرجۂ ذیل ہیں۔

(۱) ایک طبقہ وہ ہے جو اپنی خوش قسمتی سے ظاہر و باطن ہر دو عالم کے اسرار سے واقف اور اپنی حوصلہ مندی سے سعادت دارین سے بہرہ ور اور اپنے کو بارگاہ شہنشاہی کا فیض گرفتہ اور قبلۂ عالم کا خاص ارادتمند خیال کرتا ہے۔

(۲) دوسرا طبقہ وہ ہے جو علوم ظاہر کا تو دلدادہ کم ہے لیکن حقائق و معارف باطنی کا

پرستار اور عرفان الٰہی کا فریفتہ ہے۔

(۳) تیسرا طبقہ وہ ہے جو صرف علوم ظاہر کا شیدائی اور قدرے علم کلام سے بھی واقف و آگاہ ہے۔

(۴) چوتھے طبقے میں وہ افراد شامل ہیں جو علوم نقلیہ کو مشتبہ سمجھ کر کسی مسئلے کو بلا دلائل عقلی کے قبول نہیں کرتے۔

(۵) پانچواں طبقہ اُن علما کا ہے جو تقلید کے سنگ راہ سے آگے قدم بڑھانا گناہ خیال کرتا ہے اور محض نقل کو معتبر و مسلم خیال کرتا ہے

ہر طبقے کے بے شمار اقسام ہیں۔

خاکسار مولف محتسب کا جامہ پہن کر مخلوق خدا کی عیب جوئی کرنا پسند نہیں کرتا واقعہ یہ ہے کہ علما کو مختلف طبقات میں تقسیم کر کے اُن کے مختلف نام کا جدول پیش کرنا ہی دل پر بار گراں تھا لیکن صداقت شعاری و حق نگاری نے خامے کی دستگیری کر کے ہمت دلائی اور جدول ذیل پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی۔

جدول دانش اندوزان جاوید دولت اکبری

علمائے ظاہر و باطن

۱۔ شیخ مبارک ناگوری

۲۔ شیخ نظام نارنولی۔

۳۔ شیخ ادھن نام امان اللہ

۴۔ میاں وجیہ الدین۔

۵۔ شیخ رکن الدین۔

۶۔ شیخ عبد العزیز دہلوی۔

۷۔ شیخ جلال تھانیسری

۸۔ شیخ الہدیہ خیر آبادی۔

۹۔ مولانا حسام الدین۔

۱۰۔ شیخ عبد الغفور۔

۱۱۔ شیخ بیچو سنبھلی۔

۱۲۔ مولانا اسمٰعیل۔

۱۳۔ مادھو سرستی

۱۴۔ مدھودن۔

۱۵۔ نارائن اسرم۔

۱۶۔ ہری جے سور۔

۱۷۔ داموودمصر بھٹ۔
۱۸۔ رام تیرتھ۔
۱۹۔ نرسنگھ
۲۰۔ پرم اندر۔
۲۱۔ ادت۔

اہل باطن

۱۔ شیخ رکن الدین محمود کمان گر۔
۲۔ شیخ امان اللہ۔
۳۔ خواجہ عبد الشہید۔
۴۔ شیخ موسٰی۔
۵۔ بابا بلاس۔
۶۔ شیخ علاء الدین مجذوب۔
۷۔ شیخ یوسف ہرکن۔
۸۔ شیخ برہان۔
۹۔ باباکپور مجذوب۔
۱۰۔ شیخ ابو اسحٰق فرنگ۔
۱۱۔ شیخ داؤد جھنی وال۔
۱۲۔ شیخ سلیم چشتی۔
۱۳۔ شیخ محمد غوث گوالیری۔
۱۴۔ رام بھدر۔

علمائے معقول و منقول

۱۔ میر فتح اللہ شیرازی
۲۔ میر مرتضیٰ شریفی۔
۳۔ مولانا سعید ترکستانی۔
۴۔ حافظ تاشکندی۔
۵۔ مولانا شاہ محمد۔
۶۔ مولانا علاء الدین
۷۔ مولانا میر کلاں۔
۸۔ غازی خاں بدخشی۔
۹۔ مولانا صادق حلوائی
۱۰۔ مولانا شاہ محمد۔
۱۱۔ حکیم مصری
۱۲۔ مولانا شیخ حسین۔

علمائے معقول

۱۔ مولانا پیر محمد۔
۲۔ مولانا عبد الباقی۔
۳۔ میرزا مفلس سمرقندی
۴۔ مولانا زادہ شکر
۵۔ مولانا محمد۔
۶۔ قاسم بیگ۔
۷۔ مولانا نور الدین ترخاں۔
۸۔ نارائن۔
۹۔ مادھو بھٹ۔
۱۰۔ بشن ناتھ
۱۱۔ سری بھٹ۔
۱۲۔ رام کشن۔
۱۳۔ بلبھدر مصر۔

۱۴۔ باسدیو مصر۔
۱۵۔ بامن بھٹ۔
۱۶۔ بدیا نواس۔
۱۷۔ گوری ناتھ
۱۸۔ گوپی ناتھ۔
۱۹۔ کشن پنڈت
۲۰۔ بھٹا چارج
۲۱۔ بھاگیرت بھٹا چارج
۲۲۔ کاشی ناتھ بھٹا چارج

پزشکان (اطبّا)

۱۔ حکیم مصری۔
۲۔ حکیم الملک۔
۳۔ ملا میر طبیب ہروی۔
۴۔ حکیم ابوالفتح گیلانی۔
۵۔ حکیم زنبیل بیگ۔
۶۔ حکیم علی گیلانی۔
۷۔ حکیم حسن گیلانی۔
۸۔ حکیم ارسطو۔
۹۔ حکیم فتح اللہ
۱۰۔ حکیم مسیح الملک۔
۱۱۔ حکیم جلال الدین مظفر
۱۲۔ حکیم لطف اللہ
۱۳۔ حکیم سیف الملک لنگ۔
۱۴۔ حکیم ہمام
۱۵۔ حکیم عین الملک۔
۱۶۔ حکیم شفائی۔
۱۷۔ حکیم نعمت اللہ
۱۸۔ حکیم دوائی۔
۱۹۔ حکیم طالب علی۔
۲۰۔ حکیم عبدالرحیم۔
۲۱۔ حکیم روح اللہ
۲۲۔ حکیم فخرالدین علی۔
۲۳۔ حکیم اسحٰق۔
۲۴۔ شیخ حسن پانی پتی۔
۲۵۔ شیخ بینا۔
۲۶۔ مہادیو۔
۲۷۔ بھیم ناتھ۔
۲۸۔ نرائن۔
۲۹۔ سیو جی۔

علمائے منقول

۱۔ میاں حاتم سنبھلی
۲۔ میاں جمال خاں۔
۳۔ مولانا عبدالقادر۔
۴۔ شیخ احمد۔
۵۔ مخدوم الملک۔
۶۔ مولانا عبدالسلام۔
۷۔ قاضی صدرالدّین۔

۸۔ مولانا سعد اللہ۔
۹۔ مولانا اسحٰق۔
۱۰۔ میر عبد اللطیف۔
۱۱۔ میر نور اللہ شوستری۔
۱۲۔ مولانا عبد القادر۔
۱۳۔ قاضی عبد السمیع۔
۱۴۔ مولانا قاسم
۱۵۔ قاضی حسن۔
۱۶۔ ملا کمال۔
۱۷۔ شیخ یعقوب کشمیری۔
۱۸۔ ملا عالم کابلی۔
۱۹۔ شیخ عبد النبی صدر۔
۲۰۔ شیخ بھیک۔
۲۱۔ شیخ بھیک۔
۲۲۔ شیخ بہاء الدین مفتی۔
۲۳۔ قاضی جلال الدین ملتانی۔
۲۴۔ شیخ ضیاء الدین۔
۲۵۔ شیخ عبد الوہاب۔
۲۶۔ شیخ عمر۔
۲۷۔ میر سید محمد میر عدل۔
۲۸۔ مولانا جمال۔
۲۹۔ شیخ احمدی۔
۳۰۔ شیخ عبد الغنی۔
۳۱۔ شیخ عبد الواحد۔
۳۲۔ صدر جہاں۔
۳۳۔ مولانا اسماعیل۔
۳۴۔ ملا عبد القادر بدائونی۔
۳۵۔ مولانا صدر جہاں۔
۳۶۔ شیخ جوہر۔
۳۷۔ شیخ منوّر۔
۳۸۔ قاضی ابراہیم۔
۳۹۔ مولانا جمال۔
۴۰۔ بیجے سن سور۔
۴۱۔ بھان چند۔
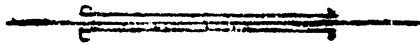
قافیہ سنجان (شعرا)
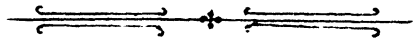
خاکسار مؤلف اب اس معانی طراز گروہ کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور یہ مناسب خیال کرتا ہے کہ ان کے مختصر حالات بھی ہدیۂ ناظرین کرے۔

یہی وہ افراد ہیں جو عالم خیال کی دشوار گزار راہ میں پرواز کرتے اور اپنے ضمیر روشن کو انوار الٰہی کی مقدس روشنی سے تاباں و درخشاں کرتے ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ اس طبقے کے اکثر افراد اپنے اس جوہر قابلیت کی اصل قیمت سے واقف و آگاہ نہیں ہیں اور اس گوہر آبدار کو کھوٹے داموں فروخت کرتے ہیں۔ نااہل افراد کی توصیف و ستائش میں اپنی عمر بسر کرتے ہیں اور قابل مدح و ثنا حضرات کی مذمت و ہجو سے اپنی زبان کو آلودہ کرتے ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ مناسب الفاظ کو باہم مرتبط کرنا ہی عجیب و غریب صنعت ہے، چہ جائیکہ تناسب الفاظ کے ساتھ بہترین طریقے پر معانی بھی پیدا کرنا۔

آں کہ سخن را بسخن ضم کند — قطرۂ از خون جگر کم کند

ہر کہ سخن را بسخن باز بست — معجزہ گر نیست کرامات ہست

میری مراد صرف ظاہری اتحاد نہیں ہے، اس لئے کہ حق و باطل، فراست و حماقت، گوہر و خرمہرہ اگرچہ حقیقت میں ایک دوسرے سے بے حد دور ہیں لیکن قدرے ظاہری مشابہت رکھتے ہیں۔

میرا مدعا اتحاد معنوی ہے اور یہ صورتِ اتفاق سوا ہمجنس اشیا کے دیگر

موجودات میں ممکن نہیں ہے۔ اس اتحاد روحانی کی شناخت کرنا ہی بے حد مشکل ہے۔ چہ جائے کہ اس کا اندازہ کرنا جو درحقیقت مشکل ترین کام ہے۔

قبلۂ عالم کو شعرا سے کوئی خاص اُنس نہیں ہے اور حضرت عالم خیال کی بلند پروازیوں کو پسند نہیں فرماتے، اور یہی وجہ ہے کہ جہاں پناہ اس طبقے پر خاص توجہ نہیں فرماتے۔ لیکن باوجود اس کے بھی ہزارہا شعرائے نامدار آستانۂ مبارک کے جبہہ فرسا اور بارگاہ عالی کے نمک خوار ہیں۔

ان شعرائے دربار میں اکثر نازک خیال ایسے ہیں جو صاحب دیوان و مثنوی ہو چکے ہیں۔

خاکسار مولف چند بہترین شعرائے عہد کے اسما اور اُن کے مختصر حالات ہدیۂ ناظرین کرتا ہے۔

(۱) شیخ ابوالفیض فیضی

یہ نامور شاعر فطرتاً خوش مزاج، ہمہ دوست، ہوشیار و سحر خیز تھا۔ قبلۂ عالم کا خاص ارادتمند و صلح کل تھا۔

جہاں پناہ نے شیخ کے کمالات کا اندازہ فرما کے اُس کو ملک الشعرا کا خطاب عطا فرمایا۔ علامۂ موصوف نے چالیس سال تک فیضی تخلص کیا اور اس مدت کے بعد الہامی بشارت کے مطابق بجائے فیضی کے اپنا تخلص فیاضی اختیار کیا، چنانچہ خود مثنوی نل دمن میں لکھتا ہے۔

زیں پیش کہ سکہ ام سخن بود	فیضی رقم نگین من بود
اکنوں کہ شدم بعشق مرتاض	فیاضیم از محیط فیاض

ابوالفیض کی بہترین عادات نے اُس کے فضل و کمال پر چار چاند لگا دیے۔

شیخ فیضی مختلف علوم و فنون کا بہترین ماہر اور بے شمار فارسی و عربی تصنیفات کا مصنف ہے۔ علامۂ موصوف کی تصانیف میں ایک کتاب سواطع الالہام ہے جو عربی زبان میں قرآن پاک کی بے نقط تفسیر ہے۔ اس کتاب کا مادۂ تاریخ سورۂ اخلاص ہے۔

اس باکمال کا عقیدہ تھا کہ دولت کی کثرت غربت کی دایہ اور قسمت کی گردش

نشاط و مسرت کا پیرایہ ہے۔ اس کے گھر کا دروازہ دوست و دشمن عزیز و بیگانہ سب کے لئے کھلا ہوا تھا۔ اور اس کا مکان غربا کا ملجا و ماوا تھا۔

اپنی طبیعت کی دشوار پسندی کی وجہ سے علامہ موصوف اپنی تصانیف عوام پر ظاہر نہ کرتا تھا۔ اس عالی ہمت شیخ نے نہ کبھی دست سوال دراز کیا اور نہ کسی صلہ و انعام کا خواہشمند ہوا۔

فیضی نے کبھی اپنے کمالات پر نظر نہیں کی اور باوجودیکہ یہ شخص عقل مجسّم تھا لیکن نہ شعر گوئی پر زیادہ توجہ کی اور نہ خیال پرستوں کی ہمنشینی میں اپنی اوقات بسر کی۔

فن حکمت کی کتابوں کا اکثر مطالعہ کرتا اور اس طرح آنکھوں کی راہ سے دل کو روحانی غذا پہنچاتا تھا۔ فن طب کو بخوبی تحصیل کیا تھا اور غربا کا علاج کرتا تھا۔

فن شاعری میں اس کا کلام یادگار زمانہ ہے۔ اگر زمانے نے مہلت دی اور دل کو دنیاوی کاروبار سے وابستگی پیدا ہوئی تو اس یکتائے روزگار شاعر کے کلام کو منتخب کر کے دوستوں کے اصول کے مطابق اس پر دشمن کی نگاہ سے تنقید کروں گا۔

مؤلف کو برادرانہ محبت اب راہ تنقید پر قدم فرسائی نہیں کرنے دیتی اور اس لئے اس وقت محبت سے مجبور ہو کر علامۂ موصوف کے چند اشعار بطور نمونہ ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہے۔

قصاید

یا ازلی الظہور یا ابدی الخفا ۔۔۔ نور کے فوق النظر حسنک فوق الثنا

نور تو بینش گداز حسن تو دانش گسل ۔۔۔ فکر تو اندیشہ گاہ کُنہ تو حیرت فزا

مِلّت علم تراہست بفتوائے قدس ۔۔۔ خون تفکر ہدر خاک تعقّل ہبا

بر درِ اندیشہ راشحنۂ حیرت زند ۔۔۔ لطمۂ حیرت بروئے سیلیِ جہل از قفا

راہ کمال ترا حرف و لفظ ریگ واشت ۔۔۔ عالم علم ترا شہر سخن روستا

پائے نہ تا سر کنم ایں رہ دانا فریب ۔۔۔ زہرہ نہ تا بو کنم ایں مئے دانش زدا

اوحۂ تقدیسِ تست پاک ز رشحِ قلم
در خورِ اکسیر نیست جوہرِ اقلیمیا

شہرِ جلالِ ترا طالبِ بس کوچہ گرد
ایں نظرِ پیش بیں ایں خردِ پیشوا

دانش و بینش بہم یک بہ یک آمیختن
ابجدِ عشقِ ترا ہست شتخستیں ہجا

آنچہ طراز و زباں آنچہ نگار و قلم
آں ہمہ حرف و عمل ویں ہمہ نقش و دعا

مبتدی و منتہی گرم ہوایت و لے
مبتدیاں ہرزہ گرد منتہیاں ژاژخا

نیست دماغِ تہی از سرِ سودائے تو
مغز فلاطوں بسوخت از تفِ ماخولیا

بیجگری ہیچ من کے رسد آں جا کہ شد
غیرتِ تو دشنہ راں بر جگرِ اولیا

لطفِ تو خواہم شود تنقیہ بخشِ دماغ
ورنہ شود عاقبت فطرتِ من مانیا

برہنہ پا گردِ راہ در رہِ اجلالِ تو
موزۂ کیمخت نیست جز دہنِ اژدہا

گنج ترا نہ فلز نیم کفے از عیار
خوانِ ترا ہفت بحر یک قدح شوربا

سر بہ زمینِ درت بردن و برداشتن
نے بطریقت درست نے بحقیقت روا

معذرۂ آز مرا غالیۂ جوع کلب
وز ہمہ بقراطِ عشق گفتہ مرا احسنا

ولہ

اے نقد اصل و فرع نہ دانم چہ گوہری
کز آسماں بزرگ ترا ز خاک کمتری

دل بد مکن کہ تیز کنی چار عنصری
خود بیں مشو کہ آئینۂ ہفت کشوری

بُنیانِ تست مشغلۂ نقش علو و سفل
خواہ آسمان و خواہ زمیں شو عبقری

پوشیدہ چہرگانِ فلک بر تو فتنہ اند
دانا فریب لعبتِ ایں ہفت پیکری

ہاں نقد خود بسنج کہ میزان اعدلی
آن خاک خود ببیں کہ اکسیرِ اکبری

قیمت شناس گوہر خود باش کاسماں
نور تراست از پےِ سیارہ مشتری

از عقل سرکشی کہ مشیر است مؤتمن
بر وہم دل منہ کہ سفیہے ست مفتری

با خود چہ دشمنی ست ترا کز کمال نقص
دل را نزار کردہ زباں را بہ پروری

خون ہاست از تو در دلِ ایام کز نفاق
در قول مومیائی و در فعل نشتری

شرمندہ باش در نظر خود کہ خویش را
میزانِ کل لقب نہی و حشوِ دفتری

ایں ست اگر طلسم وجودِ عزیزِ تو
معدوم شو کہ چشم جہاں را اگر ری

اے بے خبر ز سود و زیاں ایں چہ غفلت ست
کاقبال میفروشی و ادبار میخری

گر همتِ تو باش کشاید بعید گاه　　عنقا توانی از پرِ عصفور لشکری
فربه مشو که شخص جهان را میان توئی　　دانی ستوده اند میان را به لاغری
شرم از سلوک برهنه پایان شوق دار　　چوں بر جنازه راه بری گام نشمری
خواهی بسیرِ معنئ ایثار در رسی　　باخود هلاهلی کن و باغیر شکری
یا ابرو گشاده بلا را پذیره شو　　معبود را اگر بعبودیت اندری
بر آستان صدق بدرویشی آورد　　درویشئی که خنده زند بر توانگری
نه آنکه خود بگوشهٔ عزلت فرو شوی　　حرصت کند بمشرق و مغرب تگاوری
پاس نظر بدار که این دزدِ تیز دست　　گوهر بزور می بَرَد از دست جوهری
در شاهراه قافله تاراج می کنند　　آنانکه داشتند بکف شمعِ رهبری
جان بد پرستارهٔ طالع بکام تو　　پیوستگی رود بفلک را برادری
بیننده نیست ورنه بر آرم نفس نفس　　از چاک سینه آئینه هائے سکندری
هندوستان عالمِ دل را یمن رسید　　آداب بت پرستی و آئینِ بت گری
این نقش کارنامهٔ یونان خاطرست　　برخوانش سر بسر که نه حرفیست سرسری

یونان غرق گشته بر آمد ز قعرِ هند
تو همچناں فتادهٔ درچاهِ معقری

وله

حریف خلوتِ من عقلِ ذوفنونِ منست　　صریرِ کلکِ من آوازِ ارغنونِ منست
اگر به چهرهٔ علمم نقاب بردارند　　یقین منتهیاں اولیں ظنون منست
وگر ز دیدهٔ عقلم حجاب برگیرند　　معارفِ علما نشأ جنون منست
عجب که حوصلهٔ روزگار بر تابد　　اگر بروں فگنم آنچه در درونِ منست
باعتدالِ خرد آں جهانِ منتظم　　که آسمان و زمین جنبش سکونِ منست
قرابه ام ز رحیقِ رفیقِ دهر تهی ست　　قوام بادهٔ مدهوشیم ز خونِ منست

فروتنی ز خساں کے بود تمنّایم
بسجده ام بم کلک واژگون منست

غزلیات
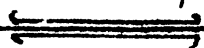
خیز و دریوزۂ اقبال کن از حضرتِ ما — کہ کم از ہیچ سپاہی نبود ہمّتِ ما
فتحِ کونین ز جولانگہِ ما جوئے کہ ہست — عشق را دوش گراں از علَمِ دولتِ ما
نظرِ فیض چو بر خاک نشیناں فگنم — مور را مغز سلیماں رسد از قسمتِ ما
حاجبانِ درِ ما برہنہ تیغ اند ہمہ — آرزو کیست کہ ہنگامہ کند خلوتِ ما
سر فرو بُردہ بجیبِ دو جہانے نگریم — عشق از تارِ نظر یافت مگر کسوتِ ما
دیدۂ ما بتماشائے حقیقت باز ست — عقلِ کُل میرمد از کوکبۂ حیرتِ ما
فیضیؔ سادہ ضمیرم اگرت باور نیست
روئے معنی نگر از آئینۂ صورتِ ما

می کشد شعلہ سرے از دلِ صد پارۂ ما — جوشِ آتش بود امروز بفوّارۂ ما
ہر کسے روزِ ازل تختۂ تعلیم گرفت — عشق مشاطگی آموخت ز نظّارۂ ما
دیدۂ او بگُداز جگر انباشتہ باد — ہر کہ گوید خبرے از دلِ آوارۂ ما
فیضیؔ از نقدِ جہاں گرچہ تہی دستانیم
کیمیا ساز بَرَد رنگ ز رُخسارۂ ما

بہ کہ گذارم و ز تو طرحِ دلِ دگر نہم — چند رفوگری کند صبرِ دلِ دو نیم را

ولہ

عشق تا پائے بیفشرد در اندیشۂ ما — ہمہ معشوقِ ترا دو ز رگ و ریشۂ ما
از تفِ بادۂ ما بالِ ملائک بگداخت — وائے آں روز کہ برقے جہد از شیشۂ ما

ولہ

مرا براہِ محبّت دو مشکل اُفتادست — کہ خوں گرفتہ ام و یار قاتل اُفتادست
مسافرانِ طریقت ز من جدا مشوید — کہ دور بینم و چشمم بمنزل افتادست

ولہ

ولہ

من براہے میروم کانجا قدم نامحرمست — از مقامے حرف می گویم کہ دم نامحرمست
اگرچہ جیحاں ہے تو بلب نزدیکست — دور بودن باادب نزدیکست

ولہ

دریں دیار گروہے شکر لباں ہستند ۔ کہ بادہ با نمک آمیختند و بدمستند
بہ سوزہ شہرۂ عشقت عندلیب آرند ۔ نفس گداختہ مرغاں دریں چمن مستند

ولہ

گویند ہمرہانِ طریقت کہ اے رفیق ۔ آگاہ شو کہ قافلہ ناگاہ می زنند
غافل نیم ز راہ ولے آہ چارہ نیست ۔ زیں رہزناں کہ بر دلِ آگاہ می زنند
روئے کشادہ باید و پیشانیٔ فراخ ۔ آنجا کہ لطمہ ہائے ید اللہ می زنند

ولہ

ساقیاں دست بجام مے بیغش کردند ۔ خضر را تشنۂ ایں چشمۂ آتش کردند
ایں چہ مے بود کہ ساقی بقدح ریخت فرو ۔ کہ مسیح و خضر از رشک کشائش کردند

ولہ

نوشدار وئے محبت را مپرس آخر کہ چیست ۔ سودۂ الماس در زہرِ ہلاہل می کنند

ولہ

در چشمِ ما محیط بہ ساحل برابرست ۔ آبِ بقا بزہرِ ہلاہل برابرست

ولہ

فیضی از قافلۂ کعبہ رواں بیروں نیست ۔ ایں قدر ہست کہ از ما قدمے در پیش ست

ولہ

زہمرہاں یکہ نالم کہ کوتہی کردند ۔ بمیرِ قافلۂ عشق ہمرہی کردند
ہزار بادیہ زیں ناموافقاں بُرِ باد ۔ کہ محملِ دلم از بارِ غم تہی کردند

ولہ

مستم کہ نغمہ بگوشم کمال می گیرد ۔ شراب در گلویم اعتدال می گیرد
اگر سرے نہ کشم سوئے بیخودی چہ کنم ۔ مرا زہمدمیٔ خود ملال می گیرد

ولہ

مپرس اہلِ نظر چوں بعرش پیوستند ۔ کہ پا بکنگرۂ دل نہادہ بر جستند
صلا زنند تماشائیانِ عالم را ۔ بشہرِ حسن کہ آئینِ خونِ ما بستند

وله

آنانکہ در وجود و عدم در نہ بستہ اند	طرفے ز راحتِ دو جہاں بر نہ بستہ اند
بکشا طلسمِ گنج کہ کاسا گہان بخت	اقبال را بسلسلۂ زر نہ بستہ اند

وله

سوادِ کلکِ مرا آفتاب می داند	کہ بُردہ ام بہ بیاض سحر مسوّدہ را

وله

بصبر طاقت او کیست در جہان فیضی	کسے کہ از سرِ کویش دو بارہ می گزرد

وله

طاقت از مجلسِ ما بیرون ست	چوں بیائی دلِ خرسند بیا

وله

بگذر از عشق کہ ایں کار بساماں نشود	آسماں تابع و معشوق بفرماں نشود

وله

بیا کہ روئے بمحراب گاہِ نور نہیم	بنائے کعبۂ دیگر ز سنگ طور نہیم
حطیم کعبہ شکست و اساس قبلہ بریخت	بتازہ طرح یکے قصرِ بے قصور نہیم

وله

کو عشق کہ زنجیرِ درِ کعبہ گدازیم	وز بہر پرستش صنمے چند بسازیم
ویں کعبہ کہ حجّاج برافراختہ آنرا	انداختہ چوں دیر اساسے بفرازیم

وله

تا چند دل بعشوۂ خوباں گرو کنم	ایں دل بسوزم و دلِ دیگر ز نو کنم
فیضی اگر تہی ورہ عاشقی بہ پیش	دیوان خود مگر بدو عالم گرو کنم

وله

بلامت بر زلیخا چوں پسندم وہ چہ خوش بودے	بجائے کف بریدے گر زبانِ طعنِ بدگویاں

وله

ناشکری عشق چوں تواں کرد	غم بر سرِ غم فزود مارا

وله

حیران فسونسازیِ مشتم کہ چناں ست	از دیدہ در دل آید و در سینہ نگنجد

ولہ

بگریز کہ دورانِ فلک عربدہ خیز است　　آئینِ حریفاں ہمہ کذ دار و رم ریز است
آں نیست کہ من ہمنفساں را بگذارم　　با آبلہ پایاں چکنم قافلہ تیز است

ولہ

امشب خبرِ ما نگرفتی و گذشتی　　فیض از نظرِ ما نگرفتی و گذشتی
آبے کہ بسر سبزیِ ریحانِ تو شاید　　از چشمِ ترِ ما نگرفتی و گذشتی

ولہ

در دشتِ آرزو نہ بود دیبہ دام و دد　　راہیست اینکہ ہم ز تو خیزد بلائے تو
اے عشق رخصتے ست کہ از دوشِ آسماں　　بر دوشِ خود نہم علمِ کبریائے تو

ولہ

فیضی من آں بلند نگاہم کہ روزگار　　پیوستہ یافت ساعدِ فکرم بساقِ عرش
آویختند اگر زرِ در کعبہ نظمِ غیر　　آویختم حدیثِ خود از پیشِ طاقِ عرش

ولہ

ساقیِ دوراں گذار عربدہ سازی　　ساغرِ مے دہ بہ دورِ اکبرِ غازی
نے مئے دانش رُبا کہ محتشماں را　　ہمچو سپہر آورد بہ سفلہ نوازی
نے مئے بدخو کہ دُردِ باغِ رعونت　　بادِ تہوّر دہد بمغز کہ تازی
نے مئے بیباکیِ دل کہ برخورد آرد　　ترکِ ہوس را ہوائے دست درازی
نے مئے آتش منش کہ در صفِ مستاں　　شہرہ بود گرمیش تیشہ گذاری
زاں مئے یکرنگ کز تصرفِ باطن　　توبہ دہد چرخ را ز شعبدہ بازی
زاں مئے صافی کہ عاکفانِ صوامع　　خرقۂ تن را ازو کنند نمازی
زاں مئے روشن نظر کہ باز نماید　　راہِ حقیقت بعاشقانِ مجازی
زاں مئے دریا گہر کہ پاک بشوید　　از دلِ عارف خیالِ نقش طرازی

ولہ

بہ بارگاہ قیامت کہ ماجرا بخشند　　گناہِ کعبہ بخاکِ کلیسیا بخشند

ولہ

بہ ننگِ قبائے ہمت فیضی کہ قدسیاں　　پیوند کردہ اند ز افلاک دامنش

وله

عجب تر از دلِ فیضی ندیده ایم طلسم
که هم گهر بود و هم محیط و هم غواص

وله

آنچه بفیضی نظرِ دوست کرد
مشکل اگر دشمنِ جانی کند

وله

رہ نوردانِ طلب زنده بمحمل نرسند
تا نمیرند دریں بحر بساحل نرسند

ناقهٔ شوق دریں بادیه جنباں فیضی
رو که منزل طلباں در حرمِ دل نرسند

وله

خاک بیزانِ رهِ فقر بجائے نروند
گوئی ایں طائفه ایں جا گهرے یافته اند

وله

در ازل چند نظر آئینه ساز آوردند
تا دل و دیدهٔ ما را بگداز آوردند

چه کششهاست که در زلفِ بتاں تعبیه شد
که حقیقت دو جهاں رو بمجاز آوردند

گر دلے گم شود از حلقهٔ عشاق مپرس
هرچه بردند ازیں قافله باز آوردند

وله

از شکیبائی نه دستم از گریباں کوته است
پاره شد آں گوشه کاں را بازنتواں پاره کرد

وله

گر نه لیلی هوسِ همرهیِ مجنوں داشت
ناقه را بیهده در راه گرانبار چه کرد

آنکه میکرد مرا منع پرستیدنِ بت
در حرم رفته طوافِ در و دیوار چه کرد

عشق صبر و خرد و هوش ز فیضی بربود
دزدِ ره بیں که بآں قافله سالار چه کرد

وله

عشق در بادیه انگیک رواں آئیں بست
که بسودا کدهٔ یارِ جنوں آمده بود

وله

جز بره شبِ عید ببر سمطیه را
که راست میکنم امشب قصوریِ شه را

بگیر مصحفِ دیوانِ فیضی و بنگر
سخن طرازیِ رندِ هزار مذهب را

وله

شدیم خاک ولیکن ببوئے تربتِ ما
تواں شناخت کزیں خاک مردمی خیزد

تواں شناخت ز آغاز فیضی انجامش
کہ فرد رفتہ ز کونین و فرد می خیزد

وله

کعبہ را ویراں مکن اے عشق کانجا یک نفس
گہ گہے پس ماندگان راہ منزل می کنند

قطعہ

قسمت نگر کہ در خور ہر جوہرے عطاست
آئینہ با سکندر و با اکبر آفتاب

او می کند معائنۂ خود در آئینہ
ایں می کند مشاہدۂ حق در آفتاب

رباعیات

شاہی کہ بعقل ذوفنوں خواہیش
در راہِ خدائے رہنموں خواہیش

ہر چند کہ سایۂ خدا اند شہاں
او نور خدا است سایہ چوں خواہیش

دیگر

خواہی کہ چو من راہِ ہدی بشناسی
نشناختہ شاہ را کجا بشناسی

ایں سجدۂ ناقبول سودت ندہد
اکبر بشناس تا خدا بشناسی

دیگر

از عالم غیب آشنائی نرسید
وز قافلۂ عدم ندائی نرسید

گردوں چو بہفت جوش از وی ہم
با ایں ہمہ مہرہا صدائی نرسید

دیگر

در انجمنِ ادب خموشاں باشند
در پردۂ راز پردہ پوشاں باشند

در کوچۂ عشق چوں رسی گرد مکن
کایں جا ہمہ توتیا فروشاں باشند

دیگر

مستان الٰہی کہ دم خوش زدہ اند
بے جام و سبو شراب بے غش زدہ اند

آرائشِ علم و فضل از ایشاں مطلب
کیں طائفہ در کتاب آتش زدہ اند

دیگر

فیضی قدمِ چند ز خود برتر نہ — از خود بدر آ و رختِ خود برد ر نہ
برخویش درِ دو لختۂ دیدہ ببند — وانگاہ دو صد قفل ز مژگاں برنہ

دیگر

فیضی دمِ پیر سیت قدم دیدہ بنہ — پا از مژہ می نہی پسندیدہ بنہ
از عینکِ شیشہ ہیچ نکشاید ہیچ — لختے بتراش از دل و بر دیدہ بنہ

دیگر

یا دیست نفس ز سنبلستانِ سخن — واں باد کشیدہ تختِ سلطانِ سخن
مائیم براں تختِ سلیمانِ سخن — از ما بشنو زبانِ مرغانِ سخن

دیگر

عاشق کہ غمِ از جانِ خراشش نرود — تا جاں بود از تن تب و تابش نرود
خاصیتِ سیماب بود عاشق را — تا کشتہ نگردد اضطرابش نرود

دیگر

فیضی بکشا گوشِ دل و دیدۂ ہوش — از کارِ جہاں دور مکن ایں دیدہ و گوش
نیرنگِ زمانہ بنگر و لب بربند — افسانۂ دہر بشنو و چشم بپوش

دیگر

بر ما چہ زیاں اگر صفِ اعدا زد — مشتے خاشاک لطمہ بر دریا زد
ما تیغِ برہنہ ایم در دستِ قضا — شد کشتہ کسے کہ خویش را بر ما زد

دیگر

امروز بہ ہر ذرہ دی و صاف منم — ہم دوزخ و ہم خلد و ہم اعراف منم
اعجوبہ تر از من نبود بو العجبے — دریا من و گوہر من و صراف منم

دیگر

زاں پیش کہ کردند شمارِ من و تو — بردند ز دستِ اختیارِ من و تو
فارغ بنشیں کہ کارساز دو جہاں — پیش از من و تو ساختہ کارِ من و تو

(۲) خواجہ حسین ثنائی مشہدی۔ یہ نامور شاعر پیشتر قاضی شہر تھا

اس کے بعد شاعری کے میدان میں آیا اور مشہور آفاق ہوا۔ یہ فطرتاً نیک و سادہ مزاج تھا۔ اس کے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

صبح روشن دلان بیان منست | صبح تیغ سخن زبان منست
ظاہرست از سخن کہ روح قدس | دایۂ مریم بیان منست
بسکہ معنی دقیقہ گرد مرا | نقطۂ کلک من جہان منست
قصہ کوتہ دریں سرائے سپنج | سخن نست و سخن از آن منست
کس بحشر نگیرد دم دامن | جز ہوس کو ز کشتگان منست

وله

در روش حسن و ناز ہست بسے خوشنما | غمزہ بطرز ستم عشوہ برنگ جفا
آں بت بیگانہ را اگر شوم آئینہ دار | نا یدش اندر نظر صورت خویش آشنا
گر بمثل جا کنی در پس آئینہ شخص | بیند تمثال خویش یافتہ رو از قضا
آب خور وگر بفرض خوشہ ز پیمان تو | دانہ دگر نشکند در دہن آسیا

وله

احباب را بلذت درماں برآیدت | درد سے کہ یاد ہمدمیٔ دوستاں دہد
من صید دل نہادہ بمرگ ولاغری | صیاد از برائے گریزم اماں دہد

وله

دوستاں با دوستاں گر تا قیامت خفتہ اند | از نسیم صبحدم آزاریکاں دیدہ اند

وله

کلکت چو رقم بہ کیں نویسد | صد فتنہ بہر کمیں نویسد
دشنام دہی تو و براں لب | روح القدس آفریں نویسد
برروئے تو اوّلیں نگہ را | دل دیدۂ واپسیں نویسد
عہد تو خراج شادمانی | برجان و دل غمیں نویسد

وله

اے اہل ہوش وقت گریباں دریدنست | دست مرا بسوئے گریباں کہ می برد

وله

قاصدِ شوق دگر قطرہ زناں می آید — کہ بدل شوقِ کسے از پئے جاں می آید
شرطِ عشق ست کہ ہم باز بدل نسپارند — سخنِ دوست کہ از دل بزباں می آید

وله

مرا بہ بتکدہ جو، چوں پیم بکعبہ بری — کہ باز گوں زدہ فعلم سراغ من غلطست

وله

در حوصلۂ نہ فلک از عشق نہ گنجید — ہر ذرہ کہ از خاکِ ثنائی بہوا رفت

وله

چو مہر فلک زیر گردیدہ — چو خواب آشنا روی ہر دیدہ

(۳) حزنی اصفہانی۔ یہ شخص عقلیات کا شیدائی اور فلسفیانہ خیالات کا فریفتہ تھا۔ قدیم شاعری کا ماہر تھا۔ کلام کا نمونہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ یہ شاعر فطرتاً آزادمنش و نیک ذات تھا اور مہرپروری کے آثار اس کی پیشانی پر نمایاں و درخشاں تھے۔

گرد دل گردم و بینم کہ در و جانی ہست — غم معاذ اللہ اگر نیست تمنائی ہست
در چمن بود زلیخا و بحسرت میگفت — یا د از ندان کہ در و انجمن آرائی ہست
ناامیدم ز تو، اما بہ محبت چہ کنم — کہ میانِ من و او رسمِ تقاضائی ہست

وله

جبریل پر شکستۂ راہِ محبت ست — ایں قاصدے بہیچ و صبائی نمی رسد

وله

گرایاز ایں جا و گر محمود کارش بندگیست — عشق از یک رشتہ پائے بندہ و آزاد بیست

وله

ز گرمیٔ جگرم دوش چشم بر میسوخت — چراغ دیدہ براہ تو تا سحر میسوخت
شد از تصرفِ حسن تو آن زمانی خبرم — کہ شعلہ در جگر افتاد و بے خبر میسوخت

وله

مرا بر سادہ لوحیہائے حزنی خندہ می آید — کہ عاشق گشتہ و چشمِ وفا از یار ہم دارد

وله

مکن کرشمہ کہ آں تشنہ لبِ گیاہ ضعیفم | کہ تاب جلوۂ جانسوز آفتاب ندارم

وله

آہ ازاں سرکش کہ گر خود را بر آتش میزنم | غیر ازیں حزنی نمیگوید کہ حزنی در چہ بیست

وله

شنیدم حزنی از قیدش خلاصی آرزو دارد | تو بیدردی برو قدرِ گرفتاری چہ میدانی

وله

حزنی سادہ دل امروز چو ہر روزِ دگر | بسخنہائے دروغ تو تسلّی شد و رفت

---

(۳) قاسم کاہی عرف میاں کالی - یہ شاعر علومِ مروجہ سے قدرے واقف و آگاہ اور فطرتاً خوش مزاج دھنس مکھ، قناعت پسند تھا۔ امراء و دولتمند افراد کی خدمت میں بہت کم حاضر ہوتا۔ اس کی وارستہ مزاجی سے چند کم مرتبہ افراد اس کے گرد جمع ہو گئے تھے، جس کی وجہ سے ظاہر بیں طبقے نے اُس کو ہدف ملامت بنایا اپنی آزاد پسند طبیعت و نیز قبلۂ عالم کی توجہ سے جہاں پناہ کے ارادتمند حلقے میں داخل تھا اور اکثر آیندہ واقعات کی بابت پیشین گوئی کیا کرتا تھا۔ اس کے کلام کا انتخاب مندرجہ ذیل ہے:-

کوتاہ ہمتے کہ پئے حاصل دو کون | دست طمع بحضرت بیچوں کند دراز

وله

زخضر عمر فزونست عشقبازاں را | اگر ز عمر شمارند روزِ ہجراں را

وله

چوں سایہ ہمرہیم بہر سو رواں شوی | شاید کہ رفتہ رفتہ بما مہرباں شوی

وله

تا بفیلاں میسل دیدم دلستانِ خویش را | صرفِ راہِ فیل کردم نقدِ جانِ خویش را
خاک بر سر میکنم چوں فیل ہر جا می رسم | گر نہ بینم بر سرِ خود فیلبانِ خویش را
شاہ فیل افگن جلال الدین محمد اکبر ست | آنکہ بخشد فیل زریں شاعرانِ خویش را

وله

اے آنکہ زبانت بمعارف گویاست — ہر دم دلت از نورِ یقیں پردہ کشاست
فکرے نکنی کز آں پشیماں گردی — حرفی نہ زنی کہ عذرِ آں باید خواست

(۵) غزالی مشہدی۔ یہ شاعر شیریں زبان اور بلند پروازی میں یکتائے روزگار تھا اور فنِ تصوف کے حقائق کا بہترین ماہر تھا۔ اس کے کلام کا نمونہ یہ ہے۔

شوری شدہ از خوابِ عدم دیدہ کشودیم — دیدیم کہ باقیست شبِ فتنہ غنودیم

وله

حسن شہرتِ عشق رسوائی تقاضا می کند — جرمِ معشوق و گناہِ عاشقِ بیچارہ چیست

وله

چوں ردّ و قبولِ ہمہ در پردۂ غیب است — زنہار کسے آں نہ کنی عیب کہ عیب ست

وله

اے غزالی گریزم از یارے — کہ اگر بد کنم نکو گوید
من و آں سادہ دل کہ عیبِ مرا — ہمچو آئینہ رو برو گوید

وله

در عشق نہ جاہ و نے حَسَب می باید — نے علم و نہ فضل و نے نسب می باید
ایں واقعہ را کسے عجب می باید — معشوق غیور ست ادب می باید

وله

سلطاں گوید کہ نقدِ گنجینۂ من — صوفی گوید کہ دلقِ پشمینۂ من
عاشق گوید کہ داغِ دیرینۂ من — من دانم و دل کہ چیست در سینۂ من

وله

در کعبہ اگر دل سوے غیر ست ترا — طاعت عصیان و کعبہ دیر ست ترا
ور دل بحق ست و ساکنِ میکدہ — مے نوش کہ عاقبت بخیر ست ترا

(۶) **عرفی شیرازی**۔ شائستگی اس کی گفتگو سے اور متانت و سنجیدگی اس کے کلام سے نمایاں ہے۔ خود بینی نے اس ہونہار نوجوان کو تباہ و برباد کر دیا جس کی پاداش میں اس کے کمال کا غنچہ بلا کھلے ہوئے مرجھا گیا۔ اس کے چند اشعار مندرجۂ ذیل ہیں۔

ہر دل کہ پریشاں شود از نالۂ بلبل | در دامنش آویز کہ با وے خبرے ہست

وله

حسدِ تہمتِ آزادی سروم بگداخت | کیں مرا دیست کہ بر تہمتِ آنہم حسد است

وله

کسے کہ محرمِ بادِ صباست می داند | کہ با وجودِ خزاں بوئے یاسمن باقیست

وله

طاقتِ مرہم ندارد سینۂ افگار ما | سایۂ گل بر نتابد گوشۂ دستار ما

وله

مدارِ صحبتِ ما بر حدیثِ زیر لبی است | کہ اہلِ ہوش عوام اند و گفتگو عربی ست
قدم بر دل منہ از جہل یا فلاطوں شو | کہ درمیانہ گزینی سراب و تشنہ لبی ست

وله

مگو کہ نغمہ سرایانِ عشق خاموشند | کہ نغمہ نازک و اصحاب پنبہ در گوش اند

وله

ہر چند دست و پا زدم آشفتہ تر شوم | ساکن شدم میانۂ دریا کنار شد

وله

امید ہست کہ بیگانگیِ عرفی را | بدوستیِ سخنہائے آشنا بخشد

وله

قابلِ رنجِ محبت کس نیاید در وجود | رنگ روئے خویش راہر کس بدستانے شکست

وله

چناں با نیک و بد عرفی بسر کن کز پسِ مردن | مسلماں بزمزم شوید و ہندو بسوزانند

وله

خواہی کہ عیبہائے تو روشن شود ترا　　یک دم منافقانہ نشیں در کمینِ خویش

ولہ

وقتِ عرفی خوش کہ نکشود ندچوں در برخش　　بر درِ نکشودہ ساکن شد در دیگر نہ زد

ولہ

انتظارِ نو بہار از تنگ چشمی ہائے ماست　　ورنہ صد ذوقیست در گلخن کہ در گلزار نیست

ولہ

دلم چو رنگِ زلیخا شکست در خلوت　　غمم چو تہمتِ یوسف دویدہ در بازار

ولہ

روزے کہ معاملان ہر فن طلبند　　حسنِ عمل از شیخ و برہمن طلبند
آنہا ہا کہ در ودہ جوئے نستانند　　وا ہا کہ نکشتہ بخرمن طلبند

ولہ

اے از بد و نیک آمدہ در جوش و خروش　　گہہ شکر طرازی و گہے شکوہ فروش
مختار مشو تا نشدی بیہدہ کوش　　کاہ رہ باد باش بار سر و دوش

ولہ

عرفی دل خود را بچہ خوش داشتۂ　　گر ایں دو سہ بیت ست کہ بگذاشتۂ
بگذاشتہ ہم از تو دریں نشأ جداست　　بر داشتہ باید چہ بر داشتۂ

(۷) میلی ہروی ہراتی - اس کا اصل نام میرزا قلی ہے - یہ شخص قوم کا ترک ہے اور اس نے ہمیشہ عیش پسند افراد کے مجمع میں زندگی بسر کی - اس کے کلام کا نمونہ حسب ذیل ہے -

شدم تا شہرہ در عشقت گریزم ہر کرا بینم　　کہ می ترسم بتقریب من آئی در خیالِ او

ولہ

میرم و برزند گانم رشک می آید کہ تو　　خوب آں بیداوہا داری کہ با ما کردۂ

ولہ

ز دیدن تو دلم یافت لذتے کہ فلک　　نعوذ باللہ اگر فکرِ انتقام کند

نہ آشنا و نہ بیگانہ نمیدانم | کہ اختلاط چنیں را کسے چہ نام کند

وله

دانستہ کہ مہر تو باجاں نمیرود | کز خاک کشتگاں گذری سرگراں ہنوز

وله

چوں کنی دور منگاہے کن کہ بہرِ احتیاط | رشتہ می بندند بر پا مرغ دست آموز را

وله

دمِ آخر ست دشمن منش گذار یکدم | کہ بصد ہزار حسرت بتو می گذارم او را

وله

قرار و صبر بجو و دادہ باز ماندم ازو | بدیں امید کہ تن در دہم بتنہائی
فراق می کشدم ہر زمان و میگوید | سزائے آنکہ کند تکیہ بر شکیبائی

وله

چہ احتیاج سوالست خلق عہد ترا | کہ ہر گدا شدہ قاروں زکثرتِ زر و مال
دلے تو با طلبِ سائلاں خوشی چنداں | کہ بر سبیلِ خوشامد کنند از تو سوال

(۸) **جعفر بیگ قزوینی۔** یہ شاعر بیحد عالی فہم ہے۔ تاریخ سے فی الجملہ واقفیت رکھتا ہے اور قدیم افسانے بیحد خوبی کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ فن حساب سے اس کو خاص مناسبت ہے

از صبا در رشکم امّا دل بدیں خوش میکنم | کیں گلستانست نتواں در بروئے باد بست

وله

شہر گنجائشِ غمہائے دل ما بر نداشت | آفرینند برائے دل ما صحرا را

وله

آمادہ گشتہ ام دگر امشب نظارہ را | پیوند کردہ ام جگرِ پارہ پارہ را

وله

نقص در دوستیٔ ماست کہ او دشمنِ ماست | آں محبت بچہ ارزد کہ سرایت نہ کند

وله

بایں بیگانہ خویاں خویشئ دل ‎ ‎ عجب دارم ز دور اندیشئ دل

وله

رسید و مضطربم کرد و آنقدر نہ نشست ‎ ‎ کہ آشنائے دلِ خود کنم تسلی را

وله

مرا کہ محض گناہم ز انتقام مترساں ‎ ‎ دلیر بر گنہم ذوقِ انتقامِ تو دارد

وله

اے عیشِ خوش دلیر بمن رو نہادہ ‎ ‎ یک لحظہ باش تا غم او را خبر کنم

وله

جعفر امروز ببزمم تو بعجز آمد ‎ ‎ کہ دل سنگ براں وضع غریبانہ نسوخت

وله

ہر کس کہ شبے نشست با تو ‎ ‎ بسیار بروز نانشیند
جعفر رہِ کوئے یار دانست ‎ ‎ مشکل کہ دگر ز پا نشیند

وله

در باد صبا بوئے کسے ہست کہ یعقوب ‎ ‎ چشمے کہ ندارد ز پے قافلہ دارد

وله

گلستاں را گلے از تو شگفت ست ‎ ‎ کہ امشب تا سحر بلبل نخفت ست

(۹) **خواجہ حسین مروی**۔ یہ شخص پسندیدہ صفات کا جامع تھا اور ہمیشہ اپنی مدح سرائی کو اعلیٰ قیمت پر فروخت کرتا تھا حضرت جنت آشیانی کا ہمنشین تھا اور قبلۂ عالم کے دربار کا بھی معزز رکن رہا۔

آنم کہ ممالکِ سخن مِلک من ست ‎ ‎ صراف سخن صیرفیٔ سلک من ست
دیباچۂ کُن ز دفترِ من ورقی ست ‎ ‎ اسرار دو کون بر سرِ کلکِ من ست

(۱۰) **حیاتی گیلانی**۔ معانی کے سمندر سے بے شمار چشمے نکل کر اس کے

مکان سے ہو کر گزرے۔ راستی و نیک کرداری کے آثار اس کی پیشانی سے ہویدا ہیں۔ اور نیک بختی و صداقت اس کے خمیر میں داخل ہے۔ یہ شخص شاعروں کے عیوب سے قطعاً پاک و صاف ہے۔

ہر سخن کہ کنی خویش را نگہباں باش ... زگفتنی کہ وے نشگفد پشیماں باش
چہ بالِ مرغ کہ گر شغلِ روزگار ایں ست ... ز مور تیز قدم وام کن گریزاں باش

وله

مریضِ عشق بدردِ چناں گرفتارست ... کہ آرزوئے مداواش ہم زباں دارد

وله

ہر چیز کہ بینی ز رہے رہزنِ شخصے ست ... من کس نشناسم کہ گرفتار نباشد

وله

کوئے عشق ست ایں سرِ بازار نیست ... لب بہ بند ایں جا زباں در کار نیست
درمیانِ کافراں ہم بودہ ام ... یک کمر شائستۂ زنار نیست
از ہوس اہلِ ہوس خصم ہمند ... دوستی را ہیچکس اغیار نیست

وله

ہر آں خارے کہ در راہِ تو کارند ... ز آبِ روئے خنداں تازہ گرداں
نفس در خود کش و ریشِ درون را ... بز ہر آلود پیکاں تازہ گرداں

وله

دارد ہوسم باز بہر کارم و رنگے ... در خانہ بوئے و ببازار برنگے
دانی چہ کسم و ز ہمگاں نام چہ دارم ... شوریدۂ عارے و بر آشفتۂ ننگے

وله

از بسکہ رفو زدیم شد چاک ... ایں سینہ ہمہ بدوختن رفت

وله

می پرسم و میکشم جفا را ... شاید کہ لب برم وفا را
بر مارہ وصل چوں تواں بست ... در حلقہ کنی مگر صبا را

وله

ایں سبزہ و ایں صحرا بوئے ز جنوں دارد	دیوانگی و مستی امروز شگوں دارد

وله

با دردِ طلب غمِ فزوں می باید	با خواہش یافت دیدۂ خوں می باید
سرمایۂ ایں کار نہ آنست و نہ ایں	یا عقلِ تمام یا جنوں می باید

وله

نے سر بتر آیم و نے پا بکوم	نے در غمِ کہنہ و نہ بہ بند نوم

وله

گر بلبلِ نالاں نیم اینہم ہنر ست	پروانہ ام و بشعلۂ در گرو وشم

وله

من دردِ دل سشیانِ تار خویشم	من آفت از روزگار خویشم
باشد کہ یکے قدم خود باز آیم	دیریست کہ تا در انتظار خویشم

(۱۱) **شکیبی اصفہانی** ۔ اس کا ذوقِ سخن نہایت عمدہ اور کلام حلاوت انگیز ہے۔ یہ فاضل علم واقعہ نگاری کا ماہر اور مروجہ علوم سے واقف ہے۔ اپنی خوبیٔ فطرت کی وجہ سے فلسفیانہ عقائد و خیالات کا شیدائی ہے۔

شبہائے ہجر را گزرانیدیم و زندہ ایم	مارا بسخت جانیِ خود ایں گماں نبود

وله

در دست متاعم نہ طرب نخ چہ پرسی	دانم کہ تو نستانی و من ہم نفروشم

وله

ز رشکِ مدعی دادم قرار دوری از بزمت	فریبِ بختِ بد را نام غیرت کردم و رفتم

وله

اے خدا جنس مرا از غیب بازارے بدہ	می فروشم دل بدیدارے خریدارے بدہ

وله

تو گرمِ مہرِ من و من ز بہرِ دفعِ گزند	نشستہ بر سر آتش سپندِ خویشتنم

وله

دل ز میاں برکندم و باز دل از جاں برخاست | سر ز تن دور و دو چشم از گریباں برخاست

وله

امروز کہ جامِ عشرتم لبریزست | در کشتنِ من تیغِ تغافل تیزست

وله

ننشستہ بدل کمر بہ کینم بستی | ویران شو ایں خانہ کہ دشمن خیزست

وله

از نالۂ مرغ تا قفس گلزارست | آنجا کہ تو در دلی نفس گلزارست
با جلوۂ حسنِ تو ہوس ہم عشقست | آتش چو علم کشید خس گلزارست

وله

خوش آں کہ بریم رہ بسوئے تو ز تو | کورانہ کنیم جستجوئے تو ز تو
ور جور فزا کہ دادِ خود بستاند | جاں سختی ما ز ما و خوئے تو ز تو

وله

نردیست جہاں کہ بردنش باختن ست | زادیٔ آں نفس کم ساختن ست
دنیا بمثل چو کعبتینِ نردست | برداشتنش برائے انداختن ست

(۱۳۳) انیسی شاملو۔ اس کا اصلی نام یول قلی ہے۔ یہ شخص زندہ دل و خوش کردار ہے۔ مردانگی و راستی اس کے بشرے سے عیاں ہیں۔

بجستجوئے تو شہ طست ما غریباں را | کہ آشنا نشود پائے ما بدامنِ ما

وله

طے می شود ایں رہ بدرخشیدنِ برقے | با بے بصراں منتظرِ شمع و چراغیم

وله

گریس از مرگ ہم آسودہ نگردم چہ عجب | محنتِ روز بشب خواب پریشاں آرد

وله

کے بمرگ از سر و عشقت کہ ایں آں تا دو نیست | کو قدح ریزد بروں گر بشکنی پیمانہ را
جاں بگیرد از اجل گر دست یابد مردِ عشق | صاحبِ خرمن زموری کے ستاند دانہ را

وله

ندارد گلستانِ دہر چوں من نغمہ پردازے — دلے می باید از کنجِ قفس دائم نوا کردن
پےٴ اصلاحِ طالع عمر در کارِ ہنر کردم — باستادے تیار ستم حریر از بوریا کردن

وله

عشق و مقناطیس یکجنس اند کز دل یا کشش — تا بروں می شد محبت جذبِ پیکاں کردہ بود

وله

زحالِ من ہمہ کس را خبر انگہ دارد — کہ گل زخندہ و مرغ از نوا نگہدارد

وله

مرا فروخت محبت ولے ندانستم — کہ مشتری چہ کس ست و بہائے من چند ست

وله

انیسی را نشد از خوردنِ خوں ظرفِ دل خالی — مگر در بزمِ حسرت بادہ از پیمانہ میخیزد

وله

من مستِ محبتم شرابم بدہید — در آتشم افگندہ و آبم ندہید
گر شکوہ کنم و گر عتاب آغازم — با او ست حدیثِ من جوابم ندہید

وله

رفتم کہ رہِ فنا روم گامے چند — بر ہم دوزم از ہستیٴ خود دامے چند
بے ہمنفساں بسر برم روزے چند — بے صبح رسانم بسحر شامے چند

وله

ہاں دل ہاں دل دل ایں چنیں می باشد — دستِ طلب اندر آستیں می باشد
یکبار تو ہم صیدِ مرادے بکف آر — صیاد ہمیشہ در کمیں می باشد

(۱۳) **نظیری نیشاپوری**۔ یہ شخص اصنافِ سخن سے بخوبی ماہر و قادر الکلام استاد ہے معلوم ہوتا ہے کہ باغِ معانی کا ایک دریچہ اس کے قلب کی جانب کھلا ہوا ہے عالمِ ظاہر میں نیک نہاد ہونے کے علاوہ عالمِ حقیقت کا بھی بہترین نقاش ہے۔

ہر جا خوش ناخوش ست نیکوست — یا شادیٴ اوست یا غمِ اوست

وله

توگر برہم زسودائے دلِ مائی زیاں داری | مرا سرمایۂ دنیا و دیں نابود میگردد

وله

گر زیرِ گلبنے قفسم را نمی نہی | جائے بنہ کہ نالہ بگوش چمن رسد

وله

نوازشے زکرم می کنی محبت نیست | تواں شناختن از دوستی مدارا را

وله

کمر در خدمت عمریست می بندم بہ پشا قدم | برہمن می شدم گر ایں قدر زنار می بستم

وله

خونِ ترا چہ قدر نظیری خموش باش | ایں بس کہ دعوئ از طرفِ قاتلِ تو نیست

وله

ما بیش بہائے کم خریدار | نقصانِ خودیم زیب بازار

وله

انچہ رحم از دل برد تاثیرِ فریاد منست | انچہ نسیاں آورد خاصیتِ یاد منست

وله

سنگِ آستانم آنا ہمہ شب قلاوہ خیام | کہ سرِ شکار دارم نہ ہوائے پاسبانی

وله

دلے کہ کعبہ بپاکئ او قسم می خورد | زفکرِ بیہدہ کردم کلیسیائے فرنگ

سموم بادۂ شوقِ تو مستئ دارد | کہ راہ رفتن خود را اسماع داند لنگ

ہمیں سفینۂ عشق ست جائے آسائش | از و بروں چو نہی پائے قلزم ست و نہنگ

کدام صوت اثر بیش در دلت دارد | بمن بگو کہ کنم نالہ در ہماں آہنگ

(۱۴) درویش بہرام - یہ شخص قوم کا ترک اور قبیلۂ بیاست کا ایک رکن ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا اور حضرت ممدوح کے فیض قدمبوسی نے اس کے قلب کو روشن کر دیا۔ اس نے دنیاوی جاہ و منزلت سے

کنارہ کشی کرکے سقائی کی خدمت اختیار کی

اساس پارسائی را شکستم تا چہ پیش آید | سر بازار رسوائے نشستم تا چہ پیش آید
بکوئے زاہداں بیہودہ عمرے دربدر گشتم | کنوں رند و خراباتی و مستم تا چہ پیش آید
گہے اہل عبادت میشمارند م گہے فاسق | بہر طوریکہ میگویند ہستم تا چہ پیش آمد

(۱۵) صیرفی کشمیری۔ اس کا اصل نام شیخ یعقوب ہے۔ فن شاعری سے آگاہ و دیگر علوم و فنون کا بھی فاضل ہے۔ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف و حضرت کے فلسفۂ تصوف کا کامل استاد ہے۔ اس بزرگ نے جہاں نوردی کی اور بیشمار اولیاء اللہ کی سعادت زیارت سے مشرف ہوا۔ آخرکار حضرت شیخ حسین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوا اور تعلیم طریقت کی تکمیل کے بعد مرشد سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اس کے اشعار کا نمونہ حسب ذیل ہے۔

ہم ز دل دزدیدہ صبر و ہم دل دیوانہ را | دزد من باخانہ میدزدد متاع خانہ را

ولہ

ز ضعف تن عجب حالیست بیمار محبت را | کہ نتواند کشید از ناتوانی بار صحبت را

(صبوحی چغتائی۔ اس شخص نے کابل میں نشو و نما پائی۔ ایک مرتبہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی خوابگاہ میں سو رہا تھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگ نورانی صورت خواب میں اُس کے پاس تشریف لائے۔ ان بزرگ کے ہاتھ میں ایک عصا تھا، پیر بزرگ نے صبوحی کو شعر نظم کرنے کا حکم دیا، چونکہ صبوحی اس فن سے مطلق آشنا نہ تھا اُن کے حکم کی تعمیل فی الحال نہ کرسکا اور خواب سے بیدار ہو کر اُس مقام سے اُٹھا اور دوسری جگہ لیٹ کر سو رہا۔ اس مرتبہ پھر وہی بزرگ تشریف لائے اور اُنھوں نے باردگر شعر نظم کرنے کا حکم دیا۔ اب صبوحی خواب سے بیدار ہوا، اور اول شعر جو اُس نے نظم کیا مندرجہ ذیل ہے۔

سر شکم رفتہ رفتہ بے تو دریا شد تماشا کن | بیا در کشتی چشمم نشین و سیر دریا کن

ولہ

بار بر طور ما رو فا دید دلِ محزوں را ۔۔۔ سوخت تا پے نبرد ہیچ کس آں مضموں را

وله

حالتِ خویش چہ حاجت کہ باو شرح دہم ۔۔۔ کہ مرا سوزِ جگر ہست اثر خواہد کرد
ضعف غالب شد و از نالہ فرو ماند دلم ۔۔۔ دگر از حال من او را کہ خبر خواہد کرد

(۱۷) مشفقی بخاری

بکوئش رفتم و در پائے دل خار شکست آنجا ۔۔۔ بحمد اللہ کہ تقریبے شد از بہر نشست آنجا

عرصۂ ہند شکرستانی ہست ۔۔۔ طوطیانش شکر فروش ہمہ
مگر آنش چو نیکوان دیار ۔۔۔ چیرہ بندوں کوچہ پوش ہمہ

(۱۸) صالحی۔ اس شخص کا نام محمد میرک ہے اور اپنے کو نظام الملک طوسی کی اولاد ظاہر کرتا ہے۔

مرا گویند بیدرداں بزن دستے بدامانش ۔۔۔ مرا دستے اگر بودے گریباں پارہ می کردم

وله

اسباب ہلاک ایں ہمہ و زندہ ام ہنوز ۔۔۔ شرمندۂ خود کردم مدارائے تو مارا

وله

دردِ دل گفتم تغافل کرد خواری را ببیں ۔۔۔ گریہ کردم خندہ زد بے اعتباری را ببیں

وله

بدست او ست مرگم صالحی خاطر نشانم شد ۔۔۔ کہ شاہینِ اجل ہم مرغِ دست آموزے بود دست

(۱۹) مظہری کشمیری۔ آغازِ شباب سے فنِ شاعری کا دلدادہ ہے۔ یہ شخص عراق میں قیام پذیر رہا اور اہلِ تقویٰ کے فیضِ صحبت سے خود بھی مرتبۂ کمال کو پہنچا۔

چہ حاجت است نہ دانم جمالِ سلمیٰ را ۔۔۔ کہ پیش دیدنش افزوں کند تمنا را
بہ نسبت دیدۂ مجنوں زخویش و بیگانہ ۔۔۔ چہ آشنا نگہی بود چشمِ لیلا را

فدائے آئینہ گردم کہ دلِ ستانِ مرا | در دلِ خانہ گلگشتِ بوستاں دارد

وله

اقبالِ حسن کار نِزاکش بردہ است | ورنہ صلاح کار نداستہ کہ چیست

وله

دُنبالۂ دو خاطر خو درائے خودم | بے زحمتِ رہ آبلہ پائے خودم
صد پردہ درم زخود بیایم بیرول | صد مرحلہ پیمائم و برجائے خودم

وله

لالۂ طورم نہ ہمچوں غنچہ گلبن زادہ ام | شعلہ جائے بخیہ بر چاک گریباں میزنم

وله

ہر کس کہ بچشمِ ماسبک شد | بر خاطرِ آسماں گرانست

(۲۰) محوی ہمدانی۔ اس شخص کا نام محمد مغیث ہے۔ اپنی عالی ہمتی سے وجودِ خاکی کو سنگی ہستی بنانے کا مشتاق اور تجرد کے نشہ میں سرشار ہے۔

من گریۂ آتشیں نمیدانستم | من آہِ دل جنوں نمیدانستم
نے نام ہمیں گذاشتی و نہ نشاں | اے عشق ترا چنیں نمیدانستم

وله

گفتی کہ زدردِ عشق کارم پست ست | جائے جائے کہ دل بسے ما بست ست
شرمت بادا زخویش شرمت بادا | بلبل زکدام و ساغرِ مے مست ست

وله

محوی دستے باآشنائی بردار | در قافلہ آوازِ درائی بردار
منزل پس دور و شب بسے نزدیکست | اے کندۂ پائے خویش پائے بردار

وله

صد تجربہ و صد آزموں در کارست | صد عقل برائے یک جنوں در کارست
تو طالعِ ارجمند داری بگذر | کاینجا ہمہ بخت واژگوں در کارست

وله

محوی بہ ہوائے دل نوائی نزنی	در کوچہ کس درسرائی نزنی
بیگانگی تمام عالم دیدی	زنہار کہ حرفِ آشنائی نزنی

(۲۱) **صیرفی ساوجی** یہ شخص تہی دست اور خواہشات نفسانی کی جکڑ بند سے آزاد ہے۔ قناعت کے ساتھ غربت کی زندگی بسر کرتا ہے۔

گلفروشِ ما کہ خواہد گل ہبازار آورد	باید اوّل تاب غوغائے خریدار آورد

وله

زراہ کعبہ ممنوعم وگرنہ می فرستادم	کفِ پائے برحمت خارِ مغیلانش

وله

سوئے جہاں ہنگرم گرفت دم زیرِ پا	عاقبت اندیش را دیدہ بود در قفا

وله

انچہ من میخواہم از افتادگی بالاتر است	کاش خود را درتہِ پائی توانستم گرفت

(۲۲) **قراری گیلانی**۔ اس شخص کا نام نور الدّین ہے۔ تیز فہم و بلند فطرت ہے۔ قراری اپنے برادر بزرگ حکیم ابوالفتح کو ہمہ تن بندۂ دنیا اور اپنے برادر خرد حکیم ہمام کو شیدائے آخرت سمجھتا اور خود ہر دو برادر سے بے نیاز ہوکر آزاد زندگی بسر کرتا تھا۔

از امتدادِ ہجراں شادم کہ میتواں کرد	بیگانہ وار یاد آغازِ آشنائی۔

وله

چنیہ تہمت براجل بندم زچشمت خوردہ ام تیرے	کہ آنم می کشد گر بعد صد سالِ دگر میرم

وله

نگر از خانہ بیروں بود کہ شب در کویش	برہیچ ذوقِ سم زنگاہ در و دیوار نہ بود

وله

دراں ساعت کہ جیب جاں زدم چاک اے معاذ اللہ	بدستم گر گریبان تو بودے پارہ میکردم

وله

مرا بدور خئ رشک میشود فردا — کہ در میانۂ آتش نشستہ است صبور

ولہ

جنون و بیخودیم از مے شبانہ نباشد — کہ سوز عشق الٰہی بہیچ خانہ نباشد

ولہ

ایدل ز رشکِ مدعی از عشق بیزارم مکن — رسوائے ایماں کردۂ بدنام از زنارم مکن
مرگست روزے در عدم تشویش ہستی دیدہ را — یارب ز خوابِ نیستی در حشر بیدارم مکن

ولہ

گر عشق دلِ مرا خریدار افتد — کارے بکنم کہ پردہ از کار افتد
سجادۂ پرہیز چناں افشانم — کز ہر تارش ہزار زنار افتد

ولہ

سیر آمدم از خون دل خوردنِ خویش — من نیز ہمچو آں دوست شدم دشمن خویش
کشتم خود را و خونِ خود افگندم — از غایت دوستیش بر گردنِ خویش

(۲۳) عتابی نجفی۔ یہ شخص معانی آفریں ضرور ہے لیکن شوریدہ مزاج ہے۔ اور اسی وجہ سے پراگندہ زندگی بسر کرتا ہے۔

بعشرتِ تو کہ ما بلبلان آں چمنیم — کہ گل گزشت و ندانستہ ایم باغ کجاست

ولہ

شبِ زلفِ تو بجمعیتِ دلہا خوش باد — کز کویت من آوارہ پریشاں رفتم
زنہ یکتا دو ملت زدم و بر در یاس — نا امید از مددِ گبر و مسلماں رفتم
من بہ تسلیم وفا آمدہ بودم چہ عجب — اگر از خاطرِ فرخندۂ یاراں رفتم

ولہ

در گلخن ہوس دل فرزانہ سوختیم — قندیلِ کعبہ بر در بتخانہ سوختیم
بوئے مراد از چمنِ کس نیافتیم — ناچار ہم بگوشۂ ویرانہ سوختیم
یکحرف آشنا بغلط ہم کسے نگفت — ہرچند پیش محرم و بیگانہ سوختیم

ولہ

دلا ازاں مئے گلگوں چہ در سبو داری — کہ آہ در جگر و گریہ در گلو داری
مرا محبّت در لجہ ہائے خوں انداخت — برو برو کہ تو بارے کنار جو داری

وله

مارخصتِ ایں خونِ بسمل را بتو دادیم — گفتیم و نوشتیم و بسمل را بتو دادیم

وله

گہ بر سر آبیم و گہے بر سر آتش — زنہار کہ در کوچہ و در خانہ مپندار

وله

بسم اللہ اگر زہمرہانے — کیں قافلہ را سر جرس نیست

وله

در کشورے کہ نام وفا گریہ آورد — قاصد جدا و نالہ جدا گریہ آورد

وله

قتلِ چو منی بخشم و کیں می ارزد — خونم ابشکستِ آستیں می ارزد
در قصد دلم خیالت انداشت — آزردنِ دوستاں بایں می ارزد

(۲۴) **ملّا محمد صوفی مازندرانی**۔ یہ شخص صاحب جاہ و منزلت ہے۔ لیکن اپنی بلند نظری کی بنا پر دُنیا کے دامن سے بہت کم وابستہ ہے آزاد منش ہے اور ہمیشہ تنہا سفر کرتا ہے۔

مرادر زیر ایں گردندم گردوں — چراغے داں نہفتہ زیر سرپوش

وله

دلا راہ تو بے خار و خسک نے — گرایت بر سر چرخ فلک نے
ز دستت گر برآید پوست برتن — بیفگن تا کہ بارت کمترک نے

وله

گفتی کہ ز عشق او محمد چونی — عمرت بادا ہمیشہ در افزونی
استادہ بزیر آسماں چوں مانم — کاستادہ بزیر دار چوں خونی

(۲۵) جدائی۔ اس شخص کا نام سید علی ہے۔ یہ میر منصور کا فرزند ہے۔ تبریز میں پیدا ہوا اور اُسی شہر میں تعلیم حاصل کی۔ جدائی نے قبلۂ عالم کے زیرِ سایہ فن تصویر کشی میں کمال حاصل کیا۔

حسنِ بتاں کعبہ ایست عشق بیابانِ او — سرزنش ناکسان خار مغیلان او

وله

نیم بسمل صیدم و اُفتادہ دور از کوئے دوست — میروم افتاں و خیزاں تا ببینم روئے دوست

وله

صبحدم خار دم از ہمدمی گل می زد — ناخنے بر دلِ صد پارۂ بلبل می زد

(۲۶) وقوعی نیشاپوری۔ اس شخص کا نام محمد شریف ہے۔

ہمیں ذوقست مقصد در حقیقت عشق و عاشق را — نہ پنداری کہ جانے بر تو افشاندم زیاں گردد

وله

من عافیت جو نیستم یارب نصیب من مکن — دردے کہ آں در دل مرا امید درماں بشکند

قرباں شوم آں چشم را کز ناز سویم بنگرد — تا در دلم صد آرزو پیدا و پنہاں بشکند

(۲۷) خسروی قاآنی۔ یہ شخص میرزا قاسم کونا بادی کا عزیز ہے۔ خط شکستہ خوب لکھتا ہے اور کمان اندازی و بندوق اندازی میں کامل ہے۔

غبار جسم من و غیر اگر بیامیزند — ز ہم بوئے محبت جدا تواں کردن

وله

تا خاک از قدوم تو دیدست روشنی — در چشم کار دیدہ کند خوردہ غبار

وله

نیالایند شیران حرم سرپنجہ از خونم — سگان دیر را اے ہمنشیں زیں طعمہ مہماں کن

وله

تا کجا عیش کجا وقت بلا خوش کہ ہنوز — نامِ راحت بزباں ماندۂ از کشورِ ما

(۲۸) **شیخ رہائی**۔ یہ شخص اپنے کو زین الدین خوافی کی اولاد میں ظاہر کرتا اور بظاہر صوفیانہ زندگی بسر کرتا ہے۔

نیست در عشقِ تو چوں من درد پروردِ دگر
اینکہ در دم راتمیدانی بود درد دگر

وله

سفر کردم کہ شاید خاطرم از غم بیاساید
چہ دانستم کہ صد کوہِ غمم در راہ پیش آید

(۲۹) **وفائی اصفہانی**۔ اس کا دل سوزِ شاعری سے متاثر ہے۔ یہ شخص عرصے تک تجرّد کی زندگی بسر کرنے کے بعد اب دُنیاوی تعلقات سے وابستہ ہوا ہے۔

خریدارِ یوسف خریدار نیست
خریدارِ آں شو کہ در کار نیست

وله

در دلِ نیم شباں کوب کہ چوں دور شود
ہمہ درہا بکشایند و درِ دل بندند

وله

زحادثات بجاں امیم کہ نستانند
کس از گدائے محلّت برہنہ پائے را

وله

زاں سوے جوشن ست کشادِ خدنگِ چرخ
خود را بہرزہ از چہ بجوشش درآورم

اے برقِ نیستی بہ بن اوّل بزن من کہ من
تخمے نیم کہ خوشۂ خرمن درآورم

وله

عیشِ خوش و ایامِ جوانی ہمہ گوئی
چوں بوئے گلے بود کہ ہمراہِ صبا رفت

(۳۰) **شیخ ساقی**۔ عربی النسل و اہلِ جزیرہ میں داخل ہے۔ اور فی الجملہ علوم و فنون سے واقفیت رکھتا ہے۔

ساقی سرِ فتنہ را گریباں گشتم
چوں کعبہ مقامِ کفر و ایماں گشتم

بوئے نشنید از محبت ہرچند
گر بودِ دلِ کافر و مسلماں گشتم

وله

دل ہماں گرمِ محبت تو ہماں مستغنی
ساقی ایں درد بگو پیشِ کہ اظہار کند

(۲۱) رفیعی کاشی۔ اس کا نام حیدر ہے۔ سخن فہمی میں کامل اور فنِ معمہ تاریخ گوئی میں یکتائے زمانہ ہے۔

نازک دلم اے شوخ علاجم چہ تواں کرد | من عاشق معشوق مزاجم چہ تواں کرد

وله

زاہد نکند گنہ کہ قہاری تو | ما غرقِ گناہیم کہ غفاری تو
او قہارت خواند و ما غفارت | یارب بکدام نام خوشش داری تو

(۲۲) غیرتی شیرازی۔ سخن سرائی سے واقف اور اسلاف کی تاریخ کا ماہر ہے۔

ہلاک آں مژۂ قاتلم کہ خونِ مرا | چناں برخیت کیکقطرہ بر زمیں نچکید

وله

زمانہ چوں تو بلا از خدائے می طلبد | کہ تلخ تر کند ایامِ شور بختاں را

وله

شدم آزاد بنوعے ز تعلق کہ دگر | ہمتم تکیہ بدیوار توکل نکند

وله

ہلاکِ غمزۂ بیباکِ ترسا زادۂ کردم | کہ در محشر باو بخشند خونِ صد مسلماں را

وله

اجل از جملۂ ماتم زدگانش باشد | ہر کرا چوں غم ہجران تو جلادے نیست

وله

خوش دیاریست سر کوئے محبت کہ شود | ہمہ با مہر بدل کینۂ افلاک اینجا

وله

ستم رسیدۂ دل دیدم وز غم مردم | کہ تندخوی و ستمگر دریں دیار کیست

(۲۳) یادگار حالتی۔ یہ شخص قوم کا تورانی اور خود غرض و خود بیں ہے۔

بدر روشس راحتے دارم بدر دِ خود گذاریدم | کہ می میرم اگر در خاطر آید یادِ درمانش

وله

جاں برلب و دیدہ بر نظارہ
اے عمر دمے بساز ما کُن

وله

شب فراق نگشتم بہیچ پہلوئے
کہ یاد آں مژۂ تیز در دلم نخلید

(۳۴) **سنجر کاشی**۔ یہ شخص میر حیدر معمائی کا فرزند اور مذاقِ سخن سے آشنا ہے۔ اس کی پیشانی پر اطمینان و فراغت کے آثار نمایاں ہیں۔

از دیر گبراں می رسم و ز ننگ ناشستگی
زنار پیچاں بر کمر ناقوس نالاں در بغل

وله

ما غیوراں از ہجومِ بوالہوس خواہیم مرد
سیرہ ایم آما ز انبوہِ خسے خواہیم مرد

وله

در روزگارِ عشق تو من ہم فنا شدم
افسوس کز قبیلۂ مجنوں کسے نماند

وله

غم زہر جا کہ رسد سر زدہ آید بدلم
چکنم خانۂ ما بر سرِ رہ اُفتادست

(۳۵) **جذبی**۔ اس شخص کا نام بادشاہ قلی ہے۔ شاہ قلی خاں نارنجی کا فرزند ہے جو بغدادی کردستان کا باشندہ ہے۔

غایتِ رشکم بیں کز بیخودی آیم بہوش
گر کسے آگہ شود کیں بیخودی از یادِ کیست

وله

گہ توبہ و گاہ شیشۂ مے شکنم
یکبار رود و بار نے بپائے شکنم
یارب زہد آموزیِ نفسم برہاں
تا چند کنم توبہ و تا کے شکنم

(۳۶) **تشبیہی کاشی**۔ آغازِ شباب سے خوریدہ سر ہے۔ یہ شخص محمودی مشرب کا پابند ہے۔ مولف اس کے نسب و موجودہ حالات سے واقف نہیں ہے۔ ذرّہ و خورشید نام ایک مثنوی اس کی یادگار ہے۔

یکے بر خود ببال اے خاکِ گورستاں بشادابی | کہ چون من کشتۂ آں دوست خنجر در لحد داری

ولہ

توہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش | کہ من آں جلوۂ قدسی شناسم

ولہ

بیا زارِ شہیداں بر گور روز جزا بنگر | کہ جرمے میخرند آنجا بنرخ صد ثواب از تو

ولہ

اے برا رندۂ قرصِ خور ازیں گرم تنور | چاشت نا دادہ بہ تشنیعی شام از تو کہ خواست

ولہ

من آں تشبیہیم کز پیش بینی | سرے دارم بگورستاں نشینی
ازانم میلِ گورستاں نشینی است | کہ گورستاں نشینی پیش بینی ست

ولہ

دوست نیجہاں و آنجہان پوچ | اگرچہ پیشِ من ایں پوچ و آں پوچ

(۳۷) **اشکی قمی**۔ یہ شخص طباطبائی سید اور مذاق سخن سے قدرے آشنا ہے۔

مستانہ کشتگانِ تو ہر سو فتادہ اند | تیغ ترا مگر کہ بہ مے آب دادہ اند

ولہ

بسکہ تن بگداخت بے او تا آتش سودا مرا | گر نہی زنجیر بر گردن فتد در پا مرا

ولہ

کار ما روزے کہ افتد با فراقِ یار ما | جز اجل ننہد کسی پا در میانِ کار ما

ولہ

اشک من اشکی نمیدانم رقیبِ من شدست | تا بروئے او نظر کردم بروئے من دوید

(۳۸) **اسیری رازی**۔ امیر قاضی کے نام سے موسوم اور علوم رسمیہ سے قدرے واقف و آگاہ ہے۔

قاصد رقیب بوده و من غافل از فریب — بیدرد مدّعائے خود اندر میانہ ساخت

ولہ

قاتلِ خود را خجل کردم کہ دست از من نداشت — داشتم تا نیم جانے دست او در کار بود

ولہ

جا کرده چناں در دلِ تنگم ہوسِ او — کاید مشام از نفسِ من نفسِ او

(۳۹) فہمی رازی

ہر کہ بے ذوق خورد بادہ شرابش ندہند — گر شود خاکِ در میکده آبش ندہند

ولہ

قدرِ من در عشق ازاں کم شد کہ صابر نیستم — قدر گو کم شو کہ من بر صبر قادر نیستم

(۴۰) قیدی شیرازی

(۴۰) قیدی شیرازی - اس شخص نے چندے علوم مروّجہ کی تحصیل کی اور اس کے بعد راہ فقر اختیار کی۔

اے قدم ننہادہ ہرگز از دلِ تنگم بروں — حیرتے دارم کہ چوں در ہر دلِ جا کردۂ

ولہ

اینکہ می آیم پس از رندن نہ کارِ غیرتست — از محبّت شرم میدارم کہ بارِ غیرتست

ولہ

رونق گریہ ام از خندۂ بیدرد دانست — ورنہ زخمے کہ زدی اینہمہ خونابہ نداشت

ولہ

متاع شکوہ بسیارست عاشق را بہل بہتر — کہ جز در روزِ بازار قیامت باز نکشاید

ولہ

بہر نگاہِ تو صد خوں کستم اگر دعوے — زمانہ با ہمہ خصمی گواہ من گردد

ولہ

من کجا عقل کجا برقِ جنوں میخواہم — کہ بجاں افتد و تار و ز قیامت سوزد

ولہ

وے شاہدِ وصل قامت افراشتہ بود ویرانۂ دل بجلوہ انباشتہ بود
خفاش نداشت طاقتِ دیدن مہر ورنہ خورشید پردہ برداشتہ بود

(۴۱) پیروی ساوجی - اس شخص کا نام امیر بیگ ہے اور فن مصوری میں کامل ہے۔

بیدرد در اشرابِ محبت کجا دہند کیفیت مست عشق بتاں تاکرا دہند

وله

خدا او مرا ز معنی تنگدستم بخشائی کہ بس صورت پرستم

(۴۲) کامی سبزواری - یہ شخص فی الجملہ شوریدہ مزاج ہے۔

ہمہ تن خوں شوم ز دیدہ چکیم گر بدانم کہ گریہ را اثر ست

وله

دیدن و نادیدنش دل می برد زیں چنیں زیبا نگارے دیدہ

خواہم چو باد از سرایں خاکداں گزشت ایں کوئے دوست نیست کہ نتواں ازاں گزشت

وله

کہ غمزہ بر سر کارست زخم دل کاری

(۴۳) پیامی - عبد السلام کے نام سے موسوم اور عربی النسل ہے - اس شخص نے علوم رسمیہ کی قدرے تعلیم حاصل کی لیکن اپنے سے مطمئن نہیں ہے۔

ہرچہ باز دہاز لب تاند سپہر بدقمار با حریفے کیں بدی ہا کر د نتواں باختن

وله

تا چند سخن تراشی و زندہ زنی تا کے بہدف تیر پراگندہ زنی
گر یک سبق از علمِ خموشی خوانی بسیار بریں گفت و شنو خندہ زنی

وله

ہزار صاعقہ پنہاں بزیر لب دارم | برو برو منہ انگشت بر لبم زنہار
بچار سوئے مرادے فتادہ ام کہ ہنوز | بچاہ یوسف من بر کہ اندریں بازار

ولہ

باز صبر از بہر تسکینم دروغ تازہ ایست | دفتر خرسندیم را واژگوں شیرازہ ایست

ولہ

زیں بوم دلم درد جدائی زدو رفت | دامن میان بیوفائی زدو رفت
زیں ہمنفساں ندید چوں بوئے وفا | صد خندہ بطرز آشنائی زدو رفت

ولہ

آں روز کہ آتش محبت افروخت | تا در نگرفت شمع پروانہ بسوخت

(۴۴) **سید محمد فکری**۔ ہرات کا جامہ باف ہے اور اکثر اوقات رباعیات نظم کرتا ہے۔

آں روز کہ آتش محبت افروخت | عاشق روش سوز ز معشوق آموخت
از جانب دوست سر زد ایں سوز و گداز | تا در نگرفت شمع پروانہ نسوخت

ولہ

فردا کہ نماند از جہاں جز خبرے | ظاہر شود از بہار محشر اثرے
چوں سبزہ سر از خاک بر آرند بتاں | ما نیز بعاشقی بر آریم سرے

(۴۵) **قدسی کربلائی**۔ اس کا نام میر حسین ہے۔

از سگان سر کوئے تو بسے منفعلم | کہ بہمصحبتی ہیچو منے ساختہ اند

ولہ

سیاہ روزم و حال مرا کسے داند | کہ در فراق تو یک شب بحال من باشد

من کہ باشم کہ ترا دشمن من باید بود | در پئے بودن و نابودن من باید بود

(۴۶) **حیدری تبریزی** - یہ شخص سوداگر اور شاعر مزاج ہے - جفاکشی سے سرمایہ حاصل کرتا اور آزادی و دریادلی سے خرچ کرتا ہے -

بہیچ کس منما نامۂ سیاہ مرا | چناں مکن کہ بداند کسے گناہ مرا

وله

چو پاکاں حیدری تا میتوانی | کمالے کسب کن در عالم خاک
کہ ناقص رفتن از عالم چنانست | کہ بیروں رفتن از حمّام ناپاک

(۴۷) **سامری** - حیدر تبریزی کا فرزند اور فن شاعری سے واقف و آگاہ ہے -

مشہور تر ز سنگم و معروف تر ز عار | در حیرتم کہ بہر چہ مستور ماندہ ایم

وله

دہقاں بامید مددِ گریۂ من بود | ہر تخم بہر دشت کہ در آب و گل انداخت

(۴۸) **فریبی رازی** - شاہ پور کے نام سے موسوم ہے - یہ شخص فطرۃً اچھا ہے لیکن پریشاں حال و مصیبت زدہ ہے - اگر اس کو زمانہ مہلت دے تو بہترین شاعر ہو سکتا ہے -

میر دم تا کہ سر از داغ کسے گرم کنم | در دل شعلہ نشینم نفسے گرم کنم
خود سر گرمئ ہنگامہ ندارم شاپور | کارم اینست کہ بازار کسے گرم کنم

وله

در بادیہ آں خار بن ریختہ برگم | کو حادثہ مرغے بہ پناہم نہ گریزد

وله

سینۂ زاغ و زغن یا شکم دام و دوست | گر شہید غم عشق تو مزارے دارد
تارہ وادئ بے عافیتی می سپرم | نخورم غوطہ بدریا کہ کنارے دارد

(۴۹) **فسونی شیرازی** - محمود بیگ کے نام سے موسوم ہے تیکچیوں میں نام آور اور علم نجوم کا ماہر ہے -

خواب راحت شدہ زاں دیدہ کہ دیدن دانست
رفت آسائش ازاں دل کہ طپیدن دانست

وله

دلم از گرمیٔ خوبان دگر میماند
غنچہ را کہ بزور نفسش بکشایند

وله

چو خواہم بوسم آں پا اوّلش بر چشم تر مالم
کہ چشم حسرت پابوس از لب بیشتر دارد

وله

وائے از جرم عشق نریزیدہ خونِ من
بخشیدن گناہ کم از انتقام نیست

وله

انیسِ خلوتِ خاصم بر غیرت بجرو ماں
حریفِ بزمِ انسم رشک بر نظارگی دارم

وله

از دست جفائے تو اگر بگریزم
دور از تو بکوچہ خاک بر سر ریزم
بر خاکِ رہے کہ گفتم از بنشینم
بر گردِ سرے کہ گردم از برخیزم

وله

مرضیست دعائے من کہ جز شب نبرد
سیلے زمزمہ نالہ کہ یا رب نبرد
ہاں رشتہ بیا ضعیف شدمی ترسم
کیں وحشی از آشیانہ لب نبرد

(۵۰) نادری ترشیزی۔ کلام کا نمونہ حسب ذیل ہے۔

لازم جستجو بود بے بصری وگمرہی
آب بدست خود بود تشنۂ ایں سراب را

وله

ما نادری از کہ شکوہ داریم
خود شعلہ بخار زار داریم

(۵۱) نوعی مشہدی۔ یہ شخص مذاقِ سخن سے آشنا ہے اگر اس سے تیزی کے ساتھ گفتگو کی جائے اور زیادہ جلد لکھتا ہے۔

مردم و آبلہ پائی طلب خشک نشد
گرایں مرحلہ را مرگ وبقا کافی نیست

وله

نیست یک دیدہ شائستہ کہ ما جلوہ کنیم
پردہ بر روئے بود صورت آئینۂ ما

وله

عشق منصور گر اینست دلا رنجہ مباش
ہر تنک حوصلہ شائستۂ رسوائی نیست

وله

حسن مستور ز نظر ہاست کہ جز صورت خویش
بہرہ نیست ز آئینہ تماشائی را

وله

دلے بحوصلۂ آسماں مہیّا کن
ز مہر دوست دگر ذرّہ تمنّا کن
بپرتوے چہ ز خورشید قانعی نوعی
بلند ہمّتی نسیم ذرہ پیدا کن

(۵۲) بابا طالب اصفہانی۔ قادر الکلام سخنور اور معاملہ فہم ہے۔

شادم از اہل جہاں کز اثر صحبت شاں
بجہانے ندہم گوشۂ تنہائی را

وله

در دل تنگم اگر مہر تو گنجد چہ عجب
تنگنائے دل من وسعت صحرا دارد

وله

ز ضعفم در گریباں ماند دست و میکنم افغاں
کہ ایں چاک گریباں تا بدامن دیر می آید

وله

ز ہر دم بفراق خود چشانی کہ چہ شد
خونریزی آستیں فشانی کہ چہ شد
اے غافل از انکہ تیغ ہجر تو چہ کرد
خاکم بفشار تا بدانی کہ چہ شد

(۵۳) سرمدی اصفہانی۔ اس کا نام محمد شریف ہے۔ علوم و فنون سے بھی قدرے آگاہ ہے۔ راستباز و فریضہ شناس ہے۔ اس کے اشعار دل آویز ہیں، اور یہ شخص فن حساب سے بھی واقف ہے۔

ایّام بعہد ما وفا کرد
تاریخ وفائے روزگاریم

وله

می در سر و گل وز بغل آئی چو در کاشانہ ام
بہر تماشا بشگفد خاشاک محنت خانہ ام

ولہ

زگرم خوئی عصیاں حیا بخود کردیم / بہ پشت گرمیٔ رحمت چہ جبر مہا داریم
بگلشنے من و دل بال شوق افشاندیم / کہ رشک از آمدن و رفتنِ صبا داریم
بغیر وصل ہزار آرزوست عاشق را / ہنوز ما بتو اے بخت کارہا داریم

ولہ

ما بر سر کونین نہادیم قدم را / دستے تبود بر دل ما شادی و غم را

ولہ

عشقے دارم قیامتش ہنگامہ / دردے دارم حکایتش بے نامہ
دردے آنکہ بدرد ما تا زند رقم / نے سرعتِ فکر دیدہ و نے خامہ

(۵۴) دخلی اصفہانی۔ یہ شخص خودغرضی سے کوسوں دور اور قناعت پسند ہے۔ اگرچہ کم سخن ہے لیکن اپنی مردانگی کی وجہ سے قابل قدر ہے۔

ما رختِ طاقتِ دلِ فرزانہ سوختیم / آتش زدیم و حوصلہ را خانہ سوختیم
از کفر و دیں برآمدہ زنّار و سبحہ را / در نیمہ راہ کعبہ و بتخانہ سوختیم

ولہ

من نالہ ندیدم کہ اثر در پے داشت / من شام ندیدم کہ سحر در پے داشت
گویند کہ شادی آورد غم غلط است / ہر غم دیدم غمِ دگر در پے داشت

(۵۵) قاسم ارسلان مشہدی۔ اس شخص میں شاعرانہ صفات موجود ہیں۔ جفاکشی کے ساتھ دولت جمع کرتا اور شوق و مسرّت کے ساتھ اس کو خرچ کرتا ہے۔

خرابِ صحبتِ اربابِ فطرتم کہ درو / دقیقہ ہائے سخن بر اشارہ میگزرد

ولہ

لفظ و معنی بخیال من گزیند / بے تو چوں روئے در کتاب کنم

ولہ

اسے نیم جاں برآمدہ بر لب ترا چہ قدر / جائے کہ بیک نگاہ لبسہ جاں برابر ست

وله

آب گل و رنگِ ماہ داری | سبحان اللہ چہ آب و رنگست

(۵۶) **غیوری حصاری**۔ مردانگی کے آثار اس کی پیشانی پر نمایاں ہیں، اور نہایت سادہ و آزاد زندگی بسر کرتا ہے۔

شوق چوں ہمرہاں در اندازد | رسم باز آمدن بر اندازد

وله

بر درِ شاہ اکبر غازی | کہ بہشتے ست پُر ز آسائش
ریش خود را اگر تراشیدم | نہ پے زینت ست و آرائش
کہ چو جرم از سیاہ روئی نیست | ریش را در بہشت گنجائش

(۵۷) **قاسمی مازندرانی**۔ وارستہ مزاجی کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اور سر و پا برہنہ تمام عالم کی سیاحت میں مصروف ہے۔

در حُسن نسبتِ تو بیوسف نمی کنم | یوسف چنیں نبود تکلف نمی کنم

وله

فزود شد از غم ہجراں ملال من امشب | بصد خرابی دوش ست حال من امشب
شرابِ شوق ز ہر شب فزوں ترا فتاد ست | چہا کند دلِ بے اعتدال من امشب

(۵۸) **شیری**۔ پنجاب کا شیخ زادہ ہے۔ قبلۂ عالم کے زیر تربیت فن شاعری سے ماہر و آگاہ ہوا۔

یار آمد و نام بُرد ما را | وز خود بتمام بُرد ما را

وله

ہجومِ ناز چناں کرد و پیشِ یار گرفت | کہ راہ نیست دریں تنگنا تمنا را

وله

سراسر جانی اے بادِ صبا در قالبِ شوقم | سرت گردم مگرد ر کوئے او لبیار نگردی

ولہ

چنداں کہ دلم بعرض حال آلودست | باخامشئ زبان قال آلودست
اندک کارے ہزار مشکل دارد | آساں غرضے بصد محال آلودست

(۵۹) رہی نیشاپوری۔ اس کا نام خواجہ جہاں ہے اور نیک دل، خوش صفات ہے۔

دیگر بجہل رہے متاب ایں نخ را | بگذار معاد و مبداء و برزخ را
در آتش عشق دوست تر ہر دو را | ایں گندۂ آب مردۂ دوزخ را

مذکورۂ بالا شعرا کے علاوہ جن کے کلام کا نمونہ بھی ہدیۂ ناظرین کیا گیا ہے، ایک جماعت ایسی بھی ہے جس کو ہنوز شرف قدمبوسی نہیں حاصل ہوا۔ اس گروہ کا ہر فرد اگرچہ آنکھوں سے دور لیکن دل سے قریب اور جہاں پناہ کی مدح سرائی میں دیگر مشاغل سے بے نیاز ہے۔ ان کی تعداد کثیر ہے۔ چند کے اسما مندرجۂ ذیل ہیں۔

قاسم گونابادی، ضمیر اصفہانی، وحشی بافقی، محتشم کاشی، ملک قمی، ظہوری شیرازی، ولی دشت بیاضی، یقینی، صبری، وکاری، حضوری، قاضی نوری اصفہانی، صفائی بمی، طوفی تبریزی، رشکی ہمدانی۔

آئین (۳۰)

خنیاگراں (ارباب نغمہ)

مؤلف اس طلسم کدۂ عرفاں یعنی نغمے کی تاثیرات اپنی بے بضاعتی و کم مائگی کی وجہ سے معرض بیان میں نہیں لا سکتا۔ اس فن کے کمال کا یہ عالم ہے کہ کبھی تو آواز کے ذریعے سے شبستان دل کے پری جمال باشندوں کو زبان تک لاکر اُن کی جلوہ آرائی سے ناظرین کو محو کرتا ہے اور کبھی تقدّس کا جامہ پہن کر ہاتھ و تار کے ذریعے سے رونما ہوتا اور مجالسِ حال کو گرم کرتا ہے۔ قلب سے نکلتا ہے اور بار دگر دریچۂ گوش کے ذریعے سے اپنے اصلی مرکز کو واپس جاتا اور اس مرتبہ ہزاروں نشاط انگیز تحائف اپنے ہمراہ لے جاتا ہے۔

نغمہ نوازی کے عالم میں سامعین پر اُن کی حیثیت کے مطابق رنج و مسرت کے آثار طاری ہوتے ہیں اور یہ امر بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ نغمہ تارکِ دنیا کی طرح دُنیا کے شیدائیوں کے دل کی بھی روحانی غذا ہے۔ قبلۂ عالم اس فن پر خاص توجّہ فرماتے اور ہر موسیقی داں کے سرپرست و مربّی ہیں۔

بیشمار ہندی و ایرانی و تورانی و کشمیری نغمہ پرداز بارگاہ عالی میں جمع ہیں جن میں مرد و عورت دونوں داخل ہیں۔ جہاں پناہ نے حاضرین دربار کو سات گروہ میں تقسیم فرمایا ہے۔ ہر گروہ ہفتے میں ایک روز حاضر ہو کر اپنے کمالات دکھاتا اور سامعین کے

قلوب کو کان کے ذریعے سے بادۂ معرفت کا متوالا بنا کر کسی کو مست اور کسی کو ہوشیار کرتا ہے۔ اس فرقے کے تفصیلی حالات قلمبند کرنا دشوار ہے، ناچار چند خاص باکمال افراد کے نام ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

جدول غنیاگراں (ارباب نغمہ)

نمبر شمار	نام	وطن، لقب یا نسبت	کیفیت
۱	میاں تان سین۔	گوالیار	گزشتہ ہزار سال میں اس کا مثل نہیں پیدا ہوا۔
۲	بابا رام داس	"	گوّیا
۳	سبحان خاں	"	"
۴	سرگیان خاں	"	"
۵	میاں چاند	"	"
۶	بچتر خاں	برادر سبحان خاں	"
۷	محمد خاں	ڈھاڑی	"
۸	بیر مندل خاں	گوالیار	سرمندل بجانے والا (مندل ایک قسم کی ڈھولک ہے)
۹	باز بہادر	رئیس مالوہ	بے مثل گوّیا
۱۰	صاحب خاں	گوالیار	بین بجانے والا
۱۱	داؤد	ڈھاڑی	گوّیا
۱۲	سرود خاں	گوالیار	"
۱۳	میاں لال	"	"
۱۴	تان ترنگ خاں	پسر تانسین	"
۱۵	ملّا اسحاق	ڈھاڑی	"
۱۶	استاد دوست	مشہد	بانسری بجانے والا۔
۱۷	نانک جارجو	گوالیار	گوّیا

نمبر شمار	نام	وطن، لقب یا نسبت	کیفیت
۱۸	پربین خاں	پسر نانک جارجو	بین بجانے والا۔
۱۹	سور داس	پسر رام داس	گویّا
۲۰	چاند خاں	گوالیار	"
۲۱	رنگ سین	آگرہ	"
۲۲	شیخ دادن	ڈھاڑی	کرنا پھونکنے والا (کرنا ایک قسم کی بڑی بانسری کو کہتے ہیں)
۲۳	رحمت اللہ	برادر ملا اسحق	گویّا
۲۴	میر سید علی	مشہد	سارنگی بجانے والا۔
۲۵	استا یوسف	ہرات	طنبورہ بجانے والا۔
۲۶	قاسم	کوہ بر (لقب) کوہ بر ایک چغتائی قبیلے کا نام ہے	اس شخص نے قبنر و رباب کے درمیان ایک ساز ایجاد کیا۔
۲۷	تاش بیگ	قبچاق	قبنر نواز (قبنر بھی ایک قسم کا ساز ہے)
۲۸	سلطان حسین	مشہد	گاتا اور بھاؤ بتاتا ہے۔
۲۹	بہرام قلی	ہرات	سارنگی بجاتا ہے۔
۳۰	سلطان ہاشم	مشہد	طنبورہ بجاتا ہے۔
۳۱	استا شاہ محمد	.	سرنا بجاتا ہے (سرنا وہ نے ہے جو شادی میں بجائی جاتی ہے)۔
۳۲	استا محمد امین۔	.	طنبورہ بجاتا ہے۔
۳۳	حافظ خواجہ علی	مشہد	بھاؤ بتاتا ہے۔
۳۴	میر عبد اللہ	برادر میر عبدالحی	قانون بجاتا ہے۔ (قانون ایک باجہ ہے جو تاروں کی کثرت کی وجہ سے مسطر معلوم ہوتا ہے۔

نمبر شمار	نام	وطن، لقب یا نسبت	کیفیت
۳۵	پیرزادہ	برادر زادہ میر دوام خراسانی	گاتا اور بھاؤ بتاتا ہے۔
۳۶	استا محمد حسین	•	طنبورہ بجاتا ہے۔

ارباب نغمہ میں بیشمار سحر پرداز اُستاد مرتبہ امارت پر فائز ہیں۔
ایک گروہ سپاہیوں میں داخل ہے۔
پیادوں کو ایک سو پچاس دام روزانہ سے کم نہیں دئے جاتے۔
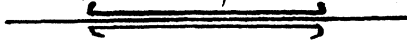
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُن جدید قوانین کو لکھنے کے بعد جن سے فوج اور مختلف محکموں کا حسنِ انتظام وابستہ ہے۔ اب میں انجام اندیش اور نکتہ رس بادشاہ کے وہ آئین لکھتا ہوں جن سے مُلک کا نظام خیر و خوبی کے ساتھ چل رہا ہے۔

اگر مہینے اور دن کا شمار نہ کیا جائے تو لین دین کا کام ہاتھ سے جاتا رہے اور بھول چوک، نیز بد دیانتی سے دُنیاوی کاروبار میں برہمی پیدا ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قوم نے اس کے لئے کوئی نہ کوئی تدبیر سوچ کر ہر کام کی ابتدا کو کسی نہ کسی خاص نشان سے معین کر دیا ہے۔

چونکہ مقصود یہ ہے کہ کام کو خیر خوبی اور اطمینان کے ساتھ کرنے کی تعلیم دی جائے اور اسی کے ساتھ ساتھ جس قدر ممکن ہو کام کرنے والے کے لئے آسانیاں بھی پیدا کی جائیں

اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ پرانی تاریخوں کو ترک کیا جائے اور ان کی جگہ نئے سال و ماہ مقرر کئے جائیں۔ اسی خیال کو مدنظر رکھ کر اقبالمند بادشاہ نے ۲۹ سنہ الٰہی میں ملک و مال کو سیراب کرنے اور گلشن اقبال کو سرسبز و شاداب کرنے کی طرف توجہ کی۔

واقعات کو کسی خاص زمانے کے ساتھ مخصوص کرنے کو اہل پارس ماہ و روز اور اہل عرب مؤرّخ کہتے ہیں۔ اسی لفظ مؤرخ کی مناسبت سے تاریخ کا لفظ عام طور پر زبانوں پر جاری ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ تاریخ آراخ سے مشتق ہے۔ آراخ جنگلی سانڈ کو کہتے ہیں۔ باب تفعیل کا ایک خاصہ زدودن (صاف کرنا و زنگ دور کرنا) بھی ہے۔ آراخ کو باب تفعیل میں لے جاکر تاریخ بنالیا ہے، چونکہ واقعے کو کسی خاص زمانے کے ساتھ معین کردینے سے اس واقعے کا زمانۂ وقوع یاد اور تازہ رہتا ہے یا یہ کہ چونکہ کسی سانحے کے وقوع کے وقت جانور کا وجود ختم ہوجاتا ہے اس لئے ہر تعیین کو تاریخ کے نام سے موسوم کردیا ہے۔ بعض اشخاص لکھتے ہیں کہ لفظ تاریخ تاخیر کا مقلوب ہے اور اس کا مفہوم ہر واقعے کے آخری وقت کو اُس کے ابتدائی زمانے کے ساتھ منسوب کرتا ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ تاریخ سے مراد ہر واقعے کا وہ آخری وقت ہے جس میں وہ واقعہ پورے طور پر رونما ہو۔ عرب کا دستور ہے کہ کسی شخص کی مدح میں کہتے ہیں کہ فلاں شخص اپنی قوم کی تاریخ ہے۔ اس سے مُراد اُس شخص کے خاندان کی وہ شرافت ہے جو اُس کے عہد میں معیارِ کمال کو پہنچ کر بخوبی ظاہر ہوئی۔ عرفِ عام میں تاریخ سے وہ خاص دن مراد ہے جس سے کسی واقعے کی ابتدا کا شمار کیا جاتا اور جس سے کوئی خاص واقعہ آیندہ واقعات کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اس خیال کو مدنظر رکھ کر ہر قوم کوئی خاص دن ایسا منتخب کرلیتی ہے جس میں کوئی بڑا سانحہ دُنیا میں رونما ہوتا ہے مثلاً کسی فرقے یا مذہب کی پیدائش، کسی بڑے حکمراں کی تخت نشینی، کسی عظیم الشان سیلاب کی آمد یا کسی بڑے زلزلے کے وقوع کا دن۔

غرضکہ بے انتہا جفاکشی یا خوش نصیبی، شبانہ روز کی عبادت، زمانہ شناسی، دانشمندی کی تعلیم، حصول امن و امان، دانشمندان زمانہ کی فراہمی، مختلف علوم خصوصاً ریاضی کی مہارت اور خدا کی توفیق و امداد سے رصد گاہیں تیار کی گئیں اور زمین پر جو گرد و غبار سے پاک و محفوظ ہے کئی کئی منزل کی بلند و عالی شان عمارات

تعمیر کی گئیں جن میں اوپر اور نیچے نفیس و عمدہ کمرے اور مختلف قسم کی کھڑکیاں روشندان اور زینے بنائے گئے۔

ان عمارات و آلات رصد یعنی ذات الحلق، ذات الشعبتین، و ذات الثقبتین و ربع مجیب و اصطرلاب و کرہ وغیرہ کے ذریعے سے فن ہیئت میں ترقی ہوئی اور افلاک کا شمار ستاروں کے مقامات طول و عرض میں حرکات کا اندازہ، ستاروں کی ایک دوسرے و نیز زمین سے دوری اور اجرام سماوی کا چھوٹا اور بڑا ہونا، ان تمام امور کا علم حاصل ہوا۔

ظاہر ہے کہ ایسا اہم کام بغیر کسی انصاف پسند فرماں روا کے روزافزوں اقبال کی برکت اور بلا اُس کی بجید توجہ کے انجام نہیں پا سکتا۔

علما و صاحبان عقل و دانش کا ایک جا جمع ہونا اور قدیم حکما کے فلسفیانہ نسخوں اور گزشتہ بزرگوں کے علمی و عملی کار ناموں کا یکجا ہونا علاوہ زر و مال خرچ کرنے کے بادشاہ کی کوشش اور اُس کی خاص توجہ کا محتاج ہے۔ ان تمام امور کے باوجود ہفت سیاروں کے ایک دورے پر آگاہی حاصل کرنے کے لئے کامل تیس سال درکار ہیں۔ جس قدر زمانہ دراز اور کوشش زیادہ ہوگی اُسی قدر کام مکمل اور اُس کے نتائج عمدہ ہوں گے۔

اس کہن سال و پُر آشوب دُنیا میں اکثر توفیق یافتہ حضرات نے اس اہم کام کو ایک حد تک انجام دیا ہے۔ چنانچہ ارشخیدش اور ارسطرخش و ابرخس نے ملک مصر میں جس کو کہ سنہ جلوس اکبری تک ایک ہزار سات سو نہتر سال گزر چکے ہیں اور بطلیموس نے اسکندریہ میں سنہ مذکور سے تقریباً تین ہزار چار سو دس برس پیشتر اس عظیم الشان کام کا سنگ بنیاد رکھا۔

بغداد میں خلیفہ مامون الرشید سے اس کتاب کی تالیف سے سات سو نوے سال پیشتر اس اہم امر پر توجہ کی۔ اسی طرح سنہ ۴۰ الٰہی سے سات سو چونسٹھ سال قبل سند بن علی و خالد بن عبد الملک مروزی نے دمشق میں اور حاکمی و ابن عالم نے سات سو بارہ سال پیشتر بغداد میں رصد گاہیں تیار کیں۔ لیکن آخر الذکر رصد ناتمام رہ گئی۔

چھ سو پچاس سال قبل بتانی نے رقہ میں اور تین سو باسٹھ سال پیشتر خواجہ نصیر طوسی نے مراغہ تبریز میں اور ایک سو چھپن سال قبل مرزا الغ بیگ نے سمرقند میں رصد گاہوں کا سنگ بنیاد رکھا۔ آخرالذکر رصد بہترین خیال کی جاتی ہے۔

عربی زبان میں رصد کے لغوی معنی انتظار اور منتظران کے ہیں۔ اور اصطلاح میں اس گروہ کو کہتے ہیں جو خاص خانوں میں ستاروں کی حرکات اور ان کی مختلف اوضاع کا معائنہ کرتے ہیں۔

یہ گروہ اس طریقے پر جس قدر حالات اجرام فلکی کے دریافت کرتا اور جس نتیجے پر پہنچتا ہے اس کو جدول کے طریقے پر معرض تحریر میں لاتا ہے۔

اس جدول کو زیج کہتے ہیں۔ زیج دراصل فارسی زیگ ہے۔ زیگ کے معنی تاگے کے ہیں جس طرح کہ تاگے نقشی کپڑا تیار کرنے میں نقش بنانے والوں کی رہبری کرتے ہیں اسی طرح یہ زیج وہ دستور العمل ہے جو اجرام فلکی کی شناخت میں راہنمائی کرتے ہیں۔

خطوط اور جدول طول و عرض میں ان تاگوں سے مشابہ ہیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا۔

بعض اشخاص کا خیال ہے کہ زیج لفظ زہ کا معرب ہے اور ضرورت کے لحاظ سے اس لفظ کو اہل نجوم نے اختیار کر لیا ہے جیسا کہ ہر عاقل سمجھ سکتا ہے۔

ایک گروہ کی رائے ہے کہ یہ لفظ خالص فارسی ہے جس کے معنی اس تاگے کے ہیں جس سے فن تعمیر میں عمارات کی ہمواری کا اندازہ کرتے ہیں۔ چونکہ منجم زیج سے ستاروں کی صحت کو معلوم کرتا ہے اس لئے نجومی نقشے کو بھی زیج کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ متعدد اشخاص نے زیج تیار کر کے اپنی یادگار چھوڑی ہے جن کے اسما مندرجہ ذیل ہیں۔

زیج ماجورترک	زیج ابرخس	زیج بطلیموس	زیج فیثاغورس
زیج زردشت	زیج ساوان اسکندرانی	زیج ساماط	زیج ثابت بن قرہ
زیج حسام بن سنان	زیج ثابت بن موسیٰ	زیج محمد بن جابر بتانی	زیج احمد بن عبد اللہ جبا

زیج ابوریحان	زیج خالد بن عبدالملک	زیج یحییٰ بن منصور	زیج حامد مرورودی
زیج منیثی	زیج شرقی	زیج ابوالوفا فورخانی	زیج جامع کیا کوشیار
زیج بالغ کیا کوشار	زیج سلیمان	زیج ابو حامد انصاری	زیج صفائح
زیج ابوالفتح شیرازی	زیج مجموع	زیج مختار	زیج ابوالحسن طوسی
زیج احمد بن اسحٰق سرخسی	زیج خواری	زیج ہارونی	زیج ادوار قرائن
زیج یعقوب بن طاؤس	زیج خوارزمی	زیج خوارزمی	زیج یوسفی
زیج واقی	زیج جوہرین	زیج سمعانی	زیج ابن سحرہ
زیج ابوالفضل ماشاذ	زیج حاصی	زیج کبیر ابومعشر	زیج سنجر بن علی
زیج ابن اعلم	زیج شہریاراں	زیج اوکند	زیج ابن صوفی
زیج سہلان کاشی	زیج اہوازی	زیج عروس ابی جعفر خوشنجی	زیج ابوالفتح
زیج عکہ راہبی	زیج قانون مسعودی	زیج معتبر سنجری	زیج وجیز معتبر
زیج احمد عبدالجلیل سنجری	زیج محمد حاسب طبری	زیج عدنی	زیج طیلسانی
زیج اصابعی	زیج کرمانی	زیج سلطان علی خوارزمی	زیج فاخر علی بیتی یا لیشی
زیج علائے شیروانی	زیج زاہدی بازہری	زیج مستوفی	زیج منتخب یزدی
زیج ابورضا یزدی	زیج قیدورہ	زیج اکلیلے	زیج ناصری
زیج ملخص	زیج دستور	زیج مرکب	زیج مقلہ
زیج عصا	زیج شتسا ، یا شستلہ	زیج حاصل	زیج خطائی
زیج دیلمی	زیج مفرد محمد بن ایوب	زیج کامل ابورشید	زیج ایلخانی
زیج جمشیدی	زیج گورکانی	زیج عضدی کیا کوشیار	

اہل نجوم ہر سال سیاروں کی خاص خاص حرکات و خبری واقعات کی ایک مکمل فہرست تیار کرتے ہیں۔ اس فہرست کو تقویم (جنتری) کہتے ہیں۔

تقویم دراصل ستاروں کی اُس حرکت کو کہتے ہیں جو برج حمل سے شروع ہو کر فلک البروج کے کسی خاص مقام پر درجہ بدرجہ تمام ہوتی ہے۔

تقویم کو ہندی میں پترہ کہتے ہیں۔

حکمائے ہند اختر شناسی کو پاکیزگی نفس کا ایک کرشمہ خیال کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی صفائی اپنے افعال کی پاکیزگی اور مراقبے و غور کی مشق اور اپنے جسم کو ان روحانی صفات سے رنگنے سے جو عالم مادیات سے بالا و برتر ہیں، ایسے مرتبۂ اعلیٰ پر پہنچ جاتا ہے کہ مادی و روحانی اشکال اور واقعات خواہ جزئی ہوں یا کلی اور خواہ عالم علوی میں ہوں یا عالم سفلی میں، خواہ اُن کا تعلق گزشتہ زمانے سے ہو اور خواہ زمانۂ آئندہ سے، اُس پر منکشف ہو جاتے ہیں

یہ روشن ضمیر افراد اپنی مہربانی سے علم و ہنر کی گرم بازاری کو مدنظر رکھتے اور ان احوال و اشکال سے سعادت مند افراد کو اطلاع دیتے ہیں اور وہ اُن کی اس تعلیم کو معرض تحریر میں لاتے ہیں اور اس قسم کے نوشتے سدھانت کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں۔

اس زمانے میں اس طرح کے نو نسخے نادر روزگار موجود ہیں۔

(۱) برہم سدھانت (۲) سورج سدھانت (۳) سوم سدھانت (۴) برہسپت سدھانت

ان چاروں سدھانتوں کی بابت کہا جاتا ہے کہ یہ بہ ترتیب برہما، سورج، چاند و مشتری کے کشف نامے ہیں۔ ان کی ابتدا کو بعید دراز عرصہ گزرا، چاروں بعید مقدس خیال کئے جاتے ہیں خصوصاً اول و دوم۔

(۵) گرگ سدھانت (۶) نارد سدھانت (۷) پارا سدھانت (۸) پلوت سدھانت، (۹) بشسٹھ سدھانت۔

یہ پانچوں سدھانت انسانی حقائق نامے ہیں جو روشن ضمیر افراد نے اہل عالم کی رہنمائی کے لئے اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ ناشناس افراد ممکن ہے کہ زبان طعن دراز کریں اور ان کی حقیقت پر اعتراض کر کے یہ تاویل کریں کہ بعض اہل نجوم نے رصد کے ذریعے سے کواکب کی اشکال اور ان کی حرکات کا علم حاصل کیا اور ان اسرار کو پوشیدہ رکھ کر بعد میں اُن کو قلبی واردات و انکشافات کا جامہ پہنا کر اہل عالم پر ظاہر کیا لیکن انصاف پسند و حقیقت شناس اشخاص ان اقوال سے انکار نہیں کر سکتے اس لئے کہ ایک ایسا گروہ جو ظاہر و باطن ہر طرح کی خوبیوں سے آراستہ ہے لاکھوں برس سے ان سدھانتوں کی بابت ایک ہی عقیدہ رکھتا اور ان کو آسمانی و مقدس خیال کرتا ہے۔

تمام اقوام کی رائے میں شبانہ روز جو تاریخ کے اصل اصول ہیں دو قسم پر منقسم ہیں (۱) حقیقی، یہ قسم توران و نیز ممالک مغرب کے خیال کے مطابق ہے، جہاں دوپہر سے دوپہر تک شبانہ روز کا حساب کیا جاتا ہے یا چین و چینی ترکستان میں جہاں کے باشندے نصف شب سے دوسری آدھی رات تک شبانہ روز کو شمار کرتے ہیں، لیکن عام طور پر تمام اشخاص غروب آفتاب سے دوسرے غروب تک شبانہ روز خیال کرتے ہیں۔

ہندی حکما کی رائے ہے کہ کرۂ زمین کے انتہائے شرق یعنی جمکوٹ میں طلوع آفتاب سے دوسرے طلوع تک اور انتہائے مغرب یعنی روم کم میں غروب آفتاب سے دوسرے غروب تک اور جزیرۂ لنکا یعنی انتہائے جنوب میں نصف شب سے دوسری آدھی رات تک ایک شبانہ روز شمار کرتے ہیں۔

دہلی میں بھی جزیرۂ لنکا کی تقلید کرتے ہیں۔

سدھ پور یعنی انتہائے شمال میں ایک دوپہر سے دوسری دوپہر تک کا وقفہ ایک شبانہ روز سمجھا جاتا ہے۔

(۲) وسطی جس کو اصطلاحی بھی کہتے ہیں۔ فلک اعظم کے ایک دورے کی مقدار پر مشتمل ہے جس کا اندازہ آفتاب کی گردش سے کیا جاتا ہے جو منطقۃ البروج میں واقع ہوتی ہے۔

اس اہم کام میں آسانی پیدا کرنے کے لئے علمائے نجوم نے آفتاب کی مجموعی گردش کو ایام دورہ پر برابر تقسیم کر کے خارج قسمت کو اوسط ہر روزہ قرار دیا ہے لیکن چونکہ دوروں کی مدت مختلف ہوا کرتی ہے اس لئے اوساط بھی مختلف ہوتے ہیں۔ مختلف زیجات میں اوسط کی مقدار حسب ذیل ہے۔

زیج بتانی، انچاس[۴۹] دقیقہ آٹھ[۸] ثالثہ چھیالیس[۴۶] رابعہ چھپن[۵۶] خامسہ اور چودہ سادسہ۔

وایلخانی انچاس[۴۹] دقیقہ آٹھ[۸] ثانیہ انیس[۱۹] ثالثہ چوالیس[۴۴] رابعہ دس[۱۰] خامسہ و سینتیس[۳۷] سادسہ۔

جدید گورکانی انچاس[۴۹] دقیقہ آٹھ[۸] ثانیہ سینتیس[۳۷] رابعہ چھیالیس[۴۶] خامسہ۔ بطلیموس مجسطی میں اگرچہ دقیقہ و ثانیہ میں متحد ہے لیکن سترہ[۱۷] ثالثہ تیرہ[۱۳] رابعہ بارہ[۱۲] خامسہ۔ اکیس[۲۱] سادسہ کا قایل ہے۔

اسی طرح قدیم زیجات میں طرح طرح کے اختلافات مرقوم ہیں جو غالباً علم و آلات رصد کے اختلافات کے نتائج ہیں۔

سال و فصول کا مدار آفتاب کی گردش پر منحصر ہے۔

آفتاب کے کسی خاص مقام سے حرکت شروع کرنے اور اس کے تمام دورے کو تمام کر کے پھر اسی منطقۂ معیّن پر واپس آنے میں جو وقفہ ہوتا ہے اُسے سال کہتے ہیں۔

آفتاب جس زمانے تک ایک برج میں رہتا ہے وہ زمانہ شمسی ماہ کہلاتا ہے۔

ماہتاب کے ایک خاص مقام سے حرکت کرنے اور پھر اسی مقام پر واپس آنے میں جو وقفہ ہوتا ہے اس کو قمری ماہ کہتے ہیں۔ اس حرکت میں ماہتاب آفتاب کے ساتھ جمع یا اس کے مقابل یا کسی اور وضع میں ہوتا ہے۔

چونکہ ماہتاب کے بارہ دورے آفتاب کے ایک دورے کے برابر ہوتے ہیں اس لئے ماہتاب کے ان دوروں کو قمری سال کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

ہر سال و ہر مہینہ شمسی بھی ہے اور قمری بھی اور ان میں سے ہر ایک حقیقی بھی ہے اور وسطی بھی۔

حقیقی اس صورت میں جبکہ سیاروں کی گردش ظاہر کی جائے نہ کہ شمارِ ایام۔ اور وسطی اس حالت میں جبکہ شمارِ ایام کا لحاظ کیا جانے نہ کہ سیاروں کی گردش کا۔

حکمائے ہند مہینے کی طرح سال کو بھی چار قسموں میں تقسیم کرتے اور ہر قسم کو خاص مقصد کے لئے مخصوص کرتے ہیں۔

غرضکہ روز و شب و سال و ماہ کا جو تاریخ کی اصل ہے، مختصر ذکر کرنے کے بعد چند قدیم تاریخوں کا حال درج کیا جاتا ہے تاکہ مضمون واضح ہو جائے۔

ہندی تاریخ

اس کی ابتدا برہما کی پیدائش سے ہے، جس کا ہر روز تاریخ کا آغاز سمجھا جاتا ہے۔

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ ستر کلپ گذرنے کے بعد ایک منو پیدا ہوتا ہے۔ ہر کلپ میں چار جگ ہوتے ہیں جن کے تینتالیس لاکھ بیس ہزار سال شمار کیئے جاتے ہیں۔ منوؔ برہما کی خواہش سے پیدا ہوتا ہے اور گویا رضائے برہما اس کی تولید کا سبب و باعث ہے۔

برہما کے ہر روز میں چودہ منو پیدا ہوتے ہیں۔ اب برہما کی پیدائش کا اکاونواں سال ہے۔ چھ منو گزر چکے ہیں اور ساتویں منو کے ظہور کو ۲۷ کلپ تمام و کمال اور اور اٹھائیسویں کلپ کے تین جگ مسلم اور چوتھے جگ کے ۴۷۰۰ برس گزرے ہیں۔

موجودہ جگ کے آغاز میں راجہ جدھشتر نے سارے عالم کو فتح کیا۔ چونکہ یہ راجہ گزشتہ جگ کے بالکل آخری زمانے میں تھا۔ اس لیئے اُس نے اپنے عہد حکمرانی سے سنہ کی ابتدا کی۔ اس سنہ کو موجودہ زمانے تک جو سنہ ۴۰ الٰہی ہے ۴۶۹۶ برس گزر چکے ہیں۔ یہ سنہ ۳۰۲۴ سال رائج رہا جس کے بعد راجہ بکرماجیت نے اپنے جلوس کے لحاظ سے دوسرا سنہ مقرر کیا اور اس طرح پر اُس نے بنی نوع انسان کے لیئے ایک قدرے سہولت پیدا کی۔ بکرماجیت نے ۱۳۵ برس حکومت کی جس کو آج تک ۱۶۵۲ برس گزر چکے ہیں۔ ہندوؤں کا بیان ہے کہ ایک نوعمر شخص مسمی سالباہن نے باطنی اثرات سے بکرماجیت پر فتح پائی اور میدان جنگ میں اُسے اسیر کر لیا۔ چونکہ بکرماجیت کی شخصیت ایسی نہ تھی کہ فاتح اُس پر تلوار چلاتا، لہذا سالباہن نے اُس کی عزت و توقیر کی اور اُس سے پوچھا کہ اُس کی دلی خواہش کیا ہے۔ بکرماجیت نے جواب دیا کہ اب دُنیا کی کوئی تمنا اُس کے دل میں باقی نہیں ہے اور گوشہ نشینی اور خدا کی پرستش کرنا اُس کی بہترین آرزو ہے لیکن تاہم وہ اتنا ضرور چاہتا ہے کہ اُس کا رائج کردہ سنہ منسوخ نہ ہو۔ کہا جاتا ہے کہ سالباہن نے یہ درخواست قبول کر لی اور اگرچہ اس نے اپنا سنہ خود جاری کیا لیکن پھر بھی سنہ بکرمی کو منسوخ نہیں کیا۔ سنہ سالباہن کے ۱۵۱۷ برس گزر چکے ہیں۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ سنہ سالباہن اٹھارہ ہزار سال تک جاری رہے گا۔ اس کے بعد بجیا بھنندن اپنے جلوس کے زمانے سے جدید سنہ رائج کرے گا جو دس ہزار سال جاری رہے گا۔ بجیا بھنندن کے بعد ناگارجن دُنیا پر حکومت کرے گا اور اُس کے وقت میں سنہ میں پھر تبدیلی ہوگی۔ یہ سنہ چار لاکھ برس جاری رہے گا۔ ان چھ سنوں کو یہ لوگ پاک و مقدس جانتے ہیں۔

اور انھیں ساگا کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں بیشمار سنہ گزرے ہیں جو سنپت کہلاتے ہیں سالباہن کے ظہور کے بعد بکرمی ساکھا بھی سنپت ہی کے نام سے مشہور ہوا۔ ان چھ زمانوں کے ختم ہونے کے بعد کلجگ کا اختتام اور ست جگ کے آغاز سے تاریخ اور سنہ میں جدید تبدیلیاں ہوں گی۔

حکمائے ہند نے سال اور مہینوں کو چار قسموں میں تقسیم کیا ہے (۱) سور ماس۔ اس سے مراد آفتاب کا ایک برج میں رہنا ہے۔ اس کا ہر سال تین سو پینسٹھ دن پندرہ گھڑی تیس پل اور ½ ۲۲ بپل کا ہوتا ہے۔

(۲) چندر ماس۔ اس کی ابتدا پرہا سے اماس تک ہے۔ اس کا سال تین سو پچاس روز بائیس گھڑی ایک پل کا ہوتا ہے۔ اس سال کا آغاز آفتاب کے برج حمل میں داخل ہونے سے ہوتا ہے۔ مہینے میں تیس تتھ ہوتے ہیں۔ تتھ سے مراد وہ وقفہ ہے جو ماہتاب کے آفتاب کے ساتھ جمع ہونے کے بعد سے ماہ کے بارہ درجے طے کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ ماہتاب کی چال میں تیزی اور سستی ہو جانے کی وجہ سے گھڑیوں کے اوقات میں بھی فرق ہو جاتا ہے۔ سرعت کی حالت میں زیادہ سے زیادہ ۵۴، اور سستی کی حالت میں زیادہ سے زیادہ ۶۵ گھڑیاں ہوتی ہیں۔ پہلی تتھ کا نام پروا ہے، دوسری کو دوج، تیسری کو تیج، چوتھی کو چوتھ، پانچویں کو پنچمی، چھٹی کو چھٹھ، ساتویں کو سپتمی اور آٹھویں کو اشٹمی، نویں کو نومی، دسویں کو دسمی، گیارھویں کو ایکادسی، بارھویں کو دوادسی، تیرھویں کو تیرودسی، چودھویں کو چودس اور پندرھویں کو پورن ماسی کہتے ہیں۔ اسی طرح سولھویں سے انتیس تک پھر انھی ناموں سے موسوم کرتے ہیں اور تیسویں حصے کو اماوس کہتے ہیں۔ اوّل پروا سے پندرھویں تک شکل پچھ اور دوسرے کو کشن پچھ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ بعض اشخاص مہینے کی ابتدا کو کشن پچھ کے اوّل روز سے کرتے ہیں۔ جنتریوں میں بیشتر سال شمسی ہوتے ہیں۔ چونکہ قمری سال شمسی برس سے دس روز ۵۳ گھڑی ۲۹ پل ½ ۲۲ بپل کم ہوتا ہے اس لئے اس اعتبار سے دو سال آٹھ مہینے پندرہ دن تیس گھڑی کے بعد ایک مہینہ زیادہ ہو جاتا ہے اور تقویم حسب کسر کے مطابق یہ فرق تین سال سے زائد اور دو سال ایک ماہ سے کم نہیں ہوتا۔ پہلے شمار کے موافق بارہ مہینوں میں سے کسی ایک میں یہ کسر جمع ہو جاتی ہے چنانچہ ایسے سال میں

ہندو اس خاص مہینے کو دو بار گنتے ہیں اور دوسرے شمار کے موافق اس کسر کو شمسی مہینے میں جبکہ قمر کا اجتماع دو مرتبہ ہوتا ہے شامل ہونا ضروری ہے۔ جیت کے مہینے سے کنوار تک کسی مہینے میں اس قسم کا اجتماع ہونا ضروری ہے۔ ان سات مہینوں کے علاوہ کسی اور مہینے میں ایسے اجتماع کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ ہر ایسے مہینے کو آدھک ماہ کہتے ہیں، اور اسی ادھک کو عوام لوند کہتے ہیں۔

(۳) ساون ماس جس دن سے چاہتے ہیں اس کو شروع کرتے ہیں۔ مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے اور ایک سال میں تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں۔

(۴) نچھتر ماس۔ اس کی ابتدا ہر ایسی منزل سے ہوتی ہے جہاں سے چاند گزر کر پھر اس منزل تک آجائے۔ اس سنہ کا ہر مہینہ ۲۷ دن کا اور سال تین سو چوبیس دن کا ہوتا ہے۔

ان کے نزدیک موسم کی تعداد چھ ہے جن میں سے ہر ایک کو رُت کہتے ہیں۔ آفتاب جب برج حمل و حوت میں ہوتا ہے تو اس زمانے کو بسنت کہتے ہیں۔ اس موسم میں آب و ہوا معتدل ہوتی ہے۔ جب آفتاب ثور و جوزا میں جاتا ہے تو گرمی کی رُت کہلاتی ہے۔ اس فصل کو گریکھم کہتے ہیں۔ جب سرطان اور اسد میں ہوتا ہے تو موسم باراں خیال کیا جاتا ہے اور یہ فصل برکھا کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ جب سنبلہ اور میزان میں داخل ہوتا ہے تو بارش کا اختتام اور سرمایہ کا آغاز خیال کیا جاتا ہے، یہ موسم بھی سرد ہے۔ قوس و عقرب میں داخلے کے وقت جاڑا ہے۔ جدی اور دلو کے زمانے میں موسم سرما و گرما کے درمیان یعنی معتدل سمجھا جاتا ہے اور موسم کو ششر کہتے ہیں۔ یہ اشخاص سال کے تین حصے کرتے ہیں، اور ہر حصے کو کال کہتے ہیں جس کا آغاز ماہ پھاگن سے ہوتا ہے۔ گرمی کے چار مہینے دھپ کال، بارش کے چار ماہ برکھا کال اور جاڑے کے چار ماہ سیت کال کہلاتے ہیں۔ ہندوستان کے حصے میں صرف تین ہی موسم ہوتے ہیں۔ جب آفتاب، حوت، حمل، ثور اور جوزا میں ہوتا ہے تو زمانہ گرمی کا سمجھا جاتا ہے۔ سرطان، اسد، سنبلہ اور میزان کے زمانے میں موسم باراں ہوتا ہے اور عقرب، قوس، جدی و دلو میں موسم سرما ہوتا ہے۔ اہل ہند شمسی سال کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ حصۂ اول برج حمل سے اخیر سنبلہ تک۔ اس حصے کو اُتر گول کہتے ہیں۔ شمالی معدل النہار اس سے منطبق ہے۔

دوسرا حصہ اوّل میزان سے آخر حوت تک۔ اس حصّے کو دلکھن گول کے نام سے یاد کرتے ہیں اور جنوبی معدل النہار کا حساب اسی سے کیا جاتا ہے۔
اس کے علاوہ اوّل جدی سے آخر جوزا تک کے زمانے کو اُترا ین کہتے ہیں، اس وقت آفتاب اُتر کی طرف ہوتا ہے اور اوّل سرطان سے آخر قوس تک کے موسم کو دچھناین کہتے ہیں۔ اس زمانے میں آفتاب کا رخ دکن کی طرف ہوتا ہے بیشتر واقعات جو پہلے حصّۂ موسم میں رونما ہوتے ہیں، مبارک خیال کئے جاتے ہیں۔
ہندوؤں نے شبانہ روز کو ساٹھ حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔ ہر حصّے کو گھڑی کہتے ہیں۔ ہر گھڑی ساٹھ پل اور ہر پل میں ساٹھ ناری ہوتی ہیں۔ ناری کو بپل بھی کہتے ہیں۔ ہر ناری تندرست اور صحیح المزاج انسان کے چھ نفس کے برابر ہے بشرطیکہ انسان دوڑ دھوپ اور غصّہ و غضب سے محفوظ ہو صحیح و تندرست انسان ایک گھڑی میں تین سو ساٹھ مرتبہ سانس لیتا ہے اور شبانہ روز میں اکیس ہزار چھ سو مرتبہ۔
ایک گروہ لکھتا ہے کہ سانس باہر کھینچنے کو سواس اور سانس اندر لینے کو پرسواس کہتے ہیں اور ان دونوں کے مجموعے کا نام پران ہے۔ ایک پل میں چھ پران ہوتے ہیں اور ساٹھ پل کی ایک گھڑی ہوتی ہے۔
نجومی ساعت شبانہ روز کا چوبیسواں حصّہ ہے جو $2\frac{1}{2}$ گھڑی کے برابر ہے۔
ہر رات دن چار حصّوں میں منقسم ہے۔ ہر حصّے کو پہر کہتے ہیں، لیکن ہر پہر برابر نہیں ہوتا۔

تاریخ خطائی

یہ فرقہ اپنی تاریخ کو عالم کی پیدائش سے آغاز کرتا ہے۔ ان کے عقیدے میں ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک آٹھ ہزار آٹھ سو چار اسی دن گزرے ہیں۔ ہر دن میں دس ہزار سال ہوتے ہیں۔ اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ عالم کی زندگی تین لاکھ دن ہے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ دُنیا تین لاکھ ساٹھ ہزار دن قائم رہے گی۔ اس گروہ میں حقیقی شمسی سال و قمری ماہ رائج ہیں اور ہر سال کی ابتدا اُس وقت سے سمجھی جاتی ہے نصف راہ برج دلو کی طے کر لیتا ہے۔ اس عام عقیدے کے خلاف محی الدین مغربی

سال کی ابتدا اس وقت سے سمجھتا ہے جبکہ آفتاب برج دلو کے سولھویں حصّے میں سے گزرتا ہے۔ بعضوں نے بجائے سولھویں حصّے کے سترھویں اور بعضوں نے اٹھارھویں حصّے کو آغاز سال کا وقت مقرر کیا ہے۔ اس آئین کے مطابق رات و دن بارہ حصّوں میں منقسم کئے گئے ہیں اور ہر حصّے کو چاغ کہتے ہیں۔ چاغ آٹھ کہہ میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر کہہ کا ایک جداگانہ نام ہے۔ اہل خطا نے شبانہ روز کو دس ہزار فننگ میں تقسیم کیا ہے اور اس تقسیم کے لحاظ سے قمری سال کے تین دورے ہیں جن کو شانگ ون، جونگ ون اور خاون کہتے ہیں۔ ہر دورے میں ساٹھ برس ہوتے ہیں اور ہر دورے کے ہر سال کو دُہرے نشانات سے متعیّن کرتے ہیں۔ دورے کی گردش دس اور بارہ مختلف نشانات سے متمائز ہے۔ پہلے نمبروں سے صرف سال اور دن کا شمار ہوتا ہے دوسرے نمبروں سے علاوہ سال اور دن کے اجزائے یوم کو بھی شمار کرتے ہیں۔ مذکورۂ بالا دونوں دور کو ترکیب دے کر سنین بتاتے اور تفصیلی حساب تیار کرتے ہیں۔

ترکی سنہ

اس سنہ کو الغوری بھی کہتے ہیں۔ یہ سنہ خطائی سنہ سے مشابہ ہے۔ سوا اس کے کہ ترکوں کے نزدیک ان کے سنہ کا دورہ بارہ درجوں میں ختم ہو جاتا ہے۔ سال اور دنوں کا شمار ان میں وہی ہے جو اہل خطا میں رائج ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بعض نجومی نقشے یعنی سالانہ جنتریاں دس ہی دور کی بنائی جاتی ہیں۔ ان کے سنہ کی ابتدا لامعلوم ہے۔ ابوریحان بیرونی کا قول ہے کہ ترکوں نے رومیوں کی ناقص تقسیم پر نو کا مزید اضافہ کر کے مجموعے کو بارہ پر تقسیم کیا ہے اور موش سے ابتدا کرنے کے بعد جس جانور پر کہ خارج قسمت ختم ہوتا ہے، سال اسی جانور کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، لیکن یہ امر تجربے کے خلاف ہے جس کا اندازہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح ہر دور میں ایک سال کی کمی ہو جاتی ہے لیکن بظاہر اصل مقصود یہ ہے کہ تقسیم کے بعد جو باقی رہتا ہے اس کو مختلف نشان حیوانات پر

طرح کرتے چلے جاتے ہیں اور موش سے ابتدا کرکے جس جانور پر کہ یہ بقیہ عدد ختم ہوتا ہے اُسی کے نام سے سال کا آغاز کرتے ہیں۔ اگرچہ سنہ کی ابتدا کا پتا نہیں چلتا لیکن اس سے دورے کے سال اور اُس کے نام کے متعلق کچھ نہ کچھ واقفیت ضرور ہو جاتی ہے۔

اگر ملکی سنہ کے غیر مکمل سال پر سات کا اضافہ کرکے مجموعے کو بارہ پر تقسیم کریں اور جو عدد باقی رہے اس کا اس طرح شمار کریں کہ موش سے ابتدا ہو تو جس جانور پر عدد کا خاتمہ ہوگا سال اُس جانور کے نام سے موسوم ہوگا۔ اس کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

(۱) سیچقان۔ موش (چوہا)

(۲) اُود۔ گاؤ (بیل)

(۳) پارس۔ پلنگ (چیتا)

(۴) توشقان۔ خرگوش۔

(۵) لوئی۔ نہنگ (گھڑیال)

(۶) ییلان۔ مار (سانپ)

(۷) یُونت۔ اسپ (گھوڑا)

(۸) قو۔ گوسفند (بکرا)

(۹) ہیچ۔ بوزنہ (بندر)

(۱۰) تخاقو۔ مرغ۔

(۱۱) ایت۔ سگ۔ (کتا)

(۱۲) تنگوز۔ خوک (سور)

ان ناموں میں ائیل کے لفظ کا جو سال کے معنیٰ میں ہے اضافہ کرتے ہیں۔

تاریخ منجم

ان کے سال کی ابتدا بھی آفرینش عالم سے ہے۔ اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ عالم کی پیدائش کے وقت تمام سیارے برج حمل میں تھے۔ ان کا سال شمسی ہے۔

اور اس حساب سے آج کی تاریخ تک ایک لاکھ چوراسی ہزار چھ سو چھیانوے برس گزرے ہیں۔

تاریخ آدم

اس سنہ کی ابتدا پیدائش آدم علیہ السلام سے ہے۔ اس گروہ کا سال شمسی اور قمری مہینے ہوتے ہیں۔ ایلخانی اور دوسرے ماہرین فن کی روایت کے موافق اس سنہ کے اس وقت تک پانچ ہزار تین سو ترپن سال شمسی گزرے ہیں اکثر مصنفین کے نزدیک اس سنہ کے چھ ہزار تین سو چھیالیس سال شمسی اور بعض کے حساب سے چھ ہزار نو سو اڑتیس سال شمسی گزر چکے ہیں۔ ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ اب تک چھ ہزار نو سو بیس سال گزرے ہیں۔ عیسائی ماہرین فن کا خیال ہے کہ پیدائش آدم سے اس وقت تک چھ ہزار سات سو ترانوے سال گزرے ہیں۔

تاریخ یہود

یہودی بھی اپنے سنہ کی ابتدا پیدائش آدم علیہ السلام سمجھتے ہیں۔ ان کے سال شمسی اور مہینے قمری اصطلاحی ہوتے ہیں۔ مہینے اور دن کا شمار تازی رسم کے مطابق ہوتا ہے۔ ان کے سال دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک بسیط جس میں لوند نہیں ہوتا اور دوسرا عبور، جس میں اس طرح کے اضافے کی ضرورت ہوتی ہے اور ہندیوں کی طرح اس میں ہر تیسرے سال ایک مہینے کا اضافہ ہوتا ہے

تاریخ طوفان

اس سنہ کی ابتدا حادثۂ طوفان سمجھی جاتی ہے۔ ان کے سال شمسی حقیقی اور مہینے قمری حقیقی ہوتے ہیں۔ سال کی ابتدا آفتاب کا برج حمل میں داخلہ ہے۔ ابومعشر بلخی نے

کواکب کے وسط پر پہنچنے کو اسی تاریخ پر مبنی کیا ہے۔ اس سنہ کو آج کی تاریخ تک چار ہزار چھ سو چھیانوے سال گزرے ہیں۔

تاریخ بخت نصر

بخت نصر بادشاہ نے اپنی تخت نشینی کی تاریخ سے اس سنہ کی ابتدا کی۔ اس کے سال شمسی اور اصطلاحی ہیں۔ سال میں تین سو پینسٹھ دن ہوتے ہیں۔ اس سنہ کا ہر مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے لیکن سال کے آخری مہینے میں پانچ دن کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ بطلیموس نے سیاروں کی حرکات کا اسی تاریخ پر تعین کیا ہے۔ اس سنہ کو دو ہزار تین سو اکتالیس سال گزرے ہیں۔

تاریخ پیلیس

پیلیس کو فیلیس اور فیلقس بھی کہتے ہیں اور یہ سکندر رما قدوتی کے نام سے وابستہ ہے۔ اس سنہ کا آغاز سکندر مذکور کی تاریخ وفات سے سمجھا جاتا ہے۔ اس کے سال اور مہینے اصطلاحی شمسی ہیں۔ شاون اسکندر ثانی نے اوساط کواکب کے اصول کو قانون میں اور بطلیموس نے اپنے مشاہدات کو مجسطی میں اسی سنہ کے مطابق درج کیا ہے۔ اس سنہ کے آج تک ایک ہزار نو سو سترہ برس گزرے ہیں۔

تاریخ قبطی

یہ سنہ بہت پرانا ہے۔ بتانی کا قول ہے کہ اس سنہ کے مہینے اور روز اصطلاحی ہیں۔ اس سنہ کا سال بھی تین سو پینسٹھ روز کا ہوتا ہے اور اس میں کسر نہیں ہوتی۔ زیج سلطانی کی تحریر کے موافق اس گروہ کا سال اور اس کے مہینے رومیوں کے قواعد کے موافق ہوتے ہیں۔ اس سنہ میں بھی لوند ہوتا ہے لیکن قبطی لوند رومی لوند سے

چند ماہ پہلے شروع ہو جاتا ہے۔

تاریخ رومی

اس سنہ کا سال اور اس کے مہینے بھی اصطلاحی ہیں۔ ہر سال ¼ ۳۶۵ دن کا ہوتا ہے۔ بعض زیجات میں کسر ¼ سے بھی کم ہے۔ کسر کے بارے میں مختلف اقوال مذکور ہیں جو مندرجۂ ذیل ہیں۔ بطلیموس کے نزدیک یہ کسر چودہ دقیقے اڑتالیس ثانیے کی ہے۔ ایلخانی تاریخ میں کسر چودہ دقیقے بتیس ثانیہ تیس ثالثہ ستاون ثالثہ ہے۔

اہل خطا کی زیج کے حساب کے مطابق چودہ دقیقہ چھتیس ثانیہ مرقوم ہے۔

جدید رصد گورگانی میں چودہ دقیقہ تینتیس ثانیہ مرقوم ہے۔

محی الدین مغربی کی رائے میں بارہ دقیقہ صحیح ہے۔ بتانی رصد کے مطابق تیرہ دقیقہ چھتیس ثانیہ ہے۔ محی الدین مغربی کا قول ہے کہ بعض رومی نجومیوں نے کسر کو ¼ سے زائد اعتبار کیا اور بعض اہل فن نے اس کو ¼ سے کم خیال کیا ان ہر دو اقوال کی بنا پر امر اوسط کو صحیح ترین سمجھ کر کسر کو ¼ مقرر کرنا بہترین طریقہ خیال کیا گیا۔

ایک گروہ کا خیال ہے کہ رومیوں نے رصد کے ذریعے سے ٹھیک ¼ معین کیا ہے اس لئے ان کا سال حقیقتاً شمسی سال ہے۔ ملا علی قوشجی حساب اوّل کے اعتبار سے بھی اس سال کو حقیقی شمسی خیال کرتا ہے۔ اس سنہ کی ابتدا اسکندر ثانی یعنی ذوالقرنین کی وفات ہے۔ لیکن سکندر کی موت کے بارہ سال بعد سے سنہ کی ابتدا کی گئی ہے۔

ایک گروہ کا خیال ہے کہ سکندر ثانی اپنے جلوس کے ساتویں سال اپنے وطن مقدونیہ سے جہاں کشائی کے لئے روانہ ہوا اور اُس وقت اُس نے اس سنہ کو مقرر کیا۔

محی الدین مغربی کی رائے ہے کہ اس سنہ کی ابتدا اسولوقس کی تاریخ جلوس سے ہوئی، یہ وہی شخص ہے جس نے شہر انطاکیہ کو آباد کیا۔ یہودی و سریانی اقوام میں بھی یہی سنہ رائج تھا۔

بیان کرتے ہیں کہ سکندر فیلقوس فارس فتح کرنے کے لئے یونان سے روانہ ہوا اور بیت المقدس کی طرف سے گزرا۔ سکندر نے شام کے یہودی علما کو طلب کیا اور اُن کو حکم دیا کہ تاریخ موسوی کو منسوخ کر کے اپنے قبائل میں بھی رومی سنہ کو رواج دیں؛ علمائے یہود نے جواب دیا کہ ہمارے اسلاف کے دستور کے مطابق کوئی تاریخ ہزار سال سے زیادہ رائج نہیں رہتی۔ امسال ہمارے سنہ کو ایک ہزار سال گزر جائیں گے اور ہم سال آئندہ سے شاہی حکم کی تعمیل کریں گے۔ چنانچہ یہودیوں نے اپنے قول کی پابندی کی اور ان میں بھی سنہ رومی رائج ہو گیا۔

اس زمانے میں سکندر کی عمر ستائیس سال تھی۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ رومی سنہ دراصل عبرانی ہے' چنانچہ کوشیار اپنے زیج جامع میں کہتا ہے کہ سوا مہینوں کے نام کے رومی و عبرانی سنین میں اور کوئی فرق نہیں ہے۔

شامی سال تشرین الاوّل سے شروع ہوتا ہے۔ قدیم زمانے میں سنہ کی ابتدا اُس وقت سے ہوئی جبکہ آفتاب چہارم درجۂ میزان میں ہوتا تھا' لیکن اب ابتدائے سال گیارہ درجے میزان پر خیال کیا جاتا ہے۔ رومیوں کے نزدیک سال کی ابتدا کانون ثانی کی پہلی تاریخ ہے' جبکہ آفتاب برج جدی کے بیسویں حصّے میں ہوتا ہے۔ بتّانی کے خیال میں تاریخ رومی فیلقوس پدر اسکندر یونانی کی مقرر کردہ ہے لیکن اُس نے اپنے فرزند کی شہرت و نام آوری کے لئے اس کو اسکندر کی طرف منسوب کر دیا۔

بتّانی نے اپنی زیج میں سیاروں کی اوسط رفتار کو اسی تاریخ کی بنا پر مرتب کیا اس سنہ کے اس وقت تک ایک ہزار نو سو پانچ برس گزر چکے ہیں۔

تاریخ اغسطوس

اغسطوس رومیوں کا پہلا قیصر ہے۔ اس کے عہد حکومت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس سنہ کے سال رومی اور ماہ قبطی ہیں۔ اس سال کا آخری مہینہ پینتیس روز کا ہوتا ہے' جو لوند کے سال میں چھتیس روز کا شمار کیا جاتا ہے۔ اس سنہ کو ایک ہزار چھ سو تیئیس سال

اب تک گزر چکے ہیں۔

تاریخ نصاریٰ

اس سنہ کی ابتدا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی تاریخ ولادت ہے۔ رومیوں کی طرح ان کا سال بھی تین سو پینسٹھ روز پانچ ساعت کا ہوتا ہے۔ چار سال کے بعد دوسرے مہینے کے آخر میں ایک روز کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

شبانہ روز کی ابتدا بارہ بجے شب سے کی جاتی ہے۔

نصاریٰ نے بھی اہل عرب کی طرح ہفتے کے ہر روز کا ایک نام مقرر کیا ہے اور ہفتے کی ابتدا یکشنبہ سے کرتے ہیں۔

اکثر افراد کے خیال میں سال کی ابتدا اس وقت ہوتی ہے جبکہ آفتاب برج جدی کے اوّل درجے میں ہوتا ہے۔ بعض اہل نجوم سال کا آغاز اُس وقت کرتے ہیں جبکہ آفتاب برج جدی کے آٹھویں درجے میں ہوتا ہے۔

تاریخ انطونیس رومی

یہ سنہ انطونیس کے یوم جلوس سے شروع ہوتا ہے۔ اس سنہ کے سال رومی اور قبطی ہیں۔ بطلیموس نے اپنی کتاب مجسطی میں اسی سنہ کے مطابق ستاروں کے مقامات تحریر کئے ہیں۔

سنہ مذکور کو اس وقت تک ایک ہزار چار سو ستاون برس گزرے ہیں۔

تاریخ قلطیانوس رومی

یہ فرمانروا عیسوی مذہب کا پیرو تھا۔ تاریخ کی ابتدا اس کا یوم جلوس ہے اس سنہ کے سال رومی اور مہینے قبطی ہیں۔ اس سنہ کو اس وقت تک ایک ہزار دس سال گذرے ہیں۔

تاریخ ہجری

مذہب اسلام سے قبل ملک عرب میں مختلف تاریخیں رائج تھیں مثلاً تاریخ بنائے کعبہ یا زمانۂ فرمانروائی عمرو بن ربیعہ جس نے ملکِ حجاز میں بت پرستی کا سنگ بنیاد رکھا۔
عام الفیل تک یہی تاریخیں رائج ہیں۔ واقعۂ فیل کے بعد تاریخ بدلی اور عام الفیل کا سنہ رائج ہوا۔

ملک عرب میں دستور تھا کہ ہر قوم کسی مشہور واقعے کو اپنے سنہ کی ابتدا مقرر کر لیتی تھی۔

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد بابرکت میں کوئی سنہ و تاریخ رائج نہ تھی بلکہ ہجرت کا ہر سال جداگانہ ناموں سے موسوم کر کے بطور سنہ استعمال کیا جاتا تھا، مثلاً سال اوّل کو سال اِذن (مکۂ معظمہ سے مدینۂ منورہ کو جانے کی اجازت حاصل ہونا) اور سال دوم کو سالِ اَمر (غیر مسلمین سے جہاد کرنے کا حکم) کے اسماء سے موسوم کر کے سنین لکھے جاتے تھے۔

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں حاکم یمن حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ بارگاہ خلافت میں معروضہ پیش کیا کہ امیر المومنین کے نامۂ گرامی ماہ شعبان میں بارگاہ خلافت سے روانہ ہوئے ہیں لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ماہ مذکور سے کس سال کا شعبان مراد ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس شوریٰ طلب فرما کر صحابہ سے اس معاملے میں رائے طلب کی۔

بعض حضرات نے رائے دی کہ سنہ یہود جاری کیا جائے۔ حکیم ہرمزان نے عرض کیا کہ اہل فارس کے درمیان ایک قسم کا حساب رائج ہے جسے ماہ روز کہتے ہیں اور اُس کی مفصّل کیفیت عرض کر کے اس سنہ کے جاری کرنے کا مشورہ دیا، لیکن دونوں سنین میں لوند کا حساب ضروری تھا اس لئے حضرت خلیفۂ راشد نے پسند نہ فرمایا اور آخر کار ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سنہ اسلامی کا آغاز قرار پائی۔

اس سنہ میں ماہ کا آغاز رویت ہلال پر منحصر ہے جو آفتاب کے مطلقاً غروب ہو جانے کے بعد اُفق آسمان پر نمودار ہوتا ہے۔ ایک رویت سے لے کر دوسری جدید جدید رویت تک کا زمانہ مہینا خیال کیا جاتا ہے۔ ایک مہینہ تیس روز سے زائد اور اُنتیس روز سے کم کا نہیں ہوتا۔

بعض اوقات متواتر چار ماہ تیس دن کے اور تین مہینے اُنتیس دن کے ہوتے ہیں۔ اہل نجوم نے رویت ہلال کو نظر انداز کر کے قمری مہینوں کا دو طریقوں پر تعین کیا ہے۔ اوّل حقیقی۔ یہ طریقہ وہ ہے جس میں کسی خاص مقام سے آفتاب اور چاند کے فاصلے کا تعین کرتے ہیں، خواہ ہر دو ایک ہی برج میں جمع ہوں یا یہ کہ ماہتاب اس برج میں ہو جو برج آفتاب کے مقابل واقع ہے۔ اس متعین مقام سے چاند دورہ شروع کر کے جب پھر اسی مقام پر واپس آتا ہے تو جو وقفہ اس کامل دورے میں صرف ہوتا ہے اسی کو مہینے کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ دوم اصطلاحی۔ چونکہ چاند کی گردش مختلف ہوا کرتی ہے اور ان مختلف دوروں کا صحیح طور پر اندازہ کرنا مشکل ہے۔ نیز یہ کہ ان مختلف دوروں میں چاند کی شکلوں کا علم حاصل کرنا دشوار ہے اس لئے چاند کی اوسط حرکت کو معیار مقرر کر کے اسی حرکت کو مہینے کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

زیج جدید میں چاند کی تمام و کمال حرکت اوسط اُنتیس روز بارہ ساعت چوالیس دقیقے مقرر کی گئی ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جو کسر نصف سے زائد ہوتی ہے اس کو ایک شمار کرتے ہیں۔

اسی قاعدے کی بنا پر جب کسر نصف سے زائد ہو جاتی ہے تو ماہ محرم کو تیس دن کا مہینہ شمار کرتے ہیں اور دوسرے مہینے کو اُنتیس دن کا اور آخر سال تک اسی ترتیب کے مطابق مہینوں کے دن مقرر کرتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ لوند کے سال کے علاوہ ہر معمولی سال کا آخری مہینہ یعنی ذی الحجہ اُنتیس دن کا شمار کیا جاتا ہے۔

سال قمری وسطی تین سو چوّن روز آٹھ ساعت اڑتالیس دقیقے کا ہوتا ہے یعنی شمسی اصطلاحی سال سے دس روز اکیس ساعت بارہ دقیقے کم۔

میرزا الغ بیگ نے زیج جدید کو اسی سنہ کے مطابق ترتیب دیا ہے۔

سنہ ہجری کے اس زمانے تک ایکہزار دو سال گزر چکے ہیں۔

تاریخ یزدجرد

یہ تاریخ یزدجرد ابن شہریار پرویز بن ہرمز بن نوشیروان کے نام سے موسوم ہے لیکن اس کی ابتدا جمشید کے یوم جلوس سے ہوتی ہے۔ جمشید کے بعد ہر فرمانروا اپنے وقت جلوس کے لحاظ سے تاریخ میں جدید تغیر کرتا رہا۔

یزدجرد نے بھی اپنے اسلاف کے طریقۂ عمل پر عمل کیا اور اپنی تخت نشینی پر اس تاریخ میں تبدیلی کی۔ اس سنہ کے سال یونانی ہیں لیکن ان کا طریقہ یہ ہے کہ ہر سال کسر کو جمع کرتے جاتے ہیں۔ ہوا ایک سو بیس سال کے آخر میں کسر کا مجموعہ ایک ماہ کے برابر ہوتا ہے اور یہ سال تیرہ ماہ کا سمجھا جاتا ہے۔

پہلی مرتبہ فروردین کے مہینے پر اضافہ ہوتا ہے اور بار دیگر اردی بہشت پر و ہر بار جس مہینے پر زائد ماہ کا اضافہ کرتے ہیں اس کو اسی مہینے سے موسوم کرتے ہیں (یعنی پہلی مرتبہ دو مہینے فروردین کے اور بار دیگر دو مہینے اردی بہشت کے شمار کیئے جاتے ہیں۔

غرضکہ یہ سنہ یزدجرد کے نام سے مشہور ہوا لیکن جب اس کا دور حکومت ختم ہوا تو مذکورۂ بالا لوند کا حساب بھی متروک ہوگیا۔

اس سنہ کے سال و ماہ بھی اصطلاحی شمسی ہیں۔

اس سنہ کو اس وقت تک نوسو تر سٹھ سال گزر چکے ہیں۔

تاریخ ملکی

اس تاریخ کو جلالی بھی کہتے ہیں۔ اس تاریخ کے تقرر سے پیشتر فارسی سنہ رائج تھا چونکہ اس تاریخ میں لوند کی وجہ سے بعید پیچیدگی پیدا ہوگئی تھی اور اس کی وجہ سے حساب میں خلل واقع ہوتا تھا اس لیئے سلطان جلال الدین ملک شاہ سلجوقی کے عہد میں عمر خیام وغیرہ حکما نے بادشاہ کے حکم سے تاریخ جلالی کو ایجاد کیا۔

سال کی ابتدا آفتاب کے برج حمل میں داخل ہونے پر کی جاتی ہے۔
اس کے پیشتر سنہ کے سال و ماہ حقیقی تھے لیکن اب ماہ اصطلاحی ہیں۔
ہر مہینہ تیس روز کا ہوتا ہے لیکن اسفندار کے آخر میں پانچ یا چھ روز کا اضافہ کر کے سال کے دن پورے کر لیتے ہیں۔ اس سنہ کو اب تک پانچ سو سولہ سال گزرے ہیں۔

تاریخ خانی

اس سنہ کی ابتدا غازان خاں کا یوم جلوس ہے اور ایلخانی زیج پر مبنی ہے۔ اس سنہ کے سال و ماہ حقیقی شمسی ہیں۔ اس تاریخ کی وضع سے پیشتر غازان خانی ممالک کے دفاتر میں سنہ ہجری رائج تھا اور سال بھی ہجری تھا۔
اس قاعدے کی بنا پر رعایا پر ظلم و بیداد کے دروازے کھلے تھے اس لئے کہ اکتیس قمری سال کے تیس شمسی سال ہوتے ہیں اور ملک کا دستور یہ تھا کہ مالگزاری قمری سال کے حساب سے وصول کی جاتی تھی اور منافع و آمدنی کے تمام کاروبار میں شمسی سنہ رائج تھا، غازان خاں نے ظلم سے رعایا کو محفوظ و مامون رکھنے کے لئے اس تاریخ کو جاری کیا۔ اس سنہ کے مہینوں کے نام ترکی ہیں۔ سوائے اس کے کہ ہر ماہ پر لفظ خانی کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اس سنہ کو اب تک دو سو ترانوے سال گزرے ہیں۔

تاریخ الٰہی

عرصۂ دراز سے قبلۂ عالم کا ارادہ تھا کہ ملک ہندوستان میں جدید سال و ماہ جاری فرما کر دقتیں رفع کریں اور سہولتیں بہم پہنچائیں۔
جہاں پناہ سنہ ہجری کو بوجہ اس کے نقائص کے پسند نہیں فرماتے لیکن نا عاقبت اندیش و کم فہم افراد کی کثرت کی وجہ سے جو تاریخ و سنہ کے اجرا کو بھی ایک دینی مسئلہ سمجھتے ہیں۔ حضرت کی خاطر دریا طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ اس گروہ کی دل شکنی فرمائیں اور یہ وجہ تھی کہ قبلۂ عالم ابتدا میں اپنے خیال کو عملی جامہ نہ پہنا سکے۔

ارباب بصیرت و انصاف پسند حضرات کو بخوبی معلوم ہے کہ اس دُنیاوی کاروبار کی شمع کو دین کے گوہرِ شب تاب سے کیا نسبت ہے اور اس مجازی و مادی سلسلۂ ارتباط کا حقیقت کے بیش بہا رشتے سے کیا مقابلہ۔ چونکہ دُنیا نادانی کی گرد سے غبار آلودہ تھی، اہلِ علم نے روباہ و شتر کے قصے پر عمل کیا۔

سنہ ۹۹۲ ہجری میں شاہنشاہی تنویرِ عقل و دانش نے علم و کمال کی وہ نورانی شمع جلائی جس نے اپنی بابرکت روشنی سے تمام عالم کو تاباں و درخشاں کر دیا۔ خوش نصیب و حق پسند گروہ نے بالینِ ناکامی سے سر اٹھایا اور بیہودہ گو و سست رائے افراد نے گوشۂ گمنامی میں منہ چھپایا۔ قبلۂ عالم کے نیک ارادے نے عملی جامہ پہنا اور یادگارِ حکما میر فتح اللہ شیرازی نے اس کام کو انجام دینے پر کمرِ ہمت باندھی۔ علامہ شیرازی نے جدید زیجِ گورگانی کو پیشِ نظر رکھ کر جہاں پناہ کے سالِ جلوس کو سنہ الٰہی کی ابتدا قرار دی۔

اس بہترین کام کو انجام دینے کے لئے جہاں پناہ کی دُنیاوی شان و شوکت اور حضرت کا ظاہری جاہ و جلال ہی کافی و بس تھا۔ چہ جائے کہ قبلۂ عالم کی ظاہری عزت و وجاہت کے ساتھ ساتھ حضرت کی روحانی پیشوائی کے اسرار و برکات بھی کام کر رہے ہوں۔ قبلۂ عالم نے اپنے سعادتمند بندگانِ درگاہ کی تعلیم و واقفیت کے لئے اس سنہ کو اپنی ذاتِ گرامی سے منسوب کر کے عقیدتمند گروہ کو اس تاریخ کے بقائے دوام کا مژدہ سنایا۔

سنہ الٰہی کے سال و ماہ حقیقی شمسی ہیں۔ اس سنہ میں لوند کا حساب نہیں ہے۔

فارسی کے ماہ و روز کے نام بدستور قائم رکھے گئے اور اس سنہ کے مہینے انتیس دن سے لے کر بتیس دن تک قرار پائے اور آخر الذکر مہینے کے دو دن شب و روز کے نام سے موسوم کئے گئے۔

مولف ناظرین کی مزید سہولت کے لئے ہر تاریخ کا ایک جدول ذیل میں درج کرتا ہے۔

تاریخ الٰہی	تاریخ خانی	تاریخ ملکی	تاریخ یزدجرد	تاریخ ہجری	تاریخ قلطیانس	تاریخ انطیونیس	تاریخ نصاریٰ	تاریخ اغستس	تاریخ اسکندر رومی
فروردین ماہ الٰہی	ارام ال خانی	فروردین ماہ جلالی	فروردین ماہ مذہبی	محرم			شنبریو		تشرین الاول
اردی بہشت ماہ الٰہی	ایکندی ال خانی	اردی بہشت ماہ جلالی	اردی بہشت ماہ مذہبی	صفر			فبریرو		تشرین الآخر
خورداد ماہ الٰہی	اوجیخ ال خانی	خورداد ماہ جلالی	خورداد ماہ مذہبی	ربیع الاول			مارسو		کانون الاول
تیر ماہ الٰہی	توسیخ ال خانی	تیر ماہ جلالی	تیر ماہ مذہبی	ربیع الآخر	[illegible]	[illegible]	ابریل	[illegible]	کانون الآخر
امرداد ماہ الٰہی	بیشنیخ ال خانی	امرداد ماہ جلالی	امرداد ماہ مذہبی	جمادی الاول	[illegible]	[illegible]	مایو	[illegible]	شباط
شہریور ماہ الٰہی	التیخ ال خانی	شہریور ماہ جلالی	شہریور ماہ مذہبی	جمادی الآخر	[illegible]	[illegible]	شونیو	[illegible]	آزار
مہر ماہ الٰہی	یتیخ ال خانی	مہر ماہ جلالی	مہر ماہ مذہبی	رجب	[illegible]	[illegible]	شولیو	[illegible]	نیسان
آبان ماہ الٰہی	سکسیخ ال خانی	آبان ماہ جلالی	آبان ماہ مذہبی	شعبان	[illegible]	[illegible]	اگوستو	[illegible]	ایار
آذر ماہ الٰہی	طوقسیخ ال خانی	آذر ماہ جلالی	آذر ماہ مذہبی	رمضان	[illegible]	[illegible]	ستنبرو	[illegible]	حزیران
دے ماہ الٰہی	اوتیخ ال خانی	دے ماہ جلالی	دے ماہ مذہبی	شوال			ادی توبرو		تموز
بہمن ماہ الٰہی	اوسیخ ال خانی	بہمن ماہ جلالی	بہمن ماہ مذہبی	ذی قعدہ			نووبنرو		آب
اسفندار ماہ الٰہی	جقسایات ال خانی	اسفندار ماہ جلالی	اسفندار ماہ مذہبی	ذی حجہ			دی زنبرو		ایلول

نوٹ:- تاریخ نصاریٰ کے مہینوں کے نام پرتگالی زبان کے ہیں

تاریخ قبطی	تاریخ فیلیپس	تاریخ طوفان	تاریخ بخت نصر	تاریخ یہود	تاریخ آدم	تاریخ اکامیان	تاریخ الفور	نام ماہہائے خطائی	نام ماہہائے تاریخ ہندی
توت	ثوث	.	ثوث	تسری	.	.	آرام آی	چیوه	چیت
قاذفی یا فاقی	بابه	.	بابه	مرحشوان - مرحشوان پرحشوان - مرحشوان	.	.	اکیندی آی	ثرژده	بیساکه
اثور	اتوریا اتور	.	اثور یا اثور	کسلیو یا پسلیو	.	.	اوچنج آی	ساموه	جیٹھ
خورق	کیهک	.	کیهک	طیبیث	.	.	دروخ آی	هروه	اساڑھ
طوبی	طوبه	.	طوبه	شقط یا شباط	.	.	بیتنج آی	اوده	ساون
ماخیر	امشیر یا مشیر	.	امشیر یا مشیر	ازار	.	.	التینج آی	لوده	بھادوں
فمانوث	برمهات	.	برمهات	نیسن	.	.	تنیج آی	جهوه	کنوار
فرموتی	برموده	.	برمودو	ایر یا ایار	.	.	کمسنج آی	باده	کاتک
فاخون	بشنس یا فشنس	.	بشنس یا بشنس	سیون یا سیوان	.	.	طوفسنج آی	کهوه	اگهن
فاونی	بونه	.	بونه	تمز	.	.	اوتنج آی	شبوه	پوس
ابیفی	ابیب	.	ابیب	اوب یا آب	.	.	اونیرج آی	شی البوه	ماگھ
ماسوری	مسری	.	مسری	ایلول	.	.	مف بات آی	سروه	پھاگن

واقعات عالم جو سال اور مہینوں کی پابندی کے ساتھ معرض تحریر میں لائے جاتے ہیں اُن کو فن تاریخ اور اس فن کے علما کو مورخ کہتے ہیں۔

ہندوستان، خطا، فرنگ و یہود وغیرہ ممالک و اقوام کے حالات میں بیشمار کتابیں اس فن کی موجود ہیں۔ اہل اسلام میں سب سے پیشتر حجاز میں جس شخص نے اس فن پر کتاب تصنیف کی وہ محمد بن اسحاق ہے۔

محمد بن اسحاق کے بعد جن مورخین نے تاریخ کی کتابیں تالیف کیں، اُن کے نام حسب ذیل ہیں۔

وہب بن منبہ، واقدی، اصمعی، ابو عبداللہ مسلم بن قتیبہ، اعثم کوفی، محمد مقنع (مقفع یا مقنع) حکیم علی مسکویہ، فخر الدین محمد بن ابی داؤد بناکیتی۔ ابو الفرج عماد الدین ابن کثیر مقدسی، ابو حنیفہ دینوری، محمد بن عبداللہ مسعودی، ابن خلکان، امام یافعی، ابونصر عتبی،

عجمی مورخین کے اسما یہ ہیں۔

فردوسی طوسی، ابوالحسن بیہقی، ابوالحسن مولف تاریخ خسروی، خواجہ ابوالفضل بیہقی، عباس بن مصعب، احمد بن سیار، ابو اسحٰق بزاز، محمد بلخی، ابوالقاسم کعبی، ابوالحسن فارسی، صدر الدین محمد صاحب تاج المآثر، عبداللہ منہاج جرجانی (مولف طبقات ناصری) کبیر الدین عراقی، ابوالقاسم کاشغی مولف زبدہ، خواجہ ابوالفضل مصنف کتاب مخزن البلاغت، عطاء الملوک، علاء الدین جوینی برادر خواجہ شمس الدین (صاحب دیوان و مولف تاریخ جہاں کشا) حمداللہ مستوفی قزوینی، قاضی نظام الدین بیضاوی، خواجہ رشید طبیب و حافظ آبرو وغیرہ۔

قدیم زمانے سے واقعات عالم کی ابتدا یا سنہ وقوع کو محفوظ رکھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ایک لفظ یا مصرع ایسا تلاش کرتے ہیں کہ اُس کے حرف کے اعداد کا مجموعہ اُس واقعے کا سنہ وقوع ہوتا ہے، اس صنعت کو بھی تاریخ کہتے ہیں، چنانچہ قبلۂ عالم کے جلوس مبارک کی تاریخ نصرت اکبر دکام بخش ہے۔ پیشتر اس صنعت کا رواج بہت کم تھا، چنانچہ بوعلی پور سینا کی بابت یہ اشعار مشہور ہیں۔

حجت الحق بوعلی سینا	در شجع ۳۷۳ آمد از عدم بوجود
در شصا ۳۹۱ کل علم حاصل کرد	در تکز ۴۲۷ کرد ایں جہاں بدرود

سپہ سالار بادشاہ کا نائب ہے۔ صوبے کے سپاہی اور وہاں کی رعیت اُس کے زیر فرمان ہیں جن کی رفاہ و اطمینان سپہ سالار کے منصفانہ طرز حکومت پر منحصر ہے۔

اس افسر کو ہر امر میں رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھنا چاہئے اور خدا کی حمد اور اُس کی طاعت وعبادت کرے۔ مخلوق کی خیر اندیشی سے کبھی کنارہ کشی اور اپنی جفاکشی کی عادت میں فرق نہ آنے دے۔

بیہودہ گوئی اور سخت کلامی نہ کرے اور اپنے ماتحتوں کی خواہ اُس سے دور ہوں یا نزدیک، قدر شناسی کرے اور اُن کے حالات سے آگہی حاصل کرنا اپنا فریضۂ ملازمت خیال کرے۔ جو کام کہ ماتحتوں کا فریضہ ہے اُسے اپنی اولاد کے سپرد نہ کرے اور جو امر کہ فرزند بجا لا سکتے ہوں اُسے خود انجام دینے کی کوشش نہ کرے۔

ہر کام میں اپنے سے زیادہ عاقل و انجام اندیش شخص سے مشورہ کرے اور اگر ایسا کوئی ایک شخص میسر نہ آئے تو چند منتخب اشخاص سے رائے طلب کرے اور اُس پہ غور کر کے عمل کرے۔

زیادہ اشخاص کو اپنا راز نہ بتائے، کیونکہ عقلمند وہی خواہ و بے غرض مشیر دنیا میں کمیاب ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُنھی میں کا کوئی فرد فتنہ و فساد برپا کرے اور کام کرنے کا موقع

ہاتھ سے جاتا رہے۔
اپنی عہدہ داری کو رعیت کی پاسبانی کا واسطہ خیال کرے' دوراندیشی سے کام کرے۔ اور مخلوق کی مزاج شناسی کو حکومت کا آئین سمجھ کر شائستہ زندگی بسر کرے۔
مہربانی و غصہ ہر دو صفت کو عقل و انجام اندیشی کا تابع بنائے اور ہر کام کی نوعیت کا اندازہ کرے اور دلپسند نصیحتوں کے ذریعے سے فتنہ پرداز گروہ کو مطیع و فرمانبردار رکھے۔
اگر یہ جماعت اس طرح کے سلوک سے بھی اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو سختی سے کام لے اور اگر ضرورت ہو سخت کلامی اور ڈرانے دھمکانے یا سزا دینے اور قید کرنے اور اُن کے اعضائے بدن کاٹنے میں بھی تامل نہ کرے لیکن اس کے ساتھ جان لینے میں حتی الامکان بے حد احتیاط کرے' زبان کو گالیوں سے آلودہ نہ کرے' اس لئے کہ یہ مذموم حرکت بازاریوں کی بدترین عادت ہے۔
گفتگو کرنے میں قسمیں نہ کھائے کیونکہ اس فعل سے خود متکلم جھوٹا معلوم ہوتا ہے اور مخاطب کو اُس کی طرف سے بدگمانی ہو جاتی ہے۔ مقدمات کے فیصل کرنے میں صرف گواہوں کے بیانات اور طرفین کی قسموں کو کافی نہ سمجھے بلکہ ہر قسم کے جرحی سوالات کرے اور اہل مقدمہ نیز گواہوں کے قیافے پر پوری نظر کر کے ان کی طبیعت کا اندازہ اور اُن کی فطرت کی شناخت کرے۔ اپنے ان فرائض کو دوسروں کے سپرد کر کے خود ذمہ داری سے نہ بچے۔
انصاف طلب افراد کو انتظار کی تکلیف نہ پہنچائے۔ خطاکاری سے چشم پوشی کرے اور اہل تقصیر کے عذرات کو قبول کرے۔
اس طرح اپنی زندگی بسر کرے کہ اُس کے اطوار و اعمال سے اس کی شرافت و وقار کو صدمہ نہ پہنچے۔
بنی نوع انسان کے عقاید میں دخل نہ دے۔ ظاہر ہے کہ صاحب فہم و فراست افراد دُنیاوی معاملات میں جو چند روزہ فانی ہیں' دیدہ و دانستہ نقصان برداشت کرنا پسند نہیں کرتے چہ جائے کہ دینی تعلقات میں جو دُنیا کے خلاف ہمیشہ رہنے والے اور باقی ہیں۔ اگر انسان اپنے دینی عقائد میں راستباز ہے تو ایسے شخص کے مذہب و ایمان میں دست اندازی کرنا گناہ ہے اور اگر باطل پرستی میں مبتلا ہے تو روحانی بیمار ہے

اور یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ بیمار علاج و تیمار داری کا مستحق ہے نہ کہ سختی و شدت کا۔

اپنے علاقے کا ہر حصہ ایک جفاکش و راستباز عامل کے سپرد کرے اور مختلف راستوں پر قابل اعتماد پاسبانوں کو مقرر کرے اور خود ان عمال اور پاسبانوں کے حالات سے ہمیشہ واقفیت حاصل کرتا رہے۔

سپہ سالار کو چاہیئے کہ جاسوسی کے لئے نیک طینت، دوراندیش، سچے اور بےلوث، راست گفتار، بے طمع اشخاص مقرر کرے۔ اگر ایسے افراد جمع نہ ہوں تو ہر کام پر چند ایسے اشخاص کا تقرر کرے جو ایک دوسرے سے شناسا نہ ہوں اور ہر شخص کے معروضے کو خود بغور پڑھے اور ان کی تحریرات سے صحیح حالات معلوم کرے۔

خرچ کو ہمیشہ آمدنی سے کم رکھے اور پس انداز رقم کا ایک حصہ اہل احتیاج کو عنایت کرے، خاصکر ایسے مستحقوں کو جو زبان سے اپنی احتیاج بیان نہیں کرتے۔

سپاہ و فوج کے ساز و سامان کی طرف سے قطعاً غافل نہ رہے۔

سواری و تیر افگنی و بندوق اندازی کے مشاغل اور اُن کی مشق خود بھی جاری رکھے اور اپنے ماتحتوں کو بھی ان ورزشوں میں مصروف رہنے کی تاکید کرے۔

لوگوں کو اپنی صحبت میں شریک کرنے اور ہمنشین اصحاب کو ہمراز بنانے میں بےحد ہوشیاری و احتیاط سے کام لے، اس لئے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بدطینت و بداطوار اشخاص خلوص و محبت کا اظہار کرتے اور چرب زبانی و سخن سازی سے اپنے کو بہترین گروہ میں داخل کر کے بیجا فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

اُس پر لازم ہے کہ زراعت کو ترقی دے اور اُفتادہ زمین کے آباد کرنے میں پوری کوشش کرے۔ عوام کے ساتھ اخلاص و ہمدردی سے پیش آئے اور کسانوں کی امداد کرنا خدائے برتر کی بہترین عبادت خیال کرے۔

بے غرض و بےلوث افراد کو تحصیل مالگزاری پر مقرر کرے اور ہر وقت اُن کی کارگذاری سے کامل واقفیت حاصل کرتا رہے۔

حوض، باؤلیاں، باغ و سرائے و دیگر مفید عمارتیں تعمیر کرائے۔ قدیم عمارات و دیگر آثار قدیمہ کی مرمت برابر کراتا رہے اور پریشاں خاطر و خانہ نشین نہ ہو کیونکہ یہ شیوہ تارک الدنیا اور معتزل نشینوں کا ہے۔ اس کے ساتھ ہی عوام کی صحبت میں بیٹھنے اور ہر وقت اپنے گرد

جمع رکھنے کی بھی عادت نہ ڈالے کیونکہ یہ فعل ظاہر پرست اور نا عاقبت اندیش لوگوں کا ہے۔
اُسے لازم ہے کہ خدا کے مقبول بندوں کی تعظیم و توقیر کرے اور حق طلب اور گوشہ نشین افراد سے جو خدا طلبی میں بال پریشان و برہنہ پا تک ہو چکے ہیں ہمیشہ اعانت کا طلبگار رہے۔

آفتاب سے برکات حاصل کرنے اور اس معرفت الٰہی کے روشن و تاباں چراغ ہدایت سے اکتساب نور کرنے کو آتش پرستی نہ خیال کرے۔

بیدار رہنے کی عادت ڈالے اور سونے اور کھانے کو حد اعتدال سے نہ بڑھنے دے۔

دُنیاوی معاملات اور قلبی افکار سے فرصت ملے تو حکمت کی کتابوں کا مطالعہ کرے اور اُن کی ہدایت پر عمل کرے۔

اگر حکمت کی کتابیں اُس کے حق طلب دل کو سیر نہ کر سکیں تو مثنوی حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو بغور پڑھے اور اس کے الفاظ و اشعار کی صنعت و خوبی کا فریفتہ نہ ہو بلکہ معانی و مطلب کو ذہن نشین کرے۔ کلیلہ و دمنہ کی تجربہ آموز حکایات کے پڑھنے اور اُن پر غور کرنے کا طبیعت کو خوگر بنائے اور اس طرح دُنیا کے نشیب و فراز سے واقفیت حاصل کر کے گزشتہ بزرگوں کے تجربات کو خود اپنے تجربے خیال کرے۔ مفید اور حقیقی علوم کی طرف توجہ کرے اور افسانوں پر وقت ضائع نہ کرے۔

اُسے چاہیئے کہ نیک طینت اور واقف کار شخص کو اپنا ہمنشین بنائے اور اُسے اس امر کا اختیار دے کہ اُس کے روزمرہ کے ہر فعل و قول کو غور سے دیکھے اور جو امر اس کی فہم و عقل کے مطابق قابل اعتراض ہو اُس سے اُسے راز میں آگاہ کرے۔

اس امر کا لحاظ رکھے کہ اگر اقوال و افعال کی نیک و بد شناخت میں اس ہمنشین سے غلطی واقع ہو جائے تو اس کی سرزنش نہ کرے اس لئے کہ قدیم زمانے سے عقلا ایسی راست گفتاری سے پرہیز کرتے ہیں جو مخاطب کو بُری معلوم ہو خصوصاً غیظ و غضب کی حالت میں جب کہ عقل پر غفلت کے پردے پڑ جاتے ہیں اور طبیعت غصے کے ہیجان میں بے قابو ہو جاتی ہے۔ ہمنشین زیادہ تر حیلہ ساز اور عیبوں کو بڑھانے والے ہوتے ہیں۔ اور اگر اتفاق سے ان میں کوئی ایسا ہو جو سچا درد رکھتا ہو تو وہ خوف سے خاموش رہتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ ایسے شخص جو دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے خود نقصان برداشت کریں دُنیا میں

کمیاب ہیں۔

بدگو و بدنام کنندہ اشخاص کے بیان پر غصہ نہ کرے بلکہ دوراندیشی سے کام لے کیونکہ بدطینت لوگ جو سخن سازی میں کمال رکھتے ہیں اپنی پختہ کاری کی وجہ سے جھوٹ کو سچ بنا کر پیش کرتے اور خود کو بے غرض ظاہر کرکے دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اپنی ذات کو کبھی مستقل مقیم نہ خیال کرے بلکہ ہمیشہ طلبی کے وقت حضور میں حاضر ہونے کے لئے تیار رہے۔ کینہ وری و بد باطنی سے پرہیز کرے اور نرمی و ملائمت کو اپنا شعار بنائے۔

قدیم خاندانوں کو نظرانداز نہ کرے اور اسلاف و بزرگوں کے کمالات کو پیش نظر رکھ کر اُن کے نا قابل جانشینوں کا لحاظ کرے۔

اس امر کی کامل نگہداشت رکھے کہ جب دین الٰہی کے پیرو آپس میں ملاقات کریں تو جو شخص عمر میں چھوٹا ہو وہ اللہ اکبر کہے اور بزرگ جواب میں جل جلالہ کہے اور ایک سال سے کم عمر کی بکری یا بھیڑ ذبح نہ کی جائے اور شاگرد و چیلے اپنی پیدائش کے روز سے لے کر ایک ماہ تک قطعاً گوشت خواری سے پرہیز کرے

اپنے ذبح کئے ہوئے جانور کے گوشت کے گرد نہ پھٹکیں۔

عورتوں سے کم صحبت کریں اور حاملہ کو اپنا ہم بستر نہ بنائے۔

عام طور پر وفات کے بعد فاتحہ کا جو کھانا ہوتا ہے وہ خود ہر سال اپنی پیدائش کے روز پکوا کر اہل احتیاج کو کھلائیں۔

جب آفتاب ایک برج کا دورہ کرکے دوسرے برج میں قدم رکھے تو بیدار ہو کر عبادت کرے اور خواب غفلت سے لوگوں کو ہشیار کرنے کے لئے توپ و بندوق سر کرے۔

طلوع آفتاب اور نصف شب گذرنے پر جو آفتاب کے بار دگر بلند ہونے کا وقت ہے نقارہ بجوا کر سب کو آگاہ کرے

—٭٭٭—

آئین (۳)

فوجدار

جس طرح کہ قبلۂ عالم ممالک محروسہ کی آبادی اور اُس کی معموری کا خیال مدِّنظر رکھ کر ہر صوبے میں ایک جدید سپہ سالار کا تقرر فرماتے ہیں اسی طرح اپنی بہترین سیاست و مصلحت کے لحاظ سے چند پرگنوں پر ایک خاص ملازم مقرر کرتے ہیں۔

یہ شخص جری، انصاف پسند، بے غرض، پایہ شناس اور پابند عہد و پیمان ہوتا ہے جس کو عام طور پر فوجدار کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اطاعت و خدمتگزاری کے لحاظ سے اس عہدہ دار کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ اس کا فرض ہے کہ اگر کسان یا خالصے کا تحصیلدار یا کوئی جاگیردار سرکشی کرے تو اُسے بیشتر ملائم و نرم الفاظ میں اطاعت قبول کرنے کی نصیحت کرے اور اگر زبانی پیغام ناکام رہے تو خاص عہدہ دار بالادست کی اجازت حاصل کر کے تنبیہ و تادیب کے لئے اپنے مقام سے حرکت کرے۔

اپنا خیمہ باغیوں کے جوار میں نصب کرے اور کبھی کبھی اُن کی جان و مال کو نقصان پہنچاتا رہے لیکن یک بیک کھلے میدان میں جنگ آزمائی نہ کرے۔

جس خدمت کو پیادے انجام دے سکتے ہوں اُس پر سواروں کو مقرر نہ کرے۔

کسی قلعے کو سر کرنے میں تیز دستی و جلدی نہ کرے۔ اپنے قیام کے لئے ایسی جگہ اختیار کرے جو تیر و توپ و بندوق کی زد سے محفوظ ہو۔ آمد و رفت کے راستے بند کرے۔

اور شبخون سے غافل نہ رہے اور اپنے لئے ہمیشہ جائے پناہ تیار رکھے اور رسالۂ شب گرد کو ہمیشہ مستعد و کارگزار رکھے۔

غنیم کی فرودگاہ کو تباہ و تاراج کرنے کے بعد مالِ غنیمت تقسیم کرنے میں مساوات برتے اور کُل مال کا پانچواں حصہ خالصۂ مبارک میں داخل کرے۔

اگر کسی موضع کی آمدنی میں بقایا واجب الادا ہو تو بیشتر اس رقم کا حساب صاف کرے۔

فوج کے گھوڑوں اور اُن کے ساز و سامان کی کامل نگہداشت کرے۔

اگر کسی سپاہی کے پاس گھوڑا نہ ہو تو اُس کے ہمراہیوں پر ہر شخص کی حیثیت کے موافق رقم عائد کرے کہ اُس سوار کے لئے گھوڑا فراہم کریں۔

اگر جانور کسی مہم میں تلف ہو گیا ہے تو ایسی حالت میں سرکار سے گھوڑا عطا کرے۔

ایک دفتر سواروں اور پیادوں کی حاضری و غیر حاضری کا ہمیشہ تیار رکھے اور اُس کی نقل برابر بارگاہ شاہی میں روانہ کرتا رہے۔

اس امر کا ہمیشہ لحاظ رکھے کہ احکام شاہی کی تعمیل میں کسی طرح کا فرق نہ آئے۔

آئین (۴)

میر عدل و قاضی

اگرچہ حکومت اور ملک و رعایا کی خبر گیری کرنا درحقیقت فرمانروایان عالم کا فریضہ اور اُن کا منصب عالی ہے لیکن چونکہ ایک شخص کی طاقت سے یہ امر باہر ہے کہ وہ تمام سررشتوں کی نگرانی کر سکے، اس لئے فرمانروائے مُلک اپنے ایک خادم خاص کو اس خدمت پر مامور فرماتے ہیں کہ وہ عدل و انصاف کے ذریعے سے رعایا کے حقوق کی حفاظت کرے۔

اس شخص کو صاحب بصیرت و دریا دل ہونا چاہئے اور اس کا اہم فریضہ یہ ہے کہ مقدمات کے فیصلے کرنے میں صرف گواہوں کی شہادت اور حلف و قسم پر اعتبار نہ کرے بلکہ ہر قسم کی تحقیقات سے معاملے کی تہ کو پہنچنے کی کوشش کرے۔

یہ مثل مشہور ہے کہ مقدمات کی حقیقت و نوعیت سے قاضی جاہل اور طرفین یعنی مدعی و مدعی علیہ واقف و آگاہ ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ جب تک قاضی کمال تحقیق و روشن دماغی سے کام نہ لے گا اُس کا معاملے کی تہ کو پہنچنا بیحد دشوار و مشکل ہوگا۔

انسانی طبائع کی شرارت و طمع پرستی کی وجہ سے گواہ اور اُس کی قسم پر کسی قسم کا اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا اُسے چاہیئے کہ ہر شخص کے افعال و اقوال کی نوعیت کا

اندازہ کرکے غیر جانبدارانہ رویہ اختیار کرے اور مظلوم وظالم میں امتیاز کرے اور معلوم کرنے کے بعد جرأت وصداقت کے ساتھ اپنی رائے کے مطابق عمل کرے۔

مقدّمات کے فیصلہ کرنے میں پیشتر ہر جزوی وکلّی واقعات کی بابت سوالات کرے اور واقعۂ متعلّقہ کے تمام اسباب وحالات سے آگاہی حاصل کرے اور ہر جزئی معاملے کے رطب ویابس کی تحقیق وتفتیش کرے اور ہر قسم کے سوالات اور گفتگو سے واقعے کی تہ کو پہنچے۔

گواہوں کے بیانات معرض تحریر میں لائے اور جب اس کام کو فہم وفراست ومعاملہ فہمی کے ساتھ بتدریج انجام کو پہنچائے تو مقدّمۂ متعلّقہ کے دیگر امور کو برائے چندے ملتوی کرکے دوسرے کاموں کی طرف متوجّہ ہو اور دوسروں پر اپنی رائے ظاہر نہ کرے۔

قلیل مدّت کے بعد پھر اس مقدّمے پر توجّہ کرے اور از سرِنو واقعات کی تفتیش وحالات کی پرشش کرے اور قوّت امتیازی سے کام لے کر صداقت وراستبازی کے ساتھ معاملے کو انجام تک پہنچائے۔ جب قابلیت واستعداد نیز جرأت وہمّت ایک ہی شخص میں نہیں پائی جاتیں تو دو مختلف اشخاص کا تقرر کیا جاتا ہے۔

ایک شخص قاضی کے عہدے پر مامور ہوتا ہے جو واقعات کی تحقیق وتفتیش کرے اور دوسرا شخص میرعدل کے عہدے پر فائز ہو جو قاضی کی تحقیقات کے مطابق مقدمات کو فیصل کرے۔

فہرست مضامین

آئین اکبری جلد اوّل حصۂ اوّل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۳۷	۲۲	سات ۷	سات ۔	۴۴۷	۵	چرغ	چرخ
〃	۵	بڑھنی	بڑھئی	۴۵۱	۷	پالوگرا	پالوگڑ
۴۱۲	۲۳	سرحشمہ	سرچشمہ	۴۶۶	۱	خوبیاں	خوبیاں
۴۱۴	۱۲	وردگذاشت	فروگذاشت	۵۰۰	۱۴	عربدو سازی	عربدہ سازی
۴۲۰	۲۵	محقف	مخفّف	۵۲۹	۲۱	باخریقے	باحریفے
۴۳۷	۱۵	یوزنانوں	یوزبانوں	۵۶۹	۵	فقنہ پوواز	فتنہ پرداز